ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

صنمخانۂ عشق

سنہ ۱۳۰۶ھ

تصنیف لطیف استاذ الاساتذہ ملک الشعرا مفتی منشی
امیر احمد امیر مینائی لکھنوی استاد نواب خلد آشیان
والی ریاست رامپور

باہتمام

جناب مولوی محمود احمد صاحب انور مینائی

۱۳۳۲ھ

امیر المطابع حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

إنّ من الشعر لحکمة وإنّ من البیان لسحرا

صنمخانۂ عشق

سنہ ۱۳۰۶ھ

تصنیف لطیف استادالاساتذہ ملک الشعرا مفتی منشی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی

استادِ نواب خلد آشیان والیٔ ریاست رامپور

باہتمام

جناب مولوی محمود احمد صاحب انور مینائی

۱۳۳۲ھ

1913

امیر المطابع حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

طبع سوم دو ہزار جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ آفتاب نہیں ہے گرم اُسکی کبریائی کا ۔۔۔ کہ ذرہ ذرہ ہے آئینہ خود نمائی کا

پکارتا ہے یہ انداز و نازِ توبہ شکن ۔۔۔ کہ آئے وہ جسے دعویٰ ہو پارسائی کا

زمانے بھر کے حسین کیون نہ جان دین اُسپر ۔۔۔ چلن اُسی سے تو سیکھا ہو دلربائی کا

دکھا کے تیغ وہ نا آشنا یہ کہتا ہے ۔۔۔ یہ گھاٹ ہو مرے دریائے آشنائی کا

دراز عمر ہو مشاطۂ تصور کی ۔۔۔ مزہ وصال کا دیتا ہو غم جُدائی کا

فقیر اُسکی گلی کا ہون مین عجب کیا ہے ۔۔۔ جو تاجِ شاہ ہو کاسہ مری گدائی کا

پسند ہے اُسے چوکھٹ پہ اپنی سجدۂ عجز ۔۔۔ ستارہ اوج پہ ہے داغِ جبہہ سائی کا

یہ کسکی راہ مین کھوئے گئے کہ ہمسے خضر ۔۔۔ طریق پوچھتے ہین آکے رہنمائی کا

حیا تو یہ کہ ہے ستر ہزار پردون مین ۔۔۔ مگر ہے شوق اُسے عالم آشنائی کا

سمجھ رہا ہے جسے حشر و نشر تو زاہد ۔۔۔ کرشمہ وہ بھی ہے اک اُسکی خوش ادائی کا

رسائی کچھ نہین دشوار بام تک اُسکے ۔۔۔ نگاہ مین زینہ جو اقرارِ نارسائی کا

چلون جو دیر کو مین توڑ کر بتِ پندار ۔۔۔ تو غل بتون مین ہو اللہ کی دُہائی کا

طریقِ عشق مین گم ہو کے پہنچے منزل پر
نیا یہ راستہ سوجھا ہمین رسائی کا

رہِ طلب مین ادب ہی سے سرفرازی ہے
مزہ کلیم سے پوچھو برہنہ پائی کا

خدا خدا جو کرے اور خودی کا دم بھی بھرے
بڑا فریبی ہے جھوٹا ہی وہ خدائی کا

جو بندہ ہے تو مزہ بندگی مین پیدا کر
نہین وہ بندہ جسے ذوق ہو رہائی کا

بشر سے حمدِ الٰہی امیر کیا ممکن
پہاڑ اُٹھائے کہان حوصلہ یہ رائی کا

سکۂ رائج جب سے دینِ مصطفےٰ کا ہوگیا
غلغلہ ساری خدائی مین خدا کا ہوگیا

جب سے دِل دیوانہ محبوبِ خدا کا ہوگیا
مصطفےٰ اُسکے ہوے وہ مصطفےٰ کا ہوگیا

حشر مین نیچے لوائے حمد کے پائی جگہ
ظلِ رحمت سایۂ اُس زلفِ رسا کا ہوگیا

چارہ سازی درحقیقت کی تو نامِ پاک نے
نام اطبا کا ہوا شہرہ دوا کا ہوگیا

اولِ بعثت مین ختم الانبیا پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا مین انتہا کا ہوگیا

جب پئے گلگشت باغون مین مدینے کے چلی
پھولون کی ڈالی وہین دامن صبا کا ہوگیا

یادِ لب مین ہجر نے دی وصل کی لذت مجھے
زہرِ قاتل مین اثر آبِ بقا کا ہوگیا

موم پتھر کو یہ اُس فخرِ سلیمان نے کیا
حلقۂ خاتم نگینِ نقشِ پا کا ہوگیا

شربتِ دیدار نے اچھی دوا دی وقتِ نزع
خوب بیڑا پار اس دردِ آشنا کا ہوگیا

طوق دینِ مصطفےٰ کا جسکی گردن مین پڑا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہوگیا

جزوِ ایمان کہکے کیا رتبہ بڑھایا آپ نے
چشمِ حورانِ جنان مین گھر حیا کا ہوگیا

چار بالش پر حکومت کی کیا جسدن جلوس
حاکم آب و آتش و خاک و ہوا کا ہوگیا

چودھوین کا چاند دکھلا کر یہ کہتا ہے فلک
لو شبیہِ پاک کا تیار خاکا ہوگیا

رحمتِ حق کیون نہو نازل محب پر آپ کے
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہوگیا

روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیلِ عرش
آشیانہ اُس گرفتارِ بلا کا ہوگیا

خاتمہ جب ہو گیا بالخیر تو سمجھا یہ مین
ختم مجھپر لطف ختم الانبیا کا ہو گیا

التجا پر امتِ عاصی کی جب آمین کہی
بول بالا ان غریبون کی دعا کا ہو گیا

دونون رخسارونکی مدحت مین ہوا موزون جو
ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کا ہو گیا

نعت مین ہمنے جو لکھا ایک پرچہ بھی امیر
ملگئی دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہو گیا

حسنِ مطلق کا ازل کے دن سے مین دیوانہ تھا
لامکان کہتے ہین جسکو وہ مرا کاشانہ تھا

دل کا حاکم جان کا مالک غمِ جانانہ تھا
میہمان جسکو مین سمجھا تھا وہ صاحب خانہ تھا

بے تعلق کیا ہمین اُس کے تصور نے کیا
جب جھکایا سر گریبان اپنا خلوت خانہ تھا

باغِ عالم کا تماشا باعثِ غفلت ہوا
دیکھنا آنکھون کا کانون کے لیے افسانہ تھا

شکر صد شکر اُس حسین کے نور سے روشن ہے دل
شمعِ رخ پر جسکے جبرئیلِ امین پروانہ تھا

اسقدر اُسکے تصور نے ستایا ہے مجھے
شبہہ ہوتا ہے کہ ہستی مین کبھی تھا یا نہ تھا

کیا ہوا انکار اگر اصرارِ موسیٰ پر ہوا
یہ کمالِ شوق تھا وہ نازِ معشوقانہ تھا

گل سراپا گوش بنتے کیون نہ سُننے کے لیے
چہچہے بلبل کے گلشن مین ترا افسانہ تھا

دار پر چڑھ کر انا الحق جو کہا منصور نے
وہ بھی اک تیرا کرشمہ ہمّت مردانہ تھا

ہم غلط فہمی سے سمجھے قتل کرنے کو عتاب
اور وہان اک چھیڑ تھی اک نازِ معشوقانہ تھا

سُن لیے دو حرف جسنے ہو گیا مستِ عشق
چشمِ افسون ساز کا افسون مرا افسانہ تھا

وعظ کی مجلس مین بھی آئے تو یون مستانِ عشق
مے کی بوتل تھی بغل مین ہاتھ مین پیمانہ تھا

جمگھٹے لیلیٰ وشون کے دیکھنے سے شہر مین
جا کے جنگل مین بسا مجنون بڑا دیوانہ تھا

وصل ہوتا کسطرح خلوت کہان تھی رات کو
پھول تھے نرگس کے رکھے شمع تھی پروانہ تھا

مزرعِ عالم مین مجھسا سوختہ قسمت کہان
جل گیا قسمت کا میری کھیت مین جو دانہ تھا

دَیر کی تحقیر کر اتنی نہ اے شیخِ حرم
آج کعبہ بنگیا کل تک یہی بتخانہ تھا

آزما دیکھا اُسے سَو بار ہمنے اے امیر
آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ تھا

مین پڑا مست ہون جنت مرا کاشانہ تھا
حور ساقی چشمۂ کوثر مرا پیمانہ تھا

موسم گل مین چمن کیسا پری میخانہ تھا
پھول جو تھا وہ کسی محبوب کا پیمانہ تھا

پھول بھی تھے پھل بھی تھے اس سرزمین پر کیا نہ تھا
آج ہے ویران کبھی آباد وہ ویرانہ تھا

ہائے کیا دن تھے کہ دورِ بادۂ و پیمانہ تھا
بادشاہون کا جلوخانہ درِ میخانہ تھا

دیگئی منصور کو سولی ادب کے ترک پر
تھا انا الحق حق مگر اک حرفِ گستاخانہ تھا

مین تڑپ کر کیون لگاتا ناز برداری مین داغ
رُک کے خنجر پھیرنا تو نازِ معشوقانہ تھا

پھول جس گھر مین چُنے جاتے تھے اب ڈہین پھول
آج وہ ماتم سرا ہے کل جو عشرت خانہ تھا

یار اُدھر بدمست مین بیخود تکلف برطرف
ایسی صحبت مین جو آتا ہوش کیا دیوانہ تھا

نیند کے جھونکے چلے آتے تھے کیون ہنگامِ ذبح
تیغ قاتل کی زبان پر کون سا افسانہ تھا

حسنِ خطِ سبز نے کیسا مجھے دھوکا دیا
مین نہ سمجھا کچھ یہ سبزہ سبزۂ بیگانہ تھا

آج جس دل کا کوئی گاہک نہین کل تک یہی
حور کا آئینہ تھا زلفِ پری کا شانہ تھا

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتلِ عام کا
جب کہا یہ کیا تو بولے نازِ معشوقانہ تھا

کہتے ہین فرہاد و شیرین کا سُنا کل ہمنے حال
خاک پتھر تھا مزہ پھیکا سا اک افسانہ تھا

گور مین آکر ہوا کوئی نہ غربت کا شریک
جو یگانہ تھا جھپکتے ہی پلک بیگانہ تھا

پوچھتا پھرتا ہے غم اُسکا مرے سینے مین اب
کیا ہوا وہ جو یہان دل نام اک ویرانہ تھا

حال میرا سنکے وہ بولے کہ جی دُکھنے لگا
ہائے کس کمبخت کس بیدرد کا افسانہ تھا

تر پسینے ہی مین شمعین تیری محفل کی رہین
گو پرون سے پنکھیا جھلتا ہر اک پروانہ تھا

وان نگاہین تیز تیز اور یان تھین آہین درد خیز
وصل کی شب اُس طرف افسون ادھر افسانہ تھا

جام جم کو دیکھتے ہی مین نے پہچانا امیر

میرے ہی میخانے کا چھوٹا سا اک پیمانہ تھا

آنکھون مین نور تیرا دل مین سرور تیرا
دروازے سے ہی گھر تک سارا ظہور تیرا

جنت مین بھی ہے چرچا اے رشکِ حور تیرا
شہرہ ہے اللہ اللہ اب دور دور تیرا

تو مہر تیرے آگے سب قطرہ ہاے شبنم
انکا کہان ٹھکانا جب ہو ظہور تیرا

اے چشمِ شوق وہ تو ہر رنگ مین ہے ظاہر
اب بھی جو تو نہ دیکھے تو ہے قصور تیرا

مین آئنہ ہون تیرا تو آئنہ ہے میرا
تجھ مین ظہور میرا مجھ مین ظہور تیرا

مدہوشِ عشق ہوکر جا بزمِ معرفت مین
پردہ نہ بیچ مین ہو غافل شعور تیرا

ہے بیخودی ہی جس سے ہوتا ہے قرب حاصل
غائب جو آپ سے ہو پائے حضور تیرا

خورشید واہ سب مین جلوے ترے ہین لیکن
ایسی کہان ہین آنکھین دیکھین جو نور تیرا

اے دل جو اُسکے غم کو تجھ مین جگہ ملی ہے
رکھا ہے نام ہمنے دار السرور تیرا

نادان امیر ناحق امیدوار ہے تو
دل دیکھے پھیر دے گا وہ آپ ضرور تیرا

نہ شوقِ وصل کا موقع نہ ذوقِ آشنائی کا
مین اک ناچیز بندہ اور اُسے دعویٰ خدائیکا

پڑا صد شکر جو داغ اپنے سینے مین جدائیکا
ستارہ بنگیا آخر وہ صبحِ آشنائیکا

درازی دھیان مین آتی ہے کب روزِ قیامت کی
کہ اک پیوند ہے پیراہنِ روزِ جدائیکا

بہے جو موج اپنے بحرِ خون مین حلقہ ای قاتل
الٰہی ہو وہ چھلا تیری انگشتِ حنائیکا

نوید وصل عاشق کے لیے ہو صدمہ فرقت
اُبھرنا بیٹھ جانا ہے محیطِ آشنائیکا

جلاتا کیون ہے ایدل مجکو شوقِ وصل بھڑکا کر
ارے اس آگ سے تو پھونکدی پردہ جدائیکا

الٰہی کون سے مجرم کی آمد ہے قیامت مین
ہوا ہے حکم رحمت کو یہ کس کی پیشوائیکا

ہدف دل کو بناتے ہین جو کچھ کہیے تو کہتے ہین
سکھاتے ہین چلن تیرونکو لینے دلربائیکا

پہنچکر پاس تک بیخود ہوے پہنچے نہ مطلب کو
رسائی نے دیا کیا داغ ہمکو نارسائیکا

قدم تیرا جہان پڑتا ہے بو مہندی کی آتی ہے
ترے نقشِ قدم مین رنگ ہے پاے حنائیکا

شبِ وصلت نزاکت اُنکی شوقِ وصل سے بولی
ترس کھا مجھپہ ظالم وقت ہے بیدست و پائیکا

وفا منظور اسکو بھی نہین ہے اُسکی فرقت مین
سبق پڑہنے چلی ہے عمر اُس سے بیوفائیکا

تمھین تم آئنہ خانے مین ہو چارو نطرف دیکھو
کہو جی اب بھی کچھہ ارمان نکلا خودنمائیکا

لپٹ کر سیکڑون کالی بلائین بوسے لیتی ہین
انہین باتون سے منہ کالا ہے شبہاے جدائیکا

سر اُسکے پاؤن پر رکھیے بنائی ہین یہ بت جسنے
مزہ ہے خاک تھہرا ہے بت پر جبہہ سائیکا

بہت ہی بھر گیا ہے عمر کا پیمانہ اب چھلکا
چراغ اک جھلملاتا سا ہے بزمِ آشنائیکا

قفس مین ہون مگر سارا چمن آنکھون کے آگے ہے
رہائی کے برابر اب تصور ہے رہائیکا

نہین ممکن ہے سونا ہجر مین نیند آ نہین سکتی
طلا یہ پھر رہا ہے آنکھہ مین طوقِ طلائیکا

امیرِ خستہ جان آفت مین ہے یا حیدرِ صفدر
کرو امداد اُسکی وقت ہے مشکلکشائی کا

ترے بندون سے کرتے ہین یہ بت دعوی خدائیکا
تماشا دیکھتا ہون تیری شانِ کبریائیکا

دکھایا مہر نے جلوہ جو اُن کو خودنمائیکا
تو بولے چور ہے تو بھی مرے رنگِ طلائیکا

لچکتی ہے جو شاخِ گل مین اس غیرت سے مرتا ہون
کہان دیکھا لچکنا اسنے اُس نازک کلائیکا

نئی دھج اسنے مقتل مین دکھائی تیغ جانون کو
لگایا بانکپن پر اور طرہ کج ادائیکا

نیا افسانہ کہہ واعظ تو شاید گرم ہو مجلس
قیامت تو پرانا حال ہے روزِ جدائیکا

نہ پہنچے ہاے نے بے بال و پری سے شاخِ گل تک بھی
چمن سے پیچلے ہم پھول داغِ نارسائیکا

خدا کی شان ہے ترسا کرین ہم دیکھنے والے
مزہ آئینہ لوٹے یار تیری خودنمائیکا

رلایا حسرتِ پابوس مین مجکو لہو برسون
تصور رنگ لایا کیا ترے پاے حنائیکا

نزاکت دیکھنا رنگِ حنا سے وہ یہ کہتا ہے
کہ تجھپر خون ہے ظالم مری نازک کلائیکا

کہا جب وصل مین مین نے کہ آنکھون سے لڑین آنکھین
تو بولے ہان ابھی ارمان باقی ہے لڑائیکا

کیا رسوا اسے عالم چھپ کے پردے مین مجھی تو نے
تری عصمت کے سر پر خون میری پارسائی کا

کہین کالا تو اخورشید محشر بھی نہو جائے
بہا ہے چھیل کر کاجل مری شام جدائی کا

اُسے دیکھا جو آتے نزع مین امید بول اٹھی
کہ دیکھو روکنے والا وہ آیا میری آئی کا

ہزار آئینے آئین روبرو آنکھین نکھولین ہم
پسند آتا نہین ہمکو یہ شیوہ خودنمائی کا

کف ہمت ہے مثل مہر دل سے بادشاہ اپنا
ہلال آسا تہ ناخن نہین کاسہ گدائی کا

یہ کودک طبع کیا جانین کہ مین جور معلم ہون
پڑا ہے چہرۂ تیلی پہ پردہ بدنمائی کا

سیہ بختی نے پہنچایا ہے مجکو اہل بینش تک
گزر آنکھون مین سرمے کی بدولت ہے سلائی کا

ہوا ظاہر یہ ہندو کی جبین پر دیکھکر ٹیکا
کہ ہے کافر کو بھی داغ اُسکے در کی جبہہ سائی کا

امیر اک بات بھی واعظ نہین کہتا خدا لگتی
خدا جانے بکا کرتا ہے کیا جھوٹا خدائی کا

لیے ہے آفتاب حشر بھی کاسہ گدائی کا
ستارہ خوب ہی چمکا ترے رنگ طلائی کا

یہ شکوہ بیوفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دل لگانیکی مزہ ہے آشنائی کا

بُرا ہو یا سے اس عمر روان کی بیوفائی کا
نہ راتین وصل کی دیکھین نہ دن ہمنے جدائی کا

خدا نے ان بتون کو کچھ نئی طینت عنایت کی
خمیر انکا بنا ہے پھکے جوہر بیوفائی کا

کتروا کر اُسی کے تاج بنوائے سلاطین نے
کوئی ٹکڑا جو ہاتھ آیا مرے دل گدائی کا

ہوا تیغ ادا سے دل دونیم اپنا تو سمجھے ہم
دو ورقہ ہاتھ آیا یہ کتاب آشنائی کا

کرے کوئی جہان مین مجھسے بڑھکر بندگی تیری
تعجب کیا ہے اے بت کارخانہ ہے خدائی کا

بخوبی جانچ کرلے جنس کی بازار ہستی مین
فریب ان جو فروشون سے نہ کھا گندم نمائی کا

پھنسا کر حلقۂ گیسو مین میرے دل کو کہتے ہین
اسی زندان مین رہتا ہے گنہگار آشنائی کا

دیا بے مانگے بوسہ مین نے پھر مانگا تو وہ بولے
نہین چھٹتا ہے پڑ جاتا ہے جب لپکا گدائی کا

اکیلا ہلو تکیے مین سلا کر چلدیے یارو
بڑا ہمکو بھروسا تھا تمہاری آشنائی کا

ترقی پر کسی کی شوخیان ہین خبر ہو یارب — حیا کی جان کا دشمن ہے لپکا خود نمائی کا
حیا کو چھیڑتی ہین شوخیان چلاتی ہے عصمت — کہ اب اُٹھتا ہے اب اُٹھتا ہے پردہ پارسائی کا
عروس مرگ آئی مجھ سے ہم آغوش ہونے کو — ہوا مشاطگی پیشہ مری شام جدائی کا
پڑی ہین حسرتین مُردہ جلادے انکو اے عیسی — ذرا ہم بھی تو دیکھین کھیل قدرت آزمائی کا
بہار آئی ہے اب عصمت کا پردہ فاش ہوتا ہے — جنون کا ہاتھ ہے آج اور دامن پارسائی کا
گرے سجدے مین جب چوکھٹ پہ اُسکی چوم لی چوکھٹ — بڑہایا لیکے بوسے ہم نے رتبہ جبہہ سائی کا
مجھے لے سیمتن یہ ضعف سے چکر نہین آتا — نگاہین طوف کرتی ہین ترے طوق طلائی کا
یہ کس بیدرد نے دست نگارین خواب مین چوما — کہ فریادی ہے اب تک نیل اُس نازک کلائی کا

امیر اس خرقہ وعمامہ کو تم رہن مے کردو
ابھی تم پر نہین پھبتا ہے جامہ پارسائی کا

ان شوخ حسینون پہ جو مائل نہین ہوتا — کچھ اور بلا ہوتی ہے وہ دل نہین ہوتا
کچھ وصل کے وعدے سے بھی حاصل نہین ہوتا — خوش اتنا تو خوشی سے بھی مرا دل نہین ہوتا
گردن تن بسمل سے جدا ہو گئی کب کی — گردن سے جدا خنجر قاتل نہین ہوتا
دنیا مین پریزاد ہین خلد مین حورین — بندون سے وہ اپنے کبھی غافل نہین ہوتا
بسمل تو ہوے سیکڑون ہی سرد تڑپ کر — ٹھنڈا مرے قاتل کا مگر دل نہین ہوتا
دھبا نہین دیتا ہے لہو حسرت دل کا — اس خون سے تر دامن قاتل نہین ہوتا
دل مجھ سے لیا ہے تو ذرا بوسے لیے ہنسیے — چٹکی مین مسلنے کے لیے دل نہین ہوتا
دیوانہ ہے دنیا مین جو دیوانہ نہین ہے — عاقل وہی ہوتا ہے جو عاقل نہین ہوتا
کہتے ہین ہم آئینے مین حسن اپنا نہ دیکھین — اچھی کہی معشوقون کے کیا دل نہین ہوتا
تمکو تو نہین کہتا نہین کچھ حضرت ناصح — پر جسکو ہو بک ایسی وہ عاقل نہین ہوتا
پہلو مین انھین غیر کے بیچین ہی کردے — اتنا بھی تو تجھ سے تپش دل نہین ہوتا

گم گشتگیون بنے وہ مزا مجھکو دیا ہے
اب منہ بھی کبھی جانب منزل نہین ہوتا

عاشق سے کہین جانے کو اتنا بھی ہو کافی
غم دل کا تو ہوتا ہے اگر دل نہین ہوتا

کہتے ہین دم ذبح وہ رک رک کر کوئی پوچھے
اس ناز سے ناراض تو بسمل نہین ہوتا

فریاد کرون دل کے ستانے کی اسی سے
راضی مگر اس پر بھی مرا دل نہین ہوتا

اٹھنے کو کہے کوئی تو بنجاتی ہے جی پر
اس بزم مین جانا مجھے مشکل نہین ہوتا

فریاد بھی کرتا ہون تو اللہ سے اپنے
اس در کے سوا مین کہین سائل نہین ہوتا

انداز کسی کان کی بجلی کا اڑا لے
یہ حسن تڑپ مین تری اے دل نہین ہوتا

مرنے کی ہتون پر یہ ہوئی مشق کہ مرنا
سب کہتے ہین مشکل مجھے مشکل نہین ہوتا

دلداریون کو آئین حسین چار طرف سے
پر ہاے ستم ایک طرف دل نہین ہوتا

جس بزم مین وہ رخ سے اٹھا دیتے ہین پردہ
پروانہ وہان شمع پہ مائل نہین ہوتا

کہتے ہین کہ دل دیکے تڑپتے ہین جو عاشق
ہوتا ہے کہان درد اگر دل نہین ہوتا

یہ شعر وہ فن ہے کہ امیر اسکو جو برتو
حاصل یہی ہوتا ہے کہ حاصل نہین ہوتا

خضر رہ مقصود اگر دل نہین ہوتا
منزل کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا

برسون سے تڑپتا ہون مین بسمل نہین ہوتا
اتنا سا مرا کام بھی قاتل نہین ہوتا

جھٹکے دیے موباف کے کوڑے بھی لگائے
گیسو سے کسیطرح جدا دل نہین ہوتا

زخمون کی ہنسی پر بھی نہین آتی ہے غیرت
پورا کوئی وار اے مرے قاتل نہین ہوتا

آتا ہے جو کچھ منہ مین وہ کہہ جاتا ہے واعظ
اور اس پہ یہ طرہ ہے کہ قائل نہین ہوتا

کیا سحر ہے اس بت کی نظر مین بھی الٰہی
جب تک وہ ادھر آے یہان دل نہین ہوتا

رک رک کے تو خود پھیرتے ہین حلق پہ خنجر
اور مجھ سے شکایت ہے کہ بسمل نہین ہوتا

آئینے کو بھی روک دیا ہے کہ نہ آئے
اب آپ بھی وہ اپنے مقابل نہین ہوتا

راحت کا نکلتا نہین اسکی کوئی پہلو
مایوس بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

اُڑتا بھی ہوا سے ہے تو اُڑتا ہے اُدھر ہی
لیلیٰ سے الگ پردۂ محمل نہین ہوتا

دریاے محبت سے جو پار اُترین تو جانین
ہوتا ہے خدا جانے کہ ساحل نہین ہوتا

تیر اُسنے لگایا وہ پڑا آکے جگر پر
بیچین ہے وہ کیا جانئے دِل نہین ہوتا

جو لطف ہے آزارِ محبت مین وہ مجھکو
عیسیٰ بھی کرے پیار تو حاصل نہین ہوتا

بولے یہ خضر پار اُترنے کو جو پوچھا
دریاے محبت کا تو ساحل نہین ہوتا

وہ ہم ہین کہ زندہ ہین اور اس کوچے مین پہنچے
بے موت کوئی خلد مین داخل نہین ہوتا

جب دردِ محبت مین یہ لذت ہے تو یارب
ہر عضو مین ہر جوڑ مین کیون دل نہین ہوتا

شرم اُسکی مجھے مانعِ دیدار نہین ہے
نازک سا یہ پردہ ہے کہ حائل نہین ہوتا

ٹکڑے بھی ہے گل خون مین ڈوبا بھی ہے لیکن
اب بھی دلِ عاشق کے مقابل نہین ہوتا

حسرت سے اِدھر اور اُدھر دیکھ رہا ہے
بھوکا ترے دیدار کا سائل نہین ہوتا

تم اور کوئی کام امیر اسکو سکھاؤ
تڑپانے تڑپنے کے لیے دل نہین ہوتا

غم نہین جی تن سے نکلا دل گیا
مل گئے تم مجکو سب کچھ مل گیا

بولے وہ سینے پہ میرے رکھکے ہاتھ
کہیے اب تو اضطرابِ دل گیا

اے نگاہِ یاس تیرا ہو بُرا
گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

تیغِ قاتل ہے اسے بادِ بہار
جب چلی وہ غنچۂ دل کھل گیا

کوچۂ گیسو نہ ہاتھ آیا مجھے
کالے کوسون سیکڑون منزل گیا

مٹ گیا کاجل کا تِل اصلاح مین
مصحفِ عارض کا نقطہ چھل گیا

آبنی دم پر جہان بگڑے حضور
لب ہلا سے آپنے دِل ہل گیا

مرحلے طے کُنجِ عزلت مین کیے
بیٹھے بیٹھے سیکڑون منزل گیا

برہمن کو بت ملے تو اسے صنم
جسنے جو مانگا خدا سے مل گیا
جمع ہین سینے مین پیکان تیر کے
سیکڑون دل ہین اگر اک دل گیا

حل مرے مشکلکشا نے کی امیر
لیکے کیسی ہی کوئی مشکل گیا

داغِ غم روزِ ازل ہی مل گیا
تن مین جان آنے سے پہلو دل گیا
کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا
خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا
خواب مین آنکھین جو تلوون سے ملین
بولے اُف اُف پاؤن میرا چھل گیا
اُٹھکے جا بیٹھا جو اُنکے پاس مین
بولے کچھ مل بیٹھنے سے مل گیا
مسکرانے مین کھلا کیا وہ دہن
غنچۂ تصویر گویا کھل گیا
ہڈیون کی چاٹ پاتے ہی ہما
کیا سگِ محبوب سے ہِل مِل گیا
آئی جب صحرا مین خوش چشمونکی یاد
سامنے نرگس کا تختہ کھل گیا
پھونکدیتی کیون نہ پروانے کو شمع
پیار کرنے کو سرِ محفل گیا
مانگنے پر بوسے کے کاٹی زبان
اب دعا دینے سے بھی سائل گیا
اُس کا رُخ پھرتے ہی آنکھین پھیرین
لو اُدھر قاتل اِدھر بسمل گیا
کیا ملا مجکو ملا کر خاک مین
ہان لقب عاشق کُشی کا مل گیا

واے قسمت غافل آیا مین امیر
عمر بھر غافل رہا غافل گیا

دامنون کا نہ پتا ہے نہ گریبانون کا
حشر کہتے ہین جسے شہر ہے عریانون کا
گھر ہے اللہ کا گھر بے سروسامانون کا
پاسبانون کا یہان کام نہ دربانون کا
خاطرِ رنج و غم دور سے فرصت ہی نہین
میزبان ہوگئے ہوا مین انہین مہمانون کا
کب کسی اور کی جم سکتی ہے اس پر پٹری
توسنِ ناز ہے خو کردہ تری رانون کا

گورِ کسریٰ و فریدون پہ جو پہنچون پوچھون | تم یہان سوتے ہو کیا حال ہے ایوانون کا
اُنکے حکمون کی ہو تعمیل کہان تک مجھکو | ڈھیر شقّون کا ہے انبار ہے پروانون کا
کون گل چہرۂ رنگین کا نہین دیوانہ | باغ غنچہ ہے ترے چاک گریبانون کا
قحط روزی یہ جہان مین ہے کہ کہتے ہین ہنود | رمضان خوب مہینا ہے مسلمانون کا
کیا لکھین یار کو نامہ کہ نقاہت سے یہان | فاصلہ خامہ و کاغذ مین ہے میدانون کا
دل یہ سمجھا جو ترے بالون کا جوڑا دیکھا | ہے شکنجے مین یہ مجموعہ پریشانون کا
مانعِ بادہ کشی مجکو ہین ناحق واعظ | خرچ کیا ہوتا ہے ان حلق کے دربانون کا
سبزۂ خط نے گھٹادی ترے عارض کی بہار | تھا جو لالے کا چمن کھیت ہوا بانون کا
حشر مین قفل بھی رضوان نے نہ کھولا تھا ابھی | جا پڑا خلد مین ڈاکا مرے ارمانون کا
موجین دریا مین جو اُٹھتی ہوئی دیکھین سمجھا | یہ بھی مجمع ہے ترے چاک گریبانون کا
سُننے والون کے نہ کسطرح پھنسین طائرِ دل | دامِ صیاد کا لچھا ہے تری تانون کا
عرصۂ ہستی و طولِ شبِ گور و محشر | بُعد ہے بندہ و رب مین ابھی میدانون کا
تیر پر تیر لگاتا ہے کماندار فلک | خانۂ دل مین ہجوم آج ہے مہمانون کا
درِ جانان سے نکل کر مین پھنسا زندان مین | گرد حلقہ پئے انعام ہے دربانون کا
عشقِ رخسار مین اقبالِ سکندر پایا | آئنہ دست نگر ہے ترے حیرانون کا
لال ہو بافِ صنم گیسوِ شبگون مین نہ ڈال | خون ہو جائیگا دو چار مسلمانون کا
توڑ کر بال دیا اُسکے جو بنایا ہے چنور | ہے ہوا خواہ ہما تیرے مگس رانون کا
بسملونکی دمِ رخصت سے مدارات ضرور | یار بیڑا تری تلوار مین ہو پانون کا
آنکھ قاتل کی نہ کیونکر مرے زخمون پہ ہو تر | زہرہ پانی ہوا جاتا ہے نمکدانون کا
آدمی غیرون کی اغوا نے نہ رکھا اُن کو | کھیل سارا ہے بگاڑا انہین شیطانون کا
بیخودی آٹھ پہر گم یہ مجھے رکھتی ہے | دن کو شب رات کو ہون خواب نگہبانون کا

میرے اعضا نے پھنسایا ہے مجھے عصیان مین ۔ شکوہ آنکھون کا کرون یا مین گلہ کانون کا

قدردان چاہیے دیوان ہمارا ہے امیر
منتخب مصحفی و میر کے دیوانون کا

تابع دین کبھی دولت پہ نہ شیدا ہوگا ۔ پیرو شیر خدا کیا سگ دنیا ہوگا
یہی کاہش ہے تو کیسا تن لاغر کا پتا ۔ آج ہے موبے کمر کل پر عنقا ہوگا
معرفت کے لیے ہے ترک تعلق لازم ۔ خوب سمجھے گا وہ تنہا کو جو تنہا ہوگا
مرگ کے بعد ہے بیدار دلون کو آرام ۔ نیند بھر کر وہی سوئے گا جو جاگا ہوگا
ٹکڑے ٹکڑے نہین بیوجہ مرا دل ساقی ۔ کوئی شیشہ کسی میخانے مین ٹوٹا ہوگا
ہمنے اندیشۂ پیری مین جوانی کاٹی ۔ رات بھر خوف رہا صبح کو اب کیا ہوگا
دل کو آغاز محبت مین نہ سمجھو تھوڑا ۔ بڑھتے بڑھتے یہی قطرہ کبھی دریا ہوگا
بیوفائی سے تمہاری یہی ہر دم ہے خیال ۔ تم جو اپنے نہوے کون کسی کا ہوگا
یہ نہوگا کہ جگہ دوست کی خالی دیکھون ۔ دل بھر آئے گا تہی مے سے جو مینا ہوگا
شہر کو چھوڑ کے کیون دشت مین وحشی جائین ۔ خاک اُڑاتے جدھر آجائین گے صحرا ہوگا
کیا ہوا لاش پہ میری جو وہ ہنستا آیا ۔ چھپ کے اغیار سے تنہائی مین رویا ہوگا

عشق مژگان مین کہان صورت آرام امیر
نیند اڑ جائیگی بستر پہ جو کانٹا ہوگا

کی جو کچھ عشق نے تاثیر تماشا ہوگا ۔ تیری صورت پہ مری شکل کا دھوکا ہوگا
یہی ساقی کی کدورت ہے جو میرے دل سے ۔ جام مے دُرد سے لبریز یہ مینا ہوگا
جانے دے قتل مجھے کر کے نہ غم کر قاتل ۔ تھا جو ہونا وہ ہوا رونے سے اب کیا ہوگا
تو ہی مجھ گم شدہ سے چھٹ کے نہوگا نالان ۔ اے جرس قافلے کا قافلہ روتا ہوگا
قیس لیلےٰ کے تصور مین ہے لیلیٰ کیسی ۔ اپنے ہی دل کا سویدا کبھی دیکھا ہوگا

بے سبب زلزلہ عالم مین نہین آتا ہے — کوئی بیتاب تہِ خاک تڑپتا ہوگا
ہجرِ ساقی مین ہے دل چور کرون کیا گلگشت — سبزہ زیرِ کفِ پا ریزۂ مینا ہوگا
دیکھو اب درد جدا ہو نہ دلِ محزون سے — اور الجھے گا یہ بیمار جو تنہا ہوگا
جوشِ سودا کے گھٹانے کی نہ کر فکر اے قیس — بڑھکے آخر کو یہی طرۂ لیلےٰ ہوگا
وہ جہان اوج پر آیا یہ چمک اٹھتے ہین — مہر ذرون کے مقدر کا ستارا ہوگا
گنجِ قارون بھی ملا مجکو جو اسے حرص تو کیا — عمرِ مفلس کی طرح صرفِ تمنا ہوگا

عشق اسکے لبِ شیرین سے دہن رکھتا ہون امیر
درد بھی ہوگا مرے دل مین تو میٹھا ہوگا

سرد آہین جب کسی نے کہین وطن یاد آگیا — چار جھونکے جب چلے ٹھنڈے سے چمن یاد آگیا
جس جگہ دو گز زمین پائی کھدی سمجھا مین گور — جب نئی دو چادرین دیکھین کفن یاد آگیا
تن سے باہر آکے دھیان آیا عدم کا رخ کو — قید سے چھٹ کر مسافر کو وطن یاد آگیا
نزع مین سنگین دلی کا حال شیرین پر کھلا — موت کی سختی اٹھائی کوہکن یاد آگیا
گور مین بھی ہم نہ بھولے صحبتِ احباب کو — گوشۂ خلوت مین لطفِ انجمن یاد آگیا
کھینچکر چادر جو پھیر تربت پہ میری ڈالدی — سچ بتا کیا تجکو اے دزدِ کفن یاد آگیا
جامۂ صد پارۂ گل جب نظر آیا مجھے — سو جگہ سے چاک اپنا پیرہن یاد آگیا
رہ گیا اپنے گلے مین ڈالکر باہین غریب — عید کے دن جسکو غربت مین وطن یاد آگیا

شاعرون مین تھی سخن سازی بہت پیاری امیر
رہگئے منہ کھول کر جب وہ دہن یاد آگیا •

روبرو آئینے کے تو جو مری جان ہوگا — آئنہ ایک طرف عکس بھی حیران ہوگا
آشنا جام سے جسدن لبِ جانان ہوگا — ساقیا روح پہ جمشید کی احسان ہوگا
رنگِ اخفاے محبت جو نمایان ہوگا — درد پہلو کی طرح داغ بھی پنہان ہوگا

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین روزِ محشر
عوضِ نامۂ اعمال گریبان ہوگا

غنچۂ گل کو تو سو بار شگفتہ دیکھا
غنچۂ دل بھی الٰہی کبھی خندان ہوگا

اے جوانی یہ ترے دم کے ہین سارے جھگڑے
تو نہ ہوگی تو نہ یہ دل نہ یہ ارمان ہوگا

خواہشِ وصل تو کیونکر کہون لیکن ناصح
دیکھ لینے کا تو حضرت کو بھی ارمان ہوگا

اِک پری رو نے ہماری یہ بنائی صورت
سیکڑون پریون مین کیا حالِ سلیمان ہوگا

دستِ وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو
ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا

زلف شانے سے یہ کہتی ہے نہ سر چڑھ اتنا
پیچ کچھ ایسے پڑینگے کہ پریشان ہوگا

آگ دل مین جو لگی تھی وہ بجھائی نہ گئی
اور کیا تجھسے پھر اے دیدۂ گریان ہوگا

جان دیکر جو ملے بوسہ جانان تو ہے مفت
دل نہین ہے کسی عاشق کا جو ارزان ہوگا

اے اجل دوڑ کہ غربت مین پڑا ہون تنہا
اس طرح کا ہمیکو خالی کبھی میدان ہوگا

میرے اور غیر کے مقتل مین کھلینگے جوہر
امتحانِ عشق و ہوس کا سرِ میدان ہوگا

رات دن گیسوئے محبوب کا رہتا ہے خیال
خواب آنکھون مین مری آئے پریشان ہوگا

ہین دمِ ذبح جو انداز یہ جلادی کے
ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا

اور بڑھ جائے گا دیدار سے شوقِ دیدار
یہ وہ نعمت ہے کہ سیر اس سے نہ مہمان ہوگا

اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہین یہ غم ہے امیرؔ
چارہ گر مفت مین بیچارہ پشیمان ہوگا

مرے بس مین یا تو یارب وہ ستم شعار ہوتا
یہ نہ تھا تو کاش دل پر مجھے اختیار ہوتا

پسِ مرگ کاش یون ہی مجھے وصلِ یار ہوتا
وہ سرِ مزار ہوتا مین تہِ مزار ہوتا

ترا میکدہ سلامت ترے خم کی خیر ساقی
مرا نشہ کیون اُترتا مجھے کیون خمار ہوتا

مرے اتقا کا باعث تو ہے میری ناتوانی
جو مین توبہ توڑ سکتا تو شراب خوار ہوتا

مین ہون نامراد ایسا کہ بلک کے یاس روتی
کہین پا کے آسرا کچھ جو امیدوار ہوتا

نہین پوچھتا ہے مجکو کوئی پھول اس چمن مین
دلِ داغدار ہوتا تو گلے کا ہار ہوتا

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دلِ بیقرار ہوتا

دمِ نزع بھی جو وہ بت مجھے آکے مُنہ دکھاتا
تو خدا کے منہ سے اتنا نہ مین شرمسار ہوتا

نہ مَلک سوال کرتے نہ لحد فشار دیتی
سرِ راہِ کوے قاتل جو مرا مزار ہوتا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیون چرائی
وہی تیر کیون نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہہ دون
اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

مری خاک بھی لحد مین نہ رہی امیر باقی
اُنہین مرنے ہی کا اب تک نہین اعتبار ہوتا

نہی چوٹین چلتین قاتل جو کبھی دوچار ہوتا
کہ اُدھر سے وار ہوتا تو اِدھر سے پیار ہوتا

ترے عکس کا جو قاتل کبھی تجھپہ وار ہوتا
تو نثار ہونے والا یہی جان نثار ہوتا

رہی آرزو کہ دو دو ترے تیر ساتھ چلتے
کوئی دل کو پیار کرتا کوئی دل کے پار ہوتا

اثر اس قدر تو ہوتا مرے لوٹنے کا اُن پر
کہ وہ کروٹین ہی لیتے جو مین بیقرار ہوتا

ترے ناوکِ ادا سے کبھی ہارتا نہ ہمت
جگر اُس سے آگے ہوتا جو جگر کے پار ہوتا

مرے دل کو یون مٹایا کہ نشان تک نہ رکھا
مین لپٹ کے رو تو لیتا جو کہین مزار ہوتا

ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتون نے روکا
نہ لپٹتین یہ بلائین تو وہ دل کے پار ہوتا

مین جیون تو کسکا ہوکر نہین کوئی دوست میرا
یہ جو دل ہے دشمنِ جان یہی دوستدار ہوتا

مرے پھولون مین جو آتے تو نئے وہ گل کھلاتے
کہ کلائیون مین گجرے تو گلے مین ہار ہوتا

ترے ننھے دل کو کیونکر مری جان مین دُکھاتا
وہ دھڑکنے کیا نہ لگتا جو مین بیقرار ہوتا

مرا دل جگر جو دیکھا تو ادا سے ناز بولا
یہ ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

سرِ قبر آئے ہو تم جو بڑہا کے اپنا گہنا
کوئی پھول چھین لیتا جو گلے مین ہار ہوتا

دمِ رخصت اُنکا کہنا کہ یہ کاہے کا ہے رونا
تمھین میری قسمون کا بھی نہین اعتبار ہوتا

مین نثار تجھپہ ہوتا تو رقیب جان کھوتا
مین ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

شب وصل تو جو بیخود ہوا امیر چوکا
ترے آنے کا کبھی تو اُسے انتظار ہوتا

مُوباف کُھل گیا ہے کسی گلعذار کا
آنچل لٹک رہا ہے عروس بہار کا

کچھ تو سبب ہے گردش لیل و نہار کا
اِس پر پڑا ہے صبر کسی بیقرار کا

کیا دل جلا رہا ہے پس مرگ ہے دعا
ٹھنڈا رہے چراغ الٰہی مزار کا

جنکو ملا کے خاک مین خوش ہو رہے ہو تم
آنکھون مین دیکھو رقص بھی اُنکے غبار کا

گرد نظر سے ہو نہ مکدر اُلٹ نقاب
غافل غبار ہے یہ رہ انتظار کا

پھولون کا قافلہ ہے کہ اُتری ہے یہ برات
ہر شاخ گل ہے پاؤن عروس بہار کا

آئین وہ یا نہ آئین ترس کھائین یا نہ کھائین
کیا اختیار گریۂ بے اختیار کا

پھر بیٹھے بیٹھے وعدۂ وصل اُسنے کر لیا
پھر اُٹھ کھڑا ہوا وہی روگ انتظار کا

دلسوز بیکسی سا نہین کوئی بعد مرگ
پروانہ ہوگئی مرے شمع مزار کا

روؤن تو اُنکو آتی ہے بیساختہ ہنسی
اچھا ہے جوڑ گریۂ بے اختیار کا

ایسا مزہ ملا ہے تڑپ مین کہ ہے دعا
بڑھ جائے اور طول شب انتظار کا

پر لگ گئے چمن کے تم آئے جو سیر کو
کیا اُڑ چلا ہے رنگ عروس بہار کا

وہ شوخ اپنی راہ ہے یہ اپنی راہ ہے
قابو کا دلربا ہے نہ دل اختیار کا

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا جام کہہ اُٹھا
ٹوٹا وہ دل کہین کسی اُمیدوار کا

ہمراہ ہے جو حسرت و ارمان کی بھیڑ بھاڑ
تابوت اُٹھا امیر غریب الدیار کا

جھونکا اِدھر نہ آئے نسیم بہار کا
نازک بہت ہے پھول چراغ مزار کا

عالم وہی ہے بن سے اُتر کر بھی یار کا
جوبن خزان نے چھین لیا ہے بہار کا

یارب مٹے نہ دل سے کبھی داغ آرزو
ٹھنڈا نہو چراغ شبِ انتظار کا

شاخون سے برگِ گل نہین جھڑتے ہین باغ مین
زیور اُتر رہا ہے عروسِ بہار کا

شیشون نے ہچکیون کی بجھائی ہے ڈاک کیون
میخانے کو ارادہ ہے کس بادہ خوار کا

میری لگی بجھانے کو آتا ہے بار بار
ممنون ہون مین گریۂ بے اختیار کا

ہر گل سے لالہ زار مین یہ پوچھتا ہون مین
تو ہی پتا بتا دے دلِ داغدار کا

اس پیار سے فشار دیا گورِ تنگ نے
یاد آگیا مزہ مجھے آغوشِ یار کا

آنسو ادھر روان ہین اُدھر پھنک رہا ہے دل
نالہ مرا دھوان ہے سمندر کے پار کا

گردون نے لیکے اُسکو ستارون مین رکھ لیا
اونچا ہوا جو ذرہ ہمارے غبار کا

ہلتی نہین ہوا سے چمن مین یہ ڈالیان
منہ چومتے ہین پھول عروسِ بہار کا

پھولون سے فرشِ خاک پہ تاری چھٹک گئی
دھاگا کبھی جو ٹوٹ گیا اُنکے ہار کا

آئینہ دیکھتے ہی وہ خود لوٹ ہو گئے
آخر پڑا ہی صبر دلِ بیقرار کا

لپٹا مین خواب مین بھی تو بولے الگ الگ
مرجھا نہ جائے پھول کوئی میرے ہار کا

اُٹھتا ہے نزع مین وہ سرہانے سے ای امیر
مٹتا ہے آسرا دلِ امیدوار کا

جمالِ یار کو کہتے ہو تم کہ ہان دیکھا
کلیم ہوش مین آؤ ابھی کہان دیکھا

وہی چراغ وہی گل وہی شمع وہی برق
نئے لباس مین دیکھا اُسے جہان دیکھا

دکھائی آئنے نے اُنکو عکس کی تصویر
تو ہنسکے بولے کہ تو نے مجھے کہان دیکھا

نہین ہے دخترِ رز سا بھی کوئی حسن پرست
ٹپک پڑی یہ جہان کوئی نوجوان دیکھا

کہین تو دیکھ چکے ہین یقین ہے دل کو
مگر یہ یاد نہین ہے تمھین کہان دیکھا

فنا ہے حسن کو دولت کو زندگانی کو
جہان مین نہ کوئی باغ بیخزان دیکھا

پھنسی جو دام مین بلبل تو کن نگاہون سے
کبھی چمن کو کبھی سوے آشیان دیکھا

شبِ وصال وہ سامان وہ روشنی وہ نشاط
ہوئی جو صبح تو اُجڑا ہوا مکان دیکھا

بہار میں جو نکالا ہمیں تو کیا پایا
خزاں میں حالِ چمن تو نے باغبان دیکھا

ترے وصال کی فرصت میں ہمکو یاد آئی
لُٹا ہوا جو کہیں کوئی کاروان دیکھا

کہیں گے وقتِ ملاقات اُن سے اپنی بات
جو کچھ سنا تھا وہ آنکھوں سے مہربان دیکھا

دکھائی ترکِ تعلق نے شانِ بے رنگی
بڑھے مکان سے آگے تو لامکان دیکھا

نکیلی چتونیں آنکھوں میں کیا جگر میں چبھیں
امیر آج عجب نوک کا جوان دیکھا

وہ پاؤں تھے جو شاہدِ آغوشِ نقشِ پا
افسوس اب ہیں خوابِ فراموشِ نقشِ پا

سر کے وہ پاؤں ہو کے جو ہمدوشِ نقشِ پا
فریاد کر اُٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا جانے آئی شہرِ خموشاں سے کیا خبر
اب تک اُسی طرف ہیں لگے گوشِ نقشِ پا

بیدرد جانے والو ٹھہر جاؤ دم تو لو
کچھ تم سے کہتے ہیں لبِ خاموشِ نقشِ پا

حیرت کی ہے نگاہ نہ سُننا نہ بولنا
آنکھیں کھلی ہیں بند لب و گوشِ نقشِ پا

ہم بے زبان خاک نشینوں کا عیش کیا
تھا اک تبسم لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا راہ چلنے والوں کا غربت میں آسرا
جب نقشِ پا کو چھوڑ گئے ہوشِ نقشِ پا

اے دل چل اُسکے ساتھ دبے پاؤں اسطرح
آوازِ پا ذرا نہ سُنے گوشِ نقشِ پا

ڈرتے ہیں پاؤں رکھتے کہ ایسا نہو کہیں
چھپکے سے چوم لیں لبِ خاموشِ نقشِ پا

نازک بہت ہیں پاؤں نہ رکھ اسطرح قدم
چھالے نہ ڈالے گرمیٔ آغوشِ نقشِ پا

کیا چین سے ہیں خواب میں آسودگانِ خاک
دیتے ہیں بیخبر لبِ خاموشِ نقشِ پا

اُس گرم رو کی شوخیٔ رفتار سے امیر
اُڑتے ہیں رنگِ رخ کی طرح ہوشِ نقشِ پا

کیونکر رہے نہ زار تن و توشِ نقشِ پا
جز خاک کچھ نہیں ہے خور و نوشِ نقشِ پا

وحشتِ جنون مین اب وہ کہان جوشِ نقشِ پا
سوتے ہین دونون پاؤن ہم آغوشِ نقشِ پا

وہ تیز رو ہے زار تن و توشِ نقشِ پا
ڈر ہے کہ پس نہ جائے کہین دوشِ نقشِ پا

رکھدین وہ آکے پاؤن سرِ دوشِ نقشِ پا
اس شوق مین کشادہ ہے آغوشِ نقشِ پا

نسبت ہی راہِ عشق سے راہِ حرم کو کیا
یان کثرتِ سجود وہان جوشِ نقشِ پا

اے مستِ ناز دیکھکے رکھ راہ مین قدم
چھلکے کہین نہ بادۂ سرجوشِ نقشِ پا

رفعت سے تیرے خاک نشینون کو کام کیا
افسر طلب نہین سرِ مدہوشِ نقشِ پا

بیٹھا ہے راستے مین ہدایت کیواسطے
کیا رہنما ہے پیرِ صفا کوشِ نقشِ پا

دورِ خرامِ ناز ہے کس مستِ حسن کا
ساغر بکف ہے وسعتِ قدح نوشِ نقشِ پا

یہ تو کہان نصیب کہ ہاتھ آئین وہ قدم
آغوشِ حور ہے بہ مجھے آغوشِ نقشِ پا

وحدت کی جلوہ گاہ ہے یہ دشتِ خاک امیر
ہین ایک چشم و گوش و بر و دوشِ نقشِ پا

پہلو سے تو اٹھا تھا کہ مین سرد ہوگیا
بیدرد مریجان کو تو درد ہوگیا

ہنگامہ جفا سے فلک گرد ہوگیا
نالے جو گرم مین نے کیے سرد ہوگیا

کترا جو اپنے دستِ نگارین سی یار نے
کاغذ کا پھول برگِ گلِ زرد ہوگیا

ہنگامِ سیرِ باغ جو وہ شوخ ہنس پڑا
اتنا سا ہوکے غنچہ کا منہ زرد ہوگیا

دل کو ہمارے اب کسی پہلو نہین قرار
یہ درد آشنا ہمہ تن درد ہوگیا

سر سے اٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز مین
دنیا پہ لات مار کے پا مرد ہوگیا

یکتائیِ جمال کا لکھا جو مین نے وصف
دیوان کا ہر ایک ورق فرد ہوگیا

مجھسا کہان ہے کوئی زمانے مین خاکسار
رخ سے مرے جو رنگ اڑا گرد ہوگیا

عالم کی سیر آٹھ پہر ہے نصیب امیر
خلوت مین بیٹھکر مین جہان گرد ہوگیا

آنکھ اُسنے نہ کھولی جسے سفاک قضا کا
منہ دیکھکے اُٹھی تھی قضا کسکی ادا کا

نادان ہو دھوکا ہے تمھین زلفِ رسا کا
سایہ ہے جو سر پہ تمہارے یہ خدا کا

غازہ ہی نہین لوٹ ہے گالونپہ تمہارے
ہاتھون پہ بھی لوٹا ہوا ہے رنگ حنا کا

مجھ مست کو گلشن کی ہوا راس نہ آئی
آنکھین نکل آئین کوئی انگور جو تا کا

ایسا تری رحمت پہ بھروسا ہے کہ مجھسے
احسان اُٹھایا نہین جاتا ہے دعا کا

اللہ رے شبِ غم کی سیاہی کہ سحر بھی
بڑھتی ہوئی آتی ہے عمل ردّ بلا کا

کیا جانیے کیا ہے ترے بیمار کی حالت
عیسیٰ بھی یہ کہتے ہین کہ ہے وقت دعا کا

گلزار مین پھولو نہ بہت لالہ و گل پر
مرغانِ چمن یہ کوئی جھونکا ہے ہوا کا

کیا خوف ہے آندھی کی طرح آ ہے جو دولت
روبان بھی نہ میلا ہو گلیمِ فقرا کا

وعدہ جو کیا وصل کا آئے وہ پئے قتل
ہے حسن کے مشرب مین وفا نام جفا کا

کی آڑ سے مژگان کی نگہ خیر ہو یارب
غمزے نے جھروکے سے مجھے جھانک کے تا کا

دم توڑ رہا ہے ترا بیمارِ محبت
یہ کوسنے کا وقت ہے ظالم کہ دعا کا

ماتم مین جو کُھلتا ہے اُس شوخ کا جوڑا
اُڑ چلتا ہے رنگ اور مری بزمِ عزا کا

پرسش کو نکیرین کی جا آئینگی حورین
کُشتہ ہون مین اک صاحبِ عصمت کی حیا کا

خوش ہون کہ ترے کوچے کی مین خاک ہوا ہون
بے مانگے ملا کرتا ہے بوسہ کفِ پا کا

کیا کیا ہے شبِ وصل نگہبانیِ عصمت
چوکی ہے نزاکت کی تو پہرا ہے حیا کا

دل چھلنی کیے دیتے ہین موسے مژۂ یار
ان ننھے سے تیرون مین بھی ہے توڑ بلا کا

کچھ نیند نے کچھ نشّے نے شوخی کی کمک کی
مشکل سے شبِ وصل اُٹھا پردہ حیا کا

رو رو کے تڑپنے دے مجھے بیخودیِ شوق
کیون ساتھ چھڑاتی ہے قدیمی رُفقا کا

اللہ رے اُس گل کی کلائی کی نزاکت
بل کھا گئی جب بوجھ پڑا رنگِ حنا کا

مشتاقون سے اپنے جو کیا کرتی ہے غمزے
کیا سیکھی ہے انداز قضا تیری ادا کا

کیا جانیے آجائے گا کس روز وہ جلاد
انسان کو معلوم نہین وقت قضا کا

بازو پہ مین اپنے دل بیمار کے باندھون
تعویذ جو ہاتھ آئے مزار شہدا کا

اللہ ہی اُس ابرو و مژگان سے بچائے
یہ قہر کی تلوار وہ ناوک ہے بلا کا

مشتاق امیر اُٹھ گئے دنیا سے ہزارون
پر وہ رخ محبوب سے اُٹھا نہ حیا کا

ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا
سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا

سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا گئی
وہ اُمنگین مٹ گئین وہ ولولا جاتا رہا

درد باقی غم سلامت ہے مگر اب دل کہان
ہائے وہ غم دوست وہ درد آشنا جاتا رہا

آنے والا جانے والا بیکسی مین کون تھا
ہان مگر اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا

آنکھ کیا ہے موہنی ہے سحر ہے اعجاز ہے
اک نگاہ لطف مین سارا گلا جاتا رہا

مر گیا مین جب تو ظالم نے کہا افسوس آج
ہائے ظالم ہائے ظالم کا مزا جاتا رہا

درد باقی داغ باقی دل ہی پہلو مین نہین
رہ گئے نا آشنا سب آشنا جاتا رہا

جھوٹے وعدون سے وہ راحت کا سہارا بھی گیا
وائے قسمت یاس کا بھی آسرا جاتا رہا

بے تکلف نشۂ مے نے تو انکو کر دیا
پر وہ شرمیلی نگاہون کا مزا جاتا رہا

شربت دیدار سے تسکین سی کچھ ہو گئی
دیکھ لینے سے دوا کے درد کیا جاتا رہا

آیت لاتقنطوا اُتری تو عاصی بول اُٹھے
آج سب اندیشۂ روز جزا جاتا رہا

مجکو گلیون مین جو دیکھا چھیڑ کر کہنے لگے
کیون میان کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا

نیند بھی فرقت مین کھا بیٹھی ہے آنیکی قسم
خواب مین بھی دیکھنے کا آسرا جاتا رہا

جب تلک تم تھے کشیدہ دل تھا شکوون سے بھرا
تم گلے سے مل گئے سارا گلا جاتا رہا

مرگ دشمن پر کف افسوس تم ملتے تو ہو
پھر ملو گے ہاتھ تو رنگ حنا جاتا رہا

شیخ جی ہین اور شب بھر دختر رز سے اختلاط
وہ تقدس ہو چکا وہ اتقا جاتا رہا

شوخیان رگ رگ مین ہین جبتا دہان کسکا ہے تنگ
آتے آتے ہاتھ مین رنگِ حنا جاتا رہا

ہاے وہ صبحِ شبِ وصل انکا کہنا شرم سے
اَب تو میری بیوفائی کا گلا جاتا رہا

بیخودی کا ہو بُرا محروم رکھا وصل سے
آپ جب آئے تو دل سے مدعا جاتا رہا

دل وہی آنکھین وہی لیکن جوانی وہ کہان
ہاے اَب وہ تاکنا وہ جھانکنا جاتا رہا

تیرے دشمن سوگ دشمن کا کرین جانے بھی دے
بوالہوس بدنام کُن اچھا ہوا جاتا رہا

مین نے چھاتی سے لگا کر جسکو رکھا عمر بھر
ہاے وہ نازون کا پالا دل مرا جاتا رہا

گھورتے دیکھا جو چشمون مین جھنجلا کر کہا
کیا لحاظ آنکھون کا بھی او بیحیا جاتا رہا

کیا بُری شے ہے جوانی رات دن ہے تاک جھانک
ڈر بتون کا اِک طرف خوفِ خدا جاتا رہا

کھو گیا دل کھو گیا رہتا تو کیا ہوتا امیر
جانے دو اِک بیوفا جاتا رہا جاتا رہا

غنی ساتھ دنیا سے کیا لے گیا
مگر جو کسیکو دیا لے گیا

بڑی پیچ در پیچ تھی راہِ دیر
خدا ہمکو لایا خدا لے گیا

تری آنکھ کا تِل وہ بادی ہے چور
اشارون مین دل کو اُڑا لے گیا

عجب ترکِ غمزہ بھی چالاک تھا
لگاوٹ سے ہمکو لگا لے گیا

گیا غم نے تاراج جب صبر کو
کہا دل نے وہ لیگیا لے گیا

گیا سامنے یار کے مین تو یون
کہ ہاتھون سے دل کو سنبھالے گیا

گیا دل تو طاقت بھی جاتی رہی
تڑپنے کا بھی وہ مزا لے گیا

بظاہر رہا مجھ سے غافل مگر
کنکھیون سے وہ دیکھے بھالے گیا

بہت تھے اسیرانِ زندانِ ہوش
جنون آکے سبکو چھڑا لے گیا

وہ جب تک رہا مجھپہ برسا کیا
بخار اپنے دل کا نکالے گیا

سنگِ یار تھا مستحق اے امیر

مرے استخوان کیون ہُما لے گیا

پرسش کو مری کون مرے گھر نہین آتا
تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

تم لاکھ قسم کھاتے ہو ملنے کی عدو سے
ایمان سے کہدون مجھے باور نہین آتا

قاتل ہی کے کھنچنے کی شکایت نہین ہمدم
خنجر بھی تو پہلو سے برابر نہین آتا

مین واسطے دیتا ہون وہ خط لے نہین جاتا
قاصد کو ذرا خوفِ پیمبر نہین آتا

ڈرتا ہے کہین آپ نہ پڑ جائے بلا مین
کوچے مین ترے فتنۂ محشر نہین آتا

غیرون نے بُرا مجکو کہا ہو تو کہا ہو
باور اُنہین آیا ہو یہ باور نہین آتا

ناوک کی خطا ہے نہ کماندار کی تقصیر
اے طائرِ دل وقت برابر نہین آتا

جو مجھپہ گزرتی ہے کبھی دیکھ لے ظالم
پھر دیکھون کہ رونا تجھے کیونکر نہین آتا

پھول اُسنے کھلائے کہ ہتو یہ نہ کہو تم
اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

دو دانون پر اشکون ہی کے دُون فاتحہ دل
افسوس ہے اتنا بھی میسّر نہین آتا

کہتے ہین یہ اچھی ہے تڑپ دل کی تمہارے
سینے سے تڑپکر کبھی باہر نہین آتا

بنجاتی ہین چلمن رُخِ روشن کی شعاعین
آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

سلجھاتے ہین جب زلف تو اُلجھاتی ہین اکدل
فرق اس مین کبھی بال برابر نہین آتا

چوٹ اُس نگہِ ناز کی کھاتا نہین ناصح
یہ صید کبھی تیر کی زد پر نہین آتا

دشمن کو بھی ہوتی ہے مرے حال پہ رقت
پر دل یہ ترا ہے کہ کبھی بھر نہین آتا

غیرون سے اشارے مرے آگے سرِ محفل
پھر آپ کہین گے کہ مجھے شر نہین آتا

کب آنکھ اُٹھاتا ہون کہ آتے نہین تیور
کب بیٹھکے اُٹھتا ہون کہ چکر نہین آتا

غربتکدۂ دہر مین صدمے نسے ہین صدمے
اسیر بھی کبھی یاد ہمین گھر نہین آتا

ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر
وہ پردہ نشین گھر سے بھی باہر نہین آتا

کچھ ٹھکانا ہے ناتوانی کا
نہ اُٹھا بوجھ زندگانی کا

داغ دل مین جو ہے جوانی کا
گل ہے یہ شمع زندگانی کا

جانتا ہون کہ خودنما ہو تم
پردہ کب تک یہ لن ترانی کا

اور اے پیر چرخ کیا کوسون
صبر تجھپر مری جوانی کا

راہ مین وہ بے ملے تو ہوا
سامنا مرگ ناگہانی کا

حلقہ چشم وقت نزع نہین
ہے یہ چھلا تری نشانی کا

جوش فصل بہار مین اے گل
رنگ ہے تیری نوجوانی کا

ناز اُنکے بھی اُٹھ نہین سکتے
زور ہے اب یہ ناتوانی کا

اسطرف بھی نگاہ لطف کبھی
صدقہ اے نوجوان جوانی کا

مرگ جسکو جہان مین کہتے ہین
نام ہے میری زندگانی کا

مثل شبنم ہماری قسمت مین
ایک دانہ ہے وہ بھی پانی کا

رُخ ترا کس طرح مین دیکھ سکون
زلف ہے لام لن ترانی کا

اے غم یار مین نہین مٹتا
نام مٹتا ہے ناتوانی کا

چھلکر آیا مجھے تو یہ سمجھا
اُسنے چھلا دیا نشانی کا

بہر نام سکندر آئینہ
چشمہ ہے آب زندگانی کا

پرچھکین مانگین کو دیتا ہے
جوبن اُبھرا ہوا جوانی کا

گھل کے سمجھا یہ مین کہ دیدۂ تر
چور ہے شمع زندگانی کا

چودھوین کا کبھی چاند صدقے تھا
ہاے عالم تری جوانی کا

نہ اُٹھا مفلسی مین دست سوال
ہے یہ احسان ناتوانی کا

پورا پورا شبیہ یوسف مین
ڈھنگ ہے تیری نوجوانی کا

کیون نہ پیری مین داغ دل ہو عزیز
پھول ہے باغ نوجوانی کا

دل بتون سے اُٹھا نہین سکتا
شکر کرتا ہون ناتوانی کا

منتظر حشر مین ہے دامن تر
مہر محشر کی مہربانی کا

رہ گیا ہے فراق مین مجھکو
آسرا مرگِ ناگہانی کا

دل تو مین نذر کر چکا اے جان
اب سبب کیا ہے مہربانی کا

زیست کا اعتبار کیا ہے امیر
آدمی بلبلا ہے پانی کا

گھر مین تمھارے غیر سے جایا نہ جائیگا
آغوشِ نور مین کبھی سمایا نہ جائیگا

دل گیسوون مین ہم سے پھنسایا نہ جائیگا
اِس چاند کو یہ داغ لگایا نہ جائیگا

بیخود نہ کر وصال مین اے جلوۂ صنم
ہون ناتوان پھر آپ مین آیا نہ جائیگا

کہتا ہے دل چھپاؤن گا مین خوب رازِ عشق
آنکھین یہ کہتی ہین کہ چھپایا نہ جائیگا

تلوار اُن سے کچھ نہین سکتی نہ کھچ سکے
کیا سرمہ آنکھ مین بھی لگایا نہ جائیگا

جب دیکھ لو گے یاس بھری میری شکل تم
پھر تم سے میرے دلکو دکھایا نہ جائیگا

لاکھون کو خاک مین تو ملا دیگا آسمان
ظالم سے دو دلون کو ملایا نہ جائیگا

چہرہ چھپالین آنکھ چرالین حیا سے وہ
جوبن اُبھار پر ہے چھپایا نہ جائیگا

لاؤن مین اُن سے دل مین کدورت محال ہے
یہ لعل خاک مین تو ملایا نہ جائیگا

پہنائے جنکو پھولونکے ہار اُنسے بعدِ مرگ
دو پھولون سے کفن بھی بسایا نہ جائیگا

ترکِ ادب نہ ہے دل سے مٹاؤن جو داغِ عشق
مسجد کا ہے چراغ بجھایا نہ جائیگا

وہ غنچہ اس چمن مین مرا دل ہے اے امیر
بادِ بہار سے بھی کھلایا نہ جائیگا

دل مین خیال اُن آنکھون کا لایا نہ جائیگا
میخانہ گھر خدا کا بنایا نہ جائیگا

آہون سے سوزِ عشق مٹایا نہ جائیگا
آندھی سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

یہ تیرہ شامِ غم ہے کہ کہتا ہے سایہ بھی
اب مجھ سے پاس آ کے آیا نجائیگا

گر ہین یہی جفائین تو ظالم جزا کے دن
آڑے مری وفا سے بھی آیا نجائیگا

کیون یاس توڑتی ہے مرے دل کا آسرا
یہ گھر اُجڑ گیا تو بسایا نجائیگا

وحشت مین تھک کے مجھ سے یہ ہمزاد نے کہا
مجھ سے تو ساتھ آپ کے آیا نجائیگا

چلو ہی سے پلادے مجھے ساقیا شراب
ہون ناتوان جام اُٹھایا نجائیگا

دکھلا کے سبکو دستِ حنائی وہ کہتے ہین
عاشق کا یہ لہو ہے چھپایا نجائیگا

روؤن گا دردِ دل سے کبھی مین جو باغ مین
پھولونکو پھر صبا سے ہنسایا نجائیگا

دوزخ نے مجکو دیکھ کے مالک سے یہ کہا
مجھ سے تو یہ غریب جلایا نجائیگا

سو غمگسار لاکھ ہون غمخوار آس پاس
دل مین جو درد ہی وہ بٹایا نجائیگا

مجھ رو سیہ کو قبر مین رہنے دے اے کریم
یہ منہ کسیکو مجھ سے دکھایا نجائیگا

تیرے ہزار غمزے مین قاتل اُٹھاؤنگا
خنجر کا تیرے ناز اُٹھایا نجائیگا

دیدار یار کا نہ اُٹھے گا مزہ امیر
جب تک دُوئی کا پردہ اُٹھایا نجائیگا

کھولے ہوئے جوڑا تجھے ایجان نہین دیکھا
اس باغ مین سنبل کو پریشان نہین دیکھا

وہ خار ہون جسنے کبھی دامان نہین دیکھا
وہ پھول ہون مین جس نے گریبان نہین دیکھا

کیسا کہتے ہو بس دیکھ لیا حال تمہارا
دیکھو گے ابھی تم نے مریجان نہین دیکھا

ہان دستِ جنون دیکھین تو ہم نے کبھی اب تک
آغوش مین دامن کے گریبان نہین دیکھا

بیفائدہ تم کھینچتے ہو تیر کو دل سے
اس گھر سے نکلتے ہوے مہمان نہین دیکھا

برباد کیا مجکو ہوا آپ بھی برباد
نادان کوئی تجھسا دلِ نادان نہین دیکھا

کیا شوق ہے دکھلا کے وہ رُخ پوچھین جو مجھسے
اب بھی نہین دیکھا تو کہون ہان نہین دیکھا

دل لینے مین ہر طفلِ حسین ہوتا ہے اُستاد
اس فن مین تو نادان کو بھی نادان نہین دیکھا

ہ نگہِ یار نے بھی رُخ نہ کیا ہائے
اُجڑے ہوئے دل کا کوئی خواہان نہین دیکھا

ں تھا ہمارا کہ تری تیغِ نظر نے
تلوار کے مُنہ پر بھی ہراسان نہین دیکھا

محفل دنیا بھی عجب درد کی محفل
وہ آنکھ نہ دیکھی جسے گریان نہین دیکھا

و مرے حال کو سو مرتبہ تم نے
پر دیکھنے کی طرح مریجان نہین دیکھا

نکھون سے دم تن سے نکلتے ہوئے دیکھے
پر دل سے نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

ن نے جو دیکھا اُسے تو دل یہ پکارا
مین نے ابھی اے جلوۂ جانان نہین دیکھا

افسردہ امیر اپنی تباہی سے ہے تو کیون
کیا حوصلۂ کلب علی خان نہین دیکھا

ی وقت پہ مقتل سے نہ ٹل جاؤنگا
کچھ زمانہ نہین کروٹ جو بدل جاؤنگا

نیا مین پھنسون چال وہ چل جاؤنگا
ئی مین اس بھول بھلیان سے نکل جاؤنگا

را مین مین مسافر نہین رہنے آیا
رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤنگا

ں کہ وہ آتا ہے عیادت کے لیے
اب کچھ اُمید بڑی ہے کہ سنبھل جاؤنگا

ہے مری تپ دیکھکے فرقت مین طبیب
نبض کو ہاتھ لگاؤنگا تو جل جاؤنگا

سباک رم کرے گا مجھے کیا قید کوئی
مثلِ آوازِ سلاسل سے نکل جاؤنگا

اُن آنکھون مین آئی ہے تو کہتا ہو حجاب
دیکھ تو آئی تو مین گھر سے نکل جاؤنگا

عالم مین ہون گویا شجرِ آتشباز
اور بھی پھولون پھلون گا جو مین جل جاؤنگا

نے سے جو وہ سرکین گے تو ہوگی یہ تڑپ
عکسِ آئینہ صفت گھر سے نکل جاؤنگا

نے دے مجھے رخسار ترا حرج ہے کیا
دو گھڑی دیکھکے پھولون کو بہل جاؤنگا

بھی دل سے مٹے گا نہ حسینونکا خیال
ساتھ لیکر مین یہی حسنِ عمل جاؤنگا

وحشت مین مجھے قیدیِ زندان نکرو
سیل ہون توڑکے دیوار نکل جاؤنگا

عشق مجھے ہوگئی گلزارِ خلیل
دل مین سمجھا تھا وہ کاغذ کہ مین جل جاؤنگا

قدردان مصحفی و حضرتِ سودا تھے امیر
لیکے تربت پہ اُنہین کی یہ غزل جاؤنگا

چال وحشت کی کسی روز جو چل جاؤنگا
دو قدم مین مین دو عالم سے نکل جاؤنگا

جو ہری ہو کہ نہو کوئی سخن کا پس مرگ
تھوک کر مین تو لہو لعل اُگل جاؤنگا

اب مین گریان ترے کوچے مین جو آیا آیا
کوئی جھالا ہون برس کر جو نکل جاؤنگا

کوسے جانان مین یہ کہتا ہے مرا دل مجھسے
تو اُٹھانا ہے مجھے مین گر کے مچل جاؤنگا

مجھسے کہتا ہے شبِ وصل یہ جوبن اُنکا
تیرے آغوش کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

پھونکنے آئی ہے کیون آتشِ فرقت مجکو
مین پتنگے کی طرح وصل مین جل جاؤنگا

غش سنبھلنے نہین دیتا مجھے اے شوقِ وصال
ہان اگر تو نے سنبھالا تو سنبھل جاؤنگا

جھونک دیگی جو بجھنے آگ مین قسمت میری
مین سیہ بخت دھوان بن کے نکل جاؤنگا

آج بوسہ تجھے دیتے ہی بنے گا ایجان
کچھ ترا وعدہ نہین ہون کہ مین ٹل جاؤنگا

نورِ شمع تہ فانوس ہون مین زیرِ فلک
قید رہنے کا نہین صاف نکل جاؤنگا

چکنی چکنی تری باتین نہین سنتا ناصح
ڈر رہا ہے کہ سنبھلون گا پھسل جاؤنگا

وعدۂ وصل پہ چاہی جو قسم ہنس کے کہا
رنگِ رُخ مین نہین تیرا کہ بدل جاؤنگا

وصل مین اُس سے مرا حوصلہ کہتا ہے امیر
کیا مین ارمانِ عدو ہون کہ نکل جاؤنگا

حریم کوچۂ قاتل کی راہ گر لینا
سمندِ عمر سے او شہسوار اُتر لینا

جگر سے اُٹھتے ہین شعلے کہ دیکھ اے ہمدم
کدھر یہ آگ لگی ہے ذرا خبر لینا

یہ مجکو دیکھ کے پلکون کو حکمِ ابرو ہے
بچے جو تیغ سے تم برچھیون پہ دھر لینا

پڑا ہے دیر سے مٹی خراب ہوتی ہے
لگا دو ہاتھ خبازے کو پھر سنور لینا

لٹک کر کہتی ہے وہ زلف لاکھ پیچ پڑین
بلائین اُسکی مجھے سر سے تا کمر لینا

مزے اُڑا کے درِ توبہ باز ہے زاہد
حسین شراب جو دین پیکے توبہ کر لینا

وہ مسکرا کے مرے چھیڑنے کو کہتے ہین
کہان چمک کے یہ بجلی گری خبر لینا

کبابِ سیخ کی گردش سے کم نہین اے دل
شبِ فراق مین کروٹ ادھر اُدھر لینا

شہیدِ ناز کا تابوت اُٹھا تو فرمایا
برات جاتی ہے کس کی ذرا خبر لینا

امیر جاتے ہو بتخانے کی زیارت کو
پڑیگا راہ مین کعبہ سلام کر لینا

دمِ اخیر ہے لازم نظارہ کر لینا
خدا سے کام پڑا ہے بتو خبر لینا

چلا تو ہے طرفِ کعبہ دیکھ اے حاجی
جو دیر راہ مین آئے طواف کر لینا

پکارتے ہین یہ کشتے تمہارے مقتل مین
پڑے ہین کھیت ہماری ذرا خبر لینا

مریضِ غم کی عیادت کو جب چلی وہ سوار
کہا قضا سے کہ بڑھکر ذرا خبر لینا

یہ تیرِ غمزہ سے کہتی ہے تیغِ ناز اُسکی
جو دل پہ قبضہ مرا ہو تو تو جگر لینا

ہجوم ہوگا بہت جلوہ گاہِ حشر مین یار
اگر پہنچ نہ سکون مین مری خبر لینا

نہ توڑ شام سے اے دل شبِ فراق مین دم
ابھی تو رات ہی ساری پڑی ہے مر لینا

لگے سی قتل کے دن عضو عضو کہتا ہے
مری طرف سے بھی خنجر کو پیار کر لینا

چمک کے ابر سے عالم پہ گر پڑی بجلی
یہ کس نے پردے سے جھانکا ذرا خبر لینا

تڑپ کے منہ سے کلیجا نکل پڑے نہ امیر
بہت جو درد اُٹھے دل پہ ہاتھ دھر لینا

ناوکِ ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا
درد اُٹھ اُٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

لوٹ جاتے تھے حسین دیکھ کے آنا دلکا
کیا موافق تھا جوانی مین زمانا دل کا

کہتے ہین کیا مین کرون سن کے فسانا دل کا
وہی جھگڑا وہی دکھڑا ہے پرانا دل کا

آفرین کہنے سے رک جاتا ہے قاتل میرا
لذتِ قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا

اسنے دیکھا اُسے اور اُسنے اِسے دیکھ لیا
ابتو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دل کا

آج اِس شوق سے پیکان مری دلمین آیا
آگیا یاد کسی شوخ پہ آنا دل کا

ہاے وہ پہلی ملاقات مین میرا رُکنا
اور اُس کا وہ لگاوٹ سے بڑہانا دل کا

عشق مین صبر کہان ضبط کہان تاب کہان
جان جانا نہین ہمدم یہ ہے جانا دل کا

نچلے بیٹھے رہو قدمون پہ پڑا رہنے دو
دیکھو اچھا نہین ایجان اُٹھانا دل کا

قیس کم ظرف تھا فرہاد تنک حوصلہ تھا
دل لگی ہمتو سمجھتے ہین لگانا دل کا

سینہ چھلنی کیے دیتی ہین نگاہین اُنکی
ڈھونڈتے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی دزدِ حنا
سیکھ دزدیدہ نگاہی سے چُرانا دل کا

متصل آہ کی پہلو سے صدا آتی ہے
اب وہ ہے درد کا گھر تھا جو ٹھکانا دل کا

نگہ ناز سے کہتے ہین اُڑا دے اسکو
سامنے آہی گیا ابتو نشانا دل کا

جی لگے آپ کا ایسا کہ کبھی جی نہ بھرے
دل لگا کر جو سنین آپ فسانا دل کا

حسرت و درد کا اللہ رے فرقت مین ہجوم
کہ نہین اب کسی گوشے مین ٹھکانا دل کا

دل مرا لیکے دکھا دی مجھے مٹھی خالی
پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دل کا

ہاے وہ دیکھ کے اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
دونون ہاتھون سے مرا اُنکو دبانا دل کا

مشرب عشق مین کیسی ہین یہ اُلٹی باتین
دل کے جانے کو یہ کیون کہتے ہین آنا دل کا

تیر پہ تیر لگا کر وہ کہا کرتے ہین
کیون جی تم کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا

دل جو دین اُن سے تو اے جان یہ گہرا پردہ
اور روا رکھتے ہو پردے مین بھی آنا دل کا

کسی پہلو پہ وہ آئین مگر آئین تو سہی
نہ سنین بات مری سن لین فسانا دل کا

گرمیان کرنے کا ہے خوب سلیقہ انکو
سیکھو آنکھون کی شرارت سے جلانا دل کا

پھیر کر منہ مجھے تڑپاتے ہین اور کہتے ہین
رُخ بدلکر ہم اُڑاتے ہین نشانا دل کا

جتنے ارمان تھے جی بھر کے نکالے یہان
وصل مین لوٹ لیا تمنے خزانا دل کا

نگہِ ناز سے غمزے نے کہاتر پا کر
یون اُڑا دیتے ہین اُستا دنشانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اُس شوخ کی کہتی ہے امیر
ہو جسے حکم اُڑا دے وہ نشانا دل کا

کیا مین اسے پردہ نشین قتل کا خواہان ہوتا
شرم آتی تجھے خنجر بھی جو عریان ہوتا

رونے والا کوئی ہوتا تو کچھ آنسو پچھتے
ابر ہی آکے مری خاک پہ گریان ہوتا

داغ ہی دینے کو لیتا کوئی لیتا تو سہی
کوئی بے رحم ہی دل کا مرے خواہان ہوتا

درد ہی تھا دلِ بیمار کا غمخوارِ قدیم
اب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہین پرسان ہوتا

حلقۂ زلف مین وہ رُخ جو جھلک دکھلاتا
جلوہ گر کفر کی آغوش مین ایمان ہوتا

لطف تھا دست درازی کا جب اے وحشتِ دل
بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریبان ہوتا

دیکھتے چاہ سے تم پیار سے ہم تو شبِ وصل
دل مین جو کچھ تھا سب آنکھون سے نمایان ہوتا

پیکے واعظ مئے گلگون مرے دشمن بچتا ئین
تیرے کہنے سے نہ پیتا تو پشیمان ہوتا

بوسہ کیا مجکو دیا ہے کہ خریدا ہے غلام
اس سے احسان نہ کرتے وہ تو احسان ہوتا

ہلکے زخمون نے مزہ کچھ نہ دیا خوب ہوا
مفت ان اوچھون کا شرمندۂ احسان ہوتا

ایسے ہنگامے بہت دیکھے ہین اُس کوچہ مین
حشر کیا فتنہ ہے جس سے مین پریشان ہوتا

جب وہی حور نہین خلد مین تو داورِ حشر
جھونک دیتا مجھے دوزخ مین تو احسان ہوتا

ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہین
دل عجب گھر ہے کہ ہرگز نہین ویران ہوتا

پھوٹ پڑتی نہ اگر شیخ و برہمن مین یہان
تو نہ کافر کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا

کہہ اُٹھا اس لیے منصور انا لحق کہ وہ شوخ
خونِ ناحق سے پسِ قتل پشیمان ہوتا

کیا مزہ دیتی ہے رہ رہ کے کھٹک اسکی امیر
دل کے بدلے بھی مرے سینے مین پیکان ہوتا

ہمسے دل دردِ محبت کا دُکھایا نہ گیا
زخم کھایا کئیے ٹانکا کبھی کھایا نہ گیا

نبض کی چال سکھائی تپشِ دل نے مجھے
عمر چلتے ہوئے گزری کہیں آیا نہ گیا

کتنا نازک تھا دلِ زار کہ پژمردہ رہا
رنگ کا بوجھ بھی اس گل سے اٹھایا نہ گیا

کبھی کاجل کبھی آنکھوں میں لگایا سرمہ
رات تھا کونسا جادو کہ جگایا نہ گیا

یہ مرا دل ہے کہ ہو آمین نہان الفتِ لیلیٰ
دیکھو آئینے سے اک بال چھپایا نہ گیا

کبک و طاؤس نے ہر گام پہ کھائی ٹھوکر
تیری رفتار کا انداز اڑایا نہ گیا

دختِ رز شوخ تھی مستوں ہی کی صحبت میں رہی
چاہا ن پردے میں ساقی سے بٹھایا نہ گیا

قیس کی خاک اڑانے کو ہوا آندھی تھی
پردۂ محملِ لیلیٰ کو اٹھایا نہ گیا

جام سے فرقتِ جاناں میں پلانا کیسا
قدحِ زہر بھی ساقی سے پلایا نہ گیا

لاش بے گور و کفن وادیِ غربت میں رہی
مر کے بھی غیر کا احسان اٹھایا نہ گیا

بزمِ غم میں مجھے قسمت نے بنایا ہے چراغ
کس کا مہمان ہوا میں کہ جلایا نہ گیا

حرفِ ممسک کے مٹانے میں بہت کوشش کی
نامِ حاتم تھا مگر میں کہ مٹایا نہ گیا

تیغِ قاتل بھی ہے کیا چشمۂ بے فیض امیر
کوئی قطرہ کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا

درِ الفت نے وہاں سے بھی نکالا ہوتا
قید اگر عرش کی زنجیر میں نالا ہوتا

کان میں بجلیوں سے حسن دوبالا ہوتا
اشہبِ ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

طور پر ہم سا اگر دیکھنے والا ہوتا
دیکھتے برقِ تجلی کو سنبھالا ہوتا

جب میں کہتا ہوں نہ جھک سر گردن کا مٹا
تیغ کہتی ہے مجھے بیچ میں ڈالا ہوتا

اور سامان جنوں میں ہمیں درکار نہیں
کوئی نشتر کوئی کانٹا کوئی چھالا ہوتا

ناتوانوں کو گرایا تو فلک کیا پایا
کسی گرتے ہوئے بیکس کو سنبھالا ہوتا

منھ پر ساغرِ جم ہی پہ نہیں بادہ کشی
ٹوٹا پھوٹا کوئی مٹی کا پیالا ہوتا

مجھ پہ آنکھیں جو نکالیں تو ہوا کیا حاصل
کوئی ارمان مرے دل کا نکالا ہوتا

شوق ہوتا ہے قاتل کو جو گلبازی سے
مین نے سر کاٹ کے مقتل مین اُچھالا ہوتا

ہاتھ سے یار کے مے پیتے تو ہوتا نہ گناہ
کوہسے بچ جاتے اچھوتا جو پیالا ہوتا

حسن بے پردہ سر طور پکارا آکر
چھپتے جب ہم کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

دلِ بیتاب پہ بجلی کی طرح گرتی تھی
شرم نے وصل مین شوخی کو سنبھالا ہوتا

فکرین دوڑین مجھے کھانے مین عدم کو بھاگا
لاکھ مُنہ ایک مین کس کس کا نوالا ہوتا

پھول ہنس ہنس کے مرے زخمِ جگر بنجاتے
کوئی خوش ہوکے اگر دیکھنے والا ہوتا

وادیِ گرمِ محبت مین ہین کانٹے پیاسے
کاش اک چھوٹی سی چھاگل لیے چھالا ہوتا

او بت اللہ تو ہے آپ رگِ گردن مین
ہاتھ ہی تو نے گلے مین مرے ڈالا ہوتا

رگِ جان آپ ہی گرڈوب کے اُچھلی تو کیا
اُس کے ڈوبے ہوے نشتر کو اُچھالا ہوتا

پیاس سے حلق مین بسمل کے پڑی ہین گلٹے
چھیڑتے خنجرِ قاتل مین جو چھالا ہوتا

کیا بلا جھوم کے گھنگھور گھٹا آئی ہے
ہاے اِسوقت مرا گیسوؤن والا ہوتا

لذتِ داغِ محبت سے جو ہوتا آگاہ
ہوتی ہر پھول کو حسرت کہ مین لالا ہوتا

لطف حسرت کی نگا ہوگا تو جب تھا کہ امیر
ان نگاہون کا کوئی دیکھنے والا ہوتا

اُٹھکے اُس محفل سے گھبراہٹ کا احسان رہگیا
زانوِ جانان کے نیچے دب کے دامان رہگیا

قافلہ منزل پہ پہنچا ہاے لے واماندگی
مین پریشان صورتِ گردِ بیابان رہگیا

یون تو رکھا سیکڑون نے تیری مقتل مین قدم
رہگیا جو کھیت اُسکے ہاتھ میدان رہگیا

بوسے کی لذت مین بھولے شکوۂ دشنامِ یار
عیبِ منعم پردۂ ہمت مین پنہان رہگیا

جانتے ہین گل اُسکو ہم اسیرانِ قفس
دلمین جو داغِ تماشاے گلستان رہگیا

قالبِ بے روح کی کیا خاک ہو عالم مین قدر
کوچ یوسف نے کیا خالی یہ زندان رہگیا

دیدۂ بسمل پہ حیرانی نے پٹی باندھ دی
مرتے دم نظارۂ قاتل کا ارمان رہگیا

پردہ پوشی تو بہت کی زخمِ دامن دار نے
خنجرِ قاتل مگر عریان کا عریان رہگیا

پردہ اُٹھا رُخ سے اُسنے سبکو دکھلایا جمال
رہ گیا تو اک مری آنکھون سے پنہان رہگیا

شکر کی جا ہے پڑی سینہ شگافی کی امید
جذبِ دل سے ٹوٹ کر قاتل کا پیکان رہگیا

واے حسرت مار ڈالا مجکو شوقِ قتل نے
ذبح کرنے کا مرے قاتل کو ارمان رہگیا

پردۂ وحشت ہوا فرطِ نقاہت سے نہ فاش
ہاتھ دامن سے جو پہنچا تا گریبان رہگیا

ساتھ ہی گیسو کے آیا مصحفِ رُخ کا خیال
خیر گزری جا چکا تھا آج ایمان رہگیا

دل جو میرا بہ گیا ہو کر لہو تو بہ گیا
شکر ہے اُسکی جگہ پہلو مین پیکان رہگیا

کوچ ہے درپیش سبکو ہو گدا یا بادشاہ
آگیا اس گھر مین جو دو روز مہمان رہگیا

آئے بیٹھے اُٹھ گئے کتنے حسین لیکن امیر
شکلِ آئینہ مین اُس محفل مین حیران رہگیا

تصور مین زلفون کے رویا کیا
مین بالون مین موتی پرویا کیا

وہ ہنس ہنس کے نشتر چبھویا کیا
مین رو رو کے دامن بھگویا کیا

دہان و کمر کو دکھا کر وہ بت
مجھے دونون عالم سے کھویا کیا

عجب قدرتِ حق کے اے بت ہین کھیل
کہ مٹی کے پتلے کو گویا کیا

بُرا خوابِ غفلت کا ہو وقت کوچ
گئے میرے ساتھی مین سویا کیا

ہوا جب سے وہ گل طرفدارِ غیر
مرے حق مین کانٹے ہی بویا کیا

تصور مژہ کا تری رات بھر
رگِ جان مین نشتر چبھویا کیا

تڑپنے کی بسمل کے دیکھی نہ سیر
لہو سے وہ تلوار دھویا کیا

رہا خواب مین اُن سے شب بھر وصال
مرے بخت جاگے مین سویا کیا

خطِ سبز کے غم نے غوطے دیے
خضر میری کشتی ڈبویا کیا

جوانی مین بھی یان نہ آئی ہنسی
مین اپنے لڑکپن کو رویا کیا

مزہ وصل کی شب کا یون بڑہ گیا | کہ کچھ دن چڑہے تک وہ سویا کیا

پسِ مرگ مٹی بھی اُس نے نہ دی
امیر آبرو مفت کھویا کیا

ہر جام مین ہے جلوۂ مستانہ کسی کا | میخانہ ہمارا ہے جلوخانہ کسی کا
جس آنکھ کو دیکھا ہے جلوخانہ کسی کا | جس دل پہ نظر کی وہ ہی کاشانہ کسی کا
جب دیکھتے ہین ابرِ سیہ کہتے ہین ہم مست | جاتا ہے یہ اُڑتا ہوا میخانہ کسی کا
بوزُلف کی لائی جو صبا مین تو یہ جانا | دل لینے کو آیا ہے یہ بیعانہ کسی کا
بدلی ہے کہ میخانہ ہے بجلی ہے کہ مے ہے | یہ رعد ہے یا نعرۂ مستانہ کسی کا
پہنچا مجھے اُس قاتلِ عالم کی گلی مین | کچھ کام کرا ہے ہمتِ مردانہ کسی کا
ساقی نہ دکھا پھیر جدا ساغرِ خالی | لبریز ہوا جاتا ہے پیمانہ کسی کا
یہ حسن کے بازار مین کیا لوٹ پڑی ہے | سَودیتے ہین پھرتا ہین بیعانہ کسی کا
اے طالعِ بیدار مین سوتا ہون خبردار | پہلو سے مرے ہو نہ جُدا شانہ کسی کا
کیا تم سے کہون دل کی خرابی کا مین احوال | برباد ہوا لعہ گھر ایسا نہ کسی کا
ساقی سے حیا موجۂ مے ہے نگہِ شرم | وہ جھپی ہوئی آنکھ ہے پیمانہ کسی کا
فرہاد پہ کیا گزری جو مجھپر نہین گزری | مین اپنے سوا کیون کہون افسانہ کسی کا
کچھ اور بڑہا دیتی ہے اُس حسن کی مستی | یہ آرسی چھوٹا سا ہے پیمانہ کسی کا
آوازِ پری صُور کی آواز کو سمجھا | محشر مین ہے مستا ور بھی دیوانہ کسی کا
نادان سمجھتے ہین کہ بڑ مار رہا ہے | کیا جانیے کس دُھن مین ہو دیوانہ کسی کا
مستون مین کسی کے دلِ ہیبت کو ڈھونڈو | ہوگا نہین دیوانون مین دیوانہ کسی کا
ہوتی ہے جگہ گنج کی ویرانہ ہمیشہ | جو دل ہے شکستہ وہ ہو کاشانہ کسی کا
نکلا ہے کسی شمعِ جہان سوز کی دُھن مین | خورشیدِ قیامت بھی ہو پروانہ کسی کا

کیونکر نہ سنین شوق سے گل کان لگا کر — مرغان چمن کہتے ہین افسانہ کسی کا
وہ حسن ہے اللہ کی قدرت کا تماشا — رنگ اور بتون سے ہے جداگانہ کسی کا

بیکار امیر اپنے دل و دیدہ نہین ہین
آئینہ کسی کا ہے یہ وہ شانہ کسی کا

حیا بولی ابھرا جو جوبن کسی کا — مٹا دونگی مین چلبلاپن کسی کا
کہا مین نے حاضر ہے دل تو وہ بولے — کہ احسان لین میرے دشمن کسی کا
خرامان ہوے وہ تو بولی نزاکت — کہ مجھ سے نہ سنبھلے گا دامن کسی کا
سیہ چادرہ ہو کہ خورشید محشر — کسی سے دبے گا نہ جوبن کسی کا
رقیبون سے وہ خوش رقیب ان سے راضی — برا کہئیے مین کیون ہون دشمن کسی کا
چمکتی نہین ابر سے برق تابان — لٹکتا ہے پردے سے دامن کسی کا
نہین پہلو گل مین دل تنگ غنچہ — جوانی سے روٹھا ہے جوبن کسی کا
ادھر بھی کرم اے نسیم بہاری — ترستا ہے پھولونکو مدفن کسی کا
نظر جاتے ڈرتی ہے چین جبین سے — یہ چلمن چھپائے ہے جوبن کسی کا
نہ کر خشک اے سوز غم خون میرا — مجھے اس سے رنگنا ہے دامن کسی کا
وہ کیا جانے ہوتی ہے کیسی جوانی — ابھی کھیلتا ہے لڑکپن کسی کا
کچھ اس درد سے عشق مین کوئی رویا — اثر چیخ اٹھا سن کے شیون کسی کا
جوانی کی آمد سے ہوتا ہے رخصت — وہ نازون کا پالا لڑکپن کسی کا

شباب آچکا اب کسے دیکھتا ہے
امیر اٹھ کے ہر بار جوبن کسی کا

تاب گویائی نہین رکھتا دہن تصویر کا — خامشی کہتے ہین جسکو ہے سخن تصویر کا
ساتھ جائیگا عدم تک پیرہن تصویر کا — پیرہن تصویر کا ہوگا کفن تصویر کا

صدمۂ فرقت نے یہ صورت بدل دی ہے مری
جیسے دن تو متنگین اہلِ وطن تصویر کا

حسن کھلتا ہے حسینون کا جبھے جتنی نگاہ
جسقدر دیکھو ابھرتا ہے بدن تصویر کا

فکرِ رنگین کب ہوا کرتی ہے پیری مین ضعیف
خشک ہوتا ہے کہین نخلِ کہن تصویر کا

دیکھ جو کچھ سامنے آجائے مُنہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

اور سب حُسن ان گلون مین ہین مگر لیکن نہین
رنگ لاکھون بو نہین رکھتا چمن تصویر کا

صانعِ قدرت کی ہے عالم مین صنعت سے نمود
بانکپن نقاش کا ہے بانکپن تصویر کا

غیر ممکن ہے کہ فیضِ اصل آئے نقل مین
نافہ کرتا ہے کہان پیدا ہرن تصویر کا

کم نگاہی سے وہ دیکھے جس پری کی شبیہ
ایک کاغذ بھر اتر جائے بدن تصویر کا

جلوہ گاہِ یار مین ہر اک ہے حیرت سے دوچار
کرتی ہے نظارہ ساری انجمن تصویر کا

کشتۂ حیرت ہون مجھ مین دم نہین ای تیغ ناز
زخم کھا کر کیا لہو دے گا بدن تصویر کا

جب سے پھولا ایک بھی گل اسکا مرجھایا نہین
کیا دلِ پر داغ میرا ہے چمن تصویر کا

ہون وہ وحشی کھینچتا ہے جب مرا نقشہ امیر
چاک کر دیتا ہے مانی پیرہن تصویر کا

شوق خلوت مین بھی ہے انجمن آرائی کا
آئنہ خانہ ہے گوشہ مری تنہائی کا

پاؤن پر تیرے جو سر ہے ترے شیدائی کا
بوسہ مقصود ہے پردہ ہے جبین سائی کا

پاؤن صحرا مین نکالا کب ترے سودائی کا
دل مین لالے کے رہا داغ ہی تنہائی کا

خاک پر خون جو ٹپکا ترے سودائی کا
داغ اچھلکر وہ ہوا لالۂ صحرائی کا

ہم ترے حسن کے بازار سے پھر جائین کہان
طور ٹھیکا ہو جو موسیٰ سے تماشائی کا

بے ثباتیِ چمن حیرتِ نرگس سے کھلی
لگیا کور سے سرمہ ہمین بینائی کا

شفقِ شام نہین ہے یہ مرے ماتم مین
منہ کو آیا ہے کلیجا شبِ تنہائی کا

لامکان پر طلبِ احمدؐ کو خدا نے بھی کیا
متحمل ہو بشر کیا غمِ تنہائی کا

رو سفیدی مجھے حاصل ہے سیہ کاری مین
مین بھی کیا خط غلط ہون کسی سودائی کا

شوق دیدار مین اُٹھتی ہے جو ہر وقت نگاہ
ناتوان مین اُنہین شبہہ ہے توانائی کا

دل کفار اُسی سے کیے اللہ نے خلق
بچ رہا کچھہ جو اندھیرا شب تنہائی کا

اُس رخ صاف کو دیکھو تو بڑہین اور فروغ
سُرمہ ہو گرد نظر آنکھہ کی بینائی کا

ٹال جاتے ہین مجھہ دیکھہ کے وہ خلق کہان
رنگ ہی مفلس و منعم کی شناسائی کا

دست گستاخ سے گر دامن یوسف کو نہ چاک
اے زلیخا ہے یہ کوچہ تری رسوائی کا

کوئی آتا نہین مجھتک جو بجز یاد خدا
لامکان گوشہ ہے شاید مری تنہائی کا

تیغ مژگان کا غضب ہاتھہ لگایا تمنے
کٹ گیا پاے نگہ چشم تماشائی کا

عین سجدے مین میسر ہے نظارہ اُسکا
چشم بینا ہے کہ داغ اپنی جبین سائی کا

صحبت مردم عیس مین بہلتا نہین دل
لاکھہ تصویرین ہون پر رنج ہی تنہائی کا

شوق سے تیغ لگاؤ مجھے لیکن ہے یہ ڈر
خندۂ زخم ڈھنڈورا نہ ہو رسوائی کا

پیاس اس کی جو بجھے گی تو مے کوثر سے
ظرف عالی ہے **امیر** احمد مینائی کا

داغ دیگا تجھے یہ شوق خود آرائی کا
دیکھہ آئینہ ہے دشمن تری یکتائی کا

جسنے دیکھا ہے تجھے دیکھتے ہین سب اُسکو
خلق ہے جمع تماشا ہے تماشائی کا

آئنہ دیکھکے آئے ہین مزے مین ایسے
خود وہ مُنہ چومتے ہین اپنے تماشائی کا

راستی قلزم اُلفت مین رہی ہمکو پسند
جب کیا قصد کیا شیر کی پیرائی کا

جو رپھولون کے اُٹھا جی نہ چرا ای بلبل
گھر مین صیاد کے ہے محکمہ گیرائی کا

تو بھی آئے تو نہ وہ آنکھہ اُٹھا کر دیکھے
اور ہی رنگ ہو اب تیرے تماشائی کا

چیخ اُٹھا لوٹ گیا تو نے اُٹھا دی جو نقاب
آج جی چھوٹ گیا تیرے تماشائی کا

اے اجل جلد خبر لے کہ ڈراتا ہے مجھے
دیو بن بن کے اندھیرا شب تنہائی کا

دل مرا سینے مین کیا اب تو دو عالم مین نہین
چلد یا بنکے خیال اُس بتِ ہرجائی کا

تجکو بھی جلوہ گہِ ناز مین رو کا تھا ما
حوصلہ دیکھ لیا اپنے تماشائی کا

پھرتی ہے حسرتِ پابوس دو عالم مین تباہ
اک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا

اپنے جلوے کو وہ خود دیکھکے کہہ اُٹھتے ہین
واہ کیا آنکھ ہے کیا دل ہی تماشائی کا

دشت مین لالہ ہی گلزار مین گل بزم مین شمع
ہر جگہ رنگ نیا ہی مرے ہرجائی کا

دوڑکر برقِ تجلی نے سنبھالا اُسکو
لڑکھڑایا جو قدم تیرے تماشائی کا

سر شب و روز جو وحشت سے ہی چکر مین امیر
یہ بھی شاید ہے قدم اُس بتِ ہرجائی کا

موقوف بیخودی پہ ہے جلوہ حبیب کا
اپنی خودی یہ ہے مجھے دھوکا رقیب کا

صیاد کچھ تو پاس ہی لازم غریب کا
لٹکا دے شاخِ گل سی قفس عندلیب کا

اللہ رے پاس عشق مین مجکو حبیب کا
آنسو ٹپک پڑے جو دُکھا دل رقیب کا

ہون وہ مریضِ غم کہ بدلتا ہی رنگ زرد
ٹھہرا مرا مزاج بھی نسخہ طبیب کا

عشاق کی خزان سہی ہی معشوق کی بہار
غازہ ہی رُخِ گل کو لہو عندلیب کا

کسنے دہن یہ غنچہ کو یارب دکھا دیا
اِتنا سا ہو گیا ہے جو منہ اس غریب کا

سمجھے سب جسے تجلیِ نورِ خدا کلیم
درپردہ تھا جمال خدا کے حبیب کا

ہر سرو پر نثار ہون ہر گُل پہ سینہ چاک
قمری کا دل ملا ہے جگر عندلیب کا

مارے خوشی کے جامے سی باہر ہی آئنہ
منہ دیکھکر اُٹھا تھا یہ کس خوش نصیب کا

تار ایک ہی ہے سبحہ زنار کا امیر
اسلام و کفر مین بھی ہے رشتہ قریب کا

شبنم و گُل کو جو ہمنے ترے ہنستے دیکھا
تو ہے چاک گریبان اُسے روتے دیکھا

کبھی موتی نہوے یار کے دانتون سی سفید
آبرو معنت مین خجھو ٹون کو ڈوبتے دیکھا

گھر مرا گور غریبان سے بھی بڑھکر ہو خراب
گل کو ہنستے نہ یہان شمع کو روتے دیکھا

بن پڑی کیسی کہ غفلت مین لیا بوسۂ رخ
جاگ اُٹھے بخت مرے اُسکو جو سوتے دیکھا

عیش مین سوختہ بختون کو ہے اللہ نصیب
شمع کو محفلِ شادی مین بھی روتے دیکھا

دل ترے عاشقِ حیران کا شگفتہ کیا ہو
کسنے گل غنچۂ تصویر کو ہوتے دیکھا

ہون وہ عاشق کہ جلا وہمِ رقابت سے جگر
شمع کو اشک سے دامن جو بھگوتے دیکھا

فتنہ ہے سارے زمانے کا ترا دانۂ خال
سیکڑون کھلون مین پس اسے بوتے دیکھا

کیا بُرا عشق کا کوچہ ہے کہ اس مین سبکو
جان کو مال کو ایمان کو کھوتے دیکھا

ہے مرض تمکو تو رونے کا ہمیشہ سے امیر
یون ہی رومال پہ رومال بھگوتے دیکھا

تھا دھیان مین نقشہ جو تری جلوہ گری کا
مُنہ پھیر لیا دیکھکے رُخ ہم نے پری کا

آخر ہون مین عالم ہے چراغِ سحری کا
لو جلد خبر وقت نہین بےخبری کا

ہر صبح کو یہ شور ہے مرغ سحری کا
چونکو کہ زمانہ نہ رہا بےخبری کا

وقعہ نہین اب بزم سے ہوتا ہے یہ رخصت
مُنہ دیکھ رہا ہون مین چراغ سحری کا

دیتا ہے خبر پر خبر احباب کا اُٹھنا
پردہ نہین اُٹھتا ہے مگر بےخبری کا

مستی مین کہین دیکھ لی اُس ماہ کی رفتار
بہکا ہوا پڑتا ہے قدم کبکِ دری کا

اللہ کی قدرت کا تماشا وہ صنم ہے
چہرہ ہے اگر حور کا جوبن ہے پری کا

میخانے مین دورِ مئے گلرنگ نہین ہے
اندر کے اکھاڑے مین یہ ہے رقص پری کا

یاد آتا ہے گلزار مین اُس گل کا وہ سونا
آنا وہ دبے پاؤن نسیمِ سحری کا

ڈر ہے یہ خبر اُڑکے نہ صیاد کو پہنچے
اچھا نہین چرچا مری بے بال و پری کا

کچھ روز ابھی صبر کرا اے پنجۂ وحشت
بے موسمِ گل لطف نہین جامہ دری کا

احباب دمِ نزع بجھے دیکھ رہے ہین
مُنہ تکتے ہین پروانے چراغِ سحری کا

گھبرا کے چلے آئے ہین گھر وہ امیر آج
احسان ہوا مجھپہ مری بیخبری کا

عمر برق و شرار ہے دنیا
کتنی بے اعتبار ہے دنیا

داغ سے کوئی دل نہین خالی
گیا کوئی لالہ زار ہے دنیا

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دنیا

نشۂ عیش یان نصیب کسے
کہ سراپا خمار ہے دنیا

یارباشی کا شوق ہے اسکو
یار لوگون کی یار ہے دنیا

اہل رغبت سے کرتی ہے نفرت
بڑی پرہیزگار ہے دنیا

آنے جانے پہ سانس کے ہے مدار
سخت ناپائدار ہے دنیا

اپنے مستون سے بھاگتی ہے مدام
کس قدر ہوشیار ہے دنیا

ایک جھونکے مین ہے ادھر سے اُدھر
چار دن کی بہار ہے دنیا

کوئی کافر کوئی مسلمان ہے
مجمع نور و نار ہے دنیا

بد تر اسکو سمجھ خزان سے امیر
دیکھنے کو بہار ہے دنیا

جی ہی لے گا غم جانان میرا
مجکو کھا جائیگا مہمان میرا

ملک الموت جسے کہتے ہین
زندگی بھر ہے نگہبان میرا

تجھ سے دامن ہے ترا چین بجبین
تنگ ہے مجھ سے گریبان میرا

شرم کی بات ہے لے دزد کفن
گور دیکھے تن عریان میرا

چھیڑ ہے یہ بھی پریزادون کی
نام رکھا ہے سلیمان میرا

ہون وہ غم دوست جلون مین جو آگ
بھن کے دانہ ہو جو خندان میرا

رنگ لائی ہے یہ خونباری چشم
دامن گل ہے گریبان میرا

دفترِ دہر پریشان ہو ابھی
دل جو ہو جائے پریشان میرا

بیتِ ابرو کے لکھے ہین مضمون
دفترِ حُسن ہے دیوان میرا

چار آنسو جو ندامت سے بہے
دھو گیا نامۂ عصیان میرا

پھر کہان مین غمِ محبوب کہان
اور دو دن ہے یہ مہمان میرا

ضعف سے ہون صفتِ تارِ نظر
کیا کرے گی صفتِ مژگان میرا

رحم کر رحم کر اے دستِ جنون
پاؤن پڑتا ہے گریبان میرا

کیون اُٹھا درد مرے پہلو سے
کیون خفا مجھ سے ہے مہمان میرا

کیا دورنگی ہے زمانے کی امیر
مین حزین زخم ہے خندان میرا

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا
درد کی طرح چمک جائیے گا

میری تربت پہ اگر آئیے گا
عمرِ رفتہ کو بھی بلوائیے گا

سبکی نظرون پہ نہ چڑھیے اتنا
دیکھیے دل سے اُتر جائیے گا

آپ کے در سے مین اُٹھنے کا نہین
کیا جنازہ ہے جو اُٹھوائیے گا؟

دیر کو چلیے ابھی حضرتِ دل
کبھی کعبے کو بھی ہو آئیے گا

مین تو ہون حضرتِ ناصح مدہوش
کون سمجھے گا جو سمجھائیے گا

زندگی مین تو نہ آئے اک دن
آپ مرقد پہ ضرور آئیے گا

شیخ تاکبن تو کہے دخترِ رز
کیا مین شربت ہون جو پی جائیے گا

اس قدر کیون ہے دلِ زار سے ناز
بوجھ بیمار سے اُٹھوائیے گا؟

حکم ہے شمع بجھا دو شبِ وصل
کیا اندھیرے مین نہ گھبرائیے گا؟

آئیے نزع مین بالین پہ مری
کوئی دم بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

وصل مین بوسۂ لب دیکے کہا
منہ سے کچھ اور نفرمائیے گا

زرق برق آپ کی ہو جہ نہین
درد دل کو مرے چمکائیے گا

ہاتھ مین نے جو بڑھایا تو کہا
بس بہت پاؤن نہ پھیلائیے گا

زہر کھانے کو کہا تو بولے
ہم جلا لین گے جو مر جائیے گا

حسرتین نزع مین بولین مجھ سے
چھوڑ کر ہم کو کہان جائیے گا

رنگ گل ہو کے چمن مین رہیے
بوئے گل ہو کے نہ اڑ جائیے گا

دل مرا لے تو چکے ہین سرکار
کہین ناز اس سے نہ اٹھوائیے گا

آپ سنیے تو کہانی دل کی
نیند آجائے گی سو جائیے گا

آنکھ مین پھیل نہ جائے کاجل
دیکھیے بن کے بگڑ جائیے گا

جسطرح عمر گزرتی ہے امیر
آپ بھی یون ہی گزر جائیے گا

ہو چکا وعدہ کہ کل آئیے گا
دیکھیے اب نہ بدل جائیے گا

آئنہ دیکھ کے پچتائیے گا
دیکھیے دیکھیے شرمائیے گا

رنگ لاے حضرت دل لائیے گا
کسی مہندی مین جو پس جائیے گا

وعدہ آنے کا جو فرمائیے گا
جیسے آج آئے تھے کل آئیے گا

دل کو قابو مین اگر لائیے گا
شوخ ہے خوب سے تڑپائیے گا

اتنی گھر جانے کی جلدی کیا ہے
بیٹھیے جائیے گا جائیے گا

داغ پر داغ وہ دے کر بولے
دل کو ان پھولون سے بہلائیے گا

داور حشر سے مین ڈرتا ہون
وہ زبردست ہے چھن جائیے گا

کہتے ہین کہہ تو دیا آئین گے
اب یہ کیا چڑ ہے کہ کب آئیے گا

ڈبڈبائے مرے آنسو تو کہا
روئیے گا تو ہنسے جائیے گا

ہائے کیا دیکھ کے دل دے کوئی
آنکھ کی طرح بدل جائیے گا

لاکھہ پردون مین وہین حضرتِ دل
کہین دھوکا نہ کوئی کھائیے گا

ہے شبِ وصل حیا شام سے کیون
جانِ من صبح کو شرمائیے گا

گھر سے چلیے مرے تابوت کے ساتھ
کہین کترا کے نکل جائیے گا

بولے وہ آئینہ دکھلانے پر
کیا مجھی سے مجھے لڑوائیے گا

بیخودی کہتی ہے غش مین مجھ سے
آپ مین آپ نہ کبھی آئیے گا

رات اپنی ہے ٹھہرئیے تو ذرا
آئیے بیٹھیے گھر جائیے گا

کہتے ہین ہجر کا رونا کیا ہے
مین نہ آؤن گا تو آپ آئیے گا

گرمیان دیکھیے کہتی ہے وہ تیغ
ٹھنڈے ہو لیجیے پھر جائیے گا

گرمیِ شوق یہی ہے تو امیر
آپ اسی آگ مین جل جائیے گا

کہا مژہ نے ہوا جب مقابلہ دل کا
کہ اتنے نشتر اور ایک آبلہ دل کا

اُٹھو گلے سے لگا لو مٹے گلہ دل کا
ذرا سی بات مین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

دم آ کے آنکھون مین اٹکے تو کچھ نہین کھٹکا
اٹک نہ جائے الٰہی معاملہ دل کا

مری بغل مین وہ بیٹھا تو غیر کو لیکر
دبا کے توڑ دیا اسنے آبلہ دل کا

کڑی نگاہ کی اوسنگدل اُٹھیگی نہ چوٹ
کہ شیشے سے کہین نازک ہو آبلہ دل کا

تمھارے غمزون نے کھوئے ہین ہوش صبر و قرار
انھین لٹیرون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

خدا ہی ہے جو کڑی چتونون سے جان بچے
ہے آج دلشکنون سے مقابلہ دل کا

تم اپنی اُٹھتی جوانی کی شوخیان دیکھو
اُبھر اُبھر کے بڑھاتی ہے ولولہ دل کا

لپٹ گئے مرے سینے سے اُٹھکے وصل کی شب
انھین بھی آج مزہ دیگیا گلہ دل کا

بغل کے یار نے چتون مٹا دیے جھگڑے
نہ مین رہا نہ رہا دل نہ وہ گلہ دل کا

بھلی صفائی تو ظالم نے کھودی چوٹی
کہان پہنچکے ہوا قطع سلسلہ دل کا

تڑپ ہے اُسکو جو ناوک کی اسکو پیکانکی
وہ مشغلہ ہے جگر کا یہ مشغلہ دل کا

پڑی نگاہ جو دلبر پہ تو حسرتون نے کہا
کہ تیر بھر کا ہے دلبر سے فاصلہ دل کا

جرس پکار رہا ہے کہ خیر ہو یارب
چلا ہے راہِ محبت مین قافلہ دل کا

مین کاروان مین لڑا دونگا تمکو یوسف سے
جرس سے نالون مین ہوگا مقابلہ دل کا

وہ دن کہان ہین جو رہتا تھا دلسے شکوۂ یار
اب اُس سے جا کے مین کرونگا گلہ دل کا

لگا کے یار کی تصویر اپنے سینے سے
نکال لیتے ہین فرقت مین حوصلہ دل کا

عجب بہار جنون خیز ہے کہ غنچے بھی
چٹک چٹک کے دکھاتے ہین ولولہ دل کا

نہ سیر عرش ہے مشکل نہ قطعِ راہِ حرم
خدا کرے کہین طے ہو یہ مرحلہ دل کا

تعلّیان دلِ سوزان کی عشق مین دیکھو
بنا ہے عرش کی قندیل آبلہ دل کا

یہ جھک کی کہتی ہین کانون مین بجلیان اُنکی
تڑپ مین ہوگا نہ ہمسے مقابلہ دل کا

اسیر بھول بھلیان ہے کوچۂ گیسو
تباہ کیون نہ پھرے اس مین قافلہ دل کا

پرتو نہین کب اسمین کسی خوش جمال کا
بزمِ پری ہے آئنہ اپنے خیال کا

ہر ذرّہ آفتاب سے کرتا ہے ہمسری
اللہ رے دماغ ترے پایمال کا

سمجھے ہین جسکو اہلِ زمین چرخِ آبگون
اک شیشہ ہے مرے عرقِ انفعال کا

روشن دلون کا عیب بھی پُر شبہہ ہے ہنر
کیونکر نہ بڑھکے بدر ہو ناخن ہلال کا

اے چشمِ یار بھاگ نہ مجھ تیرہ بخت سے
ہمراہ ہے غزال کے سایہ غزال کا

تیرِ نگہ جب اُسکا چلا ہے سوئے فلک
چلّہ اُڑا دیا ہے کمانِ ہلال کا

کس زلفِ مشکفام کا عکس آئینے پڑگیا
عالم ہے آرسی مین جو نافِ غزال کا

بل بل کے ایسی دامنِ گیسو زدی ہوا
شعلہ بھڑک گیا ترے حسن و جمال کا

کیا کام آئیگی تری گردش پھر اے فلک
فرقت کی شب سے [illegible] محال کا

مجھ تک کب آسکیگی سپاہِ سزاے جرم — دریا ہے بیچ مین عرقِ انفعال کا
احمدؐ جو تھے رحیم نہ تھا سایہ اسلیے — دل پس نہ جاے زیرِ قدم پایمال کا

شوقِ جوابِ خط ہے دمِ نزع بھی امیر
ہون منتظر مین قاصدِ فرخندہ فال کا

گور مین تم نے جو لاشے کو اُتارا ہوتا — اے بتو خاتمہ بالخیر ہمارا ہوتا
رُخِ جانان کا میسر جو نظارا ہوتا — مہرِ تابان مری قسمت کا ستارا ہوتا
دیکھتے چہرے کو اپنے اگر آئینے مین — حال جو کچھ ہے ہمارا وہ تمہارا ہوتا
دل کو اُس زلف کا لازم تھا تصور اتنا — کہ دھوان آہ کا بھی عنبرِ سارا ہوتا
ہم وہ میکش ہین کہ ہو اپنی نگاہو مین اثر — سر کے بل دوڑتے شیشے جو اشارا ہوتا
وعدۂ قتل مین منظور تھا ایسا جو خلاف — ہاتھ پر ہاتھ نہ جلاد نے مارا ہوتا
چاہی فرعون نے موسیٰ سے مدد چوک گیا — غرق ہوتا نہ اگر تمکو پکارا ہوتا
کیا نگہ بھی نہین اُٹھ سکتی تھی خنجر کیطرح — تاک کر تم نے کوئی تیر ہی مارا ہوتا
نزع کے وقت چھپانی تھین تمکو پلکین — ڈوبتے وقت تو تنکے کا سہارا ہوتا
خط مرا لیکے کبوتر جو پہنچتا اُس تک — سر طائر مرے طالع کا ستارا ہوتا
غیر کے ساتھ یا پاتے تو نہ پیتا مین شراب — تنگ کیونکر یہ مرے دل کو گوارا ہوتا

بر خلاف ایسی ہوا باغِ جہان کی ہے امیر
پھول کو ہاتھ لگاتا تو شرارا ہوتا

میری طرح نہ اک دن ابرِ بہار رویا — وہ ایک بار رویا مین لاکھ بار رویا
مجنون سے مین نے پوچھا کل حالِ بیخودی کا — کچھ کہہ سکا نہ منہ سے پر زار زار رویا
کیا بیکسی کا عالم میرے مزار پر ہے — جو آگیا وہ بنکر شمعِ مزار رویا
آوازے رہی ہین مقتل مین زخمِ بسمل — خندان ہوا جو پہلے انجامِ کار رویا

پوچھی امیر سے کل مین نے جو دل کی حالت
سینے پہ ہاتھ رکھ کر بے اختیار رو دیا

پہ گرم اپنا داغِ جگر ہو گیا
پسینے مین خورشید تر ہو گیا

سفر میرے حق مین حضر ہو گیا
جہان تھک کر بیٹھا مین گھر ہو گیا

غضب اشکباری سے عقدے پڑے
کہ کوتاہ تارِ نظر ہو گیا

دکھائی مری عشق نے شانِ حسن
تنِ زار موئے کمر ہو گیا

غضب ہین تری چٹکیان ای فلک
کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا

دیا مژدۂ آبرو اشک کو
جو پانی کا قطرہ گہر ہو گیا

گیا اڑ کے اس شوخ کے ہاتھ تک
مرا نامہ خود نامہ بر ہو گیا

ملے ہین سفر کے مجھے بال و پر
اڑا اور بے بال و پر ہو گیا

کہان ہم کہان در ترا شاہِ حسن
فقیرانہ یان بھی گزر ہو گیا

وہان پرزے پرزے ہوا خط امیر
یہان چاک میرا جگر ہو گیا

موقوف جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

میرے سیاہ خانے مین شب کو وہ حور تھا
پتلی کی طرح پردۂ ظلمت مین نور تھا

اے برقِ حسنِ یار یہ اچھا ظہور تھا
دیدار کو کلیم تھے جلنے کو طور تھا

واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکرِ حور
اتنا لحاظ دخترِ رز کا ضرور تھا

بانٹا تمام خلق کو اللہ نے وہی
جو کچھ بچا ہوا تری خلقت سے نور تھا

اے شورِ حشر تھہر گیا کیون جگا دیا
گوشہ مزار کا مجھے آغوشِ حور تھا

ہم کیا کہ میکدے مین تری چشمِ مست سے
جو شیشہ تھا وہ نشۂ مستی سے چور تھا

آیا بڑا مزہ مجھے مجلس مین وعظ کی
واعظ تھا مست ذکرِ شرابِ طہور تھا

آجائے بس مین وہ تو کہون مین شبِ وصال
وہ شوخیان کہان گئین جن پر غرور تھا

عجز و نیاز ادھر تو اُدھر تھا غرور و ناز
جتنے تھے ہم قریب وہ اُتنا ہی دُور تھا

میرے عمل تو قابلِ دوزخ ہی تھے مگر
کرتا جو وہ نہ رحم تو رحمت سے دُور تھا

لپٹا مین بوسہ لیکے تو بولے کہ دیکھئے
یہ دوسری خطا ہے وہ پہلا قصور تھا

کس کس کو روکتا شبِ فرقت کہ مین تو ایک
اور جان بیقرار تھی دل ناصبور تھا

تھا اُنکی شوخیون سے مقابل جگر بھی کچھ
پورا مگر جواب دلِ ناصبور تھا

نیچی رقیب سے نہوئی آنکھ عمر بھر
جھکتا مین کیا نظر مین تمہارا غرور تھا

فرقت مین کیون نہ تھا کسی کروٹ مجھی قرار
کیا دونون پہلوؤن مین دلِ ناصبور تھا

کیا بات امیر جوشِ نشاطِ شباب کی
غم آتے آتے دل مین ہمارے سرور تھا

اُستاد میل جو دل مین اُس کا ظہور تھا
پریون مین تھا پری تو وہ حورون مین حور تھا

جب تک کہ چشمِ شوق مین وحدت کا نور تھا
جس بام پر نگاہ پڑی کوہِ طور تھا

ہم سے گناہگار جو محروم رہ گئے
ساقی مگر یہ جامِ شرابِ طہور تھا

صورت تری دکھا کے کہونگا یہ روزِ حشر
آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا

قاتل نہ چھوڑتا تھا عزیزون کو نیمجان
ایک آدھ ہاتھ اور لگانا ضرور تھا

وہ لطفِ انتظار وہ سامانِ وصل ہائے
دل کو غمِ فراق مین بھی کیا سرور تھا

مہمان ایک آن کی تھی آن حسن کی
اِتنی سی بات پر تمہین اِتنا غرور تھا

پیتے تھے ہم ادب سے وضو کرکے جن دنون
ہر ایک جام جامِ شرابِ طہور تھا

اس شان سے وہ آئے کہ ہم کر سکے نہ بات
آنکھین تھین مستِ ناز نظر مین غرور تھا

دشمن مرے برائی کرین اور تم سنو
اُن سے نہ تھا بعید مگر تم سے دُور تھا

تڑپا جو وقتِ ذبح تو میری تھی یہ خطا
خنجر کیا نہ تیز یہ کس کا قصور تھا

آغازِ عشق ہی سے سب آثار تھے بُرے
پہلے ہی تجھ سے صبرِ دلِ ناصبور تھا

شکوہ کسی سے دل شکنی کا کرون مین کیا
یہ شیشہ چوٹ کھانے سے پہلے ہی چور تھا

اُس حور نے نقاب اُٹھا کر دکھا دیا
ستر ہزار پردون مین پنہان جو نور تھا

وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ تھی مگر
سب کا جواب ایک دلِ ناصبور تھا

ہمزاد کا پتا تو کہان دشتِ عشق مین
سایہ بھی میرا مجھ سے بہت دُور دُور تھا

اک ہیجان کا کام نہ پورا ہوا امیر
قاتل کو تیغِ ناز پہ ناحق غرور تھا

پہلو مین میرے بیٹھ کے بھی مجھ سے دُور تھا
تصویر کی طرح وہ سراپا غرور تھا

جنت تھا جسم روح مین انداز حور تھا
سمجھے نہ ہم یہ فہم کا اپنے قصور تھا

اُس حور نے جو ہاتھ سے اپنے پلا دیا
پانی مین بھی سرورِ شرابِ طہور تھا

جتنی تھی عاجزی وہ مجھی کو عطا ہوئی
بخشا خدا نے آپکو جتنا غرور تھا

ہُو حق تمام وعظ کی مجلس مین مچ گئی
چوکھی شراب ذکرِ شرابِ طہور تھا

سمجھے تھے جسکو مردمکِ چشمِ یار ہم
دستِ پری مین دامنِ گیسوی حور تھا

شاہون سے پوچھتی ہے تہِ خاک عاجزی
کیسی یہ تمکنت تھی یہ کیسا غرور تھا

وحدت مین قرب و بُعد کی گنجائشین کہان
کیون کر کہون قریب کہ وہ مجھ سے دور تھا

صبحِ شبِ وصال وہ بولے کہ واہ واہ
کیا سستے چھوٹے کہکے کہ میرا قصور تھا

جب تک وہ آئین آئین تڑپ کر یہ چلدیا
کیا جلد باز ہاے دلِ ناصبور تھا

اُسکی کڑی نظر کی اُٹھائی گئی نہ چوٹ
لگتے ہی ٹھیس شیشۂ دل چور چور تھا

کیا کہیے تھا وصال مین کس کس کو اضطراب
رگ رگ مین میری رنگِ دلِ ناصبور تھا

تھے خال رُخ پہ رُخ تھا تہ گیسوِ سیاہ
ظلمت وہ نور مین تھی یہ ظلمت مین نور تھا

پہلو مین وہ جو آے تو کیسا ٹھہر گیا
بگڑا ہوا مجھی سے دلِ ناصبور تھا

آئی جو شامِ وعدہ تو مہندی طلب ہوئی
مطلب کے وقت دیکھیے کیا شعور تھا

بجلی چمک گئی تو یہ عشاق سے کہا
تم مین سے یہ کسی کا دلِ نا صبور تھا

سو شعر ایک جلسے مین کہتے تھے ہم امیر
جب تک نہ شعر کہنے مین ہمکو شعور تھا

غیر تو زندہ ہے پھر غم ہے مریجان کس کا
سوگ رکھے ہوے ہو زلف پریشان کسکا

عمر گزری ہے مجھے اس بزم مین لیکن نہ کھلا
میزبان کون ہے میرا مین ہون مہمان کسکا

وصل مین بھی جو نکلتا نہین دل سے باہر
منہ چھپائے ہوی بیٹھا ہے یہ ارمان کسکا

دیکھ کر مجکو وہ انداز و ادا سے بولے
کہ اسے کسنے بلایا یہ ہے مہمان کسکا

منہ ترا چومتی ہے روز شکایت کسکی
ذکر رہتا ہے بدی سے یہ مریجان کسکا

مین بھی ہون تم بھی ہو آئینہ بھی ہو محفل مین
دیکھو پھر حال زیادہ ہے پریشان کسکا

رو رہا ہون مین یہ کس پردہ نشین کی غم مین
ڈھونڈنے نکلے ہین آنسو مرے دامان کسکا

یان تو ہے دل مین کھٹک اور وہ فرماتے ہین
سچ کہو تم یہ چُرا لائے ہو پیکان کسکا

خون مین بھر کے جو نکلا مرے دل سے تو کہا
لپٹ آیا یہ مرے تیر سے ارمان کسکا

جب کہا روز نمک زخم پہ چھڑکے کوئی
بولے وہ سفت کا ایسا ہے نمکدان کسکا

بوسہ جوڑے کو دیا مین نے تو ہنسکر بولے
آگیا کفر کی مٹھی مین یہ ایمان کسکا

لٹ گیا وصل مین جوبن تو یہ غمزے سے کہا
ہٹ مرے پاس سے اب تو ہے نگہبان کسکا

سوچ تو کسکے نکلنے کی یہ حسرت ہے امیر
بیمروت یہ ترے دل مین ہے ارمان کسکا

پردہ اُس چہرے سے جُدا نہوا
ہائے دم بھی مرا ہوا نہوا

جب ہوا وعدہ اور وفا نہوا
ہوگیا ایک سب ہوا نہوا

کامِ جان حسبِ مدعا نہوا
دلِ پا تو مگر حنا نہوا

ہاے بیدرد کیا مزہ ہوتا
تیرے پہلو مین دل مرا نہوا

یار ثابت قدم تھا شوقِ وصال
کہ شبِ ہجر بھی جدا نہوا

دھوم تھی اُن کی لن ترانی کی
کیا کہین ہم سے سامنا نہوا

ہاے رے شرم اُس پریرو کی
آئنہ صورت آشنا نہوا

خامشی مین بھی کیا حلاوت ہے
کہ کبھی لب سے لب جدا نہوا

تیس دن مے پلائی ساقی نے
ایک روزہ مرا قضا نہوا

فتنے کہتے ہین اُن نگاہون سے
چشمِ بد دُور تم سے کیا نہوا

کیون نہ منصور دار پر کھنچتا
رازداری کا حق ادا نہوا

داغ دلسوز تو ہوا اے درد
تو کسی درد کی دوا نہوا

آئنہ دل کا بے مثال رہا
کسی صورت سے آشنا نہوا

شکر اس نمک فشانی کا
منہ تو زخمون کا بے مزا نہوا

کھیت لاکھون رہے مگر قاتل
سبزہ شمشیر کا ہرا نہوا

پتلیان بھی بدل گئین دمِ نزع
وقت پر کوئی آشنا نہوا

شرمِ عصیان سے جو بہا آنسو
اُسکی رحمت کو اک بہانہ ہوا

مجکو درد آشنا کیا لیکن
درد خود درد آشنا نہوا

اسنے سو سو طرح گلا گھونٹا
خون سے دم مرا خفا نہوا

دل ہوا خون پر وفا ہے وہی
رنگ اس پھول سے جدا نہوا

بیوفائی کو تیری لگتا داغ
وعدہ اچھا ہوا وفا نہوا

کہتے ہین اب تو رنج ہی شکوون کی
چرچہ ہماری ہوئی گلا نہوا

کوی دم رکھدے ہاتھ سے خودبین
آرسی ٹھہری آئنا نہوا

کنگھی کیسی جو پھول کنگنی کا
چھو لیا اُسنے دردِ شانہ ہوا

صورتِ لالہ اس چمن مین امیر
داغ دل سے مرے جدا نہوا

اے فلک یہ رُت یہ متوالی گھٹا
اب تو راتین ہجر کی کالی گھٹا

لائے ساقی کو بھی متوالی گھٹا
کچھ مزہ دیتی نہین خالی گھٹا

تم بھی جُوڑا کھولدو وہ آگئی
بال کھولے گیسوون والی گھٹا

گل نہین پھولے چمن مین لائی ہے
میکشون کی نذر کو ڈالی گھٹا

پھونک دیگی اسکی ٹھنڈی گرمیان
جیت لیگی برق سے پالی گھٹا

پان کی لالی پہ ہے بجلی نثار
مسّی پر قربان ہے کالی گھٹا

جان پر توبہ کی ٹوٹین بجلیان
خوب برسی بجلیون والی گھٹا

حلقۂ گیسو نہین پھرتی ہے گرد
دیکھکر اُس کان کی بالی گھٹا

پھول چلکر باغ مین مستو بیو
آئی ہے لینے کو متوالی گھٹا

رنگ پھیکا آسے بجلی کا نظر
دیکھ لے اُس لب کی گرلالی گھٹا

ہے سیہ مستون سے ایسا میل جول
رعدا نہین گھڑکی تو دی کالی گھٹا

کچھ تو ہولے چرخ برسے یا کھُلے
کیسی ہے اسال جنجالی گھٹا

کیا گلے ملتی ہے متوالون سے آج
کھول کر آغوش متوالی گھٹا

ہجر ساقی مین برستی یہ نہین
کرتی ہے رورو کو دل خالی گھٹا

ساقیا مے چھان کر اس مین پلا
چھاننے کو لائی ہے جالی گھٹا

گورے گورے گال تیری بجلیان
کالی کالی کاکلین کالی گھٹا

لوٹتے ہین سانپ سینے پر امیر
دیکھکر فرقت کی شب کالی گھٹا

دیکھے ان کانون کی گربالی گھٹا
اپنی بجلی پھینکدے کالی گھٹا

دخترِ رز کو لاتی ہے مستونکے پاس
کرتی ہے در پردہ دلاّلی گھٹا

رات دن لُٹتے ہین موتی ہر طرف
کیا تری سرکار ہے عالی گھٹا

ایسی ہے سرکار ساقی کی بلند
رعد ہے گھڑیال گھڑیالی گھٹا

مُست تجکو دیکھ کر پیتے ہین مے
ہے بڑی تیری خوش اقبالی گھٹا

جان کو مستون کی تھی توبہ عذاب
یہ بڑی تو نے بلا ٹالی گھٹا

دلپہ غم چھایا ہے بدلی کی طرح
لے مرے مولیٰ مری والی گھٹا

آگئین پھر واعظون کی سٹ پٹین
آج پھر آئی وہ کل والی گھٹا

ساقیا کرتی ہے مستون کو نہال
تیری پھلواری کی ہو مالی گھٹا

تاک مین تیری ہوا میخوار مُست
کس سے ہوگی تیری کھوالی گھٹا

آپ اچھے وقت پر آئے امیر
خوب میخانے پہ جب چھائی گھٹا

ٹکا کوئی ہے چاند سا منہ کسی کا
ستارہ ہے چمکا ہوا آرسی کا

ہنسی آنے مین کیون لجائین آنکھین
تبسم یہ مُنہ چومتا ہے کسی کا

لڑاتی ہے آنکھ اُس سے ڈرتی نہین ہے
ذرا دیدہ دیکھے کوئی آرسی کا

یہ کیا ہے کہ جب مانگیے اُن سے بوسہ
تو منہ دیکھنے لگتے ہین آرسی کا

دبائے تو لاکھا ہی شاید دبالے
بہت شوخ ہے رنگ اُن کی مسی کا

چڑھاتی ہے مُنہ جب وہ ملتی ہین مسّی
مین پاؤن تو مُنہ توڑ دون آرسی کا

دمِ رقص ہاتھونکو اتنا نہ پیسو
کہین یار دل پس نہ جائے کسی کا

ہنسا عکس ہنسنے پر اُنکے تو بولے
کہ میرے ترے واسطہ کیا ہنسی کا

نہ غیرون کی حسرت برآئی نہ میری
کبھی کام تم سے نہ نکلا کسی کا

جھلک اُسکے ہونٹون پہ دِکھلا کے چلدی
لجانا ذرا کوئی دیکھے ہنسی کا

قضا نے کچھ اس ناز سے جان مانگی
کہ یاد آگیا مجکو غمزہ کسی کا

کبھی اسکے لب پر کبھی اُسکے لب پر
ٹھہرتا نہین پاؤن چنچل ہنسی کا

کیا دل نے یہ کہکے سینے کو خالی
کہ ارمان اَب اس مین رہے گا کسی کا

یہ اوچھا پن اُسے زخم اچھا نہین ہے
کہ رونا ہے انجام ایسی ہنسی کا

مجھے موت آئی تو حسرت پکاری
کہ دنیا سے وارث اُٹھا بیکسی کا

یہی ہے نزاکت جو اُنکی تو اے دل
کبھی وقت آجائے گا بے بسی کا

یہ گورِ غریبان مین کہتی ہے حسرت
کہ اصلی وطن ہے یہی بیکسی کا

کوئی اُنکو چھیڑے زہے بدگمانی
وہ کہتے ہین یہ کام تو ہے اُسی کا

مرے ساتھ تربت مین حسرت تو آئی
ہوا حال کیا جانے کیا بیکسی کا

نہالِ محبت مرا رنگ لایا
وہ پھولون مین آئے یہ پھل ہے اُسی کا

کوئی بوسہ مانگے کوئی وصل چاہے
وہ کہتے ہین لو ہو گیا مین اسی کا

نہ پلٹا کبھو تربہ قاصد ہی آیا
وہان جو گیا ہو رہا وہ اُسی کا

امیر اک مرقع ہے یہ دارِ فانی
غم و کلفت و حسرت و بیکسی کا

مرے پھولون مین کیا ہی موقع ہنسی کا
نہ اتنا بھی بے درد ہو دل کسی کا

اُٹھانے کو رکھا ہے لاشہ کسی کا
یہ کیا وقت ہے آئنے آرسی کا

نہین وصل و ہجر اک مرقع کھچا ہے
تری بے بسی کا مری بیکسی کا

دکھاتی ہے ہر صبح اُنکو وہ عالم
کہ منہ چوم لیتے ہین وہ آرسی کا

وہ کہتے ہین ہونٹون کا بوسہ نہ دونگا
اُترجائے گا رنگ میری مسی کا

مری چشمِ حیران مین دیکھ اپنا جلوہ
ترے پاس کیا کام ہے آرسی کا

بہم ملتی جلتی ہے دونون کی رنگت
سلامت رہے جوڑ سرمے مسی کا

نہ مہندی ملین وہ نہ لاکھا جمائین
وہان رنگ جمتا نہین ہے کسی کا

ترے لب جو نازک ہین ڈرتی ہو آتے
جھجکتی ہے پڑتا نہین منہ ہنسی کا

گھٹا کالی کالی جو آئی مین سمجھا
کھلا ہوگا اسوقت جوڑا کسی کا

تبسم ہے غنچون مین پھولون مین خندہ
یہ چمن مین کوئی رنگ دیکھے ہنسی کا

مناسب ہے ارمان دل سے نہ نکلے
اکیلے مین گھبرائے گا غم کسی کا

لب زخم مقتل مین کیسا تبسم
بھلا یہ بھی موقع ہے کوئی ہنسی کا

یہ بے چھیڑے ہی روئے دیتی ہو ساقی
مزہ دختر رز سے کیا ہے ہنسی کا

ترس کھاکے کی اُسنے بیکس نوازی
مرے سر پر احسان ہے بیکسی کا

بندھی ہے حنا ہاتھون پاؤن مین اُنکے
ابھی چھیڑ لون وقت ہے بیبسی کا

شب غم اجل کو بلایا تو بولی
مجھے دل دکھانا نہین بیکسی کا

بناوٹ ہے سمجھتے ہو رونے کو میرے
مجھے تو ہے ایجان رونا اسی کا

شب غم کہو درد اُٹھے آہ نکلے
مزہ آج جی بھر کے ہو بیکسی کا

وہ کہتے ہین دو اور مجھکو دعائین
یہ سب گالیان ہین نتیجہ اُسی کا

دکھا کر اُسے روز محشر کہونگا
کہ سرکار مین نالشی ہون اِسی کا

نہ بھولونگا جب تک مرے دم مین دم ہے
دم نزع بھی دم بھرونگا اُسی کا

غنی ہے مرا دل یہ کیا کم ہے دولت
گلہ میرے دشمن کرین مفلسی کا

نگہ برچھیان غمزہ چھریان لگائے
مرا ایک دل ہوگیا وہ اسی کا

شب غم نہ دیگا کوئی ساتھ میرا
امیر آسرا ہے تو کچھ بیکسی کا

دھیان آیا جو دل مین اُس کی ہنسی کا
غم کو موقع ملا خوشی کا

اُن ہونٹون پہ کھیلنا ہنسی کا
کھِلنا دکھلا گیا کلی کا

گھورا جو اُنھین بہت تو بولے
کچھ تو حق چھوڑ دو آرسی کا

کین دست درازیان صبا نے
اُمگا جوبن کلی کلی کا

مرنے نہین دیتی مجکو یہ کوفت
وارث نہین کوئی بیکسی کا

ڈورے نشئے کے دخترِ رز سے
درپردہ ہین رشتہ دل لگی کا

جان بخش لبو نپہ ان بتون کے
مرنے ہین مزہ ہے زندگی کا

تھا عکس حریف کیون نہ روکا
کیا مُنہ توڑا تھا آرسی کا

ہے تازہ طلسم رُخ پہ وہ زلف
اک حور پہ سایہ ہے پری کا

گلگیر ہون مین وہ شمعِ محفل
رہتا ہے مزہ جلی کٹی کا

بجلی کی پڑے نقاب اُسپر
نقشہ جو کھچے تری ہنسی کا

کاجل یہ نہین ہے انکھڑیون مین
اُٹھا ہے دھوان تری مسی کا

ہنس ہنس کے چمن مین میری گل نے
عقدہ کھولا کلی کلی کا

بجلی چمکی تو مین یہ سمجھا
آنچل لٹکا کسی پری کا

بجلی شبِ مہ مین ہین وہ آنکھین
جل جاے نہ کھیت چاندنی کا

تکیون مین مٹی ہوئی بھی قبرین
دیتی ہین پتا کسی کسی کا

آجاے ادھر بھی دور کرتا
ساغر کسی چشمِ نرگسی کا

آتی ہے صداے دزد چھن کر
سینہ چھلنی ہے بانسلی کا

کیا ساتھ دیا امیر میرا
قائل ہون مین وضعِ بیکسی کا

ردیفِ باے موحدہ

پوری مراد دل ہو کہ پھوٹے مرا نصیب
چلتا ہون اہو کو جہۂ قاتل کو یا نصیب

اُس رشکِ مہر کو ہے خود آرائیون کا شوق
ان روزنون آئینے کا ہی چمکا ہوا نصیب

وہ دل مجھے خدا نے دیا ہے کہ عشق مین
آیا یہان جو غم تو پکارا خوشا نصیب

چاہِ ذقن سے چھٹ کے پھنسا گیسوؤن مین دل
دیکھے نہین زمانے مین ایسے بلا نصیب

دیکھا نہ ایک رنگ جہانِ دو رنگ مین
اچھا کسی کا ہے تو کسی کا بُرا نصیب

مقتل مین دیکھ کر مجھے بیکس ہوا وہ نرم
اُس جنگجو سے صلح ہوئی لڑ گیا نصیب

وہ داغ ہون نہین ہے جو مرہم سے آشنا
وہ درد ہون مین جسکو نہین ہے دوا نصیب

جا ہی چکا تھا گھر مین مین دیوار پھاند کر
دربانِ یار جاگ اُٹھا سو گیا نصیب

ساقی نے دے کے جام کفِ رعشہ دار مین
مجھ سے کہا کہ لے مگر آگے ترا نصیب

گزرا مہِ صیام وہی پھر ہے میکشی
دروازے میکدون کے کھلے کھل گیا نصیب

پہنچے ہین مخلتون سے درِ یار تک امیر
دیکھین اب آگے ہمکو دکھاتا ہے کیا نصیب

حالِ فنا سے دہر سے غافل نہین حباب
ہر دم کو جانتا ہے دمِ واپسین حباب

اعلیٰ پہ اسفلون کو ہے بحرِ جہان مین فوق
دریا مین موتیون سے ہے بالا نشین حباب

دیتا ہے بے ثباتیِ افلاک کی خبر
جامِ جہان نما سے ہین کم نہین حباب

تقلید میرے دیدۂ ترکی اگر کرے
کر لے تمام بحر کو زیرِ نگین حباب

پہچانتے ہین خوب جو ہین معنی آشنا
دنیا ہے نقشِ آب سپہرِ برین حباب

ساحل پہ بہرِ غسل اُتارو نہ پیرہن
دیکھے نہ تمکو آنکھ بچا کر کہین حباب

دروازہ رُوے خلق پہ گھر کا کیا ہے بند
رکھتا ہے طرفہ دیدۂ انجام بین حباب

چشمِ غضب سے تم کبھی دیکھو تو کیا عجب
گھبرا کے پاے موج پہ رکھدے جبین حباب

ہے پانی پانی آنکھ اُٹھاتا نہین امیر
کیا میری چشمِ تر سے ہوا شرمگین حباب

عشق بت سے بھی تھا خدا مطلب — اور وا اللہ کچھ نہ تھا مطلب
ایک دیدار ہے مرا مطلب — دوسرا ہے نہ تیسرا مطلب
ماننے کو تو مین نہین کہتا — جان من سن تو لو ذرا مطلب
خط مرا کچھ ادھر ادھر سے پڑھا — بیچ سے وہ اڑا گیا مطلب
وصل کے نام پر کہا کیا خوب — جو مری چڑہ وہ آپ کا مطلب
اس سے آنکھون مین ہوگئین باتین — سب بے عبارت ادا ہوا مطلب
ایک جان اور حسرتین لاکھون — ایک دل اور ہزار ہا مطلب
منہ لگے کون روز ناصح کے — بات سمجھے نہ بات کا مطلب
کیون ملائین وہ آنکھ اب ہم سے — لے چکے دل نکل گیا مطلب
یہ ادب کا لحاظ تھا شب وصل — دل سے لب تک نہ آسکا مطلب

عیش ہو اور امیر کا آقا
ہے یہ بندے کا یا خدا مطلب

ردیفِ بائے فارسی

کہتا ہون ہین سو رہو دیکھو ہے بڑی دھوپ — اسوقت کہان جاؤگے پڑتی ہے کڑی دھوپ
ہو جائے گا اے شیخ مرا دامن تر خشک — میدان قیامت مین پڑیگی جو کڑی دھوپ
دونون کو بڑا عشق یہ اس گیسو و رخ کا — آپس مین رقابت ہوئی سائے سے لڑی دھوپ
اے دل نہ شب وصل کی آمد مین ہو بیتاب — ہے شام قریب اور ہے دو چار گھڑی دھوپ
موقوف کرو قصدِ سفر آنے دو جاڑے — گرمی کا یہ موسم ہے بڑے دن ہین بڑی دھوپ
اے ابر کرم باغ مین ہو سایہ فگن جلد — نرگس نہ کہین غش ہو کہ کھاتی ہے کھڑی دھوپ
اللہ بچائے جو حلیم آتے غضب مین — ظاہر ہے کہ برسات مین ہوتی ہے کڑی دھوپ
نالون سے ہوا گرم یہ گلشن جو ہلے نخل — شبنم کے عوض رات کو پتون سے جھڑی دھوپ

سختی سے دن اُس گُل کی جدائی مین ہوا ختم   کانٹے کی طرح آبلۂ دل مین گڑی دھوپ
کیا نور ہے فراش نے اُس مہر کے گھر مین   جب فرش کو جھاڑا عوض گرد جھڑی دھوپ
برسات مین دکھلاؤ کبھی رُخ کبھی گیسو   دو چار گھڑی سایہ ہو دو چار گھڑی دھوپ

اُس گھر مین امیر آئی ہے لیکر مجھے تقدیر
ہے شب کو جہان اوس پڑے دن کو کڑی دھوپ

میری تربت پر کھلے بالون اگر آئین گے آپ   حشر تک خواب پریشان مجکو دکھلائین گے آپ
چُن کے افشان چاند سا چہرہ جو دکھلائین گے آپ   چاندنی چھٹکے گی خود تارے نکل آئین گے آپ
کہہ دو رضوان سے یہی پھل پھول سبزہ وان بھی ہے   اور کیا جنت مین رکھا ہے جو دکھلائین گے آپ
دیکھکر زلف اُن سے کہتے ہین ہوا خواہان عشق   کیا اسی دامن سے دل کی آگ بھڑکائین گے آپ
وصل مین جب رنگ چہرے کا ہی زرد آنکھین ہین نم   حضرتِ دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائین گے آپ
کیا ندامت کی ہے حاجت مین ہون مجرم تو کریم   دیکھکر دریا تری رحمت کے لہرائین گے آپ
مجھ سے ہمچشمون مین تو سرکار کا یہ حال ہے   جب نہ ہوگا کوئی تو کس طرح پیش آئین گے آپ
حضرتِ غم دل مرا گھر آپ کا ہے آئیے   پر مین بے سامان بہت ہون آ کے کیا پائین گے آپ

کوئی ایذا آج ہی چھوڑی نہین بہرِ امیر
کل جو وہ آئے گا تو کسطرح تڑپائین گے آپ

مجکو کیا جسکو جب ملین گے آپ   وہ یہ پوچھے گا کب ملین گے آپ
آنے پائے جو بزمِ عیش مین ہم   مثلِ سازِ طرب ملین گے آپ
ہاتھ پھیلا کے لی جو انگڑائی   مین یہ سمجھا کہ اب ملین گے آپ
ہوش عاشق کے کھو کے وصل کی شب   مثلِ بنت العنب ملین گے آپ
خاک مین بھی ملا چکے غم کو   نہ ملے اَب تو کب ملین گے آپ
حرفِ مدغم کی طرح وصل کی شب   نہ جدا ہونگے جب ملین گے آپ

ہے تعلی مزاجِ عالی مین ق
اور خوبون مین کب ملین گے آپ

رفتہ رفتہ جنابِ یوسف سے
جا کے شکل نسب ملین گے آپ

خاصۃ آپ مین ہے دولت کا
بخت چمکین گے جب ملین گے آپ

جان دینے کا تب ملے گا مزہ
دل کے مانند جب ملین گے آپ

آ سیے دونون وقت ملتے ہین
رک رہے اب تو کب ملین گے آپ

ہجر ہے کون آپ مین آسئے
مل رہون گا مین جب ملین گے آپ

آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملجاے
کہیے اس طرح کب ملین گے آپ

تپشِ دل کا میری ہوگا علاج
نبض کی طرح جب ملین گے آپ

ڈہونڈہتا ہے عبث امیر سبب
ایک دن بے سبب ملین گے آپ

ردیفِ تاے قرشت

ہین ترے عارض و گیسو سے معنبر دن رات
پر یہ حیرت ہے کہ یکجا ہوی کیونکر دن رات

تیری شمشیرِ ادا سے ہے زمانہ بھی دو نیم
ہین اسی وجہ سے دو ٹکڑے برابر دن رات

یہ بھی شاید تری بیداد کے فریادی ہین
ماہ و خورشید جو پھرتے ہین کھلے سر دن رات

میری آہون کے دھوین سے یہ زمانہ ہی سیاہ
کہ نظر آتے ہین اب چرخ پہ اختر دن رات

منزلِ کوچۂ جانان کی ہے کیا انکو تلاش
ہے فلک پر جو مہ و مہر کو چکر دن رات

یون مرے دل کو ہے عشقِ رخ و گیسو یکسان
جیسے نوروز مین ہوتے ہین برابر دن رات

اک زمانہ انھین کرتا ہے رقم نامۂ شوق
بیٹھے رہتے ہین لبِ بام کبوتر دن رات

کیا سپید و سیہ دہر سے ہے کام انہین
ہین مے عشق سے بیخود جو قلندر دن رات

کم نہین صورِ سرافیل سے نالے میرے
اسکے کوچے مین ہے ہنگامۂ محشر دن رات

سوتے ہین دن کو عوض شب کہ ملاقات کہان
رات دن نے انہین لے دی مقدر دن رات

مہربان یار ہے اب ہجر کا کیا ذکر امیر

شکر صد شکر کہ ہے وصل میسر دن رات

اُسے میرے گھر تک نہ لائے گی رات
قیامت تک آئیگی جائے گی رات

بلا ہجرِ جانان مین لائے گی رات
سیاہی کی صورت و بائی گی رات

سپیدی ہے انجامِ موے سیاہ
سحر ایک دن ہوگی جائے گی رات

یقین ہے وہ چھپ کر چلے آئینگے
مرے کام بگڑے بنائے گی رات

کمان کہکشان تیر تیرِ شہاب
یہ کسکو نشانہ بنائے گی رات

چلو پل کے بیٹھو غنیمت ہے وصل
نہ دن ہوگا ایسا نہ آئے گی رات

تڑپتے تڑپتے ہوا دن تمام
خدا جانے اب کیا دکھائے گی رات

نہ آئین گے فرقت مین تارے نظر
غریبون سے آنکھین چُرائی گی رات

مداوائے غم ہوگا فرقت مین غم
اُڑا دین گے نالی جو آئے گی رات

جو فرقت مین ہے تیرہ روزی یہی
تو دن کو بھی گھر سے نکالی گی رات

رُلاتی ہے ہمکو سرِ شامِ ہجر
جو بھیگی تو طوفان لائے گی رات

وہ گیسو جو افشان کے طالب ہوئے
ستارے ابھی توڑ لائے گی رات

ازل سے ہے یان تیرہ بختی امیر
بھلا ہم کو کیا آزمائے گی رات

خدا دکھائے کسی گلعذار کی صورت
شگفتہ دل ہو گلِ نو بہار کی صورت

کہان ہے دارِ فنا مین قرار کی صورت
نمودِ عمر ہے برق و شرار کی صورت

برنگِ سرو ہین آزاد باغِ عالم مین
ہے ایک اپنی خزان و بہار کی صورت

ہزار حیف کہ منزل پہ قافلہ پہنچا
مین پھر رہا ہون پریشان غبار کی صورت

شریکِ درد نہ کوئی تمام عمر ہوا
جلا کیا مین چراغِ مزار کی صورت

کیا نحیف یہ غم نے مجھے کہ ایک ہوئی
تری کمر کی مرے جسمِ زار کی صورت

ہماری آنکھ ہے یارب کہ چشم قربانی
مرے پہ بھی ہے وہی انتظار کی صورت

نہ راستی کا نشان سرو مین نہ گل مین ہے بو
بدل گئی چمنِ روزگار کی صورت

اس اشتیاق مین ہاتھوں پہ ہم دکھائے ہین گل
پڑین کسی کے گلے مین یہ ہار کی صورت

فراقِ یار نے مُردہ بنا دیا ایسا
مکان بھی نظر آیا مزار کی صورت

نہ چھیڑ اسے دل اُٹھین گالیان ہین مُنہ پہ دھری
برس پڑین گے وہ ابرِ بہار کی صورت

شگفتہ کیون نہ ہون بارش کا تار دیکھکے مست
بندھی تو ہے بطِ مے کے شکار کی صورت

خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند
جھکائے سر شجرِ میوہ دار کی صورت

ردیف تائے ثقیلہ

ہے میل جو آغاز ہین کب سے یہ نئی چوٹ
ہے یہ تو کھلاڑی تری مدت کی بندھی چوٹ

چین اب کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا
سچ ہے کہ لگی دل کی بھی ہوتی ہے بُری چوٹ

کیا اُس نگہِ ناز کی چوٹون مین مزہ تھا
دیکھا کیے آنکھون سے بچائی نہ گئی چوٹ

اللہ ری محبت مین نزاکت مرے دل کی
دیکھا جو کڑی آنکھ سے اُسنے تو پڑی چوٹ

تم ناز سے چلتے ہو چمن مین مجھے ڈر ہے
کھا جاے نہ ٹھوکر سے کہین کبکِ دری چوٹ

آیا یہ کس اُبھرے ہوے جوبن کا تصور
گھونسا مری چھاتی پہ لگا دل پہ لگی چوٹ

آسان نہین صدمۂ اُلفت کا تحمّل
دل تھا یہ ہمارا ہی کہ ہمنے یہ سہی چوٹ

اللہ ہمارے دلِ نازک کو بچا لے
آتی ہے لگانے کو تری عشوہ گری چوٹ

مر کر بھی محبت کی کسک دل سے نہ نکلی
بیٹھے مرے پہلو مین تو کیا خوب جمی چوٹ

کیا دردِ محبت کا مزہ تجھکو بتاؤن
کھائی نہین بیدرد ترے دل نے کبھی چوٹ

مجروح ہوا جلوۂ دیدار سے عاشق
مارا نگہِ ناز نے چتون نے بھی کی چوٹ

نکلی نہ مرے پر بھی گئی قبر مین ہمراہ
پڑ کر دلِ عاشق پہ مصیبت مین پڑی چوٹ

کہتی ہے امیر اُسکی ادا تیغ قضا سے
دعویٰ ہے پھکیتی کا تو لے روک ہی چوٹ

لچک گئی کمر اُسکی تو دل نے کھائی چوٹ
دوتا جو زلف ہوئی چوٹ پر لگائی چوٹ

کمر کے عشق مین ہم نے جگر پہ کھائی چوٹ
یہی سبب ہے جو دیتی نہین دکھائی چوٹ

مقابل آئنہ آیا تو مُنہ کو پھیر لیا
اکڑی نگاہ جو دیکھی تو کیا بچائی چوٹ

بڑھا کے رتبہ گھٹایا غضب کیا قاتل
جھکا کے سر کو کمر کی عبث لگائی چوٹ

فسردہ دل ہون مگر فصلِ گل تو آنے دو
اُبھر ہی آئیگی پچھلی دبی دبائی چوٹ

اُمید کیا ہو کسی سے کہ اس زمانے مین
بلا ہے جور ہے یارون کی آشنائی چوٹ

نشانِ زخم ہوا بوجھ ناتوانی سے
زمین سے اُٹھ نہ سکے ہم اگر اُٹھائی چوٹ

جو وقتِ قتل اُٹھا ہاتھ کھل گئی وہ کلائی
اُبھر کے غنچے کے مانند مُسکرائی چوٹ

امیر دردِ دلِ سنگ کوہکن سمجھا
لگا کے سر پہ جو تیشے کی آزمائی چوٹ

کسی پہ زخم پڑا یان جگر پہ آئی چوٹ
بھلا ہو رحم کا اپنی ہوئی پرائی چوٹ

رقیب پر اگر اُس ترک نے لگائی چوٹ
ہوا یہ رشک مجھے پہلے مین نے کھائی چوٹ

پڑا ہون رنج مین مین اپنے رحم کے ہاتھون
یہ پھبتی دیتی ہے دلکو مرنے پرائی چوٹ

یہ مجھ سے کہتی ہے غیرت کہ ہاے مر نہ گیا
خفیف اُسکو کیا تو نے کیون بچائی چوٹ

مصیبتین تہِ خنجر ہزار ہا جھیلین
نہ کی زبان سے اُف دل نے لاکھ کھائی چوٹ

ضرور کیا تھا کسی سنگدل کو دل دینا
جگر پہ بیٹھے بٹھائے عبث اُٹھائی چوٹ

جو پھول پھینک کے اُس نے رقیب کو مارا
ہوا یہ صدمہ کہ پتھر کی ہمنے کھائی چوٹ

مثانہ دیدہ کا لپکا نہ تاک جھانک گئی
ہزار بار اُٹھائی زک اور کھائی چوٹ

عیان ہو زخم جو گل کیطرح ہے دل مجبور
سمٹ کے غنچے کی صورت بہت چھپائی چوٹ

جہان مین کوئی نہین اُس صنم سا سنگین دل
کہ دل لگانے کے بدلے کرمی لگائی چوٹ

یہ کسکے سامنے فریاد کر رہا ہے امیر
کسیکے دل کو لگی ہے کہین پرائی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہجر مین ہے فضا عبث ابر عبث ہوا عبث
بادۂ جانفزا عبث نغمۂ دلکشا عبث

پوچھو نہ لاغری کی حد لقمۂ مور ہے جسد
کھولے ہوے ہی منہ لحد صورتِ اژدہا عبث

قافلہ سب ہے پیش و پس پر نہین کوئی ہمنفس
کون سُنا ہے دادرس چیخ نہ اے درا عبث

آئی نہ اپنے کام عمر غم مین کٹی مدام عمر
تنکے چُنے تمام عمر صورتِ کہربا عبث

دل بھی خدا کا ہے مکان کیون نہین آتی ہو یہان
ہوتی ہے عرش کو روان روز مری دعا عبث

ہوتے ہین لاکھہ ہم ملول کب ہے وہان دعا قبول
گریۂ بے اثر فضول نالۂ نارسا عبث

منزلِ سیل ہے جہان ہو گئے کتنے بے نشان
بیٹھے ہین جم کے ہم یہان صورتِ نقشِ پا عبث

ہوتی ہین حاجتین روا کس سے کریم کے سوا
کرتے ہین حرص آشنا غیر سے التجا عبث

طرفہ امیر غم ہوے پھر نہ کبھی بہم ہوے
اُس گلِ تر سے ہم ہوئے صورتِ بو جدا عبث

سبزہ مرے مزار پر بعدِ فنا اگا عبث
عمر کی جب خزان ہوئی باغ مین ہی فضا عبث

رہتے ہین میرے چارہ ساز فکر مین مبتلا عبث
مجکو مزہ ہے درد کا کرتے ہین یہ دوا عبث

زار ہوا ہون اس قدر جسم نہان ہے مثلِ جان
آتی ہے روز ڈھونڈتے مجکو مری قضا عبث

عیش کا دہر مین نشان دیگا کبھی نہ آسمان
گرگ سے ماہِ مصر کا پوچھتے ہو پتا عبث

دولتِ دہر کی نہین زخمیون کو کچھہ آرزو
صرف کیے ہین تیر مین تم نے پرِ ہما عبث

قوتِ فہم اگر نہین علم پہ تکیہ ہے فضول
شل ہین جو پاے راہرو ہاتھ مین ہے عصا عبث

گوشِ کریم تک کبھی چاہیے یہ سمٹ کے جاے
پھیل رہی ہے شہر مین سائلون کی صدا عبث

سرمے سے کام اب نہین چشم سیاہ یار کو
پسکے ہمارے استخوان ہوگئے سُرمہ سا عبث

عقدۂ دل مرا کھلے اسکی امید ہی نہین
ناخنِ سعیِ خلق ہیچ فکرِ گرہ کشا عبث

مال تلف ہوا ہوا اتم نہ بہاؤ اشک امیر
خاک مین اب ملاتے ہو گوہرِ بے بہا عبث

ردیفِ جیمِ تازی

اس شان سے وہ برق وش آتا ہی ادھر آج
گلنار دوپٹے سے بھی اُڑتے ہین شرر آج

ہوتا ہی تو ہے فیصلۂ گردن و سر آج
وہ قتل پہ مین مرگ پہ باندھے ہون کمر آج

غیرون سے کبھی ہے کبھی مجھ سے ہے لگاوٹ
بہکی ہوئی پھرتی ہے محبت کی نظر آج

گو جاتے ہین آہستہ نزاکت سے وہ لیکن
دوڑی ہوئی جاتی ہے خوشی غیر کے گھر آج

گلزار مین میکش ہوے بے شبہہ بہشتی
بیعت انہین ساقی سے ہوئی زیرِ شجر آج

ڈر ڈر کے ملک بھی ہوے کاندھون سے گریزان
اب ہجر مین کوئی نہ ادھر ہے نہ اُدھر آج

غربت مین مین آیا تو اُڑی خاکِ وطن مین
اُڑتی ہوئی دی ہے یہ بگولون نے خبر آج

باران نہین پتھر ہی گرا کشت پہ میری
اے ابرِ کرم خواہ غضب کچھ تو ادھر آج

گذرے گی شبِ ہجر نہ تا روزِ قیامت
بے پر کی اُڑاتا ہے عبث مرغِ سحر آج

جنت مین کریون سے کہین گے یہ فرشتے
بوے تھے جو کل نخل ملے اُن کے ثمر آج

کس شان سے بیٹھے ہین سرِ بزم وہ آکر
ذرون مین ہین خورشید چکورون مین قمر آج

شیشے کیطرح جوشِ مےِ عشق ہے دلمین
ہو مُہر دہن منہ کو کہین آ کے جگر آج

عالم مین رواج اب یہ ہوا بے ہنری کا
ہم عیب کے مانند چھپاتے ہین ہنر آج

بیگانے ہوے نزع مین جتنے تھے یگانے
آنکھین جو پھرین پھر گئی عالم کی نظر آج

شاید کسی دلبر پہ امیر آہی گیا دل
کیون ہاتھون سے تھامے ہوے پھرتے ہو جگر آج

پردے سے جو اُس حور نے دیکھا ہے ادھر آج
آنکھون کو مری چومتی ہے میری نظر آج

شوخی سے ہے بے چین وہ بجلی سی نظر آج
کہتی ہے حیا دیکھیے کرتی ہے کدھر آج

اللہ رے حیا وصل مین اُٹھتی ہی نہین آنکھ
کیا بنکے دُلہن بیٹھی ہے پردی مین نظر آج

اُس ماہ سے ہے وصل تو اندھیر یہ دیکھو
شام آئی ہے لیتی ہوئی ساتھ اپنے سحر آج

کس لطف سے جھنجلا کے وہ کہتے ہین شبِ وصل
ظالم تری آنکھون سے گئی نیند کدھر آج

دیدار طلب تو بھی ہے اور مین بھی ہون زاہد
لیکن ترے گھر کل ہے وہ دن اور مرے گھر آج

سب اچھے بُرے حشر مین ہین حاضرِ دربار
دیکھین نظرِ لطف و عنایت ہو کدھر آج

یاد آتی ہے رہ رہ کے یہ کسکی مرے دل مین
اُٹھ اُٹھ کے بٹھاتا ہے کسے دردِ جگر آج

قاصد کمرِ یار کے مضمون ہین خط مین
ڈرتا ہون کہ تیری بھی نہ غائب ہو کمر آج

آنکھین مری نشے سے نہین سرخ ہین زاہد
کچھ کچھ چھلک آیا ہے اِدھر خونِ جگر آج

اے طولِ جُدائی یہ نیا ہے ترا اندھیر
دن سارے زمانے مین ہے اور شب مرے گھر آج

دوزخ کے بھی جنت کے بھی دروازے کُھلے ہین
اے شانِ کرم تجکو ہے کیا مدِ نظر آج

کہتی ہے قضا طولِ امل دیکھ کے مجھ سے
سامان توکل زادِ سفر کا ہے سفر آج

اک عمر ہوئی ہم ہین تری یاد سے بیہوش
اے بیخبری تجکو ہوئی ہے یہ خبر آج

مانگی ہے دعا کس نے الٰہی کہ کھلا ہے
آغوشِ تمنا کی طرح بابِ اثر آج

پریان بھی ہین دیوانی اُسی رشکِ پری کی
آئی ہے پرستان سے اُڑ کر یہ خبر آج

کل کوچ ہے کچھ لیتے ہوئے بن نہ پڑیگی
لینا ہے مسافر کو تو لے زادِ سفر آج

تھی یاس جن اُمیدون سے بر آنے لگی ہین
ٹوٹی ہوئی شاخین مجھے دیتی ہین ثمر آج

رہ رہ کے دکھاتے ہین وہ تیرِ نگہِ ناز
ڈرتا ہون کہ مُنہ سے نکل آئے نہ جگر آج

خورشیدِ قیامت کا بہت گرم ہے بازار
دے اُسکو بھی چھینٹا کوئی اے دامنِ تر آج

ہوتے ہین وہ رخصت مین یہان ہُکی کرون کیا
ساتھ اپنے لیے چل مجھے اے شمعِ سحر آج

کچھ کچھ جو شریک آنسوؤن مین خون جگر ہے — یاقوت سے رنگت مین نکلتے ہین گہر آج

کس غیرت خورشید سے ہوتی ہے جدائی — اوڑھے ہوئے کیون شام کی کملی ہے سحر آج

بیٹھا ہے امیر اُسکی بغل مین مرا دشمن
رہ رہ کے جو اُٹھتا ہے مرا درد جگر آج

جو تجھ سے رُخ ملائین چاند سورج — ابھی تو مُنہ کی کھائین چاند سورج

سحر کو شام کو بھی یاد رکھین — نہ اتنا سر اُٹھائین چاند سورج

ترے رخسارون مین ایسی چمک ہے — کہ لیتے ہین بلائین چاند سورج

گزر ان کا جو تیری راہ مین ہو — ابھی آنکھین بچھائین چاند سورج

ترے نقش قدم کا پائین رتبہ — یہ کرتے ہین دعائین چاند سورج

فروغ اپنا جو اس سے بڑھ کے چاہین — تری چوٹی مین آئین چاند سورج

ترے چہرے سے اُٹھ جائے جو گیسو — گہن مین مُنہ چھپائین چاند سورج

وہ غازہ ملتے ہین اب مُنہ پہ کہدو — کہ خیر اپنی منائین چاند سورج

سپید و زرد ہین اُس رخ کے آگے — ذرا آنکھین ملائین چاند سورج

خدا کے نور ہین سبطین احمد — کہان یہ نور پائین چاند سورج

امیر اُس عارض روشن کے آگے
بگڑ کر کیا بنائین چاند سورج

ردیف جیم فارسی

عاشق ابرو کی یون تصویر کھینچ — اے مصور حلق پر شمشیر کھینچ

اُس کمر سے مُو قلم مانی بنا — ناتوان ہون یون مری تصویر کھینچ

مدعا اے دل ہے ترک مدعا — جتنی آہین کھینچ بے تاثیر کھینچ

مین کہان عشق اُسکی مژگان کا کہان — دیکھ کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

قید مین اے دل کہان تک ضبطِ غم
تو بھی نالے صورتِ زنجیر کھینچ

اُس عرق آلودہ رُخ کے لکھ صفات
لے قلم عطرِ گُل تصویر کھینچ

بڑھکے آئے ہاتھ مین اے دل وہ زلف
ایکے ایسا نالۂ شبگیر کھینچ

اُس دہانِ تنگ پر عاشق نہ کر
یون شکنجے مین نہ اے تقدیر کھینچ

جلوہ گر مانی ہو رنگِ اتحاد
میری اُسکی ایک جا تصویر کھینچ

عاشقِ احباب ہون بہزاد مین
رنگِ صحبت سے مری تصویر کھینچ

راہ پاکر زخم سے نکلے نہ جور
پھر نمک قاتل جو دل سے تیر کھینچ

اے مصور جب وہ دیکھے آئنہ
پا کے موقع عکس کی تصویر کھینچ

قتل کی حسرت ہے تو اے دستِ شوق
اک ذرا بڑھ دامنِ شمشیر کھینچ

اے مصور ہے ترقی پردہ حُسن
کھینچتی ذلت جو ہو تصویر کھینچ

کیا حیا ہے کہتے ہین مانی سے وہ
کھینچ پردہ رُخ پہ جب تصویر کھینچ

دولتِ عقبےٰ اگر چاہے امیرؔ
دستِ دل سے دامنِ شبیرؓ کھینچ

منتِ قاتل نہ احسانِ کمان و تیر کھینچ
ہاتھ سے اپنے گلے پر آپ ہی شمشیر کھینچ

تیر کھاکر شکر کر نالے نہ او نخچیر کھینچ
سر جھکا کر ناز قاتل کے تہِ شمشیر کھینچ

مجھکو ہو تیرا تصور تجھکو ہو میرا خیال
مین تری تصویر کھینچون تو مری تصویر کھینچ

جان نثارون مین ہے سچا کون جھوٹا کون ہے
یار ابھی کھل جائین گے جوہر ذرا شمشیر کھینچ

سامنا بیدرد سے ہے دیکھنا خفت نہو
اے دلِ پُر درد جب کھینچ آہ پُر تاثیر کھینچ

ہوکے پابندِ محبت بندِ غم سے چھوٹ جا
ہاتھ دنیا سے پہنکر پاؤن مین زنجیر کھینچ

قتل گہ مین کچھ مرے قاتل سے بن پڑتا نہین
روکتی ہے شرم کہتی ہے ادا شمشیر کھینچ

چارہ گر تدبیرِ دردِ عشق پیچھے سوچنا
خطِ رد تو پہلے بالائے خطِ تقدیر کھینچ

ایک دن تیری بھی یون ہی کھال کھینچی جائیگی
پوست آہو کا نہ اے صیادِ آہو گیر کھینچ

ہاتھ مین اس مست کے تلوار ہے پھر سیر دیکھ
چشمِ میگون مین ذرا سُرمے کی بھی تحریر کھینچ

سبزۂ خط اُسکا دکھلا کر نہ دیوانہ بنا
بیگنہ ہون مجکو کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

بادہ خوارون پر عنایت چاہیے پیرِ مغان
ان مریدون کو بھی اپنے رنگ مین اے پیر کھینچ

بندگی مولیٰ کی یکسو ہو کے کرنا چاہیے
اے مصلّی ہاتھ دنیا سے دمِ تکبیر کھینچ

مدِّ گیسو کی درازی کا ٹھکانا ہے کہین
اس کشش سے اپنا ہاتھ اے کاتبِ تقدیر کھینچ

جھیل کڑیان سلسلۂ گیسو سے رکھنا ہے اگر
قیدِ زندان سے نہ گھبرا صدمۂ زنجیر کھینچ

تیر پڑتے ہین جگر پر برچھیان دل پر مرے
بار بار آہین نہ اے قاصد دمِ تقریر کھینچ

کشتۂ مژگان ہون مانی ہاتھ سے رکھدے قلم
کھچ سکے تو نوکِ خنجر سے مری تصویر کھینچ

ساتھ پیکان کے لپٹ کر دل نہ کھچ آئے کہین
دیکھ او ظالم ذرا آہستگی سے تیر کھینچ

روے اپنے حال پر جانی جوانی مین امیر
رات تھوڑی رہگئی ہے نالۂ شبگیر کھینچ

ردیفِ حاے حطی

چلتے ہی گزری ہمین دم کی طرح
ٹھہرے کہان نقشِ قدم کی طرح

حفظِ لسان سے ہون مین مشہورِ خلق
نطق خموشی ہے قلم کی طرح

مقصدِ سفر اُن کا ہوا مجھکو مرگ
گھر سے وہ نکلے مرے دم کی طرح

زار ہے اے ترک ہون مین سخت جان
خون نکلتا نہین دم کی طرح

دیکھیے جب میکدے مین ہے بلند
دستِ سبو دستِ کرم کی طرح

عشق مین مر کر مری ہوگی نمود
نام نکل جاے گا دم کی طرح

سر ہی غمِ عشق مین پیٹا کیے
ہاتھ رہا سر پہ علم کی طرح

ہون وہ سیہ روز چلون جسطرف
شام رہے ساتھ قلم کی طرح

ضعف ہے ایسا کہ زمین گیر ہے
سایہ مرا نقشِ قدم کی طرح

دیر مین ٹھہرو تم اگر دم کے دم
صاحبِ حرمت ہو حرم کی طرح

پان بھی بھیجے ہین تو غیرونکے ہاتھ
لطف وہ کرتے ہین ستم کی طرح

ہون مین وہ غم دوست ہے جسکو عزیز
برقِ غضب ابرِ کرم کی طرح

راہ ہے کعبے کی رہِ کوے یار
سجدہ کنان چلیے قدم کی طرح

حیف کہ رستے مین مجھے ہم سفر
چھوڑ گئے نقشِ قدم کی طرح

زندہ محبت سے ہون مین ناتوان
ہے یہ ہوا سینے مین دم کی طرح

بیٹھے امیر اُسکی گلی مین جو ہم
مِٹ کے اُٹھے نقشِ قدم کی طرح

مژہ بھی کرتی ہے بل ابروِ بتان کیطرح
ستم ہو تیر بھی کھچنے لگو کمان کی طرح

مزہ یہ ذوقِ شہادت کا ہو کہ اے قاتل
زبانِ تیغ کو چوسون تری زبانکی طرح

یہ لطف مقتلِ الفت مین ہے شہادت کا
تڑپ بھی ساتھ چلے عمرِ جاودانکی طرح

نویدِ وصل سناتی ہے دل کے داغونکو
بہار لوٹتی ہے باغ کو خزانکی طرح

یہ میکدہ ہے کہ کوئی طلسم ہے ساقی
جو آئے پیر کی صورت گئے جوانکی طرح

فراقِ یار مین رویا جو مین تو غم اُس کا
لپٹ گیا وہین معشوقِ مہربانکی طرح

بل ابرون پہ ہے اللہ آبرو رکھ لے
کھچے ہین خود بھی وہ شمشیرِ امتحانکی طرح

جو تیز رو تھے مسافر وہ پہنچے منزل پر
مین اُٹھکے بیٹھ گیا گردِ کاروانکی طرح

گلا یہ ضبط نے گھونٹا کہ تنگ آسکے امیر
نکل گیا مرے سینے سے دم فغان کی طرح

ہے دل مین ٹھنی اب کہ اگر آئے گا ناصح
سمجھاؤن گا ایسا کہ سمجھ جائے گا ناصح

مین اُسکی نہ مانون گا تو نقصان مرا کیا
میری جو نہ مانے گا تو پچھتائے گا ناصح

آتا ہے مرے پاس تو آنے دو نہ روکو
دو چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائے گا ناصح

پہلے اُسے دیکھ آنے یہ کہنا مرا مانے
پھر میرے سر آنکھون پہ جو فرمائے گا ناصح

کہدو کہ نہ باتون مین مری شاخ نکالے
کہدونگا پتے کی مین تو پچتائے گا ناصح

سنکر مین نصیحت نہین لاتا جو حرارہ
تنا ہے مجھے دھیان کہ جل جائیگا ناصح

رونا جو مین چھوڑونگا تو تڑپون گا مقرر
بیکار تو مجھسے نہ رہا جائے گا ناصح

آیا ہے اگر صحبتِ رندان مین تو بیٹھے
گھبرا کے امیر آپ ہی اُٹھ جائے گا ناصح

ردیفِ خاے معجمہ

ہے جسقدر کہ وہ صنمِ شوخ و شنگ شوخ
ایسے کبھی نہ ہونگے بتانِ فرنگ شوخ

آئینہ دیکھو جاتے ہو کیا سیرِ باغ کو
پھیکا گلون کا رنگ تمہارا ہی رنگ شوخ

مانگا جو بوسہ مین نے جلیبون سے یہ کہا
دیکھو تو کس قدر ہے یہ بے نام و ننگ شوخ

ساقی شرابِ سرخ وہ مجھ مست کو پلا
یاقوت آبدار سے جسکا ہو رنگ شوخ

مضمون جو سوجھنے لگے اُڑنے لگا قلم
میدان پاکے اور ہوا یہ سُرنگ شوخ

گھر والون پر بھی ہوتی ہین ہر وقت پھبتیان
کتنا ترا مزاج ہے اے خانہ جنگ شوخ

ہے رنگ باندھنا تو ڈبو اس مین اُنگلیان
مہندی سے تیری میرے لہو کا ہے رنگ شوخ

معشوق وہ ہے جسکی طبیعت بھی شوخ ہو
کیا فائدہ فقط ہو جو چہرے کا رنگ شوخ

بینش پہ ناز شیخ کو عینک سے ہے عبث
کیا وصف ہے جو مرکبِ تیمور لنگ شوخ

کہنے کی یہ غزل تو نہ تھی لیکن اے امیر
مین کیا کرون ہے میری طبیعت کا رنگ شوخ

ردیفِ دال مہملہ

عاقلون کو رہے آبادی کاشانہ پسند
ہم ہین وحشی ہمین سنسان ہے ویرانہ پسند

قصہ گو یون سے جو سن لی ہے کہانی میری
انگلیان کانون مین اب دیتے ہین افسانہ پسند

جان دی شمع پہ پروانون نے گر کر سرِ بزم
ایسی آتی ہے ہمین ہمتِ مردانہ پسند

مسجد و ظرفِ وضو تجھکو مبارک زاہد
ہمکو ہے بزم مے و شیشہ و پیمانہ پسند

مٹ گئے سامنے اُس شوخ کے جتنے تھے حسین
حُسن پریون کا کرے اب کوئی دیوانہ پسند

دل کو کیا لطف جو معشوق نہو گرما گرم
شمع خاموش کو کرتا نہین پروانہ پسند

آبلے پاؤن کے کافی ہین مجھے وحشت مین
تاجِ سلطان کو رہے گوہرِ یکدانہ پسند

دونون گھر اُسکے ہین تمیز کہان وحدت مین
ہمکو کعبے ہی کی مانند ہے بتخانہ پسند

آئنہ جان کے زانو پہ جگہ دی اُس نے
جانتا دل جو مرا تو کبھی کرتا نہ پسند

مر گیا مین تو حسینون نے بھی کی زینت ترک
رُخ کو آئینہ نہ اب زلف کو ہے شانہ پسند

اپنے مضمون تو پسند آتے ہین عالم کو امیر
ہے وہ شاعر جو کرے معنیِ بیگانہ پسند

سچ کہہ پسند کسکی ہے اے خوبرو پسند
تجکو عدو پسند ہے مجکو ہے تو پسند

سب کو تری پسند ہے اے ماہرو پسند
عالم پسند وہ ہے کرے جسکو تو پسند

اللہ رے جوشِ ناز و ادا بزمِ یار مین
پس پس گیا ہے آج دلِ آرزو پسند

خنجر دکھا کے کہتے ہین وہ بات بات پر
ہمکو تو اس زبان سے ہے گفتگو پسند

آؤ جو میرے قتل کو اتنا رہے لحاظ
ناوک جگر پسند ہو خنجر گلو پسند

رحمت ہی رحمت اُسکی ہے کر لی اگر قبول
میری نماز اُسے ہے نہ میرا وضو پسند

دیکھون کہ میرے یار کے کیونکر نباہ ہو
وہ دشمن آبرو کا ہے مین آبرو پسند

زینت کے وقت بھی ہے جو انجام کا خیال
مٹی کے عطر کی ہمین آتی ہے بو پسند

احسان کسی کا کب ہو گوارا برنگِ گل
ہے چاک پیرہن ہمین لیکن رفو پسند

زاہد نگاہِ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ
کیا جانے اُس کریم کو وہ ہو کہ تو پسند

آجائے جسپہ دل ہو وہی جان سے عزیز
یعقوب کو ہے جامۂ یوسف کی بو پسند

کھلکر کہو کہ بوسۂ گیسو نہ دینگے ہم
یہ اُلجھی اُلجھی ہمکو نہین گفتگو پسند

بلبل نثار گل پہ ہے پروانہ شمع پر
ذرّے کو مہر ہمکو ہے وہ ماہرو پسند

پیدا کیا ہے حُسن نے دولت کا خاصتہ
وہ کون ہے جہان مین نہین جسکو تو پسند

سب آفتون سے چھوٹ گیا کے ترک حرص
کیونکر نہو مجھے دلِ بے آرزو پسند

دن رات ذکر شعر و سخن سے ہے کام امیر
باتین یہی پسند یہی گفتگو پسند

جسدن سے اُس غریب کو آیا ہے تو پسند
ہے کس غضب مین جانِ دلِ آرزو پسند

ساقی ہے دخترِ رز سے زیادہ عروس کون
کیا بھینی بھینی اُسکی ہے مستونکو بو پسند

عاشق کو ذبح کرکے وہ خنجر ہو کیون نہ مست
خونخوار کو ہے مے سے زیادہ لہو پسند

مُنہ دیکھنے کا ہے اُنس فقط شکلِ آئنہ
کرتے ہین دل مرادہ مرے روبرو پسند

یہ جھک پڑا جہان وہین دریا بہا دیا
ساقی مجھے ہے ہمتِ دستِ سبو پسند

کہتے ہین کوئی جم کے نہ بیٹھے ہماری پاس
اُکھڑی ہوئی یہ ہمکو نہین گفتگو پسند

کیا مجکو سبز باغ دکہاتا ہے آسمان
مشتاقِ مے ہون مین نہین خالی سبو پسند

دل ہے ترا جگر ہے ترا جان ہے تری
ہرگز نہین دریغ کرے جسکو تو پسند

بحر جہان مین گوہر یکتا ہے میری ذات
اس تھوڑی سی بساط پہ ہے آبرو پسند

اللہ رے پاسِ خاطرِ اغیار یار کو
لایا ہے قتلِ دوست کو خنجر عدو پسند

اے دل خدا کے واسطے آب میرجان چھوڑ
تجکو نہین پسند نہ مجکو ہے تو پسند

ہم چاہین دل ملے وہ لاتے نہین ہین آنکھ
وان جام سے دریغ یہان ہی سبو پسند

سو آفتین ہزار بلائین قبول ہین
منہ پاس کا نہ دیکھے دلِ آرزو پسند

ہم بے زبان یار ہمارا زبان دراز
یان خامشی پسند ہے وان گفتگو پسند

بے ذوقِ عشق دیدۂ و دل دونون ہیچ ہین
خالی قدح پسند نہ خالی سبو پسند

زاہد کو گریہ وقتِ عبادت ضرور ہے
اللہ کو نماز نہین ہے بے وضو پسند

جھکیے جو پیشِ یار تو آنسو بہایئے
ہے اس نماز کے لیے ایسا وضو پسند

ہے لکھنؤ کی جان تو کلکتے مین امیر
خاک آئے میری آنکھ کو اب لکھنؤ پسند

یہ اشارہ ہے واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی طرف ۱۲

میرا کلام صاف ہو کیونکر عدو پسند
آئینے کو کرے نہ کبھی زشت رُو پسند

نکلے امید جس سے وہ ہے گفتگو پسند
مجکو ہے وردِ آیۂ لاتقنطو پسند

کرتا ہون پیار غیر کو بھی مین تری طرح
وہ بھی پسند مجکو ہے جسکو ہے تو پسند

آنکھون کو میری مدِ نظر ہے تو روے یار
کانون کو میرے ہے تو وہی گفتگو پسند

افشا ہو رازِ عشق تو کاٹین زبان ہم
ستون کی طرح ہمکو نہین ہا و ہُو پسند

چھوٹے بڑے پہ کچھ نہین موقوف ساقیا
میکش ہون مجکو خُم کی طرح ہے سبو پسند

دو ہاتھ مین کریگا وہ کیا خاک فیصلہ
ہے جسکو طولِ قصۂ تیغ و گلو پسند

خاکِ لحد ہے ریگِ روان کی طرح روان
مرنے کے بعد بھی ہے تری جستجو پسند

شکرِ خدا کہ اب ہوئی امید قتل کی
مہندی کے بدلے انکو ہے میرا لہو پسند

ہے تو ہی شرق و غرب و جنوب و شمال مین
کیون سجدہ مثلِ کعبہ نہو چار سُو پسند

میکش وہ ہین کہ اور ہے اپنا دل و دماغ
ساغر ہے مہر کا نہ فلک کا سبو پسند

دو دن مین دلِ شکستہ ہوکر کرکے دہ مست
ٹوٹا ہوا کسی کو نہین ہے سبو پسند

نادان ہے قیس سے جو ہمین ہے مناسبت
لیلیٰ اُسے پسند ہے ہمکو ہے تو پسند

تعریف دوستون کی نہین معتبر امیر
اچھا ہے وہ کلام کرے جو عدو پسند

چاہِ ذقن مین دل کو کیا بیگناہ بند
الٹی سنو کہ ہوتے ہین وان دادخواہ بند

یارب پڑی ہے کس رخِ پرنور پر نظر — ہوتے نہین جو دیدۂ خورشید و ماہ بند
اچھا بندھا نہ ایک بھی مضمون زلف کا — لکھکر کیے قلم نے ہزارون سیاہ بند
اے چشمِ تر ٹھہر بھی کہ خط یار کو لکھون — بارش مین نامہ بر کی ہے پہرون سے راہ بند
راہی ہین صبح و شام مسافر سوے عدم — ہوتی نہین ہے شب کو بھی یہ شاہراہ بند
اُس شاہِ حسن کا کوئی دربار کیا کرے — جب جاکے دیکھیے ہے درِ بارگاہ بند
بادِ بہار نے یہ لپیٹے ہین برگِ گل — رنگین تری قبا کے ہین کیا واہ واہ بند

زاہد بھی میکدے کی طرف کیا چلے گئے
مدت سے ہے امیر درِ خانقاہ بند

مشاطہ کیا ہے آئنے کا بھی سلام بند — سرکارِ حسن کا نظر آتا ہو کام بند
کرتا ہے غیر یار سے بدگوئیان مری — کچھ دن تو منہ حریف کا ہو لا کلام بند
گھبرا کے رند جانبِ دوزخ چلے گئے — پایا جو بابِ روضۂ دارالسلام بند
وہ در شود کشادہ اگر بستہ شد درے — رہتا نہین کسیکا زمانے مین کام بند
مسجد مین جاکے بیٹھ رہا مے فروش کیا — کیا وجہ کیون دکان ہے مے کی مدام بند
چھوٹے جو ایک غم سے پھنسے اور غم مین ہم — جیسے قفس مین ہوتے ہین مرغانِ دام بند
لازم ہے بہر گریہ بھی دل کی کشادگی — آئے عرق کہان سے اگر ہون مسام بند
ساقی کے ہجر مین ہے اذیت خمار کی — دل کیا کہ ٹوٹتے ہین بدن کے تمام بند
اے ابرِ چشم کچھ تو برسنے مین کر کمی — ہے کاروبارِ خلقِ خدا کا تمام بند

ساقی یہ بزمِ عیش ہے سن لے امیر کی
ہو شام سے نہ صبح تلک دورِ جام بند

ردیف ڈال ثقیلہ

چھوٹے کے اُس ابرو کو ہے مجکو بھی شایان گھمنڈ — کرتے ہین شمشیر زن جیت کے میدان گھمنڈ

تو ہے سلامت تو کیا صبح قیامت کا ڈر
تیری درازی پہ ہے اے شب ہجران گھمنڈ

کہتے ہین آئینے مین دیکھ کے زلفون کا بل
ہم سے بھی کرتے ہین اب گیسوے پیچان گھمنڈ

مہر کو بھی ہے کسوف ماہ کو بھی ہے خسوف
حسن پہ زیبا نہین اے بت نادان گھمنڈ

عشق فسون گر سے ہے آج ترا سامنا
پڑھ لے جس افسون پہ ہو تجھکو پری خوان گھمنڈ

ایک مین کس کسکے نار حشر کے دن اٹھ سکین
کھینچتی ہے مجھ سے صراط کرتی ہے میزان گھمنڈ

نوک کی ہم سے لین جب آبین جو گلزار کو
گل سے گریبان کرے خار سے دامان گھمنڈ

وحشیون کے غول ابھی آنکھ سے گزرے نہین
کرتا ہے وسعت پہ کیا حشر کا میدان گھمنڈ

ہے جو امیر اسقدر حشر کے دن بیخطر
تیری حمایت پہ ہے اے شہ مردان گھمنڈ

ردیف ذال

چشم بد دور کھلا خوب ہی سر کا تعویذ
باندھ دون لکھکے مین بازو پہ نظر کا تعویذ

مہر و مہ چاہتے ہین دیکھکے بازو تیرے
ایک ادھر کا تو بنے ایک ادھر کا تعویذ

داغ دنیا کسے منظور نظر ہے صاحب
ہاتھ مین کیون ہے یہ طاؤس کے پر کا تعویذ

چاند کہتے ہین کسے عقد ثریا کیا ہے
یہ گلے کی ترے ہیکل ہے وہ سر کا تعویذ

آنکھ دکھلاتے ہین وہ دیکھکے مجکو بیتاب
یہ نکالا ہے نیا درد جگر کا تعویذ

پھر بکائی گئی مشاطہ کہ باندھے کسکر
اک ذرا بھی کہین بازو سے جو سرکا تعویذ

چشم بد دور ترقی پہ ہے جوبن ان کا
چاہیے روز نیا ایک نظر کا تعویذ

مر گئے عشق مین ہر رنج سے راحت پائی
داغ دل بڑھ کے ہوا درد جگر کا تعویذ

جتنی تاثیر ہے انسان کے دل مین ہے امیر
نقش کامل ہے نہ کوئی نہ اثر کا تعویذ

نہین ہے غنچہ عروس بہار کا تعویذ
یہ پھول پڑا ہے کسی گلعذار کا تعویذ

ملون نہ آنکھون سی کیون اُسکی خط کو ای قاصد
یہ ہے مرے مرضِ انتظار کا تعویذ

پیون جو مے مرضِ غم ہو دور لے ساقی
کہ خطِ جام ہو میرے بخار کا تعویذ

اثر دکھاے گی الفت پسِ فنا تو حضور
ملین گے آنکھون سی میرے مزار کا تعویذ

کبھی تو فاتحہ پڑہنے ادھر بھی وہ آجائین
اثر دکھائے الٰہی مزار کا تعویذ

چمن مین جاؤ تو نرگس لگائے آنکھون سے
تمہاری چوٹی مین ہے کس بہار کا تعویذ

خط اُنکا آیا ہے رکھون مین اپنے سینے پر
کہ ہے یہ میرے دلِ بیقرار کا تعویذ

گیا جو یہ تو بلا سے امیر وہ تو ملا
رہے گا دل کی جگہ دستِ یار کا تعویذ

ردیف راے مہملہ

تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

کوہکن کو ہکنی شیوۂ عشاق نہین
ہے جو عاشق دلِ معشوق مین گھر پیدا کر

رنگ چاہے اگر اس باغ مین آزادی کا
نکہتِ گُل کی طرح شوقِ سفر پیدا کر

قطرۂ اشک بنے گوہرِ گوشِ جانان
آبرو اتنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر

اڑ چلے گا ابھی اے یار ذرا بال تو کھول
تجکو بننا ہے پریزاد تو پر پیدا کر

کونسی جا ہے جہان جلوۂ معشوق نہین
شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

میرے ہی دل پہ گرے کاش یہ بجلی بنکر
اے فلک آہ مین اتنا ہی اثر پیدا کر

آخرت مین عملِ نیک ہی کام آئین گے
پیش ہے تجکو سفر زادِ سفر پیدا کر

عشقِ حسنِ نمکین کا جو اٹھاتا ہے مزہ
پہلے کچھ ذائقۂ زخمِ جگر پیدا کر

اپنی گردش پہ بہت ہے تجھے ای چرخ گھمنڈ
جب مین جانون کہ شبِ غم کی سحر پیدا کر

صدمے الفت کے اٹھانے مین الٰہی مشکل
دل اگر ایک دیا لاکھ جگر پیدا کر

عشقبازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے امیر

دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

جو دل ہے حلقۂ بزم شراب سے باہر
وہ ذرہ ہے عمل آفتاب سے باہر

سوال کرلے نکیرین شوق سے آئین
وہ دو ہین مین نہین سنو کی جواب سے باہر

خدا کو دل ہی مین ڈھونڈ ادھر ادھر نہ پھر
نہین کتاب کا مطلب کتاب سے باہر

شریک ہو کے رہے یا الگ بنائے گھر
کسی طرح نہین دریا حباب سے باہر

جو بوسے دے کے حسین پھیر لین تو دو لیے ہون
یہ لین دین تو ہے ہر حساب سے باہر

یہی ہے اشک کا طوفان تو مثل قصر حباب
محال ہے کہ مرا گھر ہو آب سے باہر

ڈرے حساب کے دن سے تو تو ڈرے مجھکو کیا
مرے گناہ ہین زاہد حساب سے باہر

تڑپ ہی جائین وہ گھر مین کرون جو آہ امیر
نکل کھڑے ہون ابھی اضطراب سے باہر

کونسا گل ہے نہین جو زیب دامان بہار
کونسا غنچہ نہین گوئے گریبان بہار

کس قدر روشن ہے پھولون سے شبستان بہار
شاخ ہر گلبن کی ہے سرو چراغان بہار

قاضی و مفتی و زاہد سب گھرون مین چھپ رہے
ایک دیوانہ ہے تیرا مرد میدان بہار

نشئے کے ڈورے جو ہین ای مست آنکھون مین تری
ہے بجا ان کو اگر کہیے رگ جان بہار

دونون عاشق ہین مگر ہے عشق مین البتہ فرق
مین نثار حسن ہون بلبل ہے قربان بہار

ابر پر آسان حکومت سہل تسخیر ہوا
داغ ہر لالے کا ہے مہر سلیمان بہار

تازگی ہر رخ پہ ہے جاتی رہی افسردگی
پتے پتے بوٹے بوٹے پر ہے احسان بہار

زلف سنبل سرو قد غنچہ دہن عارض سمن
چشم نرگس گوش گل کانٹے ہین مژگان بہار

گوہر شہوار شبنم نذر دیتی ہے صبا
تخت گل پر رونق افزا ہے جو سلطان بہار

مے فروشون سے کہو کھینچین وہ انگوری شراب
کہ لین چھوٹین ہوا گلشن مین سامان بہار

باغبان کانٹون کو سکھلا رکھ کہ ہنگام خزان
کوچ مین ڈالین خلل الجھائین دامان بہار

کیون نہ کہیے شاہ پتے تاج ہین شاخین ہین تخت
ہے نگین لالہ تو نافرمان ہی فرمانِ بہار

برگِ گل سے قطرۂ شبنم گراتی ہے صبا
کیون نہ ٹوٹے دل جو دیکھے دُرِّ غلطانِ بہار

جوشِ گل سے ہے یہ ارزان نرخ بازار امیر
کوڑی کوڑی بک رہے ہین ماہِ کنعانِ بہار

سو دل فدا ہے صاحبِ فرمانِ رامپور
ہے رامپور جسم وہ ہے جانِ رامپور

بالا ہے قاف سے بھی کہین شانِ رامپور
زلفِ پری ہے سایۂ ایوانِ رامپور

غازہ بنائین لے کے جو پائین بتانِ چین
رنگِ شکستۂ چمنستانِ رامپور

محوِ خرامِ ناز نسیم و صبا نہین
گلگشت کر رہے ہین حسینانِ رامپور

گلیان یہان کی باغِ ارم کی ہین کیاریان
رضوان ہے باغبانِ گلستانِ رامپور

نرگس کے پھول گرد یہ انگور کے نہین
ہین دختِ رز کی تاک مین مستانِ رامپور

آشفتگی یہان کی ہے طرّۂ بہار پر
زلفِ بتان ہے خوابِ پریشانِ رامپور

کونین کے مزے ہین بشر کو یہان نصیب
دونون جہان کی سیر ہین مہمانِ رامپور

اہلِ نظر کو ملتی ہے آنکھون مین یان جگہ
اللہ چشمِ بد سے نگہبانِ رامپور

چکر مین بے سبب نہین دن رات آسمان
کرتا ہے مہر و ماہ کو قربانِ رامپور

شہنا کی بام سے نہین آتی ہے یہ صدا
زہرہ ہے آسمان پہ ثناخوانِ رامپور

سائے پہ فرطِ نور سے عالم ہے دھوپ کا
ہے آفتاب شمسۂ ایوانِ رامپور

بھولین گے خلد مین بھی نہ انکے ادا و ناز
یاد آئین گے وہان بھی حسینانِ رامپور

لاتے نہین خیال مین شاہانِ دہر کو
حضارِ بارگاہِ سلیمانِ رامپور

حصہ امیر کو بھی ملے خوانِ جود سے
مہمان نواز یہ بھی ہے مہمانِ رامپور

بادۂ سرخ پیون ساغر و مینا بھر کر
موسمِ گل مین کرون کیا من خزینہ بھر کر

دل پہ ہے بحرِ محبت مین ہجومِ غم و یاس خوف ہے بیٹھ نہ جائے یہ سفینا بھر کر
باندھ دین عشق کے بازو پہ یہ اچھی ہے صلاح دل کے تعویذ مین ہم نقشِ رضینا بھر کر
فصل گرمی کی ہے رکھنا نہ کمر مین قاصد حرفِ مکتوب نہ مٹ جائین پسینا بھر کر
حُسن کی نذر کو پھولون کی لگائی ڈالی عشق نے داغِ الم سے مرا سینا بھر کر
ساقیا رحم کہ بے بادہ مجھے گزرے ہین چند روز اور بھی خالی کا مہینا بھر کر
حال کیا پوچھتے ہو میرے دلِ پُر خون کا دیکھ لو بادۂ گلرنگ سے مینا بھر کر
محضرِ خون پہ مرے اسلیے کرتے ہین وہ مُہر لعل ہو خون مین پتھر کا نگینا بھر کر
نشۂ دولتِ دنیا ہے خمارِ عقبےٰ مست منعم ہین عبث زر سے خزینا بھر کر
عطر تحفے مین نہ بھیجو بجھے بھیجو کسی دن شیشیون مین گلِ عارض کا پسینا بھر کر

مستِ میخانۂ غم کب نہین رہتا ہین امیر
خون چلّو مین ہمیشہ بجھے پینا بھر کر

آمادہ وہ مژگان سے ہین ناوک فگنی پر مینہ تیرون کا برسے گا غزالِ ختنی پر
ناصح نہ زبان کھول مری طعنہ زنی پر عاشق ہے خدا بھی تو رسولِ مدنیؐ پر
ہر آیۂ قرآن سے فصیحون کو ہے حیرت حیران ہین کہ ایسا سخن اس مبید ہنی پر
گلشن مین بہار آکے کرے گرم تو بازار زہاد تلے بیٹھے ہین توبہ شکنی پر
اَب قافلۂ صبر و تحمل کا خدا ہے باندھی ترے غمزے نے کمر راہزنی پر
ساتھ اپنے جو لیجائین مجھے بھی وہ سفر مین قربان وطن ایسی غریب الوطنی پر
مارا مجھے اُسنے ترے لب یاد دلا کر ثابت ہے مرا خون عقیقِ یمنی پر
آیا ہے شہیدون کی طرف دیکھیے اب خلق کیا باندھو باندھے تری گُل پیرہنی پر
یون اور حسین دیکھ رہے ہین ترے رُخ کو محتاج کی جسطرح پڑے آنکھ غنی پر
چھینی فلکِ دون نے جو محتاج کی چادر ڈالے گا یہ کمبخت مگر قبرِ غنی پر

چھو جائے ہوا بھی تو تنِ صاف ہو میلا
ہے قطع یہ جامہ تری نازک بدنی پر

زہاد نے کچھ لطف نہ محنت کا اُٹھایا
پتھر کے تلے ہاتھ رہا کوہکنی پر

صیاد نہ دے رنج اسیرانِ قفس کو
کر رحم غریبون کی غریب الوطنی پر

کیا خط کا جواب اُسنے تعلی سے دیا واہ
بھیجا سر قاصد مجھے نیزے کی انی پر

کیا رتبہ امیر اُسکو ملا عرش پہ پہنچا
سر جسکا جھکا پاے رسولِ مدنی پر

تعجب ہے جو سرکش ہین یہ زردار
کہ ہے سر بر زمین شاخِ ثمر دار

مین جس قاصد کو دون اپنا خطِ شوق
ابھی وہ صورتِ طائر ہو پردار

سنا ہا قول کھنچکر دار پر بھی
کہین منصور سے ہوتے ہین سر دار

مٹاتے ہو مجھے اتنا تو کہدو
کہان پاؤگے ایسا ناز بردار

جہان مین وجہ شادی ہے تو دولت
نہ ہنستے گل اگر ہوتے نہ زردار

کہان تک شورشِ بیہودہ اے دل
کوئی نالہ تو پیدا کر اثر دار

قد و گیسو کا ہے عاشق سے ایما
رسن بر پاے زن ہے دار بر دار

امیر اُس قامتِ موزون کی آگے
چمن مین سرو آتا ہے نظر دار

دل ابرو پر فدا ہو مفت کا الزام دلبر پر
گلا شمشیر کاٹے خون ہو جلاد کے سر پر

خرابِ عشق لاکھون تاک مین ہین چشمِ ساقی کی
زمانے کے شرابی آ گرے ہین ایک ساغر پر

دکھا کر آنکھ قاصد کو صنم نے کر لیا بندہ
خدا کی شان دیکھو چل گیا جادو پیمبر پر

دلِ بیتاب عاشق جا کے ٹھہرا کوے قاتل مین
سپاہی نے کمر کھولی پہنچکر اپنے بستر پر

نہین یہ گرمی مے سے لبِ جانان پہ تبخالے
الٹ کر رکھدیے ساقی نے ساغر حوضِ کوثر پر

شہیدِ تیغ قدِ یار ہو کر اس قدر تڑپا
کہ اڑ کر خون کی چھینٹین پڑین دامانِ محشر پر

یہ شوقِ نامہ بر ہے انتظارِ خطِ جانان مین
پھڑک جاتا ہے دم آوازِ پروازِ کبوتر پر

گڑے مردے اکھیڑے جائین گی پھر روبکاری کو
زمانے بھر کے جھگڑے اُٹھ رہے ہین روزِ محشر پر

سیہ کاری سے جی بھرتا نہین پر شرم آتی ہے
کہان تک بوجھ رکھیئے کاتبِ اعمال کے سر پر

نہین بیوجہ جوہر سے مشابہ بخیئے کے ٹانکے
دہانِ زخم کا پھر دانت ہے قاتل کے خنجر پر

مجھے بھی کوئی بوسہ دے لبِ شیرین کا ای ساقی
جہان سیراب ہین پیاسا کھڑا ہون نہرِ کوثر پر

جو اُس بلقیس وش سے لیکے نامے کا جواب آے
تصدق کر کے چھوڑون سیکڑون ہدہد کبوتر پر

منگانے کا وہ سرمہ آنکھ مین کس کے دکھانیکو
ہمارے دم تلک کھتا ہے قاتل بارۂ خنجر پر

وہ مست آئے تو میکش کیا ہین جیسے مست ہوجائین
صراحی پر صراحی خم پہ خم ساغر ہو ساغر پر

ریاضِ دہر مین ہم سا کہان ہے طائرِ وحشی
کہ اپنا آشیانہ نجد مین ہے قیس کے سر پر

امیر اب دوسرے کو اس جہان مین کیا توقع ہو
برادر کو نہ آیا رحم یوسف سے برادر پر

وہ بگڑے جب لیا بوسہ جھگڑ کر
شکستِ فاش دی قسمت سے لڑ کر

گئے وہ ہم سے بیماری مین لڑ کر
طبیعت اب نہ سنبھلے گی بگڑ کر

اجل نے سارے جھگڑون سے چھڑایا
فراغت مل گئی تربت مین گڑ کر

وہ کشتہ ہون جو قاتل نے کیا قتل
ہزارون بیتر سے بدلے اکڑ کر

حیا آتی ہے کیا منزل پہ جاؤن
کہ کانٹے روکتے ہین پاؤن پڑ کر

یہ جنگِ زرگری در پردہ ہے صلح
ملا دیتی ہے دل کو آنکھ لڑ کر

وہ مجرم ہین نہ رضوان بھی اُٹھائے
درِ جنت پہ ہم بیٹھین جو اڑ کر

جُدا سر ہو تو اپنا دردِ سر جائے
کرین کیا دردِ سر صندل رگڑ کر

کنوین کیا کیا نہ الفت نے جھکائے
ہوے ناسور دل مین داغ پڑ کر

نکیرین آئے ہین تربت مین ناحق
ملے گا کچھ نہ مفلس سے جھگڑ کر

جو آبادی ہے ویرانی ہے آخر — ہوئے جنگل ہزارون شہر اُجڑ کر

کہین جاتا ہے دل سے عشقِ ترکان — نکلتی ہی نہین یہ پھانس گڑ کر

خلف آدم کے ہم خلد ارثِ آدم — کبھی لیلین گے رضوان سو جھگڑ کر

ق

فراقِ یار مین نفرت ہے مے سے — الگ بیٹھا ہون ساقی سے بگڑ کر

کہان آیا ہے میرے پاس شیشہ — نکالو بھی اسے گردن پکڑ کر

امیرؔ اک شہر نابرسان ہے وہ بزم — وہان تم کیا بناؤ گے بگڑ کر

ساقیا ابر ابھی آیا نہین میخانے پر — کیون قدح نوش گرے پڑتے ہین پیمانے پر

وہ حسین تو ہے کہ پریون کو بھی ہے پاس ترا — سایہ کرتی ہین پرون سے تری دیوانے پر

شکل حیوان کی نہین صورتِ انسان کیسی — کچھ عجب عالم ہو ہے مرے ویرانے پر

کیون نہ مرے سر یہ ہو لغزشِ پا کا احسان — ہاتھ پڑ جائے جو بیساختہ اُس شانے پر

جی مین ہے شیخ و برہمن کو دکھاؤن دریار — ناز کعبے پہ اسے ہے اُسے بتخانے پر

ہے عجب حال یہان کوئی سمجھتا نہین کچھ — لاکھا اپنون کو کہون رکھکے مین بیگانے پر

فردِ تقسیم کی ہے مزرعِ آفاق نہین — نام ہر ایک کا لکھا ہے ہر اک دانے پر

طالبِ دل ہین وہ عشاق سے اپنے اسطرح — جیسے حاکم کی نظر رہتی ہے نذرانے پر

ہمسے کہتا ہے کہ گیسو نہ چھوو اُس بت کے — ماراللہ کی ناصح ترے سمجھانے پر

دل خداوے جسے وہ داغِ محبت لی مول — عشق بلبل پہ ہے موقوف نہ پروانے پر

آتشِ غم مین جو ہم جلتے ہین پروا نہین کیا — رحم آتا ہے کہان شمع کو پروانے پر

ہون مین وہ بلبلِ غمناک کہ گلزار ہین گل — چاک کرتے ہین گریبان مرے افسانے پر

ہے وہی دوست جسے جس سے محبت ہو جائے — نہ یہ اپنے پہ ہے موقوف نہ بیگانے پر

مجھسے رخصت جو ہوا یار تب وصل امیر

چھا گئی کیسی اُداسی مرے کاشانے پر

دیکھو زبان نہ تیز کرو بات بات پر
قینچی چلے کسی کے نہ رختِ حیات پر

بوسہ ملا جو اُس لبِ شیرین کا مرگئے
دی جان ہمنے چشمۂ آبِ حیات پر

پائی ہے برہمن نے جو در پر ترے جگہ
بیٹھا ہے لات مار کے عزیٰ و لات پر

آرام سے ہون فقر کے بستر پہ مین گدا
تکیہ ہے جب سے رازقِ مطلق کی ذات پر

سُنتا ہون محتسب نے کیا میکدے کو قُرق
بٹھلا دیا یزید نے پہرا فُرات پر

رحم آئے جب مزاج مین تب ہون مہربان
موقوف وصلِ یار ہے دن پر نہ رات پر

جھڑتے ہین بوستان مین جو دو چار برگِ گل
گرجاتے ہین قفس مین مری پانچ سات پر

لکھتے ہین ہم جو مدحتِ چشمِ سیاہِ یار
آنکھین نثار کرتے ہین آہو دوات پر

شیشے مین ہم پری کو اُتارین گے دیکھنا
چڑھ جاہین گے کسی نہ کسی دن وہ گھات پر

کودک مزاج چاہتے والے نہین ترے
کھیلین گے جان پر اگر آئین گے بات پر

منعم ہے شکر فرض جو سائل ہون تیرے گرد
فانوس چاہیے کوئی شمعِ حیات پر

پردہ یہ کس کے عارضِ روشن سے اُٹھ گیا
دن کا گمان ہے سارے زمانے کو رات پر

سمجھے یہ خطِ پشتِ لبِ یار دیکھکر
لکھا ہوا ہے حاشیہ عین الحیات پر

درکار ہے بہانہ پئے مغفرت امیر
تقوے پہ منحصر ہے نہ صوم و صلوات پر

ملا نام خدا وہ مرتبہ تجھکو حسین ہوکر
فلک کرتا ہے مجرا تیری چوکھٹ کو زمین ہوکر

بچیگی آبرو دنیا مین تو عزلت نشین ہوکر
صدف مین بیٹھ رہنا چاہیے درِ ثمین ہوکر

خراشِ غم نے کیسا میرے دل کا رنگ چمکایا
زیادہ ہوگیا قیمت مین کندہ نگین ہوکر

کلیجا تختہ سوسن کا بنا ہے نیلے داغون سے
غضب کی لی ہین دل مین چٹکیان پہلو نشین ہوکر

کمر کو بال جب مین نے کہا جھنجلا کے فرمایا
نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بین ہوکر

بڑا ہی فخر قاصد کو ہوا خط پا کے ڈرتا ہون
فلک پر اُڑ نہ جائے یہ کہین روح الامین ہوکر

تصور ہے وہی پیش نظر ہر دم حسینون کا
تماشا ہے رہی محفل مین ہم خلوت نشین ہوکر

کمر ہے بال سی اے گلبدن لچکے نہ چلنے مین
نہ اتنا چاہیے موباف بھاری نازنین ہوکر

بتادے اے فلک تو ہی تعجب ہمکو آتا ہے
کہ خوش ہوتا ہے پھر کیونکر کوئی اندوہگین ہوکر

بہار لالہ و گل پھر کبھی کاہے کو دیکھین گے
چلے ہین اس چمن سے ہم نگاہ واپسین ہوکر

ملون جسدم مین آنکھین اُنکی ساعد سے دم رخصت
تو رہجانا وہین اے پردۂ چشم آستین ہوکر

جو دل بھی مہربان ہو کب زبان ہے اُنکی قابو مین
جو لب تک ہان بھی آتی ہے نکلتی ہے نہین ہوکر

لگایا تو گلے سے پر لگائی تیغ بھی اُسنے
ملا تو عید کے دن وہ مگر چین بر جبین ہوکر

خدا مومن کی صورت رزق کا ذکر بھی دیتا ہی
کسیکو بھول جائے کیا وہ رب العالمین ہوکر

جگہ پکڑی ہے کیون سینے مین دل ذاس سے کیا حاصل
کسی انگشتری مین اسکو رہنا تھا نگین ہوکر

تصور بندہ گیا جس شام کو اُس حور طلعت کا
تو آیا خواب آنکھون مین پری بنکر حسین ہوکر

امیر اک آئنہ خانہ تھا دنیا جسکو کہتے ہین
وہی صورت رہی پیش نظر نکلی کہین ہوکر

کیونکر نظر مین آئے کہ ہے بے نشان کمر
آنکھون سے مثل تار نظر ہے نہان کمر

زانو مین اور شکم مین صفائی کی بحث ہے
دونون ہین ہم خموش کہ ہے درمیان کمر

جسطرح خود ہے عالم ہستی مین بے نشان
اکدن کرے گی یون ہی مجھے بے نشان کمر

جب قصد کرتی ہے کہ مرے دل کو باندھ لی
زلف دراز بڑھ کے یہ کہتی ہے ہان کمر

ہم خوب جانتے ہین کہ ہے جادۂ عدم
سمجھے ہوے ہے جسکو یہ سارا جہان کمر

لاکھون ہین سرفروش ہزارون ہین سر بکف
اک روز باندھیے تو پئے امتحان کمر

کھلتا نہین کہ خاک مین عاشق تو مل چکے
اب تک ستم یہ باندھے ہے کیون آسمان کمر

تصویر کیا کھنچے گی مصور سے آپ کی
معدوم اگر دہن ہے تو ہے بے نشان کمر

کاہیکو پھر امیر سا پاؤ گے باوفا
باندھو نہ اُسکے قتل پر اے جانِ جان کمر

گلشنِ فردوس ہے رخسارِ یار
آبِ کوثر شربتِ دیدارِ یار

ہین جو آنکھین طالبِ دیدارِ یار
کاش ہوتین روزنِ دیوارِ یار

خلد مین ٹھہرے تہِ طوبےٰ جو ہم
یاد آیا سایۂ دیوارِ یار

زندہ مردہ مردے زندہ ہو چلے
حشر برپا کر چلی رفتارِ یار

برق چمکی تھی جو کوہِ طور پر
وہ بھی تھا اک پرتوِ رخسارِ یار

آنکھ اُسے کہیئے جو دیکھے وہ جمال
کان وہ ہے جو سُنے گفتارِ یار

اسقدر غالب نہوا ے خوابِ گل
آچکا ہے وعدۂ دیدارِ یار

باغ مین نازان ہین کیا طاؤس و کبک
ٹھوکرین کھلوائیگی رفتارِ یار

عینِ صحت ہے مرض کیسا مرض
ہے مسیحا یار ہم بیمارِ یار

قتل ہوتا ہے دمِ تزئین جہان
آئنہ ہے تیغِ جوہر وارِ یار

اپنی آنکھین بھی غضب طرار ہین
لوٹ لائین دولتِ دیدارِ یار

آنکھ کھولو خوابِ غفلت سے امیر
گرم محشر مین ہوا دربارِ یار

اُٹھاتے تھے جو قرآن کل تلک پرہیزگاری پر
مصلے تک گرو ہین آج اُنکی بادہ خواری پر

اُٹھایا زخمِ کاری میرے دل نے زخمِ کاری پر
لگائی تیغِ ابرو اُسنے مژگان کی کٹاری پر

تفوق ہو نہ سے گلگون کو جب بادِ بہاری پر
یقینِ نکہتِ گل کیون نہ ہو گردسواری پر

بھر آئی اُس صنم کی آنکھ بھی اللہ کی قدرت
ہوا پتھر کا دل پانی ہماری اشکباری پر

کہو اشجار سے اکدن خزان بھی آنیوالی ہے
اُٹھائین سر نہ اتنا باغبان کی آبیاری پر

نہین یہ خندۂ دندان نما تلوار کا قاتل
چھڑکتی ہے نمک ظالم ہمارے زخمِ کاری پر

تری موجِ تبسم نے چمن کا رنگ چمکایا
ہوا اک اور کوڑا توسنِ بادِ بہاری پر

شرارہ ہے یہ گویا نالۂ پرسوزِ مجنون کا
چمکتا ہے کلس زرین جو لیلی کی عماری پر

وہ پیاسا ہون غنیمت ہے مجھے اِک بوند بھی پانی
گلا خود جا کے رکھ دیتا ہون بوندی کی کٹاری پر

فقیر اللہ کے ہین بوریائے فقر ہے بستر
توکل پر نظر تکیہ ہے اپنا ذاتِ باری پر

خدا ہے عشق ابرو مین جو اپنی جان بچ جائے
رہا کرتا ہے خوفِ غرق کشتی کی سواری پر

کنوین سے جوش کھا کھا کر نکل آتا ہی جو پارہ
تڑپتا ہے دل اُس کا بھی ہماری بیقراری پر

چھپایا گل نے پر یہ بلبلِ کشتہ کا خون اچھلا
پڑین اُڑ اُڑ کے چھینٹین دامنِ ابرِ بہاری پر

امیر ایسی بھی شب ہوتی کہ وہ مہ میرے گھر آتا
ترحم کچھ تو کرتا آسمان اختر شماری پر

نوجوانی ہے نہ پوچھو رخِ جانان کی بہار
کچھ عجب موسمِ گل مین ہی گلستان کی بہار

ہے جہان جلوۂ معشوق وہی شہر ہے خوب
ساتھ یوسف کے گئی مصر مین کنعان کی بہار

جوشِ گل باغ مین ہے جوشِ جنون لازم ہے
پرزے پرزے ہوئی اب ہے گریبان کی بہار

کسطرح میکدے والونکو یقین ہو واعظ
دیکھ آیا نہین تو روضۂ رضوان کی بہار

رنگِ محفل کا تو جمگھٹ سے حسینون ہی کی ہے
گل جو کھلتے ہین تو ہوتی ہی گلستان کی بہار

پرتوِ گیسوِ جانان نہین آئینے مین
ہے لبِ نہرِ چمن سنبلِ پیچان کی بہار

باغبان سے کہو پھولے نہ بہت پھولون پر
چار دن ہے یہ گل و لالۂ و ریحان کی بہار

سیکڑون لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن
دیدنی ہے چمنِ عالمِ امکان کی بہار

اب مدینے کی طرف قصد مصمم ہے امیر
دیکھیے چلکے ذرا گلشنِ ایمان کی بہار

مرے پھولون مین یون آ دھمکی صدقے ہو جوبن پر
لہو ہاتھون مین مہندی خون سب کا میری گردن پر

برابر رحم اہلِ درد کو ہے دوست دشمن پر
کہ جل جاتا ہون مین گرتی ہی بجلی جسکی خرمن پر

ہجوم ایسا نگاہون کا ہوا ہے اُنکی چلمن پر
کہ دُہرے پردے جالی کی پڑے ہین ہر روشن پر

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ محشر مین
کبھی جیبِ کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامن پر

وہ میکش ہون کہ مستی مین ذرا بھی گر قدم پھسلے
بطِ مے اُڑکے میرا ہاتھ رکھ لے اپنی گردن پر

دو رنگی سے نہین خالی ہے کوئی بات اُن بتّون کی
پیامِ صلح لب پر جنگ کے آثار چینون پر

تڑپتا ہے دلِ بسمل کہین ایذا نہو تم کو
قدم رکھو تو بسم اللہ کہکر میرے مدفن پر

ادا نے ہاتھ تھاما لی نزاکت نے رکاب آکر
ارادہ جب کیا چڑہنے کا اُسنے پشتِ توسن پر

شرارِ آتشِ دل ہین کہ قطرے اشکِ خونین کی
نظر آتی ہین کچھ چنگاریان سی جیب و دامن پر

اسیرانِ ازل کو قیدِ بارِ دل نہین ہوتی
گرانی طوق کرتا ہے کہان قمری کی گردن پر

تہیدستون کو کیا خوفِ بلائے آسمانی ہے
کفِ افسوس ملکر رہگئی برق اپنے خرمن پر

کدورت کب جگہ پاتی ہے دلمین صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

وہی ہے تیرہ بختی بعد جل بجھنے کے بھی باقی
دُھوین کا جیسے رہجاے نشانِ دُود گلخن پر

رہے عبرت چلے تو لٹ کے پہونچے تا سرِ منزل
پھرے تو فاتحہ پڑھتے ہم آئے قبرِ رہزن پر

نہ کرتا مے سے توبہ تو ابھی ہرگز نہ مین مرتا
جو سچ پوچھو تو میرا خون ہے قاضی کی گردن پر

سکبدوحی سے مین وحشی ہوا ئے دشتِ وحشت ہون
پشیمان ہون جو ڈالین ہاتھ کانٹے میرے دامن پر

لگی ہے آگ دل مین بلبلون کے کیا مزہ ہوتا
کوئی پھول اُڑکے پڑجاتا اگر گلچین کے دامن پر

گلِ خورشید بھی آندھی ہے میرے جی جلانے کو
چمک کر دھوپ بجلی بنگئی شاخِ نشیمن پر

امیر ایسا کیا ویران اجل نے قصرِ شاہی کو
کہ آنکھین رکھکے روئی بیکسی ایک ایک روزن پر

مری آہون کے شعلے اسطرح ہین میرے مدفن پر
چراغِ زیرِ دامن کا ہو جیسے نور دامن پر

لگی ہے جان اک پردہ نشینِ پاک دامن پر
عجب کیا بچۂ مریم ہو پیدا میرے مدفن پر

[illegible] قاتل کر
اُچھل کر خون میرا جا پڑے قاضی کی گردن پر

کسی گل پیرہن کی جامہ زیبی رنگ لائی ہے
گریبان آجکل لوٹا ہوا ہے میرے دامن پر

مجاور گر نہین کوئی تو مجھکو کچھ نہین پروا
اُتر بیٹھین گے کاندھون کی فرشتے میری مدفن پر

یہ عالم ہے عطش کا وادیِ گرمِ محبت مین
کہ چشمِ خضر بھی رہتی ہے آبِ تیغِ رہزن پر

عجب لذت بھری تلوار سے قاتل نے مارا ہی
مرا خون اُسکے سر پہ اُسکا احسان میری گردن پر

نہ سمجھا تھا کہ ان طوقون مین پھر مجکو پھنساؤگے
اکر دوگے چوڑیان ٹھنڈی تم آکر میرے مدفن پر

گلا کٹوا مرے لے لیکے پھرا ہی دل کہان یہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

کرونگا اس طرح بدنام ان پردہ نشینون کو
لہو چھڑکونگا اپنا جاکے مین ایک ایک چلمن پر

وبالِ معصیت سے پاک ہین دل صاف ہی جن کا
عذاب میکشی ہوتا نہین شیشے کی گردن پر

عبث ہے وحشتِ رز پر تہمتِ تر دامنی واعظ
نمازین پڑھتی ہین آآکے حورین اُسکے دامن پر

نگاہِ یاس نے خنجر کی بُرش پر بھی سبقت کی
چلی اُلٹی چھری مقتول کی قاتل کی گردن پر

مرے ہم لُٹ کے غربت مین رہی لیکن وہی تلخی
خضر نے بھی دیا تو فاتحہ حلوا سے رہزن پر

تصور ایکدم بھی اُسکی پلکون کا نہین مٹتا
ہمیشہ آنکھ رہتی ہے نظر بازون کی چلمن پر

پھری اے ترک جس سے آنکھ تیری ہوگیا بسمل
قضا کی بھی نظر رہتی ہے ہردم تیری چتون پر

نہ تم غیر کے آگے نہ مجھپر چلا ہیسے تمکو
کہ دل دُکھتا ہے میرا چوٹ پڑتی ہی جو دشمن پر

مین جب کہتا ہون اُس سی مجکو تیری شرم نے مارا
تو شوخی سے حیا الزام رکھدیتی ہے چتون پر

چلے تیغِ نگہ اغیار پر مین ایڑیان رگڑون
مرے ہوتی غضب سے ہاتھ اُٹھا مین آپ دشمن پر

نہین ہے قطرۂ شبنم یہ مستی دیکھکر تیری
گھڑے پانی کے غیرت سی پڑے گلہای سوسن پر

امیر اُسکی ادا سے ایک عالم کی قضا آئی
پڑھے گا فاتحہ اب کون آکر کس کے مدفن پر

اثر یہ ہے جو دی ہے جان اسکے روی روشن پر
کہ آنکھین مانگنے آتے ہین اندھے میری مدفن پر

اندھیرا چھا گیا بے یار ایسا روے گلشن پر
زبان مار کا عالم نظر آتا ہے سوسن پر

اگر قابل رفو کرنے کے چاکِ جیبِ گل ہوتا
تو اشکِ چشمِ بلبل سے مین رکھتا آبِ سوزن پر

وہ کشتہ ہین ہمارا خونبہا قاتل سے جو مانگے
اُتر کر سر سے قاتل کے چڑھے خون اُسکی گردن پر

کرون مین عذر خواہی دل جو کافر کا بھی ہو مَیلا
جو ٹوٹے ہاتھ سے بت گر پڑون پائے برہمن پر

گلے پر خط بھی میری سخت جانی سے نہین پڑتا
رگڑتا ہون چھُری رکھ رکھکے پہرون اپنی گردن پر

بسِ مردن مری دیوانگی کیا رنگ لائی ہے
کہ مَنّت ماننے آتی ہین پریان میری مدفن پر

نکلتی حسرتِ پابوس کیونکر دل سے بسمل کے
یہ جب تک لوٹ کر پہنچے وہ پہنچا پشتِ توسن پر

کرے غنچہ اگر اُسکے دہانِ تنگ سے دعوی
سر اُسکا کاٹ کر رکھدون سنانِ برگِ سوسن پر

نئی صورت کا آکر دیر مین زُنار پہنایا
جنیو کا لگایا ہاتھ اُس بت نے برہمن پر

مین وہ افسردہ دل ہون سرد ہو ہنگامۂ آتش
مری صورت جو کوئی کھینچدے دیوارِ گلخن پر

نظر اپنی پہنچتی ہے شعاعِ مہر کی صورت
بھروسا آپنا حق کرتے ہین پردے کا چلمن پر

اذیت سے نہین روتا ہون مین مظلوم دنیا مین
بھر آتے ہین مرے آنسو مآلِ کارِ دشمن پر

محبت پیشہ عاشق آفتون کو دوست رکھتے ہین
مین اپنے سر پہ لیلون جو بلا نازل ہو دشمن پر

اُتر کر اُسنے مقتل مین جو کھینچا میان سے خنجر
قضا میدان سے بھاگی بیٹھکر قاتل کی توسن پر

نگاہِ گرم سے اُبھرے ہوے سینے کو جب دیکھا
تو وہ بولے کہ دیکھو آنچ آجائے نہ جوبن پر

امیر انسان کا دل جلنا گوارا مجکو ہو کیونکر
مرے آنسو نکل آتے ہین اکثر حالِ گلخن پر

کھُلے ہین یان دیدہ بصیرت وہ برقِ حُسن آئی تو چمک کر
یہ دیکھنے کی نہین ہین آنکھین کہ بند ہو جائنگی جھپک کر

مرا تو کیا ذکر سائے سے بھی وہ شوخ کہتا ہے یہ جھجک کر
یہ کیا قرینہ ہے بیٹھنے کا ادب سے بیٹھو ذرا سرک کر

یہ ضعف ہے اب کہ ہاتھ اپنا کبھی گریبان تک نہ پہنچا
ہزار مشکل سے گر اُٹھایا تو رہ گیا راستے مین تھک کر

اُٹھاتی ہو غیر کا جنازہ تو رنگ شوخی کا بھی دکھاؤ
شہاب کی دونہ اُسپہ چھاپی اُٹھاؤ میر الہو چھڑک کر

بلا مین وہ پڑ گئی اُٹھا کر نقاب اپنے رخِ حسین سے
بلا مین لپٹین گیسووں نے اتنی کہ رکھ دو دونون ہاتھ تھک کر

مین اس ادا کا ہون تیری کشتہ مین اس نزاکت کا تیری بسمل
لگائی تلوار جب جھک کر تو کھا گئی بل کمر لچک کر

بھرا ہوا دیکھتی ہین جسدم سیاہ بختون سے رخ تمہارا
تباہ کرتی ہین حال کیا کیا وہ کاکلین سر پٹک پٹک کر

جب آئی گردش مین چشم ساقی اڑا دیے ہوش میکشونکے
نکل پڑی میکدے کو باہر ہزارون میکش بہک بہک کر

جو مین نے آنکھون سے پونچھے آنسو ابل پڑی اور اشک خونین
لہو کی دو بوتلین بھری تھین لگا جو ہاتھا رہین چھلک کر

جو تیرے احسان ہین ضعف پیری مین شکر اسکا ادا کرون کیا
دعائین دیتی ہے ہڈی ہڈی مری بدن کی چٹک چٹک کر

ہماری مستی تو دیکھ زاہد کہ بتکدے مین شراب اگر پی
ہوئی یہ نشے مین لغزش پا حرم مین ہم جا گرے بہک کر

وہ بام پر بار بار آکر اڑاتی ہین صبر و ہوش میرے
زمین پہ تڑپا رہی ہے مجھکو فلک پہ بجلی چمک چمک کر

مین ہون وہ نازک مزاج بلبل نہین مجھے تاب نکہت گل
دماغ کرتی ہین کیون پریشان چمن مین کلیان چٹک چٹک کر

ہے آرزو پھلنے پھولنے کی تو کہہ تکلف سے شعر خالی
ثمر وہی نخل فکر کا ہے امیر جو آگرے ٹپک کر

ردیف راے ثقیلہ

جو دماغ مین میری پہنچ گئی بو تو الجھکے نہ زلف دوتا سے بگڑ
یہ قصور نسیم و صبا کا سمجھ جو بگڑ تو نسیم و صبا سے بگڑ

تجھے شمع جمال خدا نے کیا مجھے عہدہ پتنگ کا اسنے دیا
سر بزم پھرون مین جو گرد ترے نہ خفا ہو شرم و حیا سے بگڑ

وہ ہے کون شے جو عزیز نہین مجھے رحم و ستم مین تمیز نہین
وہی ناز و کرشمہ غضب مین رہے جو بگڑ بھی کبھی تو ادا سے بگڑ

تپ عشق مین اور دوا ہو خلل جو طبیب مرا ہو وہ خود ہو خجل
یہ مزاج کو مشورہ دیتا ہے دل کہ دوا جو ترے تو دوا سے بگڑ

کبھی کعبے مین صرف سجود ہو سر کبھی دیر مین جا کے حرم سے ٹھہر
رہے دین مین کفر بھی مد نظر نہ صنم سے بگڑ نہ خدا سے بگڑ

مری سر مین جو بائی ہے اپنی ہوا تو وہ کہتے ہین کیا کہ حواس مین آ
تری بحث مین ہے جو بگاڑ لکھا میری گیسو و خط کی بلا سے بگڑ

کوئی سختی ہو کوئی ہو تجھ پہ بلا کبھی حرف گلے کا زبان پہ نہ لا
نہین راست طریق سواے رضا نہ قدر سے بگڑ نہ قضا سے بگڑ

سگ یار طفیلی کا کام ہے کیا یہ تو حق ہے ترا یہ تو حق ہے ترا
مری ہڈی کو تو ہی ٹھکانے لگائے ادہر جو کرے تو ہما سے بگڑ

جو نگاہون سے یار گرائے گا تو کبھی پھر اسے زندہ نہ پائیگا تو
ترے در کا فقیر غریب ہے یہ نہ امیر سے بے سروپا سے بگڑ

ردیفِ زائے معجمہ

یون ہے خطِ سبز سے رنگِ رخِ دلدار سبز
کرتی ہے جیسے زمین کو خضر کی رفتار سبز

وضعدارون کا بدلتا ہے کہین دنیا مین رنگ
برسون ٹھہرے ہو نہ آبِ گوہرِ شہوار سبز

کیا چمن مین پڑ گیا عکسِ بتانِ سبز رنگ
خاک سے سبزہ اُگا پہنے ہوے زنار سبز

ہنس کے حق مین یہ قحط آیا بہار آئی نہین
ہو گئے مثلِ زمرد گوہرِ شہوار سبز

باغ مین سبزی ہی سبزی ہے جو آئی ہے بہار
خاک پر سبزہ تو کانٹے ہین سرِ دیوار سبز

بیکشو کچھ کم نہین صحنِ چمن سے میکدہ
سرخ گل ہین جام شیشے صورتِ اشجار سبز

چہرۂ شفافِ جانان پر ہوا آغازِ خط
خوف ہے کر دے نہ اس آئینے کو زنگار سبز

مست تیرے پی کے سبزی سیر کو نکلین اگر
کیون نظر آئی نہ پھر بازار کا بازار سبز

مُردہ امیدون مین رونے ہی سے جان آجائیگی
کھیت کر دے گا برس کر ابرِ دریابار سبز

سبزہ رنگون نے کیا ہے گھر جو آنکھون مین امیر
اب دکھائی دیتے ہین سارے در و دیوار سبز

زلفون سے خالِ رخ ہے مجھے بیشتر عزیز
پریون سے ہے زیادہ یہ زنگی پسر عزیز

جان ایک بھی بچا نہین سکتا ہے نزع مین
کیا فائدہ جو دوست اُدھر ہین اِدھر عزیز

رستے مین خطِ شوق ہمارا نہ گر پڑے
رکھنا زیادہ جان سے اسے نامہ بر عزیز

اہلِ جہان کو دولتِ دنیا سے یون ہے اُنس
جسطرح مور و مار کو شیر و شکر عزیز

ہو خاک جاہلون کو ہمارے سخن کی قدر
پتھر کو لعل ہے نہ صدف کو گہر عزیز

جھوٹون نہ پھر کسی نے کیا یاد ایک دن
کیا ہمکو دفن کر کے ہوے بیخبر عزیز

دل سے زیادہ ہمکو غنیمت ہے داغِ دل
بڑھکر کہین جگر سے ہے زخمِ جگر عزیز

قصدِ سفر ہے جلد وطن سے امیر کا
کہدو کہ دشمنی یہ نہ باندھین کمر عزیز

ردیفِ سین مہملہ

نارسا قسمت نے کب جانے دیا دلبر کے پاس
گر پڑی دیوار پہنچے بھی جو اُسکے در کے پاس

کس لبِ و قامت کا کشتہ تھا کہ مجکو خلد مین
گھر ملا طوبے کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

کیا مری تحریر کی اُس مست نے کی قدر واہ
ہے لفافہ ذاتِ شیشے کی تو خط ساغر کے پاس

ذبح ہو کر پیاس کم ہو تشنۂ دیدار کی
اس قدر پانی کہان قاتل ترے خنجر کے پاس

یون عیان ہین ضعف سے پہلو مین میرے استخوان
جیسے صفحے پر خطِ مسطر خطِ مسطر کے پاس

دل کو کر دیتی ہے روشن صحبتِ اہلِ کمال
آئینے مین زنگ کب رہتا ہی روشنگر کے پاس

مست آنکھین جلوہ گر اُسکی تہِ ابرو نہین
میفروشون کی دکانین ہین خدا کے گھر کے پاس

عاشق و معشوق مین مر کر بھی فرقت قہر ہے
گورِ نوشابہ ہے لازم قبرِ اسکندر کے پاس

شرم آتی ہے مجھے زاہد بتاؤن کیا پتا
شہر مین رہتا ہون مین پیرِ مغان کے گھر کے پاس

آئے کس منہ سے وہ تیرے حسن کے بازار مین
اک درم ہے داغ کا کھوٹا مہِ انور کے پاس

ہے امیر اپنی دعا آئے مدینے مین اجل
دفن ہون مین روضۂ پرنورِ پیغمبر کے پاس

چمکا کرین چمکین جو چمن مین پرِ طاؤس
یان داغ سے ہر عضو ہے تن مین پرِ طاؤس

کاہیدہ ہون یہ داغِ عزیزان سے پسِ مرگ
مجھ زار کا مردہ ہے کفن مین پرِ طاؤس

رخ سے دلِ پر داغ مرا زلف مین پہنچا
گلشن سے گیا اُڑ کے ختن مین پرِ طاؤس

بیوجہ نہین ابرِ بہاری کا یہ رونا
دکھلاتا ہے داغ اپنے چمن مین پرِ طاؤس

نیرنگ ہے کیا روئے نگارین کی صفت کا
گویا ہے زبان اپنے دہن مین پرِ طاؤس

غربت نے جو کچھ داغ دیے ہین وہ لکھون کیا
بھیجون عوضِ نامہ وطن مین پرِ طاؤس

کیا خوف جو برسات کی راتین ہین اندھیری
داغون سے چراغان ہین چمن مین پرِ طاؤس

سوزِ دلِ پر داغ سے مین جل کے ہوا خاک
لازم ہے نشانی کو کفن مین پرِ طاؤس

رو رو کے امیر ابر بہاری نے دیا غسل
ٹوٹا ہوا پایا جو چمن مین پر طاؤس

وان چشم و ابرو ہمنشین اور یان جگر ہے دل کی پاس
قاتل وہ قاتل کے قرین بسمل ہے یہ بسمل کی پاس

ٹھنڈک پڑی اُس شوخ کا پہلو سے جب پہلو ملا
گویا کسی نے رکھدیا صندل کا پھاہا دل کی پاس

رونے پہ میرے دلربا ہو خندۂ دندان نما
موتی محل اسدم بنا تیار ہو ساحل کی پاس

تھا عرش پر جو منتخب گنجینۂ اسرار رب
کچھ دن کعبے مین ہے اب کچھ ہے وہ میرے دل کی پاس

ہوش و خرد ذہن و ذکا ہون نزع مین کیونکر بجا
ہوجاتے ہین ساتھی جدا آتے ہین جب منزل کی پاس

آئینہ ہے پیش نظر عبرت سے دیکھ اے بیخبر
بزم خموشان بھی ادہر ہے عیش کی محفل کی پاس

کیون بسملون کو بھا گئی لاکھون گلے کٹوا گئی
یارب کہان سے آگئی چھوٹی چھری قاتل کی پاس

مجنون تامل کی ہے جا دھوکا سا ہے یہ قافلہ
شبہے مین لیلی کے نہ جا ہر صاحب محمل کی پاس

کانٹے چبھے ہر گام پر چھالے پڑے کانپا جگر
منزل کی کڑیان جھیل کر پہنچے ہین ہم منزل کی پاس

راہ عدم کی سیر سے کب رنج اُٹھائے خیر سے
پہنچے ہین پائے غیر سے سوتے ہوے منزل کی پاس

گھبرا نہ قیس ناتوان لیلی خود آئے گی یہان
اُلجھے گا ناحق ساربان جاتا ہے کیون محمل کی پاس

ساقی کو حیرت ہوگئی مطرب کو وحشت ہوگئی
برباد صحبت ہوگئی پہنچا جو مین محفل کی پاس

جائیگا جب سوئے جنان حورون کو دیگا ارمغان
زخمون کی ہین جو دھجیان قاتل ترے بسمل کی پاس

ہوتی امیر انجام پر کچھ بھی اگر انکو نظر
آنکھون سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کی پاس

ٹھہر گیا کب تیر سے اے ترک میرے دل کے پاس
خنجر بھی تڑپا دیر تک آیا جو مجھ بسمل کے پاس

گردش جو ہو تقدیر مین کچھ سعی کام آتی نہین
منزل کچھ آگے بڑھ گئی پہنچا جو مین منزل کے پاس

تاثیر الفت دیکھنا جب قیس نے فریاد کی
گھبرا کے لیلی بول اُٹھی یہ کون ہے محمل کے پاس

زاہد تو کیا شیخ حرم آ آکے چلے کھینچتا
ملتی جو تھوڑی سی ہی جگہ مے خوارونکی محفل کے پاس

دولھا بنایا ہے اُسے کیا تیری تیغِ ناز نے
بیٹھی ہیں شرمائی ہوئی حوریں ترے بسمل کے پاس

کر تو ہی رحم اب اے قضا تڑپے یہ بیکس تا کجا
قاتل خفا خنجر کھنچا کوئی نہیں بسمل کے پاس

جب قیس غش کھا کر گرا لیلےٰ نے رو رو کر کہا
اے ناتوان مجنون مرے آیا تھا کیون محمل کے پاس

وہ نا قبولِ خلق ہے غربت مین دیوانہ ترا
منزل کہے چل دور ہو جائے اگر منزل کے پاس

جسکی طرف کی اک نظر دو ٹکڑے تھا اُسکا جگر
کیا برق دم چلتی ہوئی شمشیر ہے قاتل کے پاس

اس کشمکش مین نزع کی کب تاب ہون مین سخت جان
اے اضطرابِ دل ذرا تو دوڑ جا قاتل کے پاس

مین نے کہا بیکس ہون مین بولے ہمین دیتے ہو دم
حسرت ہماری ہے ابھی باقی تمہارے دل کے پاس

تیرِ نگاہِ ناز نے تاکا کبھی دل کو اگر
جانِ امیرِ ناتوان پہنچی تڑپ کر دل کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو لپٹ بھی جاے وہ گلبدن تو ہنون مین ہجر کے ڈر سے خوش
وہ کلیم تھے ہوے طور پہ جو ہوے برقِ شجر سے خوش

نہ پتنگ والۂ شمع ہون کہ وہ خوش ہے شام سے صبح تک
نہ مین ذرہ طالبِ مہر ہون کہ وہ شام تک ہے سحر سے خوش

کبھی خطِ وطن کو رقم کرون تو صبا کو بھی یہ گلہ لکھون
کبھی تو نے بھی نہ کیا مجھے مرے دوستون کی خبر سے خوش

نہ اُڑونگا گلشنِ دہر مین نہ پھنسونگا آفتِ دام مین
مین وہ مرغِ بے پر و بال ہون جو ہے اپنی ریزشِ پر سے خوش

کسی ن نہ خواہشِ دخترِ رز کسی میفروش سے مین نے کی
مجھے تاکتے لگے محتسب کہ یہ بادہ خوار ہے گھر سے خوش

نہ زمین سے مجکو رفاہ ہے نہ فلک سے مجکو پناہ ہے
یہ ہے فتنہ زادہ یہ حیلہ گر نہ ادھر سے خوش نہ ادھر سے خوش

یہ مصاحبت کا سرور ہے کہ سزا بھی پانے کا غم نہین
ہوا ملک کی وہ روش سے خوش کہ کمان تو ہے تیغ بند کمر سے خوش

مجھے کب ہے پاسِ دل و جگر غرض اُس پری کی رضا سے ہے
جو وہ دل سے خوش تو مین دل سے خوش وہ جگر سے خوش تو جگر سے خوش

عجب انقلاب زمانہ ہے کہ ہے اقربا مین بھی تفرقہ
نہ پدر رہے کوئی پسر سے خوش نہ پسر ہے کوئی پدر سے خوش

ہوئی سرد آگ جحیم کی وہ سیاہکار مین رند ہون
کہ تمام مردمِ حشر ہین مرے ایک دامنِ تر سے خوش

کہو کس صنم پہ نظر پڑی کہو کس حسین نے کیا کرم
بہت اے امیر وطن کو تم جو پھرے ہو اپنے سفر سے خوش

کٹ بھی چکے کہین کہ ہے یان سرِ وبالِ دوش
قاتل کو بھی ہے تیغ دو پیکر وبالِ دوش

اے تیغ یار جلد سبکدوش کر کہین
ناطاقتی سے ہی مجھے اب سر وبالِ دوش

نازک جو لوگ ہین کہین اُٹھتا ہی اُن سی بوجھہ
ہو کیون وہان نہ زلفِ معنبر وبالِ دوش

پی جاؤن ایک سانس مین مے مجکو میفروش
کب تک سبو ہے بادۂ احمر وبالِ دوش

تنکا سا بعدِ مرگ جو ہوا اپنا جسمِ زار
یارون کو پھر جنازہ ہو کیونکر وبالِ دوش

ساقی مجھی کو دی مین سر آنکھون پہ لون اسے
ایسی اگر ہے تاک کی دختر وبالِ دوش

ہنگامِ شب جو پھینک گیا میری قبر پر
شاید تھی ماہتاب کو چادر وبالِ دوش

کب تک اُٹھاؤن بوجھ فرشتون کا ای امیر
ہے ابتداے سن سے یہ لنگر وبالِ دوش

ردیفِ صادِ مہملہ

آبرو کھوتی ہے پھر بھی رکھتی ہے ناکام حرص
دشمنِ عزت ہی جسکا ہے جہان مین نام حرص

شدتِ اندوہ انسان کو بھلا دیتی ہے بھوک
خاک دانے کی کرین مرغان زیرِ دام حرص

صاحبِ حاجت رہین امیدوارِ انقلاب
ہین غنی ہمکو نہین اے گردشِ ایام حرص

جانتے ہین اور بھی دنیا مین کچھ اہلِ طمع
رات سے دن تک تمنا صبح سے تا شام حرص

آرزو شیشے کو ہے آئے وہ تیری بزم مین
بوسہ لے لب کا تری رکھتا ہی ہی جام حرص

عاقبت تجکو وہان گور نے لقمہ کیا
دہ کبابِ گور کی اب کیا ہوئی بہرام حرص

حرص سے خالی ہین خاص و عام کمتر ای امیر
خاص استغنا سراے دہر مین ہے عام حرص

ردیفِ ضادِ معجمہ

کیون نہ کہیے مین مہ و مہر سے بڑھکر عارض
وہ کم و بیش جہان مین ہین برابر عارض

حُسن کہتا ہے سرِ بزم ہو جلوے کا ظہور
شرم کہتی ہے نہ پردے ہی ہو باہر عارض

آنکھین لڑ سکتی ہین اب کس کی کہ نکلا خطِ سبز
لیکے آیا ہے یہ سادات کا لشکر عارض

دہر مین جلوہ گر مہر ہے ہر ایک مکان
میرے دل مین مری آنکھون مین کرے گھر عارض

دیکھیے جسکو وہ ہے حسن مین یکتائے جہان
لب دہن چشم مژہ زلفِ معنبر عارض

اُسکو دیکھا تو کیا ہمنے تماشائے چمن
زلف سنبل ہے دہن غنچہ گُلِ تر عارض

غل ہوا شہر مین خورشید گہن مین آیا
چھپ گیا جب تہِ گیسوے معنبر عارض

بہرِ آئینہ تو ہے وجہِ صفا خاکستر
کیون مرے گردِ نظر سے ہے مکدر عارض

آج ہے ہجر تو ہو جائے گا کل وصل امیر
ایسے انسان کو مرض ہوتے ہین اکثر عارض

ہمکو وزیر سے نہ کسی شاہ سے غرض
اللہ کے فقیر ہین اللہ سے غرض

جلوہ پسند آپ کا عاشق ہون آپ کا
خورشید سے غرض نہ مجھے ماہ سے غرض

اُٹھوائیے نہ میرے جنازے کو دھوم سے
مرنے کے بعد کیا حشم و جاہ سے غرض

یہ بوجھ اُنکے سر پہ رہے ہین جو اغنیا
کیا مجھ گدا کو خیمہ و خرگاہ سے غرض

کیون مومنون کی جانب مہدی نہو رجوع
سارے براتیون کو ہے نوشاہ سے غرض

روزینہ ہے جو بوسون کا جاری رہے مدام
کچھ ہو نہو ہمین تو ہے تنخواہ سے غرض

اے سامعین ہین شعر مرے دل کا مرثیہ
کرتے ہو واہ کیا ہے مجھے آہ سے غرض

گردش امیر کوچہ بہ کوچہ ہے اسلیے
نکلے کسی طریق کسی راہ سے غرض

ہوتا ہے روز مجکو جو عارض نیا مرض
اللہ کیا ہے میرے مرض کی دوا مرض

اسکو غمِ وصال ہے اُسکو تپِ فراق
دل کو جدا مرض ہے جگر کو جدا مرض

جھنجھلا کے بولے اُن سے جو لپٹا مین بار بار
پیدا ہوا ہے آج یہ تمکو نیا مرض

آیا ہے وہ مسیح یہین ۔ بیخود ہون ہمدمو
مجکو نہین تمیز بڑہا یا گھٹا مرض

ہر وقت اوڑھنا ہے بچھونا ہے شاعری
سچ ہے امیر تمکو ہوا یہ برا مرض

ردیف طائے مہملہ

پڑہا جاتا نہین اے دلربا خط
جزاک اللہ لکھا ہے نیا خط

اثر تھا یہ مری افتادگی کا
کمر سے نامہ بر کی گر گیا خط

کہا قاصد سے میرے لکھکے نامہ
یہ کہدے جاکے لکھین دوسرا خط

نشان ملتا نہین انکے مکان کا
لیے پھرتا ہے قاصد جابجا خط

لگائی تیغ پر اُس ترک نے تیغ
نہ مطلق سخت جانی سے پڑا خط

تمہارا کون ہے غیرون کی ہے ڈاک
امیر اُسکو سمجھکر بھیجنا خط

ہے روسے کتابی پر کیا خوب تمہارا خط
کچھ سات خطون سے بھی ہے بڑہکے یہ پیارا خط

بھیجا جو کبھی ہمنے دیکھا بھی نہ سارا خط
عینک کی طرح اُس نے نظرون سے اُتارا خط

اک نامہ جو لکھا تھا اب تک نہ جواب آیا
کس منہ سے لکھون اُسکو قاصد مین دوبارا خط

قسمت کا لکھا دیکھو بھیجا بھی اگر قاصد
اک حرف نہ سمجھے وہ گو پڑھ گئے سارا خط

لیجائے گا تربت مین وہ زیرِ کفن رکھکر
جنت کا قبالہ ہے عاشق کو تمہارا خط

احباب دمِ آخر یٰسین سُناتے ہین
جی جاؤن جو اسدم بھی آجائے تمہارا خط

آؤن گا قفس سے مین خود اُڑکے سوِ گلشن
صیاد کو لکھتا ہے ناحق چمن آرا خط

یان مشق رہی برسون اک دن یہ کہا اُس نے
لکھوائین گے کچھ ہم بھی دیکھین تو تمہارا خط

اندھا ہون جو وہ خط ہو نظرون سے امیر اوجھل
جس روز سے آیا ہے آنکھون کا ہے تارا خط

ردیفِ ظاے معجمہ

آنا ہو میکدے مین تو دن کو آے واعظ
دروازہ کون کھولے شب کو براے واعظ

ساقی وہ رند ہون مین گر دُردِ تہ نشین ہون
غوطہ لگا کے مجھکو خود ڈھونڈ لاے واعظ

کیا فرق نیک و بد مین رحمت ہے عام اُسکی
رندون کا بھی وہی ہے جو ہے خداے واعظ

فردوس میکدہ ہے میکش بُلا رہے ہین
اب بھی اگر نہ آئے دوزخ مین جاے واعظ

کیا وعظ سے نہین کم ہمکو صداے کوکو
کسریٰ کے طاق پر ہے قمری بجاے واعظ

پہلے اُسی سے ہونگے سارے سوالِ محشر
خود بھی ڈرے نہ تنہا ہمکو ڈراے واعظ

مجلس مین وعظ کی ہین کچھ رند آج وارد
تا کی ہے مفلسون نے شاید رواے واعظ

وہ رند ہون کہ گاڑون پیرِ مغان کا جھنڈا
عمامہ کرکے پرزے لیکر عصاے واعظ

اس کان جب مین سنکر اُس کان وعظ اُڑادون تا
لے پر کی میرے آگے پھر کیا اُڑاے واعظ

بیٹھے ہین صبر کرکے میخوار میکدون مین
محشر مین اُٹھ رہے ہین ہنگامہ ہاے واعظ

دبتے ہین بادہ کش کب پرہیزگار جو ہون
بھاری عمامہ رکھکر اُن کو دباے واعظ

کہتا ہے میکدے کا رستہ ہے راہِ دوزخ
چلتا ہے چال اُلٹی ٹھوکر نہ کھاے واعظ

مین رند پارسا وہ ضد ہو گئی ہے باہم
سیدھی کہون تو اُلٹی مجکو سُناے واعظ

خم مین ہو قید چندے یہ صورتِ فلاطون
تجویز کی یہ مین نے ساقی سزاے واعظ

آخر مین آدمی ہون بادام کچھ نہین ہون
بک بک کے مغز میرا کہدو نہ کھاے واعظ

کانون مین بھر گئی ہے میناے مے کی قلقل
ہم بادہ کش سنین اب کیونکر صداے واعظ

مسجد مین رند بھی ہین ارباب زہد بھی ہین
دیکھین امیر آے کس پر بلاے واعظ

ردیفِ عین مہملہ

میری طرح جہان مین ہے گرم شتاب شمع
ہر بزم مین لگن سے ہے پا در رکاب شمع

دل مین کرے خیال جو اُس گلعذار کا　　آنکھون سے جای اشک بہائے گلاب شمع
کیا بات تیرے ساغر و مینا کی ساقیا　　ہمشکل یہ چراغ ہے وہ لاجواب شمع
پردے مین نور اُس رخِ روشن کا کیا چھپے　　فانوس کے حجاب مین ہی بے نقاب شمع
جلکر ابھی تو گرمیِ عارض سے ہو گی خاک　　آئے ترے حضور جو رکھتی ہے تاب شمع
روشن ہے اسپہ خاتمہ محفل کا صبح تک　　یہ وجہ ہے کہ رکھتی ہے چشمِ پرآب شمع
موزون کیا ہے کیا کسی بوٹے سے قد کا وصف　　ہے مصرعِ بلند ترا انتخاب شمع
لائے کہان سے اُس رُخِ روشن کی آب و تاب　　بیجا نہین جو شرم سے ہے آب آب شمع
یون گل ہے روبرو ترے عارض کی بی فروغ　　جیسے حضورِ ممقمۂ آفتاب شمع
ہے فاتحہ کا قصد وہان چھپ کے رات کو　　آئے نہ میری قبر پہ خانہ خراب شمع
درکار ہو اگر تری محفل کو روشنی　　فانوس آسمان بنے ماہتاب شمع
پروانون کو جلانے کا انجام ہے برا　　لیتی ہے اپنے سر پہ عبث یہ عذاب شمع

واقف نہین ہے اپنا سیہ خانہ نور سے
معدوم ہے امیر ہمارے حساب شمع

ممکن نہین کہ رخ سے ترے ہو دو چار شمع　　چہرے کی آب و تاب دکھا دے ہزار شمع
کیون صبح تک ہے شام سے شب زندہ دار شمع　　ہے کسکے شوق مین ہمہ تن انتظار شمع
آئی ہے اُسکے کوچہ گیسو سے کیا ہوا　　بجھ جاتی ہے یہ بزم مین کیون بار بار شمع
ہر شب کو ناحق آنے مین کرتی ہے عذر لنگ　　کیا جانتی نہین ہے ہمارا مزار شمع
قصہ جو سوزِ دل کا سُنا مجھ سے شام کو　　تا وقتِ صبح شب کو رہی اشکبار شمع
ہے باعثِ شگفتگیِ بزم رو سے زرد　　دکھلاتی ہے خزان مین بھی رنگِ بہار شمع
آئے سیاہ خانے مین میرے تو خوف سے　　چلدے ہوا کے گھوڑے پہ ہوکر سوار شمع
دولت وہ کون ہے نہین جسکی کسی کو تاک　　ہے ساتھ چور بھی ہے اگر تا جدار شمع

مشتاقِ مرگ ہین شبِ فرقت مین آپ ہم
ناحق دکھا رہی ہے زبان مثلِ مار شمع

پروانون کی ہین لاشین لگن مین پڑی ہوئی
رو رو کے کیون نہ دل کا نکالے بخار شمع

آیا ہنین جو بزم مین اب تک وہ سرو قد
پروانے کی نظر مین ہے مانندِ دار شمع

اُس شمع رو کے وصف جو کچھ بھی رقم کرے
بنجاے صاف کلکِ وقائع نگار شمع

ممکن ہنین کہ سر ہو گلگیر سے قلم
فانوس کو امیر نہ سمجھے حصارِ شمع

ردیفِ غین معجمہ

کر رہا ہے خوب تقلیدِ رُخِ دکاکل چراغ
ہو کے گل کرتا ہے پیدا دودسی سنبل چراغ

کیون نہ مٹ جاے شبِ مہلت ہمارا داغِ دل
کوئی جل سکتا ہے پیشِ افعی کا کل چراغ

شب کو آندھی چل گئی ایسی ہماری آہ کی
ہو گئے خاموش سارے شہر کے بالکل چراغ

ہو غلافون سے اگر تاریک ہے کُنجِ قفس
داغِ دل کا ساتھ اپنے لائی ہے بلبل چراغ

منحصر داغِ محبت پر ہے دل کی روشنی
کیون نہ گھر تاریک ہو جاے اگر ہو گُل یہ چراغ

میکشون کو وقتِ شب کیا روشنی کی احتیاج
شیشہ مے شمع روشن ہے تو جامِ مل چراغ

کیا عجب عشاق مین بھی ہو جو باہم لاگ ڈانٹ
گُل کو لے بھاگین پتنگے لے اڑی بلبل یہ چراغ

جب تلک روشن تھا پروانون کا اک ابنوہ تھا
بلبلین تربت پر آئین ہو گیا جب گُل یہ چراغ

شب کو آمد کسکی دریا پر ہوئی جو اے امیر
ناخداؤن نے کیے روشن کنارِ پل چراغ

کیا شبِ تاریکِ فرقت مین جلائین ہم چراغ
گُل کرے چلکر ہوائے آہ جب پیہم چراغ

داغِ حسرت ہے ترے غمناک کے سینے مین یون
جسطرح کوئی جلاتا ہے شبِ ماتم چراغ

پائے گا میرے سیہ خانے مین آکر کیا فروغ
ہر یکِ شبتاب سے بھی نور مین ہے کم چراغ

عہدِ پیری مین کرین کیا زیست پر ہم اعتماد
ہو چکی ہے صبح اب ہے اور کوئی دم چراغ

ہوتھین ایسے کہ ہمپر مہربان ہوتے نہین
ہمدم بلبل ہے گل پروانے کا محرم چراغ

بے ثباتی بزم عالم کی نظر آتی ہے صاف
ہے نگاہ چشم آخر بین مین جام جم چراغ

مرکے بھی محتاج ہوتا ہے کسی کا کب سخی
گورِ حاتم پر ہے نام روشن حاتم چراغ

ہین مریض عشق عارض کی وہی بے تابیان
لاکھہ کرتا ہے دعا سے نور پڑھکر دم چراغ

میرے آگے جتنے شاعر ہین وہ ٹھنڈے ہین امیر
کیا جلے تارون کا پیش نیر اعظم چراغ

دکھائے یہ الفت بت غنچہ دہن مین داغ
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

گریان وہ ہون کہ کچھ نہین پروا ہے بعد مرگ
دھو دیگی چشم تر جو لگے گا کفن مین داغ

اے ترک دیکھ تو کوئی گولی سے اڑ نہ جاے
بندوق اسطرح نہ بھری انجمن مین داغ

کافور لے کے صبح غریبی سے بھیجدون
ہے میرے ہجر سے دل اہل وطن مین داغ

سنیے مری نہ دیجیے بوسہ رقیب کو
ایسا نہو لگے کہین سیب ذقن مین داغ

دیکھا ہے جب سے باغ مین گورا بدن ترا
لالے کی طرح ہے جگر یاسمن مین داغ

مشق سجود حق مین بھی دشمن کو رشک ہے
ہے شیخ کی جبین کا دل برہمن مین داغ

ظاہر مین اور رنگ ہے باطن مین اور رنگ
بوٹے قبا مین ہین تو ہمارے بدن مین داغ

دیکھہ آسے لالہ زار کو ہم جا کے کوہ پر
ایک ایک کا جگر ہے غم کوہکن مین داغ

جب سے سنا امیر کہ ہین داغ دردمند
لاکھون پڑے ہین سینۂ اہل سخن مین داغ

ردیف فا

دوڑا دل اُسکی زلف سیہ فام کی طرف
یہ صید آپ کھنچکے گیا دام کی طرف

دل دیجیے تو ڈھونڈ کے معشوق باوفا
آغاز مین نظر رہے انجام کی طرف

درپیش ہے وطن سے سفر چھوٹتا ہے گھر
حسرت سے دیکھتا ہون در و بام کی طرف

ساقی یہ ہجرِ یار مین دل سے کیا ہے عہد
دیکھون نہ آنکھ اُٹھا کے مے و جام کی طرف

وہ بدنصیب ہون جو شکایت کرون کبھی
تقدیر بوسے گردشِ ایام کی طرف

دھیان آگیا کہ باغ کو بھی دیکھتا چلون
آیا تھا ایک سروِ گل اندام کی طرف

اُس آنکھ کے جو دیکھنے والے ہین باغبان
کب دیکھتے ہین نرگس و بادام کی طرف

اپنے امیرِ مست کا کیا پوچھتے ہو حال
جامی کی قبر پر وہ گیا جام کی طرف

ہے چھلاوا اُس پری پیکر کے بل کھانے سے زلف
آتی ہے قبضے مین کسکے ہاتھ دوڑانے سے زلف

کیا اُلجھنے پر تلی ہے اپنے بیگانے سے زلف
ہے بڑی کج بحث سیدھی ہو تو ہو شانے سے زلف

حق اُسی کا ہے سلاسل پاسِ حق ہے فرضِ عین
ہے یہ حق یونہی چھپاتی ہو جو دیوانے سے زلف

سو بلائین ہونگی نازل ایک ہے ابتک بلا
کھولیے باہر نکل کر آئینہ خانے سے زلف

تھی شبِ دیجور افشان سے شبِ مہتاب ہے
کیسی اے مشاطہ چمکی تیرے چمکانے سے زلف

اب ٹھہرتا ہون کہین مسجد مین مین وحشی مزاج
دخترِ رز نے دکھائی مجکو میخانے سے زلف

ہٹ سرک اے شانہ آنے دے دلِ صد چاک کو
غیر ممکن ہے کہ سلجھے تیری سلجھانے سے زلف

کیا جانین ابھی کمسن ہین وہ طورِ آرایش کا
رُخ ہے آئینے سے غافل بیخبر شانے سے زلف

چشمِ بد دور اُن کا ہر انداز ہے سب سے جدا
حسن مین اک بانکپن ہے کم نہین بانے سے زلف

دیکھیے اہلِ عدم پر اب ہو نازل کیا بلا
شانہ کیسا تا کمر پہنچی ہے لٹکانے سے زلف

آدمی کیا ہے جو کرتی ہے فرشتون کو بھی مست
موج آئی کیا کہ چھلکی اپنے پیمانے سے زلف

اے دلِ صد چاک شانہ سے نکلے جا پر یاد رکھ
ہے مزاج اُلٹا اُلجھ پڑتی ہے سلجھانے سے زلف

دردِ دل کہنے کو جا دو تم تو سمجھے ہو امیر
پر نہ ہاتھ آئیگی افسون سے نہ افسانے سے زلف

عارض ترے اے گلبدن ایک اسطرف ایک اُسطرف
گویا کھلے ہین دو چمن ایک اسطرف ایک اُسطرف

پڑتا ہی آن پلکون سے رن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
دو پلٹنین ہین صف شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

مردہ جو ہین زیر زمین زندہ ہین بالاے زمین
آراستہ ہی انجمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

تو بزم مین جلوہ نما عکس آئینے مین ہے ترا
بیٹھے ہین دو غنچہ دہن ایک اِسطرف ایک[1] اُسطرف

وہ قامت و گیسو نہین تشبیہ ہے یہ دلنشین
ہے دار سے لٹکی رسن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

پیری مین ای زاہد نہین یہ تیرے گیسوے سفید
ہین دوش پر یہ دو کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

کیونکر بچے گی دل کی جان آنکھون سے اُس سفاک کی
ہین تاک مین دو راہزن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہین بیچ مین وہ جلوہ گر مین ہون اِدھر اور غیر اُدھر
ایک بت ہی اور دو برہمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

مژگان چشم اُس شوخ کے ابرو کی تلوارین لیے
دکھلا رہی ہین بانکپن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

جلتا ہی الفت سی جو دل پھکتا ہے فرقت سی جگر
آفت ہین وہ داغ کہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

افلاس و دولت دونون سی دنیا مین ہوتا ہی ضرر
اس سانپ کی ہین دو دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ظاہر گل و بلبل سے ہی نیرنگ گلزار جہان
یہ نوحہ گر وہ خندہ زن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہین آفتین دل پر کئی چین جبین پر بھی تری
طرہ ہی زلف پُر شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

خالی مصیبت سے نہین انسان کو ہستی و عدم
ہین منزلین دونون کٹھن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

جو رنگ ہو کیونکر نہ دل آنکھون بھوون کو دیکھکر
آفت ہین دونون تیغ زن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

آدھی سفید آدھی سیہ ہر اک یہ وحشت کی نگہ
آنکھین ہین دو ابلق ہرن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

بازو پہ گر اُس کی بندھ مین ہو جائین جوشن حسن سے
اِسکے چمک مین نور تن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

کیا کاتب اعمال سے پوچھون کہ تم لکھے ہو کیا
کاندھونپہ ہین دو بیدمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

دل سے جگر سے عشق مین کاٹے سے غم کٹتا نہین
اِک کوہ ہی دو کوہکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

کیا دن تھے دہلی لکھنؤ تھے میر و مرزا سے چمن
یہ دونون تھے یکتاے فن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہین زیر و بالا تیرے لب جان بخشیون مین منتخب
دو ہین مسیحاے زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

تلوار اُدھر پھیرے ہے منہ بسمل اِدھر پھیرے ہی رخ
روٹھے ہین یہ دولہا دلہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

چو رنگ ابروسے جگر دل بسمل تیغ نظر
گویا ہین دو گلگون کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

رخسار نازک مین تو ہون آج ایک مانون گانہ مین
دو بوسے لونگا جان مین ایک اِسطرف ایک اُسطرف

شیخین واہن عبا تھامے ہوئے ہین حشر مین
ہین بیچ مین شاہ زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

زلفین امیر اُس حور کی ہین چہرۂ پُر نور پر
اِک چاند ہے اور دو گہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

قہر ہے مژگانِ چشمِ جادوے دلبر کی صف
ایک جنبش مین اُلٹ دیتی ہے یہ لشکر کی صف

دیکھنے آیا جو وہ سفاک روزِ باز پرس
گر دنین جھک گئین پچھ گئی محشر کی صف

رندِ میخانے کی کیا بیباک ہین طرار ہین
دخل اگر پائین تو لیجائین خدا کے گھر کی صف

ناگہان چمکی جو مثلِ برق وہ تیغِ جمال
کیا تہ و بالا ہوئی مژگانِ چشمِ تر کی صف

ہے صدف کہنا بجا اُسکے دہانِ تنگ کو
سمجھے ہین جسکو صفِ دندان وہ ہی گوہر کی صف

ہون وہ دیوانہ جو مسجد مین گیا وقتِ نماز
ڈر گئے سب لوگ اندر ہو گئی باہر کی صف

کیا خرامِ ناز ہے نکلے جو وہ دامن کشان
زلزلہ آیا تہ و بالا ہوئی محشر کی صف

کیا زمانہ ہے ہوئے مقتول خاصانِ خدا
مسجدِ کوفہ مین بچھی ماتمِ حیدر کی صف

مسجدِ اقصٰی مین ختم الانبیا تھے پیش امام
پیچھے اُنکے مرسلانِ خالقِ اکبر کی صف

مومنون کو کیا رہے اندیشۂ یاجوجِ کفر
سدِّ اسکندر ہوئی اسلام کے لشکر کی صف

شعر ہین ہر صفحۂ دیوان پہ میرے یون امیر
جسطرح گلزار مین اشجار بار آور کی صف

ردیفِ قاف

کتنی ہو دور قطع ہے دم بھر مین راہِ شوق
صرصر کے پاؤن رکھتی ہے اپنی نگاہِ شوق

طوفانِ غم مین دل کی خدا ہی مدد کرے
مضطر ہے ناخداے جہازِ تباہِ شوق

شیدا ہون اُسکے چہرے کا عاشق ہون زلف کا
سب ہے مری نظر مین سپید و سیاہِ شوق

تم پاک ہو ڈرو نہ قیامت کے روز سے
اے چشم دل ہے جرم تمنا گناہِ شوق

ہے سیر باغِ حسن کا طالب ہمیشہ دل
آنکھ ہے اس مین سے مردم گیا وہ شوق

آمد ہے قصرِ دل مین یہ کس شاہِ حسن کی
پردے ہماری آنکھون کی ہین فرشِ راہِ شوق

چلتی ہے تیغ معرکۂ حسن مین تو کیا
رکھ اور بڑھ کے پاؤن ذرا لے نگاہِ شوق

بوڑھا بنا دیا ہے ترے رعبِ حسن نے
ہے دستِ رعشہ دار ہماری نگاہِ شوق

نکلے نہالِ حسن مین پتے ہرے ہرے
برسا یہ جھوم جھوم کے ابرِ سیاہِ شوق

پروا ہے کیا نقاب جو اُس رخ کی ہے سپر
توڑیگی تیر بنکے ہماری نگاہِ شوق

جتنا اُدھر کھنچا تری چوٹی کا فتح پیچ
بڑھتی گئی اِدھر بھی شکستِ کلاہِ شوق

مثلِ کمند لائی حسینون کو کھینچکر
نکلی امیر منہ سے ہمارے جو آہِ شوق

زندہ یارب ہون جو مُردہ ہین یہ آوارۂ عشق
پھونکدے صور کہین شورشِ نقارۂ عشق

دل بھی میرا مری مانند ہے آوارۂ عشق
آسمان عشق کا مین ہون تو یہ سیارۂ عشق

گردنِ چرخ جھکے بوجھ سے جب مثلِ ہلال
کیا اُٹھے پھر کسی مزدور سے پشتارۂ عشق

سرو آزاد یہ چھوٹے ہوے بندے ہین ہی
عاشقِ قد نے دیا تھا کبھی کفارۂ عشق

پھر کے ایمن مین گئے حضرتِ موسیٰ سرِ طور
کیون نہ منزل پہ وہ پہنچین جو ہون آوارۂ عشق

ہے یہ مطلب دلِ صدچاک کا پیشِ رخِ یار
اسی قرآن مین ملجاے یہ سیپارۂ عشق

برق کو مین علمِ شوق کا پرچم سمجھا
رعد پر مجکو ہوا شبہۂ نقارۂ عشق

قدِ آدم عوضِ آب اُچھلتا ہے لہو
حلقِ بسمل ہے جسے کہتے ہین فوارۂ عشق

نور تارون مین جواہر مین چمک پھولون مین رنگ
لاکھ آئینون مین ہے پرتوِ رخسارۂ عشق

کچھ بھی ہوتا جو زمانے مین محبت کا رواج
حسن کرتا نگہِ شوق سے نظارۂ عشق

ہمنے اخفا یہ کیا رازِ محبت کو امیر

مرتے مرتے نہ اٹھا پردۂ رخسارۂ عشق

غم سے بجا ہین بیتاب عاشق
آتش ہے فرقت سیماب عاشق

خرمن کا میرے اب کیا ٹھکانا
بجلی ہے شیدا سیلاب عاشق

قسمت کی گردش جاتی ہے کوئی
دریا ہے الفت گرداب عاشق

وہ گل ہے پیاسا میرے لہو کا
سرخاب پر ہے سرخاب عاشق

انسان کیسے چہرے پہ تیرے
ہے مہر قربان مہتاب عاشق

معشوق عاشق کیونکر جدا ہون
قاتل ہے ان پر خود ڈاب عاشق

دور آسے ایسا کوئی امیر اب
احباب پر ہون احباب عاشق

ردیف کاف تازی

وصل حاصل ہے مگر ہی غم ہجران ابتک
جمع سامان ہے پر دل ہے پریشان ابتک

تھک چکے پر ہے سر سیر بیابان ابتک
وہی کانٹے ہین وہی گوشۂ دامان ابتک

تیغ اس ترک نے گو کھول کے رکھدی ہو مگر
رعب باندھے ہوئے ہے شہر مین میدان ابتک

قید سے دشت مین آئے ہوئے مدت گزری
شوق مین میرے کھلا ہے در زندان ابتک

پیری آئی ہوئے سب موے سیہ سر پہ سپید
صبح ہوتی نہین لیکن شب ہجران ابتک

دل جگر سینہ و سر سب ہوے چھلنی لیکن
تیر پر تیر لگاتی ہے وہ مژگان ابتک

کتنے بدبخت تھے جو چھوڑ گئے رسم ستم
مر چکے پھر بھی لکھے جاتے ہین عصیان ابتک

عمر گزری ہے کہ ہون منتظر روز وصال
نہین آتا ہے وہ اے گردش دوران ابتک

کیا رفوگر کی ندامت کی ہے اسکو بھی خبر
ہنس رہا ہے جو مرا چاک گریبان ابتک

عمر گزری ہے الٰہی اجل آتی ہے نہ یار
کوئی مشکل مری ہوتی نہین آسان ابتک

شعرا اٹھ گئے دنیا سے مگر دیکھ امیر

اچھے شعرون کا زمانہ ہے ثنا خوان اب تک

عشق مین ہین لب خشک و مژہ تر تر و خشک
اپنے قبضے مین بھی ہے مثل سکندر تر و خشک

ساقیا ہمکو سے ناب ملے خواہ کباب
نوش کرتے ہین جو دیتا ہے مقدر تر و خشک

قطع رہ کرتا ہے دریا مین بھی صحرا کی طرح
سالک راہ خدا کو ہے برابر تر و خشک

خشکی زاہد و تر دامنی رند کا حال
پوچھ لو ہم سے کہ دیکھا ہے سراسر تر و خشک

اغنیا نعمت الوان پہ کرین ناز اکثیر
شام تک ہمکو بھی ہوتا ہے میسر تر و خشک

نہین ممکن رسائی لامکان تک
نشان کسطرح پہنچے بے نشان تک

تری سفاکیان پہنچین یہان تک
کہ ڈرتی ہے حیات جاودان تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سی زبان تک

پہنچ جاے اگر مجھ سخت جان تک
تو مانگے موت مرگ ناگہان تک

مین ہون وہ ناتوان جب آہ کھینچی
تو ٹھہری سوجکر دل سے زبان تک

کڑی ہے اس قدر منزل عدم کی
کہ مر مر کر پہنچتے ہین وہان تک

بہار آخر ہے اور مین بے پر و بال
قفس سے ڈاک بیٹھے آشیان تک

مین ہون اس انجمن مین شمع تصویر
کہ سوز دل نہین آتا زبان تک

ہزارون حسرتون کا ہوگیا خون
کہان تک پاس رسوائی کہان تک

مری واماندگی کہتی ہے مجھ سے
پہنچنا ہو چکا اب کاروان تک

غش آیا زاہد و مسجد مین بے مے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

ترے قربان لے بیتابی دل
مجھے پہنچا دے اُسکے آستان تک

مکان یار تک قاصد نہ پہنچا
گئے کیسے پیمبر لامکان تک

بہت ہی زور پر ہے وصل کا شوق
نزاکت آڑے آیگی کہان تک

مین وہ دل سوختہ ہون اس چمن مین — جلے بجلی جو آئے آشیان تک
نہین کچھ تیغِ قاتل ہی کشیدہ — خفا ہے مجھ سے مرگِ ناگہان تک
نہ پائی گردنالون نے اثر کی — زمین سے خاک چھائی آسمان تک
جو یون آنے نہ دے اسکی گلی مین — تو پہنچون خواب بنکر پاسبان تک
تڑپنے سے مرے تنگ آکے بولے — تسلی دے کوئی تجکو کہان تک

کہان ہم اے امیر اب اور کہان داغ
یہ جلے ہو چکے خلد آشیان تک

ڈہونڈا کیے ہمکو نہ ملا یار کا گھر تک — پہنچی نہ کسیطرح دعا بابِ اثر تک
کھلتا نہین کون آکے بیابان مین یہ رویا — اک تختہ ہے پانی کا ادھر سے جو ادھر تک
فریاد ہے عالم مین ترے دستِ ستم کی — سر کھولے ہوئے پھرتے ہین خورشید و قمر تک
بیکس تھا زمانے مین مرا کسکو ہے ماتم — اک شمع لحد شام سے روتی ہے سحر تک
گھر تک شبِ فرقت مین اُسے کھینچ لے لاین — پہنچے جو مرا ہاتھ گریبانِ سحر تک
پائی یہ کماندار ترے تیر مین لذت — سینے مین وہ بیٹھا نہ ہوئی ہمکو خبر تک
کیا باڑھ پر آبِ دمِ شمشیر ہے قاتل — تھا تیری کمر تک مگر اب ہے مرے سر تک
جو حد سے ہو باہر اُسے کیونکر کوئی دیکھے — روشن ہے کہ جاتی ہے نظر حدِ نظر تک

چھوٹا نہ امیر آن سے کوئی شہر کا کوچہ
آنے مین رہا عذر ہمیشہ مرے گھر تک

ردیفِ کافِ فارسی

باغ مین آکر وہ گلِ تازہ دکھلاتا ہے رنگ — گل یہ شرماتے ہین اک آتا ہے اک جاتا ہے رنگ
ہمتو اُڑ کر جا نہین سکتے قفس سے باغ تک — گل جو یاد آتے ہین تو چہرے کا اُڑ جاتا ہے رنگ
جانتا ہون ہے بڑا بہروپیا پیرِ فلک — صورتین تازہ نئے ہر روز دکھلاتا ہے رنگ

کیا خدا کی شان ہے پانی کرے کار ہوا
آتشِ رخسار کو غازے کا بھڑکاتا ہے رنگ

زاہدونکو چھپ کے دے آتی ہوے پیرِ مغان
اور ہی کچھ اب تمہارا اے سخی دِتا ہی رنگ

چہرۂ دل بنگیا زخمون کے پھولون سے چمن
کیا خراشِ ناخنِ غم ہمکو دکھلاتا ہے رنگ

فائدہ اتنا ہے باندھے ہین جو مضمون زلف کے
شعر جب پڑھتے ہین ہم یارونمین بندھجاتا ہی رنگ

کیون نہو چہرے پہ اُسکے خوشنما زلفِ سیاہ
ابر جب گلشن مین آتا ہے بدلجاتا ہے رنگ

کسپہ شبخون لائیگا کھلتا نہین کچھ اے امیر
آجکل کیون قرمزی وہ شوخ رنگواتا ہی رنگ

ردیفِ لام

دل ہے دشمن نہ بغل مین اسے پالے بلبل
کسی گلچین کو کرے جاکے حوالے بلبل

تو گرفتار ہے صیاد کا سمجھے تو مزاج
تھوڑی تھوڑی ابھی آواز نکالے بلبل

خوش بیانی سے ہے تری سارے چمن مین مشہور
کچھ تو صیاد کو باتون مین لگالے بلبل

پتیان گل کی پریشان نہ کرائے بادِ صبا
کہین منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل

سخت مشکل ہے کہ گلچین ہے قریبِ گلبن
دامنِ گل کہ کلیجے کو سنبھالے بلبل

لی تو ہے مول گلستان کہ ذرا جی بہلے
پر یہ ہے ڈر کہین جھگڑا نہ نکالے بلبل

تیز چلتی ہے ہوا فصلِ خزان آپہنچی
اپنے آغوش مین پھولون کو چھپالے بلبل

آخر اک روز خزان ہے کہ طلسمی ہے بہار
چار دن رنگ گلستان مین جمالے بلبل

دھیان صیاد کا گلچین کا خطر خوفِ خزان
ہو بلا ایک تو سر سے اُسے ٹالے بلبل

عاشق اک گل کا ہون جاتا ہون چمن مین مین بھی
اس توقع پہ کہ کچھ درد بٹالے بلبل

ہاتھ یون پھولون پہ ہر بار نہ ڈال اے گلچین
چوٹ کھا کھا کے لہو منہ سے نہ ڈالے بلبل

گل ترے آگے نگاہون سے گرے پڑتے ہین
یا علی کہہ کے سنبھالے تو سنبھالے بلبل

ناموافق ہے ہوا اس سے گلستان کی امیر

آشیانے سے کہو سر نہ نکالے بلبل

واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل
اُڑتے ہی پڑگئی صیاد کے پالے بلبل

باغبان رحم سے واقف نہین گلچین بیدرو
ایک ہم ہین ترے پہچاننے والے بلبل

یہی رونا ہے تو پھولونگا خدا حافظ ہے
آنسوون سے ترے سب پھر گئے تھالے بلبل

نہ جلا تجھ سے قفس مین نئے چمن پھونک دیا
دیکھ ہین گرم ترے یا مرے نالے بلبل

پھول گلشن مین نہ آئے تھے کہ صیاد آیا
دل کے ارمان کہو کیا خاک نکالے بلبل

ذبح صیاد کرے گا تجھے کل ہے یہ خبر
آج جو کچھ ہو سُنا نا وہ سُنا لے بلبل

ہنس رہا ہے ابھی صیاد نہین واقف ہو
چٹکیان لین گے جگر مین ترے نالے بلبل

باغبان کا جو شب و روز جلانا ہے یہی
آشیان برق کو کر دے گی حوالے بلبل

ہاتھ گلچین کے کیسے باغ مین کانٹون ذ فگار
خوب ہی پھوٹے ترے دل کے بھی چھالے بلبل

پھول پھولے ہوئے بیٹھے ہین چمن مین تجھ پر
پیچھے کرکے ذرا ان کو منا لے بلبل

تجھسے ہنستے ہین کبھی کرتے ہین گلچین سے مذاق
ان گلون کے ہین کچھ انداز نرالے بلبل

دم اُلٹ جائے نہ صیاد کا سُنتے سُنتے
درد انگیز نہ کر ایسے تو نالے بلبل

اکدن آئیگی خزان دونگی کیسی یہ امیر
چار دن باغ مین بے پر کی اُڑا لے بلبل

انہین در کار ہے اک چلبلا دل
یہ سُنا تھا کہ بجلی بن گیا دل

اُسے دیکھا تصدق کر دیا دل
کہ بار کیا مری آنکھین مرا دل

نثار بادشاہ حسن کی ہے
ادا مین چھینے لیتی ہے مرا دل

اُٹھا کر در سے اور اُسکو پٹکا
جہان راہ محبت مین گرا دل

تری صحبت مین جا کر بنگیا ہے
تری شوخی کا خاکا چلبلا دل

تڑپ جاتا ہون مین اُٹھتا ہے جب یہ
الٰہی درد ہے پہلو مین یا دل

تری اٹکھیلیون پر جون اُس کا
چلا اس چال سے تو پس گیا دل

یہ داغ عشق سے ہے عشق مجکو
سمجھتا ہون اُسے مین دوسرا دل

تمہارا ہو نہو اسکی خبر کیا
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

جگہ دے غیر کو بھی ساتھ تیرے
کب اس پہلو پر آتا ہے مرا دل

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین
وہان تو مانگتی ہے ہر ادا دل

وہ بولے واہ بوسہ دین تو دل لین
نئے دل دینے والے تم نیا دل

چٹک کر دل مرا جھنجھلا کے بولے
بڑا اوچھا ہے تو لیجا اُٹھا دل

تمھین افسردہ پایا بجھ گیا جی
تمھین دیکھا شگفتہ کھل گیا دل

تڑپنے سے ہی روز وصل کیا کام
یہ تمکو پیار کرتا ہے مرا دل

امیر اس ناز سے ظالم نے دیکھا
نگاہین بول اُٹھین وہ لے لیا دل

وہ مجنون ہون مرا سودا نہین تدبیر کے قابل
کرے تدبیر جو اسکی وہ ہے زنجیر کے قابل

جو مضمون تیر سوجھا ہے تو بندش بھی نئی پائی
الٰہی ڈاب بھی ملجاے اس شمشیر کے قابل

برنگ شمع اپنا سوز دل چہرے سے ظاہر ہے
نہ پائی اسلیے ہمنے زبان تقریر کے قابل

زبان سے کچھ نہ کہہ غافل سمجھ کر بے زبانونکو
ہوا ہے خواب مخمل بھی کہین تعبیر کے قابل

مشقت سے عبث شیشے مین پریان بند کرتا ہی
سن اے عامل پری شیشے کی ہے تسخیر کے قابل

چھوا زنجیر گیسو کو تو کیون دُرّے لگاتے ہو
کہان تقصیر دیوانے کی ہے تعزیر کے قابل

ہمارا دھیر جب دیکھا کہا اُس ناوک افگن نے
یہ تو وہ خاک کا ہے کیا نشان تیر کے قابل

عبادت کا اگر ہے شوق یہ بھی شرط ہے زاہد
جبین سجدے کے لایق ہو زبان تکبیر کے قابل

جو بوسہ زلف کا مانگا کہا اُس شوخ نے ہنسکر
جنون اب بڑھ چلا ہے آپ ہین زنجیر کے قابل

بڑی بندہ نوازی کی جو دی یہ آبرو قاتل
نہ تھا میرا گلا تیرے دم شمشیر کے قابل

پریرویون کا عاشق ہون مجھے کہتا ہی دیوانہ — خفا واعظ نہوین ہون کہ تو زنجیر کے قابل
کہین سر ہے کہین سینہ کہین بازو کہین زانو — ہماری لاش لے قاتل نہین تشہیر کے قابل
مصور بھی جو اُنکو دیکھتے ہین دل مین کہتے ہین — بنائین حق نے کیسی صورتین تصویر کے قابل
جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہے وہ اُس سے جا کے کہدینا — ہمارا حال لے قاصد نہین تحریر کے قابل
کلیم اللہ بھی آئین تو کچھ کہتے نہ بن آئے — دہن کس کا ہے اُسکے سامنے تقریر کے قابل

امیر اپنا دلِ پُر داغ سوے کربلا لیچل
یہ گلدستہ ہے نذرِ روضۂ شبیر کے قابل

کیون تڑپتا ہو نہ ہر دم نالہ ہاے زار دل — سو رہے ہین سیکڑون زیرِ زمین بیدار دل
دلربا تیری نظر مین ہے اگر بیکار دل — لا مجھی کو پھیر دے پھر میرے ہی سر مار دل
ہجر مین گھیرے ہوے رہتے ہین اندوہ و الم — حلقۂ پرکار مین ہے نقطۂ پرکار دل
خواہشِ دولت اگر ہے ہو درِ دل پر مکین — فی الحقیقتہ ہے بڑی ڈیوڑھی بڑی سرکار دل
ہوگیا جب سامنا اُس زلفِ آفت خیز کا — پھر کے آنکھون سے کہا ہشیار دل ہشیار دل
چار ابرو پر ترے لے بت کرون قربان ابھی — ایک کے بدلے جو دے اللہ مجھکو چار دل
اے خیالاتِ جہان کیسی خرابی لاے تم — کنجِ خلوت پہلے تھا اب ہوگیا بازار دل
حسرتین تھین جسقدر وہ ساری مُردہ ہوگئین — بیٹھے کس کس کے لیے بن بنکے ماتمدار دل
منزلِ دنیا نہین ہے یہ مقامِ امتحان — جیت لے میدان مشقت سے نہ ہمت ہار دل
جان مدت سے ہی ہونٹون پر مگر مرتا نہین — کس مسیحا کا ہوا ہے یا خدا بیمار دل

آنیوالی گر نہین ہے آفتِ تازہ امیر
کیون اُلجھتا ہے مرے سینے مین پھر ہر بار دل

گل سنتے ہین کب صداے بلبل — اپنی سی ہزار گا سے بلبل
رنگ اپنا اگر جماے بلبل — ہو خندۂ گل صداے بلبل

گلچین رہ صحن باغ پھولا | مقبول ہوئی دعاے بلبل
توڑا گلچین نے جب کوئی پھول | آئی آواز ہاے بلبل
گلزار مین آگ سی لگی ہے | کیا گرم ہین نالہاے بلبل
ہے حسن سے قدر عشق بالا | گل سے ہے بلند جاے بلبل
آیا ہے ہنسانے کو جو وہ گل | سے ہے بلبلون مین صداے بلبل
آخر کو تڑپ تڑپ کے دی جان | دیکھی او سے گل وفاے بلبل

پھولون سے بھرا ہوا ہے گلشن
خالی ہے امیر جاے بلبل

باتین حکمت کی کہین سب کو لگی پھول سی پھول | آج کچھ ہمنے سوا پائی تھی جو معمول سی پھول
کی ہے جب غور سے ہمنے چمن علم کی سیر | خار معقول سے ہاتھ آئے ہین منقول کی پھول
داغ سینے مین نہین ہین یہ ملے ہین ہمکو | چمن الفت پیغمبر مقبول سے پھول
کون آیا یہ چمن مین کہ خجالت سے ہیے | پڑگئے زردی مین رخ عاشق معزول سی پھول
باغ امراض کا گھر بن گیا جاتے ہی بہار | سرد مرطوب سے بدتر ہوے مسلول کی پھول
کہین کوتاہ بھی ہو جا صفت عمر بہار | تنگ اے قصۂ بلبل ہین تری طول کی پھول
آگ ہے گرد کدورت دل بلبل کی نہین | کہو دامن کو بچائے رہین اس دھول سی پھول
واہ کیا بات صبا دیدۂ آخر ہین کی | روئی شبنم جو گلستان مین ہنسی پھول سی پھول
مہربان کچھ تو ہوا رزق کی ہٹ کام آئی | آج ساقی نے سوا دی مجھے معمول سی پھول
اپنے سر بار گنہ اُس کا لیا قاتل نے | کیون جنازہ نہو بے جرمی مقتول سی پھول
کیا ترے عاشق رخسار کو بھڑکائین گے | ہین سوا آنکھون مین یان شعلۂ غول سی پھول
شرم کی جا ہے بشر کچھ جو بشر سے مانگے | کسی گلشن مین نہین طالب پھول سی پھول
وہ خوش اقبال اگر ہاتھ مین لیکر داغے | سونے چاندی کی نکلنے لگین متھ پھول سی پھول

واہ رے فیض کہ بالے مین جو ڈالے اُسنے
قیمتی ہوگئے سونے کے کرن پھول سے پھول

گردِ عصیان سے بری دامنِ بلبل ہے امیر
رستیان ایسی تو ناحق نہ بٹین دھول سے پھول

جاتا تو اُسکے کوچے مین ہے بار بار دل
کھائے نہ چوٹ یاس کی امیدوار دل

دکھلا رہا ہے سیر مرا داغدار دل
پایا خزان سے مین نے یہ باغ و بہار دل

اُس گلبدن کے عشق مین ہے داغدار دل
کیا شوخ رنگ پھولون کا پہنے ہے ہار دل

ترچھی نظر نشانے پہ پڑتی نہین کبھی
اے ترک اس ادا سے نہو گا شکار دل

گرمِ خرام ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو
کس کا پڑا ہوا ہے سرِ رہگزار دل

بزمِ وصال ہے کہ کوئی صیدگاہ ہے
میرا شکار تم ہو تمہارا شکار دل

جسدم نکل چلا مرے پہلو کو توڑ کر
رد یا لپٹ کے تیر سے بے اختیار دل

ٹھنڈی ہین اسکے آگے حسینون کی گرمیان
پتلا ہے شوخیون کا مرا بیقرار دل

کام آئیگا ضرور کسی دن حضور کے
پہلو مین اپنے رکھتے ہین ہم ہونہار دل

بجلی جو کوہِ طور پہ چمکی تھی ایک دن
عاشق کے سینے مین ہے اُسیکا شرار دل

گھر سے نکل کے دیکھ تو لین اک نظر حضور
لائے ہین پیشکش کے لیے جان نثار دل

موسیٰ کو برقِ طور کا جلوہ دکھا دیا
پہنچا تڑپ کے دُور مرا بیقرار دل

دیکھی وہ چشمِ مست تو آنکھیں سی کھل گئین
جب ہوش اُڑ گئے تو ہوا ہوشیار دل

ایفاے عہدِ وصل نہ ایفاے عہدِ قتل
کس بات کا تمہاری کرے اعتبار دل

عشاق کی کمی نہین معشوق چاہیے
ہو دل کا قدردان تو ستر ہزار دل

تسکین دے تصورِ جانان کسے کسے
بیتاب ادھر ہے جان اُدھر بیقرار دل

آیا خیال کشتۂ سیماب دیکھ کر
یہ خاک ہوگیا ہے کوئی بیقرار دل

آتے ہین فاتحے کے لیے روز درد و غم
ہے آرزوے مُردہ کا گویا مزار دل

خاک آرزوے وصل کرون اپنا کامی امیر
یہ بھی خبر نہین کسے کرتا ہے پیار دل

گنتا ہے ترے ہجر کی ایک ایک گھڑی دل
ہے عاشق بیتاب کے سینے مین گھڑی دل

کہتے ہین اسے صبر کہ الفت مین بتون کی
نازک ہے بہت اُسپہ اُٹھاتا ہے کڑی دل

چھپکے گی تہ تیغ نگہ کیا پلک اُس کی
ہمت تری آنکھون سے بھی رکھتا ہے بڑی دل

اُڑواتی ہے ہچشم کو ہچشم کی رقت
پانی ہو نہ کیون دیکھکے ساون کی جھڑی دل

ہو ہاتھہ تک اُس غیرت گلشن کے رسائی
داغون سے بنا اسلیے پھولون کی چھڑی دل

کیا وجہ کہ سودا سا امیر آج ہے اسکو
آیا ہے کہین دیکھ کے مستی کی دھڑی دل

ردیف میم

کرین پھولون کی کیون کر آرزو ہم
نہین پاتے کسی مین تیری بُو ہم

کہان شبنم نمایان ہو جو خورشید
ٹھہر سکتے ہین اُسکے رو برو ہم

ہجوم آرزو نے مار ڈالا
کہان پائین دلِ بے آرزو ہم

ملا جب وہ کھُلا تب یہ معما
کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

کسی سے کوئی کچھ کرتا ہو باتین
سُنا کرتے ہین تیری گفتگو ہم

بتون کی بندگی ہے فرض زاہد
یہ کہدینگے خدا کے رو برو ہم

مرے منہ پر یہ کہتے ہین مرے اشک
مٹا دین گے تمہاری آبرو ہم

رہ میکش ہین کہ مر کر میکدے سے
چلین گے دوش پر مثل سبو ہم

امیر اُس بے نشان کو دل مین پایا
جسے ڈھونڈا کیے تھے چار سُو ہم

یہ روے وصل مین منہ رکھکے رُوے یار پہ ہم
کہ لیگئے سبقت ابر نوبہار پہ ہم

چمن مین دھوم ہے اب اپنی نغمہ سنجی کی
کہ دو ہی نالون مین غالب رہے ہزار پہ ہم

جو انکی زلف مین افشان تو اپنے سینے مین داغ
اُدھر بہار پہ وہ ہین ادھر بہار پہ ہم

جنون مین پاس یہ پامالیِ ضعیف کا ہے
کہ پھونک پھونک کے رکھتے ہین پاؤن خار پہ ہم

وہ راست گو ہین کہ مطلق نہین ہے جان کا خوف
کہین گے کلمۂ حق منہ سے چڑھکے دار پہ ہم

نہین جہان مین محسن کُشی سے بد کوئی کام
لگائین سنگ نہ اشجار سایہ دار پہ ہم

یہ آرزو ہے کہ اُنکے شہید کہلائین
وہ زندہ دل ہین کہ مرتے ہین اعتبار پہ ہم

یہ کس کے گھنگرون کی کان مین صدا آئی
کہ وجد کرنے لگے شورِ آبشار پہ ہم

ہوئی ہے رات جو تکیے ہین فرش کیا درکار
امیر لیٹ رہین گے کسی مزار پہ ہم

ہون سارے شہر مین ہین اگر حاجب کریم
حاجت نہین فقیر کو کچھ ہے خدا کریم

لیتے ہین ایک جس سے دلا دیتے ہین یہ دس
بیشک ہین اغنیا سے زیادہ گدا کریم

بے مانگے دے رہی ہو زمانے کو گالیان
تمسا کہان جہان مین کوئی دوسرا کریم

دُرریز سائلون پہ دو رویہ ہین مٹھیان
چھترا مری طرف بھی کوئی زر کا یا کریم

نیرنگیان ہین کیا چمنِ روزگار کی
خوشبو تو گل نے دی ہی بنی ہو صبا کریم

اے پیر میفروش کوئی جام خم کی خیر
حاتم ہے تو کہان کوئی تجھ سے سوا کریم

ہے شوق شرط ذکرِ خدا ہو کسیطرح
یکسان ہے یا کریل کہے کوئی یا کریم

دو بوسے خواب ہی مین کسی روز ہمکو دو
تب جانین ہم کہ تم بھی ہو نام خدا کریم

بحرِ جہان مین دیکھ دُر افشانیان امیر
دستِ گدا صدف ہے تو ابرِ عطا کریم

مٹ نہ سکا تقدیر کا لکھا روز ہے پامال خطر ہم
فرصر غم سے دفترِ دل کی ساری ورق ہین ہیم دربہم

شاد ہوا ایسا دل جو کسی دن زاغ سی پائین اسکی خبر ہم
چیر کے پہلو سامنے رکھدین نذر کو اسکی اپنا جگر ہم

ساری جوانی رنج مین گزری ہوگئی راحت آئی جو پیری
شام کو آئے جانبِ زندان باغ مین پہنچے وقتِ سحر ہم

ہجر مین ہین ہم موت کے خواہان زیست سے ہی بیزار دل اپنا
درد کو ہے کیا کام دوا سے داغ کو ہی کب خواہشِ مرہم

چرخ مخالف بخت ہی واژون کوئی نہین امید کی صورت
ہاتھ اُٹھائین خاک دعا کو بند جو پائین بابِ اثر ہم

باغِ جہان مین سیر کو آئے ساتھ ہی لیکن قسمت بد بھی
ہاتھ ہی کوتہ شاخ ہی اونچی پائین گے کیونکر کوئی ثمر ہم

گھر سے نکالا رنج مین ڈالا ظلم کیا غواص فلک نے
چین سے کیسی بحرِ جہان مین گوشہ نشین ہین مثلِ گہر ہم

دہر مین تھی وہ طائرِ قیدی کچھ بھی نہ گزرا وقفۂ ہستی
کھولتے ہی پروانہ کی شہپر نیست ہوئی مانند شرر ہم

دل کی صفا نے اور بگاڑا کام نہ اپنا کوئی سنوارا
آئنہ سان ہین بزمِ جہان مین ہر کہ و مہ کی دستِ نگر ہم

وقتِ سحر ہے شورِ سفر ہے چست مسافر قافلہ راہی
واہ ری غفلت فکر نہین کچھ بیٹھے ہین اب تک کھولے کمر ہم

غیر ہے حالت ضعف ہے طاری ہے وہی گردش اب بھی جاری
زار ہین مثلِ سوزنِ ساعت پھرتے ہین لیکن آٹھ پہر ہم

شوقِ شہادت لیے ہے غالب ڈھونڈ رہی ہین کوچۂ قاتل
دور سے دیکھین اُسکو جو آتے دوڑ کے رکھدین پاؤن پہ سر ہم

حال نہ پوچھو عشق کمر مین گھل گئے بالکل ہو گئے لاغر
سب کی نظر سے اب تو ہین غائب بنگئے گویا تارِ نظر ہم

شکر کی جا ہے شکر کی جا ہے یار امیر آیا سرِ بالین
کعبے کی جانب کوئی بتا دے سجدہ کرین اس وقت کدھر ہم

ردیفِ نون

ہم لوٹتے ہین وہ سو رہے ہین
کیا ناز و نیاز ہو رہے ہین

کیا رنگ جہان مین ہو رہے ہین
دو ہنستے ہین چار رو رہے ہین

دنیا سے الگ جو ہو رہے ہین
تکیون مین مزے سے سو رہے ہین

پہنچی ہے ہماری اب یہ حالت
جو ہنستے تھے وہ بھی رو رہے ہین

تنہا تہِ خاک بھی نہین ہم
حسرت کے ساتھ سو رہے ہین

سوتے ہین لحد مین سونے والے
جو جاگتے ہین وہ رو رہے ہین

اربابِ کمال چل بسے سب
سو مین کہین ایک دو رہے ہین

پلکون کی جھپک دکھا کے یہ بُت
دل مین نشتر چبھو رہے ہین

مجھ داغ نصیب کی لحد پر
لالے کا وہ بیج بو رہے ہین

پیری مین بھی ہم ہزار افسوس
بچپن کی نیند سو رہے ہین

دامن سے ہم اپنے داغِ ہستی
آب خنجر سے دھو رہے ہین

مین جاگ رہا ہون اے شبِ غم
پر میرے نصیب سو رہے ہین

روئین گے ہمین رلانے والے
ڈوبینگے وہ جو ڈبو رہے ہین

اے حشر مدینے مین نہ کر شور
چپ چپ سرکار سو رہے ہین

آئینے پہ بھی کڑی نگاہ ہین
کیپر یہ عتاب ہو رہے ہین

بھاری ہے جو موتیون کا مالا
آٹھ آٹھ آنسو وہ رو رہے ہین

دل چھین کے ہو گئے ہین غافل
فتنے وہ جگا کے سو رہے ہین

ہے غیر کے گھر جو اُن کی دعوت
ہم جان سے ہاتھ دھو رہے ہین

صد شکر خیال ہے اُسی کا
ہم جس سے لپٹ کے سو رہے ہین

ہو جائین نہ خشک داغ کے پھول
آنسو انکو بھگو رہے ہین

پوچھے کوئی دیدہاے تر سے
کیون نامِ وفا ڈبو رہے ہین

آئیگی نہ پھر کبھی عمرِ رفتہ
ہم مفت مین جان کھو رہے ہین

کیا گریۂ بے اثر سے حاصل
اس رونے پہ ہم تو رو رہے ہین

فریاد کہ ناخدا سے کشتی
کشتی کو مری ڈبو رہے ہین

کیون کرتے ہین غمگسار تکلیف
آنسو مرے منہ کو دھو رہے ہین

محفل برخاست ہے پتنگے
رخصت شمعون سے ہو رہے ہین

ہے کوچ کا وقت آسمان پر
تارے کہین نام کو رہے ہین

اُنکی بھی نمود ہے کوئی دم
وہ بھی نہ رہین گے جو رہے ہین

دنیا کا یہ رنگ اور ہمکو / کچھ ہوش نہین ہے سوتے ہین
ٹھہرو دمِ نزع دو گھڑی اور / دو چار نفس ہی تو رہے ہین
پھول اُن کو پنہا پنہا کے اغیار / کانٹے مرے حق مین بو رہے ہین
زانو پہ امیر سر کو رکھے
پہرون گزرتے کہ رو رہے ہین

اُسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی نہ سکون / ڈھونڈنے اُسکو چلا ہون جسے پا بھی نہ سکون
کون مانع ہے کہ در پر ترے آ بھی نہ سکون / کیا قدم نقشِ قدم ہین کہ اُٹھا بھی نہ سکون
آنے دے غیر کو آتا ہے اگر خلوت مین / کچھ تری شرم نہین ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکون
اُنکے غصے کے مٹانے کی ہین سو تدبیرین / لاگ کی آگ نہین ہے کہ بجھا بھی نہ سکون
چٹکیان لینے سے دل مین وہ کرین تو انکار / داغ کچھ درد نہین ہین کہ دکھا بھی نہ سکون
دل مرا دزدِ حنا مجھ سے چھپا کر بولا / کیا یہ جوبن ہے کسی کا کہ چرا بھی نہ سکون
مین اگر گھر سے نکلتا ہون تو گھر کیون ہو اداس / کیا دمِ بازپسین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون
وصل مین چھیڑ نہ اتنا اُسے اے شوقِ وصال / کہ وہ روٹھے تو کسی طرح منا بھی نہ سکون
ڈالکر خاک مرے خون پہ قاتل نے کہا / کچھ یہ مہندی نہین میری کہ چھپا بھی نہ سکون
ناز کرنے سے تجھے منع نہین کرتا مین / پر نہ اتنے کہ اُٹھاؤن تو اُٹھا بھی نہ سکون
ضبط کمبخت نے اور آکے گلا گھونٹا ہے / کہ اُسے حال سناؤن تو سنا بھی نہ سکون
کوئی پوچھے تو محبت سے یہ کیا ہے انصاف / وہ مجھے دل سے بھلا دے مین بھلا بھی نہ سکون
مین کسی سے نہ کہونگا وہ کرین وعدۂ وصل / رازِ الفت یہ نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون
ہائے کیا سحر ہے یہ حسن کہ مانگین جو حسین / دل بچا بھی نہ سکون جان چھڑا بھی نہ سکون
شکوے تو شوق سے کر وصل مین لیکن اے دل / بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکون
نقشِ ہستی مین ابھی محو کیے دیتا ہون / خطِ تقدیر نہین ہے کہ مٹا بھی نہ سکون

ایک نالے مین جہان کو تہ و بالا کر دون
کچھ ترا دل یہ نہین ہے کہ ہلا بھی نہ سکون

رعب کو ساتھ لگا لائے ہین اپنے شبِ وصل
کہ جو اُٹھین تو خوشامد سے بٹھا بھی نہ سکون

منہ پہ قاضی کے مین کہدون گا کہ ہون حسن پرست
عشق کچھ کفر نہین ہے کہ جتا بھی نہ سکون

انکے پہلو مین جو لپٹا کے سلا دون دل کو
نیند ایسی اسے آئے کہ جگا بھی نہ سکون

اے امیر اپنی غزل سے کوئی آیت یہ نہین
کہ گھٹا بھی نہ سکون اور بڑھا بھی نہ سکون

ہاے وہ دن کہ گزر جاتی تھی شب باتون مین
اَب نہ باتون مین مزہ ہے نہ ملاقاتون مین

لطف کیا آے تکلف کی ملاقاتون مین
کچھ رکھائی کے سوا بات نہین باتون مین

آگیا غیر کی صحبت کا اثر باتون مین
اور کچھ ہو گئے تم بیٹھ کے بد ذاتون مین

گھر کیا جب سے کہنچاوٹ نے ملاقاتون مین
بیٹھکا تیری رکاوٹ کا ہوا باتون مین

جب کہا نالہ و زاری مری دیکھو بولے
بجلیان ہمنے بہت دیکھی ہین برساتون مین

چار ہی دن مین وہ بت دیکھیے کیا چل نکلا
کیسی قینچی سی زبان چلنے لگی باتون مین

مسجدون مین ہین یہ ہو حق کے کہان ہنگامے
رنگِ توحید اچھلتا ہے خراباتون مین

ناز ادا آن حیا غمزہ کرشمہ شوخی
لیگیا دل کو اُڑا کر کوئی ان ساتون مین

دل دیا مین نے تو بولے کوئی بم پھوٹی ہے
دل ہی دل روز چلے آتے ہین سوغاتون مین

عمرِ رفتہ کو عبث شیخِ حرم روتا ہے
ڈھونڈلے آکے جوانی کو خراباتون مین

یہ سمجھ کر کبھی ناصح کی بھی سن لیتا ہون
اک نہ اک بات نکل آتی ہے سو باتون مین

التجا ٹوٹے ہوے دل کی وہان ہے مقبول
درد کی ساری ہے تاثیر مناجاتون مین

انجمن ہو کہ چمن سب ہین اسی کے سرمست
ایک ساقی ہے ہزارون ہی خراباتون مین

کچھ اشارے جو کیے مین نے تو جھنجھلا کے کہا
تم را کرتے ہو دن رات انہین گھاتون مین

مہربان وصل مین قصے یہ نکالے کیسے
آج کی رات بھی کیا ٹالیے گا باتون مین

چار ادھر لوٹتے ہین چار اُدھر لے ساقی
سے کھینچی یا کوئی شمشیر خرابا توں مین

واعظ اب چھیڑ کے رندون سے سنا کرتے ہین
کچھ مزا ملنے لگا ہے انہین صلواتون مین

وصل مین زلفِ سیہ نے جو کیا ہے اندھیر
یہ اندھیرا تو نہ تھا ہجر کی بھی راتون مین

بوسہ مانگا تو کہا پھیر کے منہ ظالم نے
کہ زبان کٹتی ہے انسان کی انہین باتون مین

دل اُڑا لیتے ہین وہ کھول کے زلفونکی لٹین
دیکھو دن پھرتے ہین چورونکے انہین راتون مین

بت نہ بولین جو نہین بولتے ہین ہم سے امیر
اپنے اللہ سے باتین ہین مناجاتون مین

یہ تو ہین کیونکر کہون تیرے خریدارون مین ہون
تو سراپا ناز ہے مین ناز بردارون مین ہون

وصل کیسا تیرے نادیدہ خریدارون مین ہون
واہ ری قسمت کہ اسپر بھی گنہگارون مین ہون

حشر مین اتنا کہونگا اُس سے مین محرومِ وصل
پاکدامن تو ہے مین کیونکر گنہگارون مین ہون

ناتوانی سے ہے طاقت ناز اُٹھانے کی کہان
کہہ سکون کیونکر کہ تیرے نازبردارون مین ہون

جان پر صدمہ جگر مین درد دل کا حال زار
گھر کا گھر بیمار کس کسکے پرستارون مین ہون

ہائے ری غفلت نہین ہو آج تک اتنی خبر
کون ہے مطلوب مین کسکے طلبگارون مین ہون

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر
چیخ اُٹھا ہر بیگنہ مین بھی گنہگارون مین ہون

وہ مجھے روتا ہے مین روتا ہون اُسکی جان کو
دل مرے ماتم مین مین دلکی عزاداروں مین ہون

صبح سے مطلب گل سے کام کیا جانون انہین
مین تمہارے سبنہ چاکون مین دل افگارون مین ہون

دل جگر دونون کی لاشین ہجر مین ہین سامنے
مین کبھی اسکے کبھی اُسکی عزادارون مین ہون

مین کسی قالب مین ہون خالی اُداسی سے نہین
رنگ ہون یا بو ہون مرجھائی ہوی ہارون مین ہون

چھیڑ دیکھو میری میت پر جو آئے یہ کہا
تم وفادارون مین ہو یا مین وفادارون مین ہون

زاہدو کافی ہے اتنی بات بخشش کے لیئے
اُسکو شوق مغفرت ہے مین گنہگارون مین ہون

کسطرح فریاد کرتے ہین بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس مین نوگرفتارون مین ہون

حالِ زار اپنا دکھا کر دل نے اُس سے یون کہا
کیون اسی منہ پر یہ کہتے تھے مین دلدارو نمین ہون

بیگناہ ہون مین چلا زاہد جو اُسکو ڈھونڈنے
مغفرت بولی اِدھر آ مین گنہگارون مین ہون

خال کہتا ہے دکھا کر یار کا حُسنِ ملیح
مین بھی اس سرکار کے ادنیٰ نمکخوارو نمین ہون

اونچے اونچے مجرمون کی ہوگی پُرسش حشر مین
کون پوچھے گا مجھے مین کن گنہگارو نمین ہون

وقتِ آرایش پہنکر طوق بولا وہ حسین
اب وہ آزادی کہان مین بھی گرفتارو نمین ہون

چارہ سازی کس سے چاہین آپ مریضِ دردوغم
کہتے ہین عیسیٰ کہ مین بھی اُنکے بیمارون مین ہون

بیگناہی کا تو دعویٰ اُنکے آگے کیا مجال
ڈرتے ڈرتے مُنہ سے نکلا مین گنہگارو نمین ہون

پوچھتا ہون وجہِ آزادی تو کہتا ہے یہ سرو
مین کسی کے قدِ موزون کے گرفتارون مین ہون

آچکا تھا رحم اُسکو سُن کے میری بیکسی
دردِ ظالم بول اُٹھا مین اُسکے غمخوارو نمین ہون

سوزِ فرقت دردِ دل زخمِ جگر ناسورِ چشم
کچھ نہ پوچھو مبتلا مین کتنے آزارون مین ہون

شرم و شوخی دو لون گاہک ہین الٰہی کیا کرون
ایک جنسِ بے حقیقت دو خریدارون مین ہون

پھول مین پھولون مین ہون کانٹا ہون کانٹون مین امیر
یار مین یارون مین ہون عیّار عیّارون مین ہون

ضبط کرنا دلِ حزین نہ کہین
چوٹ لگ جائیگی کہین نہ کہین

جب تڑپتا ہے دل مین ڈرتا ہون
چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے
آج بجلی گر رہی کہین نہ کہین

حورین لیٹی ہین نزع مین مجھ سے
دیکھ پائے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی
دیکھ سُن لے دلِ حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھ
ہائے کچھ وقتِ واپسین نہ کہین

دل سی شے لے کے اب تو نکلے ہین
پوچھ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اسقدر دلِ بیتاب
سہم جائے وہ نازنین نہ کہین

میرے عیسیٰ کے دلمین چُبھ جائے
نگہِ وقتِ واپسین نہ کہین

چین مُردون کو قبر مین بھی نہین
آسمان ہو تہِ زمین نہ کہین

آگ ہو جائے گا وہ شوخ امیر
کھینچنا آہِ آتشین نہ کہین

اس شان سے ہم آئے تری جلوہ گاہ مین
مشعل دکھائی برقِ تجلی نے راہ مین

اندھیر کر رہی ہے یہ چشمِ سیاہ مین
شوخی کو قید کیجیے نیچی نگاہ مین

کیا دخل جا سکے کوئی اُس جلوہ گاہ مین
غمزہ چھُری لیے ہوے بیٹھا ہی راہ مین

خنجر کچھ اس ادا سے کھنچا قتلگاہ مین
لپٹا لیا گلے سے ترے اشتباہ مین

توبہ بھی کچھ بھروسے کے قابل ہے زاہدو
پہنچی ہے ہم سے توٹ کے اب خانقاہ مین

وہ دشمنی سے دیکھتے ہین دیکھتے تو ہین
مین شاد ہون کہ ہون تو کسی کی نگاہ مین

گھر سے مرے بلا ے شبِ غم گئی کہان
بیٹھی ہے چھپ کے پردۂ روزِ سیاہ مین

ہم مست مَے بھی پیتے ہین تو کانپتے ہوے
توبہ پڑی ہوئی ہے ہمارے گناہ مین

قالب مین دل ہے دل مین ہے وہ قدردانِ دل
یوسف گرا ہے لیکے زلیخا کو چاہ مین

اُفتادگی مین بھی ہے مجھے معراج ہے نصیب
ٹھوکر بھی کھائی ہے تو محبت کی راہ مین

پھونکا اِدھر عدو کو اُدھر آسمان کو
دو ظالمون کی لی ہے خبر ایک آہ مین

وہ دیکھتے ہین خونِ تمنا جما کے آنکھ
مہندی لگائی جاتی ہے پاے نگاہ مین

اہلِ نظر کو وسعتِ امکان بہت ہے تنگ
گردون نہین گرہ ہے یہ تارِ نگاہ مین

جب مین پکارتا ہون تو کہتا ہے آفتاب
کمبخت گم ہون مین ترے روزِ سیاہ مین

ڈرتا ہون جذبِ شیخ کا سُن سُن کے غلغلہ
کھنچ جاے دخترِ رز نہ کہین خانقاہ مین

آنکھ اپنی فتنہ ہاے قیامت پہ کیا پڑی
جسکے یہ فتنے ہین وہ ہے اپنی نگاہ مین

دل مین صمد صمد ہو زبان پر صنم صنم ٭
حُسنِ عمل کی بھی ہو جھلک کچھ گناہ مین

بیتا بیان جو مانگین تو دینا نہ تو ہمین
اے صبر اب ہم آئے ہین تیری پناہ مین

اُٹھتا نہین ہے اب تو قدم مجھ غریب کا
منزل سے کہدو دوڑ کے لے مجکو راہ مین

قدرت خدا کی ہے کہ ملین خاک مین تو ہم
اور سرمہ گھر کرے تری چشم سیاہ مین

شاعر کو مست کرتی ہے تعریف شعر امیر
سو بو تلون کا نشہ ہے اس واہ واہ مین

اللہ ری لاغری کہ تری جلوہ گاہ مین
پس پس گیا ہون دب کے مین گرد نگاہ مین

ہے اس غضب کی آگ دل داد خواہ مین
اُڑ کر کے بھاگے آسے جو تاثیر آہ مین

دل ہے تباہ قافلۂ اشک و آہ مین
گھیرا ہے آندھی پانی نے بیکس کو راہ مین

آفت کی شوخیان ہین تمہاری نگاہ مین
محشر کے فتنے کھیلتے ہین جلوہ گاہ مین

بھاگا خیال یار یہ کہکر شب فراق
دشمن مرے شریک ہون حال تباہ مین

محشر خرام تم جو نہین ہو تو کون ہے
فتنون کے پہرے کسنے بٹھائے ہین راہ مین

تیرے جلال مین بھی مزہ ہے جمال کا
چشم کرم چھپی ہے غضب کی نگاہ مین

یہ عکس کسکے چاند سے چہرے کا پڑ گیا
پانی کو ناز ہے کہ مین یوسف ہون چاہ مین

افتادگی مین بال برابر نہین ہے فرق
ہے ایک رنگ سایۂ درویش و شاہ مین

تیری نکیلی پلکون سے اللہ کی پناہ
کیا دل مین پیر جاتی ہین چبھ کر نگاہ مین

غالب کو بھی قیام نہین روح کی طرح
منزل چلی ہے ساتھ مسافر کے راہ مین

مانند شمع تاج ہی سے ہے بقاے شاہ
ہے اس کلاہ پوش کی جان اس کلاہ مین

ہم مین سیاہ کار تو رحمت ہے پردہ پوش
مے پیتے ہین تو سایۂ ابر سیاہ مین

صحبت سے پاک طبع کو آسودگی کہان
آئے تری نہ دیدۂ تر سے نگاہ مین

غمزے کا بانکپن صف مژگان مین دیکھیے
کس نوک کا جوان ہے یہ اس سپاہ مین

اللہ رے رشک جمع نہین ہوتے دو حسین
روز ازل سے پھوٹ ہے خورشید و ماہ مین

آنسو ہمارے دیکھ کے خوش ہو رہے ہین وہ
پازیب موتیون کی ہے پاے نگاہ مین

لے تیغِ ناز ہاتھ جو تو نے اُٹھا لیا
لیتا نہین کوئی مجھے اپنی پناہ مین

چشمِ سیہ کے عشق مین یادِ مژہ جو کی
ماتم کی صف بچھی مرے روزِ سیاہ مین

قاصد کو اُس نے قتل کیا نامہ دیکھکر
مارا پڑا غریب ہمارے گناہ مین

آئینہ جب سے دیکھ لیا لوٹ ہی رہا
یوسف مرا اُبھر نہ سکا گر کے چاہ مین

سودا و میر دونون تھے کامل مگر امیر
ہے فرق واہ واہ مین اور آہ آہ مین

وہ بیکس ہون نہین ہے کوئی میری غمگسارون مین
فقط اک دل ہے تو وہ بھی تمہاری جان نثارون مین

توسے کی بوند بدلی ہی نہین ان اشکبارون مین
شرار مردہ ہے بجلی بھی تیرے بیقرارون مین

کہو زاہد پیئے مے رنگ تو برسات کا دیکھے
تماشا اُودی اُودی بدلیان ہین سبزہ زارون مین

حقیقت عاشقون کی مرگ کی ہم سے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزارون مین

نگاہِ یار کیا بدلی جہان بدلا ہوا بدلی
وہ دشمن جان کی ہین تھی جو آگے جان نثارون مین

اُڑا پارا جلا اسپند دب کر رہگئی بجلی
نہین ثابت قدم ٹھہرے تمہارے بیقرارون مین

شبِ وصلت تمہاری شرم سے کس کس کو شرم آئی
لحافون کے سمٹے جسقدر تھے پھول ہارون مین

فرشتون سے کہو اتنی قیامت مین خبر رکھین
کہین چھپ چھپ کے زاہد مل نجائین بادہ خوارون مین

جُدا ہے دخترِ رز کا نام ہر صحبت مین ای ساقی
پری ہے میکشون مین حور ہے پرہیزگارون مین

بہت تھے جلوہ گاہِ یار مین دیدار کے طالب
کلیم اللہ آگے بڑھ گئے امیدوارون مین

ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
بٹا یہ خونِ ناحق چلّو چلّو گلعذارون مین

خدا جانے کہان دل جان کس جلسے مین ہی اپنی
بظاہر بُت بنے بیٹھے ہین ہم ہر چند یارون مین

سوِ گورِ غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
مرے کشتے کی تربت کونسی ہی ان مزارون مین

ترا اُبھرا ہوا جوبن یہ اُن کو گُدگُداتا ہے
کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ہارون مین

قبا کے بند کھولو پردہ اُلٹو کچھ ہنسو بولو
جو آئے ہو تو بیٹھو بے تکلف ہو کے یارون مین

ادھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ
کہ روز حشر میری آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین

امیر ان سے نہ بچتی دختر رز آنکھون مین پی جاتے
جوانی کا گزر شاید نہین پرہیزگارون مین

چلے ساقی ہنسے بولے اگر آئی ہی یارون مین
دلھن بنکر نہ بیٹھے دختر رز بادہ خوارون مین

بہار آئی لُنڈھا باقی خم کے خم ہم بادہ خوارون مین
کہو توبہ سے چندے جا رہے پرہیزگارون مین

رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن
مزے مرکر بھی اُٹھین چاندنی آئے مزارون مین

بہار آئی گھٹا چھائی سے کھلے بوتل سے چلے ساغر
نہ تم پرہیزگارون مین نہ ہم پرہیزگارون مین

شب فرقت سمٹ کر میرے گھر مین آرہی شاید
سیاہی جسقدر تھی گبر و ترسا کے مزارون مین

اُڑائے پرزے میکدے کے خوش چشمون نے یون ملکر
تبرک جیسے ہو دستار قاضی بادہ خوارون مین

ہماری کشتی مے جا لگی جنت مین کوثر پر
ہوائے بادہ خواری لے اُڑی پرہیزگارون مین

جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اُسکے سوگوارون مین وہ اسکے سوگوارون مین

یہ کس گلرو کے غم مین مر رہا ہون مین کہ پہلے سے
مرے پھولون کی چرچے ہو رہے ہین گلعذارون مین

نہ نکلے آرزوے وصل کچھ تو دل کو تسکین ہو
یہی سُن لون کہ میرا نام ہے امیدوارون مین

بہار آتے ہی کھولا غنچون نے کیا در ہمت
قدح لُٹتے ہین ہیلا بٹ رہا ہے لالہ زارون مین

ادھر دل لوٹتا ہے اُسطرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بجث آپڑی دو بیقرارون مین

اسی کا نام گلگونہ اسیکا نام ہے غازہ
ہمارا خون ناحق رنگ لایا گلعذارون مین

نظر ہے آئینے پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ
وہ خود اپنے در دولت پہ ہین امیدوارون مین

عجب راحت سے مرقد مین ہین تیرے ناز کے کشتے
کہ حورین دنکو پریان شب کو آتی ہین مزارون مین

دم زینت یہ ہے وسواس اُنکو بدگمانی سے
کسی کی روح مثل بو نہو پھولون کے ہارون مین

کھلا سے گل یہ ساقی زاہدون کی روسیاہی نے
انہین کے داغ یہ پھیلے ہوے ہین لالہ زارون مین

شگوفہ کوئی پھولے گا یہ صحبت رنگ لائیگی
امیر اچھا نہین ہے بیٹھنا ان گلعذارون مین

الجھ پڑون کسی دامن سے مین وہ خار نہین — وہ پھول ہون جو کسی کے گلے کا ہار نہین
کسی شہید کا ہے رنگ خون بہار نہین — کسی لحد پہ چراغان ہین لالہ زار نہین
نصیب دولت دنیا جو ہو تو اور جلون — شرارہ ہے مجھے یاقوت آبدار نہین
نہ دو رقیب کو تم داغ اپنی الفت کا — زمین شور ہے سزاوار لالہ زار نہین
ہماری خاک بھی کرتی شکایت اس بت کی — خدا کا شکر ہے گویا لب مزار نہین
زمین شعر مین ہم دفن ہون تو بہتر ہے — یہان سوال ملائک نہین فشار نہین

امیر وصل مین اس شوخ نے تلوّن سے
ہزار بار کہی ہان ہزار بار نہین

دل جو کہتا ہے مجھے ضبط کی طاقت ہی نہین — ضبط کہتا ہے تڑپنے کی اجازت ہی نہین
غم سے چھوٹون تو مین کچھ عیش کا سامان کرون — اتنی اس غمکدۂ دہر مین فرصت ہی نہین
اب کس امید پہ ہم یار کا دربار کرین — پیشتر تھی جو عنایت وہ عنایت ہی نہین
طلب جام عبث کرتے ہو منہ پھوڑ کے تم — میکشو آنکھ مین ساقی کی مروت ہی نہین
دھوپ کو اوس کو ناحق ہے تکلف آئین — کون روکے گا انھین گھر مین اگر چھت ہی نہین
ہاتھ مین شانہ ہے آئینہ ہے زانو پہ مدام — ان سے الفت ہی تمھین جن مین محبت ہی نہین

دین کی فکر کرون ہاے مین کس وقت امیر
کبھی دنیا کے بکھیڑون سے فراغت ہی نہین

مثل تار نظر نظر مین نہین — اسطرح گھر مین ہون کہ گھر مین نہین
جلوہ خالق کا کس بشر مین نہین — غیر عکس آئنے کے گھر مین نہین
ہوش تک راہ بیخودی مین ہین گم — کوئی ساتھی مرا سفر مین نہین

ورقِ گل کو لے اڑی ہے نسیم
خط مرا دستِ نامہ بر مین نہین

دیکھ لی آج آنکھ اُس گل کی
ابتو نرگس بھی کچھ نظر مین نہین

عجز بندون کا کیون پسند ہو
کہ یہی تو خدا کے گھر مین نہین

کسکے سر مار ہے یہ بارِ سفر
راھزن کوئی رہگذر مین نہین

دیکھئے تو اسی مین ہے سب کچھ
کون کہتا ہے کچھ بشر مین نہین

اس قدر بھر گیا ہے داغون سے
کہ جگہ درد کی جگر مین نہین

دیکھ کر اُن کو سب یہ کہتے ہین
کیا پری مین ہے جو بشر مین نہین

سارے عالم کے داغ بھر لیتا
کیا کرون مین جگہ جگر مین نہین

قربِ منعم مین پیچ و تاب کہان
کہ گرہ رشتۂ گہر مین نہین

کون لیجائے نامہ قاتل تک
خوف سے جان نامہ بر مین نہین

رہرو راہِ عشق ہون جز درد
کوئی توشہ مری کمر مین نہین

ہو سکتے خاک میہمانیِ غم
ایک قطرہ لہو جگر مین نہین

کیجئے تر زبانِ نشتر کو
خون اتنا بھی اب جگر مین نہین

مانگنا ہو جو مانگ لے اُس سے
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

رشتۂ کہکشان مین بجلی ہے
تیغ اُس ترک کی کمر مین نہین

عیش کا نام ہی سنا ہے امیر
ڈھونڈھ مارا جہان بھر مین نہین

غضب کی آنکھ سے یہ جھلاہ دیکھتے ہین
کہ عاشق آنکھ سے پہلے نگاہ دیکھتے ہین

بت اِس نظر سے خدا کی پناہ دیکھتے ہین
کہ لوٹ جاتے ہین جو وہ نگاہ دیکھتے ہین

کھڑے ہین ہاتھ مین ساغر لئے چمن مین جو گل
یہ کسکی نرگسی آنکھون کی راہ دیکھتے ہین

چلو بھی گورِ غریبان مین ہو چکے غمزے
شہیدِ ناز قیامت کی راہ دیکھتے ہین

اب آپ مین مجھے آنے نہ دے بیخودی للہ
وہ دیر سے مری مقتل مین راہ دیکھتے ہین

سفر مین اہلِ وطن یاد آتے ہین ہمکو
کبھی جو راہ مین مردم گیاہ دیکھتے ہین

وہ انتظار کسی کا کرے جو آپ مین ہو
ہم ایک عمر سے اپنی ہی راہ دیکھتے ہین

وہ اس نگاہ سے کرتے ہین میری سمت نظر
کہ جیسے سوے گدا بادشاہ دیکھتے ہین

وہ مست جانبِ میخانہ جب نہین آتا
امیر کشتیِ مے کو تباہ دیکھتے ہین

روشنی نام کو بھی خانۂ ویران مین نہین
ہاے بجلی کی چمک بھی شبِ ہجران مین نہین

میرے پہلو مین نہ دل ہے نہ تری مٹھی مین
پھر ہوا کیا جو تری زلفِ پریشان مین نہین

بیکسی دیر سے چلاتی ہے دے کون جواب
کہدے عبرت ہی کوئی گورِ غریبان مین نہین

ہے حیاتِ ابدی دونون مین لیکن اے خضر
آبِ خنجر کا مزہ چشمۂ حیوان مین نہین

غنچے کہتے ہین کہ کیا جلد گزرتی ہے بہار
مسکرا لینے کی فرصت بھی گلستان مین نہین

بڑھکے بجلی سے تڑپ مین سہی پر کیا حاصل
شوخیِ جنبشِ مژگان تو رگِ جان مین نہین

اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے
کانٹے اُن پھولون سے اچھے جو گریبان مین نہین

پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزان کے ایسا
رنگ پھولون مین نہین پھول گلستان مین نہین

قاضی و محتسب و شیخ سب آئے ہین امیر
ایک توبہ ہے کہ وہ صحبتِ رندان مین نہین

دھوم ہے چرخِ برین کی کس قدر افواہ مین
ایک اونچا ٹیکرا ہے میکدے کی راہ مین

جوشِ وحشت نے دکھایا اسمِ اعظم کا اثر
سارے عالم کو مسخر کر لیا اک آہ مین

بے نیازی اُس طرف ہے اس طرف بالکل نیاز
حدِ فاصل ہے تو یہ ہے بندہ و اللہ مین

حکمِ رب سے جب ملا اسبابِ راحت خلق کو
تکیہ و مسند بٹے باہم گدا و شاہ مین

شمع کی مانند طے کی راہِ ہستی اسطرح
پائمال اپنے ہوے ہم رفتہ رفتہ راہ مین

تیرے زخمی کے جو کام آیا یہ پایا مرتبہ
مور کے پڑھنے جگہ پائی کلام اللہ مین

کہتے ہین وہ کیا چلین ہم خارِ مژگان چبھ نہ جائین
آنکھین جب عاشق بچھا دیتی ہین اُنکی راہ مین

جب چلے ہم منزلِ الفت مین مثلِ اشک امیر
ہر قدم پر لغزشِ پا نے گرایا راہ مین

کلیان یہ سُرخ سُرخ نہین لالہ زار مین
مہندی لگی ہے دستِ عروسِ بہار مین

ٹوٹین گے اب کے سال مزے ہم بہار مین
اشک و نمک بھرین گے دلِ داغدار مین

جو آبلہ ہے اپنے دلِ داغدار مین
گنبد کسی شہید کا ہے لالہ زار مین

اسواسطے کہ ایک ہی ہو میری اُسکی شکل
منہ دیکھتا ہون آئینۂ روے یار مین

آئینہ دیکھ دیکھ کے اُس نے بنائی زلف
پہنچی کمک حلب سے برابر تتار مین

آنے دے آپ مین مجھے اک دم تو بیخودی
بیٹھے ہین کب سے لوگ مرے انتظار مین

گردِ نگاہِ یار سے دل ہے مرا تباہ
رہرو کو سوجھتی نہین منزل غبار مین

آئے گا کون ادھر کہ تصدق کیواسطے
موتی ہین اشک دامنِ شمعِ مزار مین

بدلی ہے رُت چمن کا ہے جوبن اُبھار پر
کیا کیا بھرے ہین گال گُلون کے بہار مین

جو شوخ طبع ہین وہ چھپکتے نہین کہین
بجلی کٹار کھینچ کے آئی ہزار مین

کس پردے مین کدورتِ دل کا اشارہ ہی
لکھا ہے خط بھی اُسنے تو خطِ غبار مین

جالی کے پردے مین رُخِ گلگون نہین ترا
ہین جالیان نقابِ عروسِ بہار مین

کس گل کا سوے گورِ غریبان گزر ہوا
پھولے نہین سماتے ہین مردے مزار مین

کیا بے ثبات باغ تھا گل بو سے گئے ہوا
جب تک کرون مین چاک گریبان بہار مین

دنیا ہی مین جو بات نہین پوچھتا کوئی
روزِ حساب آئین گے ہم کس شمار مین

جی لوٹ ہے تڑپنے پر اب تک مگر امیر
اب جان ہی نہین ہے دلِ بیقرار مین

شرم آتی ہے کہ یار کو مین بیوفا کہون
اچھا کہا ہے جسکو اُسے کیا بُرا کہون

ھر بار اُسکی تیغ کے کھینچنے کو کیا کہون
اُس شوخ کی ادا کہ مین اپنی قضا کہون

کیونکر بیان کرون جو مزہ خامشی مین ہے
کہنے کی ہو نہ بات تو مین اُسکو کیا کہون

ممکن نہین ہے عمر دو روزہ مین وصف زلف
تھوڑی سی شب دراز فسانہ ہے کیا کہون

مین قصہ گو نہین کہ کہے جاؤن داستان
دل سے جو تو سُنے تو کچھ اے دلربا کہون

مجھ سے تو ایک نے بھی نباہی نہ دوستی
جز آشنا کسے کسے ناآشنا کہون

یہ کہکے وہ چلے گئے ہم کل پھر آئین گے
آج اُن سے کچھ بھی کہہ نہ سکا ہاے کیا کہون

وہ خوش رہین مجھے حق و باطل سے کام کیا
بیجا بھی وہ کہین تو مین اُسکو بجا کہون

دونون طرف تھا ایک سا عالم وصال کا
اپنا کہون لحاظ کہ اُسکی حیا کہون

ایسا ہون عشق عارض و گیسو مین بیحواس
بجلی چمک کے آئے تو اُسکو گھٹا کہون

وہ خوب جانتا ہے جو ہے میری آرزو
منہ سے امیر کچھ نہ مین وقت دعا کہون

لچک ہے شاخون مین جنبش ہوا سے پھولون مین
بہار جھول رہی ہے خوشی سے جھولون مین

وہ گلعذار کہ کھلتے تھے روز پھولون مین
اُنھین کی خاک شریک آج ہے بگولون مین

رقیب ساتھ ہے اُن کے یہ خوف ہے ہمکو
کوئی شگوفہ نہ چھوڑے ہمارے پھولون مین

نظر جو آئے ترے بال بال مین موتی
گمان ہوا کہ حسین جھولتے ہین جھولون مین

محمد عربی سا کہان ہے کوئی امیر
خدا کے فضل سے سرتاج ہین رسولون مین

کیا عارف مجھے پیر مغان نے اک پیالے مین
نئی شاید نکلوائی ہے اُسنے گونج بالے مین

کرامت یہ نہین دیکھی کسی اللہ والے مین
کھٹک ہر روز سے بڑھکر ہے میری دل کے چھالے مین

لگاؤن منہ نہ ہجر یار مین واعظ کے سر مارون
جو لائے حور بھی بھر کر مئے کوثر پیالے مین

مزے جتنے تھے باغِ دہر مین سب چن لیئے دل نے
نہ ایسا زخم ہے گل مین نہ ایسا داغ لالے مین

خطا اُس عارض کا جب سے چھپ گیا ہی میری نظرون سے
نگہ یون آنکھ مین چبھتی ہے کانٹا جیسے چھالے مین

یہی ہے شرم تو وہ آ چکے آغوش مین میرے
جھکا لیتے ہین آنکھین چاند ہوتا ہی جو ہالے مین

ہزارون خار پیاسے وادیِ الفت مین ہین یارب
پلاؤن کِسکو کِسکو بوند بھر پانی ہی چھالے مین

اِدھر بھی اک نگاہِ لطف خم کی خیر اسے ساقی
ہمین بھی ایک چُلّو مے کسی ٹوٹے پیالے مین

تڑپتے عمر گزری یار آئے یا اجل آئے
خداوندا کوئی تاثیر تو پیدا ہو نالے مین

چمن سے خانۂ صیاد تک زندہ نہ پہنچون گا
کہ دم اٹکا ہے نرگس مین تو جان اٹکی ہی لالے مین

امیر اُس نازنین پر ہے گران بیلا چنبیلی تک
پہنتا ہے پرو کر پھول جوہی کے وہ بالی مین

پستیِ بخت سے یہ خاک برابر مین ہون
سایہ بستر نہین سائے کا بھی بستر مین ہون

زینتِ گوشِ حسینان ہون وہ گوہر مین ہون
جامہ زیبون ہی کا زیور ہون اگر زر مین ہون

کوئی کہتا ہے بُرا کوئی بھلا کہتا ہے
بختِ منعم ہون کہ مفلس کا مقدّر مین ہون

گر کے رتبے سے بھی نظرون سے کیسی نہ گرون
ظلِ سلطان ہون اگر خاک برابر مین ہون

سب ہین حیرت مین نہین کوئی شناسا میرا
مقتلِ دہر مین گویا تنِ بے سر مین ہون

لوگ ہر شہر سے آتے ہین زیارت کے لیے
ناتوانی سے مگر موے پیمبر مین ہون

رنج ہوتا جو کوئی میرے برابر ہوتا
شکر کرتا ہون کہ ہر ایک سے کمتر مین ہون

سایہ پروردۂ توحید ہے عزلت میری
پردہ اُٹھ جائے اگر جامے کے باہر مین ہون

نہین وحدت کے سوا رنگ دوئی مجکو پسند
بیتِ کونین مین مصرعِ مکرر مین ہون

وے صدا دل جو مرا ہو مرے سینے مین دونیم
کہ شگافِ قلمِ قدرتِ داور مین ہون

بوسہ لینے کا نہ مجرم نہ گنہگارِ وصال
پھر سزاوارِ سزا اسے مقدّر مین ہون

بیخودی مین بھی مری رنگ ہے نیرنگی کا
کبھی صہبا کبھی مینا کبھی ساغر مین ہون

مین کہان ربطِ گل ولالہ کہان مثلِ نسیم
اور گلزارِ جہان مین کوئی دم بھر مین ہون

دیکھ پڑجاسے نہ مقتل مین کسی غیر پہ ہاتھہ
اس عنایت کا سزاوار ستمگر مین ہون

آبروِ اشک کی مانند جو پائی بھی تو کیا
کان تک اُسکے نہ پہنچونگا وہ گوہر مین ہون

جلوہ حسن یہ اُس شوخ کا کہتا ہے امیر
بزم مین شمع ہون گلشن مین گلِ تر مین ہون

دل جُدا مال جُدا جان جدا لیتے ہین
اپنے سب کام بگڑ کر وہ بنا لیتے ہین

میان سے لیتے ہین جب قتل کو میرے تلوار
ایچی چالین اُسسے پہلے وہ سکھا لیتے ہین

دمبدم ہے یہ زمانے کے بدلنے کا سبب
کروٹین کشتۂ شمشیرِ ادا لیتے ہین

مجلسِ وعظ مین جب بیٹھتے ہین ہم میکش
دخترِ رز کو بھی پہلو مین بٹھا لیتے ہین

دردآگین جو کوئی دل نظر آتا ہے کہین
دَوڑ کر ہم اُسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

رُخ سے پردہ اگر اُلٹو تو حقیقت کھلجاے
دوُن کی شمس و قمر صبح و مسا لیتے ہین

جی اکیلے شبِ فرقت مین جو گھبراتا ہے
فتنۂ حشر کو نالون سے جگا لیتے ہین

دھیان مین لاکے ترا سلسلۂ زلفِ دراز
ہم شبِ ہجر کو کچھہ اور بڑھا لیتے ہین

خانۂ گور کی چھت بیٹھے کہ دیوار گرے
جو کڑی پڑتی ہے مردون پہ اُٹھا لیتے ہین

تیغِ قاتل رہے آباد کہ کُشتے اُس کے
دہنِ زخم سے بوسون کا مزا لیتے ہین

ہو ہی رہتا ہے کسی بت کا نظارہ تا شام
صبح کو اُٹھکے جو ہم نام خدا لیتے ہین

تم تماشا ہو آوگے نہ کیون قابو مین
ہم تو دو باتون مین پریونکو لگا لیتے ہین

عیدِ قربان کی حقیقت مین اُنہین کو ہے خوشی
تیغِ قاتل کو گلے سے جو لگا لیتے ہین

جاچکا قافلۂ ملکِ عدم دُور تو کیا
ہم بھی دم بھر مین خدا چاہے تو جا لیتے ہین

حُسن اللہ نے بخشا ہے بتون کو ایسا
دیر مین شیخ کو کعبے سے بُلا لیتے ہین

ایک بوسے کے عوض مانگتے ہین دل کیا خوب
جی مین سوچین تو وہ کیا دیتے ہین کیا لیتے ہین

چھوتے ہین مصحفِ رخسار کو کب بے تعظیم
ہان کبھی چوم کے آنکھون سے لگا لیتے ہین

اپنی محفل سے اُٹھاتے ہین عبث ہمکو حضور
چپکے بیٹھے ہین الگ آپکا کیا لیتے ہین

بُت بھی کیا چیز ہین اللہ سلامت رکھے
گالیان دیکے غریبون کو دعا لیتے ہین

شاخ مرجان مین جواہر نظر آتے ہین امیر
کبھی اُنگلی جو وہ دانتون مین دبا لیتے ہین

فراقِ یار مین شب ہو کہ دن تمام نہین
جو اُسکی صبح نہین ہے تو اُسکی شام نہین

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے
جہاد کرکے جو عورت ملے حرام نہین

وہ گالی دیتے ہین شکوہ کرو تو کہتے ہین
کسی کا ذکر نہین ہے کسی کا نام نہین

یہان کمال تواضع وہان کمال غرور
ادھر ہین سجدے پہ سجدے اُدھر سلام نہین

گرہ سے کچھ نہین جاتا ہے پی بھی لے زاہد
ملے جو مُفت تو قاضی کو بھی حرام نہین

فقیر گوشہ نشین ہین خدا کے در باری
کسی امیر کا مجرا نہین سلام نہین

زمانے بھر مین پڑی ہے پکار حاتم کی
دیا ہے جسنے کہ حاتم کو اُس کا نام نہین

کہا جو مین نے کہ رُخ سے کبھی نقاب اُٹھا
تو ہنسکے بولے کہ منظورِ قتلِ عام نہین

یہ داغ کیون ہے رخِ ماہتاب پر اے چرخ
جو میرے یار کا بھاگا ہوا غُلام نہین

کریم جان کے تجکو خطائین کین یارب
مرے گناہ سزاوارِ انتقام نہین

جو سیکشی سے ہو فرصت تو دو گھڑی کو چلو
امیر مسجدِ جامع مین آج امام نہین

ڈسگئی دل کو مرے زُلف کی کالی ناگن
واہ کیا حُسن فسونگر نے نکالی ناگن

اُسکے جوڑے سے ذرا بچکے نکلنا اے دل
گنڈلی مارے ہوئے بیٹھی ہے یہ کالی ناگن

دستِ گستاخ بڑھے زُلف کی جانب تو کہا
دیکھ نازک ہے بہت ناز و نکی پالی ناگن

یادِ گیسو مین مرے داغِ بدن نیلے ہین
کیا بلا سونگھ گئی پھولون کی ڈالی ناگن

اپنے دیوانون سے پریون کی طرح اُڑتی ہے
ناگنون مین ہے یہ دنیا بھی نرالی ناگن

آگیا پیار تری زلف کے دھوکے مین سبھے
جب نظر آگئی بے خوف اُٹھا لی ناگن

عشقِ گیسو کے اثر سے دمِ تحریر امیر
جو لکھون سطر وہ کاغذ پہ ہو کالی ناگن

پروانے کیون نہ خاک ہون جلکر چراغ مین
جلوہ اُسی کے نور کا ہے ہر چراغ مین

قاصد کا سر ہے محفلِ جانان مین میرِ فرش
روغن کی جا ہے خونِ کبوتر چراغ مین

بے یار قتل کرتی ہے ہمکو ضیائے بزم
گویا ہے تیرِ ترکش و دمِ خنجر چراغ مین

لالی مین تم ہو گل مین ہو تم مہر و مہ مین تم
جلوہ تمہارے چہرے کا ہے ہر چراغ مین

عاشق ہین گوشہ گیر نہین کوچہ گرد ہم
پروانے جلتے پھرتے ہین گھر گھر چراغ مین

کامل جو عشق مین ہے اُسے سوز سے ہے ساز
پروانہ سان جلے نہ سمندر چراغ مین

زائل شباب ہو تو کہان حسن مین نمک
روغن نہو تو نور ہو کیون کر چراغ مین

ہے جلوہ گاہِ یار چمن ہو کہ بزم ہو
ہر پھول مین وہ بو ہے ضیا ہر چراغ مین

پروانے ایسے نشۂ الفت مین ہین مست
کیا مے بھری ہے صورتِ ساغر چراغ مین

دل عاشقون کے کیون نہون قربانِ روئے یار
پروانے جل رہے ہین برابر چراغ مین

اے دل وہ میرزا منش آتا ہے بزم مین
روغن کے بدلے عطر جلے ہر چراغ مین

ہنسنے مین اُسکے دانتون کا پرتو اگر پڑے
ہو صد فتیلہ رشتۂ گوہر چراغ مین

آئی ہوا یہ کس لبِ لعلین کی اے امیر
ہین لعل شب چراغ کے جوہر چراغ مین

کہتا ہے کون آہ مین اپنی اثر نہین
ہان دل دُکھے کسی کا یہ مدِ نظر نہین

آہِ شرر فشان مین ہماری اثر نہین
پھولا ہوا درخت ہے لیکن ثمر نہین

ایسے ہین مست بادۂ حسن و جمال سے
میری خبر کہان اُنہین اپنی خبر نہین

ہم بیقرار لوٹتے ہین کب سے خاک پر
آسودگانِ خاک تھین کچھ خبر نہین

محفل مین شمع باغ مین شبنم فلک پر ابر
کسکی ہے آنکھ جو مرے ماتم مین تر نہین

بوسہ جو سنگِ در کو دیا بول اُٹھا وہ شوخ
بندے کا ہے مکان خدا کا یہ گھر نہین

گھر جانے کا ابھی سے ارادہ نہ کیجیے
یہ میرے دردِ دل کی چمک ہے سحر نہین

شیخ حرم مین برہمن ہے دیر مین
ہم کس جگہ ہین کچھ ہمین اپنی خبر نہین

افسردگی وہی ہے ہماری پسِ فنا
سنگِ مزار مین بھی ہمارے شرر نہین

دنیا ہے طرفہ مسکدۂ بیخودی امیر
سب مست ہین کسی کو کسی کی خبر نہین

دیکھی مجنون کی شبیہ آج جو تصویرون مین
ہڈیان سوکھی سی دو چار تھین زنجیرون مین

باغبان بلبل و طوطی کی زباندانی کیا
ہم تو دونون کو اُڑا دیتے ہین تقریرون مین

ذبح ہون کیون نہ نمازی جو پڑہین آپ نماز
کہ چھری بن کے زبان چلتی ہے تکبیرون مین

اے مصور ترے دامن کے اُڑینگے پرزے
کھنچ گئے ہاتھ جو دیوانون کے تصویرون مین

تیغ پر بارہ جو رکھوائی ہے قاتل نے امیر
عیدِ قربان کی خوشی پھیلی ہے نخچیرون مین

پڑ گئی کیا لوٹ یارب گلشنِ ایجاد مین
دستِ گلچین مین ہے گل بلبل کفِ صیاد مین

شوخیون نے تیری چھپکر پردۂ بیداد مین
بجلیان بھر دی ہین میرے نالہ و فریاد مین

بال پر اپنے کہان اس گلشنِ ایجاد مین
رہ گئے کچھ دام مین کچھ خانۂ صیاد مین

ہو گئی کچھ اور آکر خانۂ صیاد مین
یہ مزہ آگے نہ تھا بلبل تری فریاد مین

دیکھ کر تصویرِ شیرین نے یہ حسرت سے کہا
ہاے کیا وارفتگی ہے صورتِ فرہاد مین

دیر مین غافل نہین اُس سے صنم بھی ایک دم
زاہد و بت بنگئے ہین سب خدا کی یاد مین

پر مرے ٹوٹے ہوے اُڑ جائین کب سوے چمن
ایسی آندھی آے یارب خانۂ صیاد مین

سن کے حال دل ہمارا کیا کیا دل دکھے
جل گیا ہے شورش دل سے اثر فریاد مین

جو کھٹا بنوانے کی مطلق نہین ہے احتیاج
آپ کی تصویر کا گھر ہے دل بہزاد مین

بلبلو خوشیان کرو آئی ہے گھر بیٹھے مراد
پھول والون کا ہے میلا کوچۂ صیاد مین

جرم کیا نکلا انا الحق گر لب منصور سے
تھی اسے از خود فراموشی خدا کی یاد مین

واسے قسمت کٹ گئی قید قفس مین اپنی عمر
نکلے بھی گر کبھی گئے پر خانۂ صیاد مین

قتل سے پہلے ہی تھا معدوم اپنا جسم زار
خون کیا لکھتے فرشتے نامۂ جلاد مین

بیقراری اس قدر تڑپا نہ مجکو زیر تیغ
دیکھ ظالم دل نہ اچھلے سینۂ جلاد مین

اپنے اپنے ہین نصیب اے ہمصفیران چمن
پھنس گئے تم دام مین ہم گیسوئے صیاد مین

بلبلین بھی آئین گی جلنے کو پروانون کے ساتھ
روغن گل ہے چراغ خانۂ صیاد مین

ایک دن برباد ہوگا شدّ باد مرگ سے
جلتی ہین اس غم سے شمعین خانۂ آباد مین

فی الحقیقت دل سے دلکو راہ ہوتی ہے امیر
ہم ہین تم انکی یاد مین وہ ہین ہماری یاد مین

جو بو سے گل چمن مین ڈھونڈتے ہین
مسافر کو وطن مین ڈھونڈتے ہین

جو گم کرتے ہین راہ نیستی ہم
کمر مین یا دہن مین ڈھونڈتے ہین

ہین زار ایسا بڑے نادان ہین فصاد
لہو میرے بدن مین ڈھونڈتے ہین

وہ پیاسے ہین کہ ہم گھبرا کے پانی
ترے چاہ ذقن مین ڈھونڈتے ہین

پتا پاتے ہین یوسف کا وہی لوگ
جو اپنے پیرہن مین ڈھونڈتے ہین

وہ لاغر ہون مرے لاشے کو قاتل
فرشتے آ کے رن مین ڈھونڈتے ہین

ہمین اے باغبان غنچون سے کیا کام
ہم اپنا دل چمن مین ڈھونڈتے ہین

امیر اہل حسد کب ہین ہنر بین
عیوب اکثر سخن مین ڈھونڈتے ہین

فرق بعدِ مرگ کچھ دلکی جلن مین کیون نہین — چین یارب سایۂ ابر کفن مین کیون نہین

روح کو آرام آغوشِ بدن مین کیون نہین — یا خدا اخلاص اس دُولھا دلھن مین کیون نہین

مرگیا جب مین تو کس پردی مین اُس بت نے کہا — آج وہ گل کی سی رونق انجمن مین کیون نہین

اُڑ گئین رو جبین شہادت گاہِ الفت سے کہان — آشیانے اِن غریبونکے چمن مین کیون نہین

تو اگر دولھا بنا ہی ہے اُنہین لے تیغِ ناز — بدھیان زخمون کی کشتون کے بدن مین کیون نہین

ہون وہ مجنون دیکھکر جوڑا کو آتا ہے خیال — ہائے یہ بھی چاک میرے پیرہن مین کیون نہین

پوچھتی ہے قیصر و خاقان سے عبرت گور مین — کیون پڑے ہو آج وہ کس بل بدن مین کیون نہین

صورتین ظاہر مین صورت آفرین پوشیدہ ہے — انجمن آرا کا جلوہ انجمن مین کیون نہین

سوگ ہے کسکے دلِ پر داغ کا ای گلبدن — وہ بہار افشان کی زلفِ پرشکن مین کیون نہین

ہاتھ مین تیرے تو دینے کو ہزارون لے کریم — سیکڑون دامن ہمارے پیرہن مین کیون نہین

جامہ زیبو وہ نمایش بعدِ مُردن کیا ہوئی — پیرہن مین تھی جو سج دھج وہ کفن مین کیون نہین

وحدت و کثرت تو دونون ہین اُسی کی جلوہ گاہ — پھر جو خلوت مین مزہ ہے انجمن مین کیون نہین

سیکڑون جاتے ہین ہستی سے عدم کو رات دن — میری غربت کی خبر اب تک وطن مین کیون نہین

لوٹتی ہے ساری دنیا بزمِ جانان کے مزے — میرا حصہ اس پھلو پھولی چمن مین کیون نہین

اس زمین مین بھی بہت سے شعر ممکن ہین امیر
ہو اگر فرصت تو گنجایش سخن مین کیون نہین

گزشتہ خاک نشینون کی یادگار ہون مین — مٹا ہوا سا نشانِ سرِ مزار ہون مین

غریب جاننے والون مین تیری یار ہون مین — دماغ عرش پہ ظاہر مین خاکسار ہون مین

ترے کرم مین کمی کچھ نہین کریم ہے تو — مرا قصور ہے جھوٹا امیدوار ہون مین

بڑا ہے دستِ اجل مجھپہ لاکھ بار مگر — نکل گیا ہون تڑپ کر وہ بیقرار ہون مین

کچھ آج مین نے نہی پی ہے حضرتِ واعظ — ازل کا مست پُرانا شراب خوار ہون مین

نگاہ گرم سے مجکو نہ دیکھ اے دوزخ — خبر نہین تجھے کس کا گناہگار ہون مین
زمین قصر سلاطین سے آرہی ہے صدا — کہ آج منزل عشرت ہون کل مزار ہون مین
پھر اسکی شان کریمی کے حوصلے دیکھے — گناہگار یہ کہدے گنہگار ہون مین
جو مست ہوش مین آنے کا قصد کرتا ہے — پکارتا ہے یہ ساقی کہ ہوشیار ہون مین
وہ کشتہ ہون کہ مری لاش جسطرف گزری — زمین پکار اٹھی قابل مزار ہون مین
حضور وصل کی حسرت ازل سے ہے مجکو — خیال کیجیے کب سے امیدوار ہون مین
خبر نہین اسے روتا ہون حال پر جس کے — اداس صورت شمع سر مزار ہون مین
شب فراق مری جان دل سے کہتی ہے — تڑپ چکا ہو اگر تو تو بیقرار ہون مین
بلا مین لیتی ہے پھر پھر کے گرد نومیدی — یہ کس کے در پہ الٰہی امیدوار ہون مین
وہ بیقرار ہون دیکھے اگر تڑپ میری — قرار بھی یہ پکارے کہ بیقرار ہون مین
پکارتا ہے یہ موباف اسکی چوٹی کا — کہ سب سے پیچھے ہون پر چوٹی کا سنگار ہون مین

بڑے مزے مین گزرتی ہے بیخودی مین امیر
وہ دن خدا نہ دکھائے کہ ہوشیار ہون مین

کسی کی روح پہ صدمہ ہو اشکبار ہون مین — کسی کے دل مین اٹھے درد بیقرار ہون مین
گھڑی یہ نزع کی کہتی ہے جان پر غم سے — کہ وقت آخر ایام روزگار ہون مین
کسی کا دل نہین دکھتا مرے تڑپنے پر — سمجھتے ہین مجھے بجلی وہ بیقرار ہون مین
پڑا ہے تفرقہ کیا اضطراب سے پس مرگ — سر مزار مرا دل تہ مزار ہون مین
شگفتگی مین بھی میری فسردگی ہے عیان — شرار سنگ لحد ہون اگر شرار ہون مین
نہ محتسب کا مجھے خوف ہے نہ ساقی کا — گدائے میکدہ مفلس شرابخوار ہون مین
فرشتے لے کے چلے تھے مجھے جہنم کو — تڑپ کے خلد مین پہنچا وہ بیقرار ہون مین
وہ پیر ہون کہ جوانون کا رنگ رکھتا ہون — عزیز کیون نہون بے فصل کی بہار ہون مین

کفن کا پاس نہ مجکو مزار کا ہے لحاظ
بُرا طپش کا ہو دونون سے شرمسار ہون مین

کسی سے کھوٹ نہین میرے دل مین دوست تو کیا
عدو بھی یار بنائے مجھے تو یار ہون مین

شکستگی سے سنورتا ہے اور کام مرا
شریکِ قسمتِ گیسو سے تابدار ہون مین

شرابِ غیب سے میرے لیے اُترتی ہے
خدا کے گھر مین ہے حرمت وہ بادہ خوار ہون مین

امیر ملتی ہین بے مانگے نعمتین کیا کیا
بڑا کریم ہے جسکا امیدوار ہون مین

بانکی ادا ہے وہ نگہِ خشمگین نہین
غمزہ چھُری لیے ہے وہ چین جبین نہین

خلوت مین بیخودی سے پتا ہی کہین نہین
کیا سیر ہے وہان کہ ہمین ہین ہمین نہین

مانگی جگہ لحد کو تو بولا وہ شاہِ حُسن
تکیہ ہے بنے فقیر کا یہ وہ زمین نہین

کیا خوش ہو دل فلک پہ ستارونکو دیکھکر
افشان چُنی ہوئی یہ کسی کی جبین نہین

سرکار ہے کریم کی ساقی کی بارگاہ
جو آئے جھک کے جائے کسی سے نہین نہین

حسرت سے دیکھیے تو یہ کہتی ہے وہ نگاہ
دشمن مرے کوئی نگہِ واپسین نہین

کہتے ہین ذبح کرنے مین مجکو جھجک ہو کیون
مین نازنین ہون دل تو مرا نازنین نہین

عصمت یہ دستِ شوق سے کہتی ہے روزِ وصل
چھو جائے جسکو ہاتھ یہ وہ آستین نہین

غفلت نے میری مجکو بنایا ہے دھوپ چھاؤن
مخمل کا خواب ہون کہ جہان ہون وہین نہین

روتا ہے دردِ عشق مین اُس دلنواز کے
کچھ قدرِ غم تجھے دلِ اندوہگین نہین

بسمل سے اپنے کہتی ہے مقتل مین تیغِ ناز
اس وقت بھی زبان پہ تری آفرین نہین

پیکانِ تیرِ یار سے کہتی ہین حسرتین
تو دلنواز تو ہے مگر دلنشین نہین

نزدیک جاکے اُنکو جو دیکھا تو بول اُٹھے
چل دور ہو نگاہ تری دوربین نہین

دشوار ہے بہت دلِ معشوق تک گزر
اے آہ ہوشیار یہ عرشِ برین نہین

ہون مستِ شوق دہ تو کہون اُن سے چھیڑ کر
کیون میری جان اب نہین کہتے نہین نہین

شبو کا پھول دیکھ کے بولا وہ جامہ زیب
واہ ایک آستین تو ہے ایک آستین نہین

جس بے نشان کو ڈھونڈتے ہین ہم جہان مین
کہتا ہے دل کہ تجھ مین نہین تو کہین نہین

بولے جو عذر ضعف سے اُن کو طلب کیا
کیا آپ ناتوان ہین تو مین نازنین نہین

یہ پچھلا کلام بھی ہے جو اس مین شریک امیر
دیوان مین اب کا رنگ کہین ہے کہین نہین

مشتاق وصل کون ترا نازنین نہین
گرتی ہپاشی کہ لپٹی ہوئی آستین نہین

شکوہ جفا کا تم سے کچھ اے نازنین نہین
ایسے ہی تم مین ہوتے ہین سب اک تمھین نہین

عالم سے اُنکی انجمن ناز ہے الگ
چھت جسکی آسمان ہے یہ وہ زمین نہین

گزرا ہوا زمانہ پھر آتا نہین کبھی
وہ کونسا ہے دم جو دم واپسین نہین

بوسہ لپٹ کے لے ہی لیا ہمنے بزم مین
ہان ہان نہی کسی کی نہ اُن کی نہین نہین

نقش سجود سے درِ دلدار ہے چمن
اک پھول اسی چمن کا ہے داغِ جبین نہین

دیکھے تجھے زمانہ مجھے دیکھتا ہے کیا
اے جان ناتوان ہون مین نازنین نہین

مقتل مین ہاتھ اُٹھاتے وہ شرمائے جاتے ہین
ننگی ہوئی تو دیکھو کہین آستین نہین

غش مین پڑے ہین جلوہ گہ ناز مین کلیم
تحسین نہین سپاس نہین آفرین نہین

کہتے ہین ہو فنا کی کا رونا نہ رو یہان
سارے جہان مین ہی یہی کچھ یہین نہین

تڑپا رہا ہے اُٹھکے مرے دل کو دردِ عشق
تجھ سے ملا ہوا تو مرا ہمنشین نہین

گھبراتے کیون ہو دم مری آنکھون مین ہے ابھی
پھیرو نہ آنکھ یہ نگہ واپسین نہین

اللہ رے ناز دیکھکے کہتے ہین آئنہ
ہم نازنین نہین تو کوئی نازنین نہین

کہتے ہین سنگِ در پہ مرے سجدے ناگوا
کچھ زیر مشق ہے یہ خطِ جبین نہین

اک آہ کھینچنے کا ارادہ ہے ہوشیار
خیر آج تیری اے فلکِ ہفتمین نہین

نسبت ہو ایک عاشق و معشوق سے اسے
ناز آفرین ہے کیا وہ نیاز آفرین نہین

شادی کی انجمن مین بھی روتا ہون مثلِ شمع
مجھسا جہان مین کوئی اندوہگین نہین

چوکھٹ سے تیری سر نہ ہٹے گا امیر کا
سجدے سے گر کے اُٹھے یہ ایسی جبین نہین

عالم مین کوئی دخترِ رز سا حسین نہین
شیشے مین اک پری ہے مے آتشین نہین

وہ شوخ لاکھ پردون مین پردہ نشین نہین
ور پھر جو دیکھیے تو کہان ہے کہین نہین

یا ہم ہی ہم تھے کوئی نہ تھا اُن کی بزم مین
یا اک جہان آج وہان ہے ہمین نہین

اُن چتونون کو دیکھ تو ناصح تڑپ ہی جا
بیدرد تیرے دل پہ یہ چھُریان چلین نہین

ایسا ہی جوش گریہ ہے تو ہجرِ یار مین
یا ہم نہین زمین پہ یا یہہ زمین نہین

پردے ہی پردے مین ہین تبسم کی شوخیان
یہ بجلیان ابھی کسی دل پہ گرین نہین

تو قابلِ سجود ہے اے میرے بے نیاز
یہ قابلِ سجود کسی کی جبین نہین

فرماتے ہین کہ آئین تو زاہد ہمارے پاس
ہم اُن کی توبہ توڑنے کو نازنین نہین

شوخی کا ہاتھ اُٹھکے پکڑ لے شبِ وصال
اتنی بھی کام کی نگہِ شرمگین نہین

اے جان ابھی نہین مری حسرت کا خاتمہ
پہلی نظر ہے یہ نگہِ واپسین نہین

تلوارین ایک چھوڑ کے دو دو کمر مین ہین
اس بوجھ اُٹھانیکے لیے تم نازنین نہین

رویا جو مین وصال مین بولے ہٹا کے ہاتھ
آنسو کسی کے پوچھے یہ وہ آستین نہین

رسوا ہوا تو حشر مین اتنا کہون گا مین
بندون مین تیرے کیا مین جہان آفرین نہین

آنسو سے آشنا نہین شمعِ مزار بھی
اب کوئی میرے حال پہ اندوہگین نہین

دل ناز اُٹھانیوالون کے کیا دیکھکر بڑھین
ہر انجمن مین ناز ہے ناز آفرین نہین

واعظ کو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے امیر
باتین تو ان بزرگ کی تم نے سنین نہین

یادِ قاتل مین لہو سے جو ہوئین تر پلکین
بن گئین طائرِ مذبوح کی شہپر پلکین

کھینچتی ہین دلِ بیمار پہ خنجر پلکین ناتوان پا کے چڑھا لاتی ہین لشکر پلکین

سو ہوا اس سے ہے انسان کی شرافت ثابت مردمک آنکھ مین ہے آنکھ کے باہر پلکین

گو رہین بھی خلشِ خارِ محبت سے وہی آج تک دل مین کھٹکتی ہین برابر پلکین

نرگسی آنکھین دکھاتے نہین یہ لالہ عذار کھینچتے ہین مجھے کانٹون مین دکھاکر پلکین

اثرِ سوزِ محبت نے دکھایا اعجاز بہ گیا آنکھ سے دریا نہ ہوئین تر پلکین

اہلِ بینش کو بہت سیرِ جہان خوب نہین مردمِ چشم سے کہتی ہین یہ جھک کر پلکین

قتلِ عشاق سے باز آئینگی کھاتی ہین قسم طاقِ ابرو کی طرف ہاتھ اٹھاکر پلکین

چشمِ بد دور ہے کیا ظلم کی رسی بھی دراز صاف بڑھکر ہوئین گیسو کے برابر پلکین

چشمِ مخمور سے ٹوٹے کہین انکا بھی خمار ہین اذیت کشِ خمیازہ برابر پلکین

عیب اپنون کا نہین ہے سببِ کلفتِ دل لاکھ اڑائے گردِ نظر ہون نہ مکدر پلکین

کیا ہی ہمسائے کو ہمسائے کی ایذا ہو وبال آنکھین روئین جو کھنچین بال برابر پلکین

ناتوانون کو ترسے دیگا فلک کیا گردش گردشِ چشم سے کھاتی نہین چکر پلکین

آج آنکھون کو جوانی مین یہ زیور ہین امیر
گر کے ہو جائینگی کل خس کے برابر پلکین

عالمِ شگفتہ ہو جو مین آفت رسیدہ ہون صبحِ بہار ہون جو گریبان دریدہ ہون

مطلب کی سمت رخ ہے مرادہ رمیدہ ہون گویا قصیدے مین مین گریزِ قصیدہ ہون

راغب مری طرف سے کوئی دل نہ کوئی گوش بزمِ جہان مین حرفِ مکرر شنیدہ ہون

میرے صفائے دل نے جو کھولے ہین میرے عیب شرمندہ مثلِ زنگیِ آئینہ دیدہ ہون

ماہی کی طرح ہے مجھے مرہم وہ آبِ تیغ کیا مبتلائے دردِ گلو سے بریدہ ہون

ضبطِ فغان سکھاؤن مین اور نکو ہون جو خاک سرمہ پئے صدائے گلو سے بریدہ ہون

چہرے پہ اسکے مطلعِ ابرو کا ہے یہ قول دیوانِ آوزی کا مین مضمونِ چیدہ ہون

ظلمِ جہان نہ دورِ فلک کا مجھے خیال — دریا کے جوش مین تہِ پل آرمیدہ ہون
لے اہلِ بزم مجکو اُٹھاؤ نہ بزم سے — شمعِ سحر ہون عمر بپایان رسیدہ ہون
مین اور جم مین پیرِ مغان دو ترے مرید — لیکن وہ بدعقیدہ ہے مین خوش عقیدہ ہون
مجروحِ تیغِ حُسن ہوا کب خبر نہین — یوسف کی جلوہ گاہ مین دستِ بُریدہ ہون
مارا ہے اہلِ کبر نے پردے مین عجز کے — مین بیخبر تو کشتۂ تیغِ خمیدہ ہون
اب تک کسی پہ میری حقیقت نہین کھلی — حرفِ نگفتہ ہون سخنِ ناشنیدہ ہون
پیدا کیے کی شرم الٰہی ضرور ہے — تو آفریدگار ہے مین آفریدہ ہون
صحرا کو کپڑے پھاڑ کے چلتا ہون ای جنون — پاے شکستہ ہون نہ مین دستِ بُریدہ ہون
ہون دشمنون مین پر نہین فریاد کی مجال — بتیس دانتون مین مین زبانِ بُریدہ ہون
بہتا ہے یاد رخ مین تو کہتا ہے طفلِ اشک — یوسف کے خاندان کا مین نورِ دیدہ ہون
مطلب خزان سے کچھ نہ غرض ہے بہار سے — دونون سے مثلِ سرو مین دامن کشیدہ ہون
دیکھون کسی کے عیب تو کیا خاک کہہ سکون — ہان غم سے آئنے کی طرح آبدیدہ ہون
کہتا ہے مُرغِ روح اجل سے ڈرا ہوا — صیاد میرے پیچھے مین صید رمیدہ ہون
بلبل ہون مین نہ گل ہون گلستانِ دہر مین — ہان اک پرِ شکستۂ و رنگِ پریدہ ہون

شبنم کے اے امیر ملے ہین مجھے نصیب
گل ہنس پڑے ہین چمن مین جو مین آبدیدہ ہون

کسکے چمکے چاند سے رخسار قیصر باغ مین — چاندنی ہے سایۂ دیوارِ قیصر باغ مین
سبزۂ خوابیدہ کیسا آگیا جو خفتہ بخت — اُسکے طالع ہوگئے بیدار قیصر باغ مین
فی الحقیقۃ یہ بھی کم گلزارِ جنت سے نہین — حورین پھرتی ہین سربازار قیصر باغ مین
ہر روش پر چل رہی ہے ایسی صحت کی ہوا — چشمِ نرگس تک نہین بیمار قیصر باغ مین
پاؤن کا یان ذکر کیا صاف ہے ایسی زمین — دل پھسلتے ہین دمِ رفتار قیصر باغ مین

بند جب ٹوٹین شکستِ توبہ کی آئے صدا
لین اگر انگڑائیان میخوار قیصر باغ مین

لوٹتا پھرتا ہے یہ مارے خوشی کے صبح و شام
وجد مین ہے سایۂ دیوار قیصر باغ مین

یہ اشارہ نہر مین کرتی ہے ہر انگشتِ موج
سب کا ہوجائیگا بیڑا پار قیصر باغ مین

چار نغمون مین ہو سعدی کی گلستان کا جواب
بلبلین کھولین اگر منقار قیصر باغ مین

زیرِ شاخِ گل اگر سبزہ کبھی سونے لگا
شورِ بلبل نے کیا بیدار قیصر باغ مین

اتنے پتے بھی نہ ہونگے گلشنِ فردوس مین
جس قدر پھولون کے ہین انبار قیصر باغ مین

تشنگانِ شوق ہین شیرین لبونکے میہمان
بٹ رہا ہے شربتِ دیدار قیصر باغ مین

قطرے شبنم کے رگِ گل پر دکھاتے ہین بہار
گندہ رہے ہین موتیونکے ہار قیصر باغ مین

کہہ رہی ہے یہ صنوبر قامتون سے فاختہ
آؤ بھی بہرِ علمبردار قیصر باغ مین

آتے آتے لب تلک بنجائے بکا نور کا
کھینچیے گر آہِ آتشبار قیصر باغ مین

نخلِ گل ہے ہر تماشائی زہے فیضِ بہار
پھول جھڑتے ہین دمِ گفتار قیصر باغ مین

موجۂ مے کی نسیمِ صبح مین تاثیر ہے
بے صبوحی مست ہین ہشیار قیصر باغ مین

اے دلِ مایوس بے برگی سے افسردہ نہو
لائے گا نخلِ تمنا بار قیصر باغ مین

دُور ہونگی کلفتین مٹ جائینگی سب کا ہشین
لالہ ہے بیداغ گل بیخار قیصر باغ مین

سایۂ بالِ ہما کیا ڈھونڈتا ہے اے امیرؔ
بیٹھ زیرِ سایۂ دیوار قیصر باغ مین

داغ اے بہار جیسے ہمارے بدن مین ہین
اس رنگ و بو کے پھول بھی تیرے چمن مین ہین

نالہ وزا کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن مین ہین

رشیخ جرم سے ملکے ہو اسخت انفعال
کتنے ذلیل ہم نگہِ برہمن مین ہین

سینون مین عاشقون کے کہان عاشقون کے دل
کچھ زلف مین ہین کچھ ترے چاہِ ذقن مین ہین

اک عمر سیتے سیتے رفوگر کو ہو گئی
کیا جانے کتنے چاک مرے پیرہن مین ہین

یاد آئین کیون قفس مین نہ گلشن کے ہمصفیر
غربت مین ہم ہین یار ہمارے وطن مین ہین

تھوڑا سا لطف اور بھی اسے پنجۂ جنون
دو چار تار اور ابھی پیرہن مین ہین

آئے ہین سب سمت کے تری صیدگاہ مین
اب کوہ پر ہین کبک نہ آہو ختن مین ہین

ہون آبدیدہ درد کی باتین نہ سن کے آپ
پہلو ہزار طرح کے اپنے سخن مین ہین

پیاسی ہین آب خنجر قاتل کی دیر سے
جتنی رگین امیر ہمارے بدن مین ہین

عزیز احباب ساتھی دم کے ہین پھر چھوٹ جاتے ہین
جہان یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہین

کڑی منزل ہے پیری دانت بھی سب ٹوٹ جاتے ہین
قدیمی ساتھ یارون کے یہین تو چھوٹ جاتے ہین

الٰہی کیا علاقہ ہے وہ جب لیتا ہے انگڑائی
مرے سینے مین سب زخمون کے ٹانکے ٹوٹ جاتے ہین

ادا دل مانگتی ہے جان غمزہ اسے شہ خوبی
ترے کشور مین ہے اندھیر لُٹا لوٹ جاتے ہین

عجب کانٹا ہے ساقی محتسب جب آنکلتا ہے
تو سب جام و سبو چھالون کی صورت پھوٹ جاتے ہین

زمانے بھر مین ہے مشہور حال اخوانِ یوسف کا
طمع دنیا کی وہ ہے جس سے بازو ٹوٹ جاتے ہین

امیر زار کی تربت کو چھت سمجھے ہین کیا گھر کی
یہ ماتم دار آکر چھاتیان کیون کوٹ جاتے ہین

سنگا گر آئنہ مجھ تشنہ لب کو یاد کرتے ہین
وہ ساحل کو بھی لیکر ساتھ دریا مین اُترتے ہین

شہیدِ عشق جی جاتے ہین جی سے کیا گزرتے ہین
خدایا موت دے سبکو ہم اس مرنے پہ مرتے ہین

مقامِ شرم ہے ہم ہجر مین جی سے گزرتے ہین
پتنگے بھی تو رخصت شمع سے ہو ہو کے مرتے ہین

یہان آنکھون مین دم ہے اب کوئی ساعت مین نکلین
قضا کہتی ہے جلدی کیا ہے آئینگے سنورتے ہین

زمانہ ذرۂ خورشید سے آئینہ خانہ ہے
مگر اس پر بھی جب دیکھا وہ پردے مین سنورتے ہین

ہمارے زخم بھرنا اور اسے جراح کیا جانین
اگر بھرتے ہین تو دم خنجر قاتل کا بھرتے ہین

رہے بیدار دل جو عمر بھر مردہ نہ جان انکو
برابر رات دن جاگے تھے اب آرام کرتے ہین

دلِ پُرآرزو کہتا ہے چلکر خضر سے پوچھو
سفینے قلزمِ امید کے کس گھاٹ اُترتے ہین

پھڑکنا اُن سے بسمل کا کبھی دیکھا نہین جاتا
چھُری دیتے ہین جسکو پہلے اُسکو پر کترتے ہین

خزان غافل نہین ہے ای جوانانِ چمن تم سے
نہین آڑتے ہین پتے یا اُسی پر چیے گزرتے ہین

کسے ہے ہوش فصلِ گل مین رخت تو بدلنے کا
بدن سے مثلِ گل پھٹکر یہان کپڑے اُترتے ہین

نہین چلتی ہے قینچی یہ چھُری پھرتی ہے گلچین پر
یہ بلبل نہین صیاد برگِ گل کترتے ہین

تفاوت اس قدر ہے زاہدون مین اور رندون مین
کہ وہ کچھ دل مین لی رہتے ہین یہ سب کہہ گزرتے ہین

نہ اتنی چاہ کر آبِ دمِ شمشیرِ قاتل کی
کڑا پانی ہے دو گھونٹ اسکی مشکل سے اُترتے ہین

نئے گل پھولتے ہین اپنی آہِ سرد سے ہر دم
جگر کے داغ دلکی چوٹ بن بنکر ابھرتے ہین

یہان نہلا کے ہمکو دفن بھی احباب کر آئے
وہان حمام سے فرصت نہین ابتک نکھرتے ہین

شمیمِ گل ہین ہم بھی تم اگر بادِ بہاری ہو
جدھر چلتے ہو چلتے ہین جہان ٹھہرو ٹھہرتے ہین

خضر کو ڈھونڈتا پھرتا ہے کیا مجنون بیابان مین
اِدھر آئے کہ ہم نے یہ طریقے خوب برتے ہین

غضب ہے سامنا غصے مین اُن خونخوار آنکھونکا
شکارِ شیر کرتے ہین جو یہ آہو بپھرتے ہین

کہان انگورِ شیرازی کہان یہ کشمش ہندی
پہنچ رہتے ہین وہ دانے جو قسمت مین اُترتے ہین

برنگِ طائرِ تصویر امیرؔ اڑنا کہان ممکن
ہم اپنے آشیانے سے چمن مین کب اُترتے ہین

پھڑک کر مرغِ بسمل کی طرح عاشق جو مرتے ہین
یہ مقتل مین عروسِ تیغ کے صدقے اُترتے ہین

نکلجاتے ہین وہ جس راہ سے بیچین کرتے ہین
ہزارون چٹکیان لیتے ہین جس دل مین گزرتے ہین

لبون پر آکے ہجرِ یار مین دم ضبط سے بولا
سلامت بیقراری ہم کہین گھٹ گھٹکے مرتے ہین

لیا تو مین نے بوسہ خنجرِ قاتل کا مقتل مین
اجل شرما گئی سمجھی کہ مجکو پیار کرتے ہین

مین اس شوخی پہ صدقے ہون کہ مجھسے بزم مین پوچھا
یہ سب تو غش ہین مجھپر آپ کہیے کسپہ مرتے ہین

تسلی خاک ہو وعدون سے اُنکی جیتے جی ظالم
اشارون سے یہ کہتی ہین کہ دیکھو اب مکرتے ہین

ہماری جان تم ہو وہ ہماری جان کا دشمن
تمہارے دوست ہین ہم اپنے دشمن سے ڈرتے ہین

مین کہتا ہون تمھین نے دل لیا میرا تو کہتے ہین
کہ ہان ہان لے لیا اچھا کیا ہم کب مُکرتے ہین

حسینون کی تعلّی ہے سبب محبوب ہونے کا
جو چڑھ جاتے ہین نظرون پر وہی دلمین اُترتے ہین

بڑے رستم ہین تیرے چشم و ابرو دیکھنے والے
نہ خنجر سے جھجکتے ہین نہ وہ قاتل سے ڈرتے ہین

بتون کے چاہنے والون مین بھی ہے شانِ محبوبی
قضا مرتی ہے اُن پر جو ادا پر اُن کی مرتے ہین

نہ رحم آجائے قاتل کو نہ رُک جائے کہین خنجر
نگاہِ حسرت آگین ہم اثر سے تیرے ڈرتے ہین

خبر ہم سخت جانون کی وہ سُنکر طنز سے بولے
کوئی مرنے کی حد بھی مر نہین چکتے ہین مرتے ہین

سلیمان ہمکو یادِ چشم و گیسو نے بنایا ہے
ہمارے گھر مین شب بھر تخت پر یون کے اُترتے ہین

ہمین بتیا بیان خطِ یار کو لکھتے نہین دیتین
جگر سے جب اُٹھاتے ہین تو دلپر ہاتھ دھرتے ہین

شباب اُن کا غضب ہی ہاتھ پڑتا ہے جو سینے پر
نکلجاتا ہے منہ سے مار ڈالا ہاے مرتے ہین

شبِ وصلت بھی یہ عالم ہے میری بیقراری کا
تڑپ جاتے ہین وہ دلپر جو میرے ہاتھ دھرتے ہین

کبھی مدِ نظر گر عاشقون کا قتل ہو تمکو
ہمین بھی یاد رکھنا ہم بھی تمکو پیار کرتے ہین

برنگِ نبض چلنے سے ہین اپنے دست و پا چلتے
ٹھہر جاتا ہے سارا قافلہ جب ہم ٹھہرتے ہین

بری ہین پاکبازانِ محبت رشک سے دیکھو
جو تمکو پیار کرتے ہین ہم اُنکو پیار کرتے ہین

امیر اِس جان کے دشمن سے تمکو ڈر نہین لگتا
دھڑلے سے تم اُسکے منہ پہ کہتے ہو کہ مرتے ہین

دبا پایا جو ہے ہمکو تو یہ بھی ظلم کرتے ہین
ہماری قبر کے تختے بھی اب ہم سے بگڑتے ہین

عدم کے جانیوالے راستے مین کب ٹھہرتے ہین
جہان یہ نکلے گھر سے جا کے منزل پر اُترتے ہین

پھرون مین گرد تو وہ ڈر کے کچھ خیرات کرتے ہین
مرے قربان ہونے پر وہان صدقے اُترتے ہین

عجب پردہ ہے پردہ شرمِ عصیان کا دمِ آخر
اسی پردے مین ساری عمر کی بگڑے سنورتے ہین

مریضِ عشق سے پہلو تہی طرفہ تماشا ہے
ہوے بیمار تو ہم اور پرہیز آپ کرتے ہین

خیالِ یارِ ابرو مین جو یادِ چشمِ ساقی ہے
حرم مین بیٹھے بیٹھے میکدے کی سیر کرتے ہین

لڑی ہین اُنکی آنکھین آئینے مین خطِ عارض سے
غزالانِ حرم فردوس کے سبزی مین چرتے ہین

مرا خط پھینک کر قاصد کے مُنہ پر طنز سے بولے
خلاصہ سارے اس طومار کا یہ ہے کہ مرتے ہین

پڑے ہین ابروؤن پر بل یہ کیون مدِّ نظر کیا ہے
یہ دُہرے دُہرے خنجر آپ کس پر تیز کرتے ہین

تسلی دل کو ہم دیتے ہین کیفِ چشمِ ساقی سے
شرابِ حُسن لیکر عشق کی ساغر مین بھرتے ہین

مدد اے آبِ خنجر رحم کر ان تشنہ کامون پر
نہ اُنکی پیاس مرتی ہے نہ یہ پیاسے ہی مرتے ہین

نہ مہر اُس گل کا ہمسر ہے نہ ماہ اُسکے برابر ہے
ہین دونون ایک ہی سے کچھ ذرا چڑھتے اُترتے ہین

چلے ہی جاتے ہین پیکِ نفس اک عمر گزری ہے
نہ منزل ہے کہین اُنکی نہ رستے مین ٹھہرتے ہین

ہین کسکی دید کا طالب ہون کس کی وصل کا خواہان
یہ کسکی حسرتین ہین آپ جن کا خون کرتے ہین

نہ اپنا محتسب کا خوف ہے ہمکو نہ قاضی کا
کہین توبہ نہ میخانے مین آئے اُس سے ڈرتے ہین

اُنھین کا مال تھا اچھا کیا دل لے لیا میرا
کوئی چھینے نہین لیتا اُنسے کیون مُکرتے ہین

بھرا ہے حسرتون سے دل کہان داغون کی گنجایش
یہ سب ارمان ہین جو داغ بن بنکر اُبھرتے ہین

مُغنی کی نہ میخانے مین حاجت ہے نہ مُطرب کی
شکستِ توبہ کی آواز پر ہم وجد کرتے ہین

ابھی اے جان تو نے مرنے والون کو نہین دیکھا
جئے ہم تو دکھا دینگے کہ دیکھو اسطرح مرتے ہین

یہ اپنے داغ ہین دن رات جن کا ایک عالم ہے
ستارے ڈوبتے ہین دنکو راتو نکو اُبھرتے ہین

وہ سر سے پاؤن تک تصویر ہین بیساختہ پن کی
سنورنے سے بگڑتے ہین بگڑ کر ہی سنورتے ہین

دمِ آرایش آئینہ جو دیکھا ناز سے بولے
اُدھر یہ کون میری لاگ پر بیٹھے سنورتے ہین

قیامت دورِ تنہائی کا عالم روح پر صدمہ
ہمارے دن لحد مین دیکھیے کیونکر گزرتے ہین

جو رکھ دیتی ہے شانہ آئینہ تنگ آ کے مشاطہ
ادائین بول اُٹھتی ہین کہ دیکھو یون سنورتے ہین

خیال آتا ہے پیری مین جوانی خواب تھی گویا
پلک پیچھے جھپکتی ہے یہ دن یونہی گزرتے ہین

کیا ہے نام کیا اُستاد کا روشن خدا رکھے
امیر اُستادزادون پر ہم اپنے فخر کرتے ہین

حباب آسا محیطِ عشق سے جو پار اُترتے ہین
گزر جاتے ہین پہلے سر پہ بھی پاؤن دھرتے ہین

لگاتے ہین جو سرمہ آئینے کو وُہ دُھرتے ہین
ستم دیکھو وہ اپنی چتونون سے آپ ڈرتے ہین

تصور مین اُڑا کر رنگِ رُخ نیرنگ کرتے ہین
کہ تصویر خیالی مین تری ہم رنگ بھرتے ہین

بتو اہلِ حرم بیجا نہین تم کو بُرا کہتے
برہمن ہی کا گھر بھرتے ہو جب صدقے اُترتے ہین

نہین ہے دیر سے خورشید کی وہ گرم بازاری
ہوا ہے دھوپ کا مُنہ زرد شاید وہ نکھرتے ہین

پسند آیا اُنہین مجکو اسیکا شکر کیا کم ہے
کہ شکوہ سیکے بیٹھون آپ دل لیکر مکرتے ہین

مرے سینے پہ مقناطیس ترا ہاتھ ہے ای بُت
کہ جتنے دل مین پیکان جمع ہین وہ سب اُبھرتے ہین

شبِ غم مین رہے جیتے بُرا ہو سخت جانی کا
نہ آئی موت اِس غیرت کے مارے ہم تو مرتے ہین

جواب اعضا ہمین دیتے ہین کیون ای ضعف پیری مین
جوانی کی تو ہم ان سے نہین درخواست کرتے ہین

چمن کی سیر ہی چھوٹی تو پھر جینے سے کیا حاصل
گلا کاٹین مرا صیاد پر ناحق کترتے ہین

چل اے بادِ بہاری اِک ذرا آہستہ آہستہ
کہ وہ مجھ سے اُلجھتے ہین جو بال انکی بکھرتے ہین

لب ایسی جانفزا خط کا یہ رنگ اِس قہر کی آنکھین
مسیح و خضر و عزرائیل تینون تم پہ مرتے ہین

تصور مین بھی مُنہ چومون تو اُڑ جاتا ہے رنگ اُنکا
بلا مین خواب مین بھی لُون تو بال اُنکی بکھرتے ہین

قیام اس بحرِ طوفان خیز دنیا مین کہان ہمدم
حباب آسا ٹھہرتے ہین تو کوئی دم ٹھہرتے ہین

جھجک جاتے ہین وہ سائے سے اپنے روزِ روشن مین
اندھیری رات مین زلفون کو لہرانے سے ڈرتے ہین

دکھایا انقلابِ تازہ عالم کے حوادث نے
جو مرتے ہین وہ جیتے ہین جو جیتے ہین وہ مرتے ہین

بہت سنبل چمن مین آج پیچ و تاب کھاتا ہے
کسی محبوب کے شاید کہین گیسو سنورتے ہین

امیر اول سرِ لشکر ہدف ہے تیرِ آفت کا
شکار انداز پہلے مرغ کے شہپر کترتے ہین

بخت ایسے کہان ہین جو کرون یار سے باتین
کرتا ہون مین شب بھر در و دیوار سے باتین

کیا سمجھین ہم اُس آنکھ کا ایما سوِ نرگس
بیمار نے کین راز کی بیمار سے باتین

اقبالِ سکندر سے مرے لڑ گئے طالع
جسدن ہوئین اُس آئینہ رخسار سے باتین

ٹھیک اُنکے نہ وعدے ہین نہ ٹھیک اُنکی مدارات
دو چار سے لگاتین ہین تو دو چار سے باتین

ڈرتا ہے یہ وحشی ابھی آواز سے تیری
صیاد نہ کر مرغِ گرفتار سے باتین

کیا دھیان امیرؔ آیا کہ وہ ہٹ گئے پیچھے
جُھک جُھک کے جو ہم کرنے لگے پیار سے باتین

شوخی تھی قیامت تری مستانہ ادا مین
فتنون نے قدم چوم لیے لغزشِ پا مین

چھوڑا ہے شگوفہ یہ عیانا ز و ادا مین
اک شاخِ تغافل کی لگا دی ہے جفا مین

شرمائی ہوئی چتونون پر اُسکی نہ جانا
شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوے حیا مین

بیمارِ محبت نے کبھی منہ نہ لگایا
تاثیر گھلی جاتی ہے اس غم سے دوا مین

اس ڈر سے وہ پامال نہین کرتے ہین مجکو
ملجاے نہ دل پس کے کہین رنگِ حنا مین

کہتی ہے شبِ وصل یہ چتون کی شرارت
آج آگ لگا دُونگی مین دامانِ حیا مین

جو ہر جو تغافل کے ازل مین ہوے تقسیم
کچھ میری قضا مین گئے کچھ تیری ادا مین

دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب
جل جاے کہین آج نہ شوخی و حیا مین

کہتا ہے جوانی مین یہ اُس شوخ کا جوبن
ہمسے نہ رہا جاے گا اس تنگ قبا مین

مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا
نکلی ہے قضا چھپ کے حسینون کی ادا مین

کسطرح ہو نو ناز مجھے عجز پر اپنے
وہ چیز ہے یہ جو نہین درگاہِ خدا مین

آنے کا نکیرین کو رستہ نہین ملتا
کیا حور و نکے جھرمت ہین مزارِ شہدا مین

احباب لے ماتم مین کٹی عمر ہماری
ہم ساتھیون کے رونے کو اُترے تھے سرا مین

عکس آئینے مین اُن سے یہ کہتا ہے کہ اے شوخ
پورا ترا شاگرد ہون مین جور و جفا مین

شرماتے ہین جب وصل مین وہ مجھ سے تو شوخی
لے لیتی ہے چٹکی وہین پہلوے حیا مین

مانگی جو دعا مین نے ندا عرش سے آئی
تاثیرین گئین سب ترے دشمن کی دعا مین

کیونکر نہ امیر اس سے تر و تازہ ہون روحین
پھولون کی ہے بو دامنِ گلچین کی ہوا مین

قابلِ عفو مین آلودۂ عصیان ہولون / اے اجل صبر کر اتنا کہ پشیمان ہولون
پھر وہی مین ہون وہی جامہ دری وحشت مین / پہلے واعظ سے ذرا دست و گریبان ہولون
پھر کے پتلی نے دمِ نزع کہا قاتل سے / مرتے مرتے ترے ہاتھون پہ مین قربان ہولون
آنے دیگی مجھے پھر کاہے کو وحشت سوے شہر / رخصتِ احباب سے اے شوقِ بیابان ہولون
ابھی نکلی نہ گلستان سے پھنسا کر صیاد / ہمصفیرون مین ذرا رہ کے خوش الحان ہولون
مرہمِ زخم جو لائی وہ زبانِ شمشیر مین / لبِ خندان نے کہا مین نمک افشان ہولون
نیمجان کر کے مجھے چھوڑ دے دم بھر قاتل / خاک مین خون مین جی کھول کے غلطان ہولون

قدر راحت کی پس رنج ہے دنیا مین امیر
تب چلون باغ کو جب قیدیِ زندان ہولون

باعث تڑپ کا شوخ ستمگر سے کیا کہین / دل تو ہی کچھ بتا دے کہ دلبر سے کیا کہین
اُس بت کے جور خالقِ اکبر سے کیا کہین / آپس کی چھیڑ داورِ محشر سے کیا کہین
غم نے ترے نچوڑ لیا سر سے پاؤن تک / رگ رگ پکارتی ہے کہ نشتر سے کیا کہین
شرم آتی ہے گناہون سے اے پردہ پوشِ خلق / محشر مین جا کے شافعِ محشر سے کیا کہین
خالق ہی جب نہ دے تو گلہ آسمان سے کیا / ساقی نہ منہ لگائے تو ساغر سے کیا کہین
واقف دلون کے بھید سے ہے آفریدگار / آئینے اپنا حال سکندر سے کیا کہین
بگڑا ہوا وہ آپ ہے اُس کا قصور کیا / بگڑین بھی ہم اگر تو مقدر سے کیا کہین
سارے بدن مین اب تو لہو بوند بھر نہین / سوکھی زبان دکھائے تو خنجر سے کیا کہین
ٹھہرا ہے روزِ حشر جو دیدارِ یار کا / اللہ حشر تک دلِ مضطر سے کیا کہین
دل پیچ و تاب مین ہے تو قسمت کے پیچ سے / وہ بے خطا ہے زلفِ معنبر سے کیا کہین

ملتا نہین مکان سے تا لا مکان پتا
ہم کیا بھرے نکل کے ترے گھر سے کیا کہین

کہنے کی بات ہو تو کسی سے کہے کوئی
دل تم نے لیلیا ہے یہ دلبر سے کیا کہین

کعبہ نشین سنے تو کہین اُس سے دردِ دل
کعبے مین اینٹ چومنے سے پتھر سے کیا کہین

قسمت سے سامنا کبھی ہوتا بھی ہے اگر
پہرون ہی سوچتے ہین کہ دلبر سے کیا کہین

پیاسے شراب وصل کے ہین ہم تو اے امیرؔ
شرم آتی ہے کہ ساقیِ کوثر سے کیا کہین

محبت کے جو داغ ڈالے ہوے ہین
اُبھر کر وہی دل مین چھالے ہوے ہین

یہ بت سب مرے دیکھے بھالے ہوے ہین
تصور کے سانچے مین ڈھالے ہوے ہین

خوشامد جو کی مین نے جوبن کی بولا
ارے یار ہم بھی نکالے ہوے ہین

نہ کر بے نیازی سے تو خونِ ارمان
کہ سب تیرے نازون کے پالے ہوے ہین

کبھی خون سودائیون کا گرا تھا
اُچھل کر وہی قطرے لالے ہوے ہین

ہرن کب ہین غصے مین آنکھین تمہاری
یہ دو شیر آنکھین نکالے ہوے ہین

بلا کا بلانوش ہے دل ہمارا
غمِ دو جہان دو نوالے ہوے ہین

زمانہ قضا کے حوالے ہے اور ہم
تمہاری ادا کے حوالے ہوے ہین

بتون کا تصور جو انکو نہین ہے
تو بت کیون یہ اللہ والے ہوے ہین

گراتے ہین کیا بجلیان بھرکے سسکی
تڑپ کر وہ تڑپانے والے ہوے ہین

یونہین توڑنیوالے کے ہاتھ ٹوٹین
بہت دل شکستہ پیالے ہوے ہین

لپیٹے ہین چوٹی مین بال اُس پری نے
جو کالے تھے اب کوڑیالے ہوے ہین

جو آنا ہے تو نزع مین جلد آؤ
سنبھالے ابھی کچھ سنبھالے ہوے ہین

نہ تھی کوچہ گردی نہ صحرا نوردی
یہ رستے ہمارے نکالے ہوے ہین

پیالے کہان وصل کے میکدے مین
کفِ دستِ ساقی پیالے ہوے ہین

یہ لپٹے ہین گیسو کہ اسے بت کنہیا
کمر مین تری ہاتھ ڈالے ہوے ہین

چلی ہے دلہن بنکے کیا تیغ قاتل
عروس اجل کے یہ چالے ہوے ہین

امیر ایسے روئے ہین ہم میکدے مین
لہو سے لبالب پیالے ہوے ہین

ستارے مرے دیکھے بھالے ہوے ہین
یہ سب گیند انکے اچھالے ہوے ہین

یہ موے مژہ بھی ہین جادو کے پتلے
کہ جب دل مین آئے ہین بھالے ہوے ہین

مرا ضبط کہتا ہے مجھ سے کہ کہہ دو
اٹھے درد ہم دل سنبھالے ہوے ہین

یہ تلوارین کس کے گلے پر چلین گی
کہ بل تیوریون پر وہ ڈالے ہوے ہین

ادھر ضعف ادھر ضبط تڑپون مین کیونکر
یہ شہ زور دونون سنبھالے ہوے ہین

ادھر یار سے ہم ادھر آسمان پر
اثر سے ہم آغوش نالے ہوے ہین

زہے ضبط سینے مین دم گھٹ رہا ہے
مگر دل ہم ابتک سنبھالے ہوے ہین

ہرن چوٹ کرتے ہین شیرون پہ دیکھو
حسین ہم پہ پھر آنکھین نکالے ہوے ہین

عجب بیخودی صحبت وصل مین ہے
وہ ہم کو ہم ان کو سنبھالے ہوے ہین

چمن مین یہ پھولون نے کیا گل کھلایا
کہ بلبل کو جینے کے لالے ہوے ہین

الٰہی یہ کس کے لہو کے ہین پیاسے
کہ خنجر زبانین نکالے ہوے ہین

کوئی کینچلی مین ہے ناگن کہ یارب
وہ پھلکے کا موباف ڈالے ہوے ہین

سنا ہے جو بے آب دشت جنون کو
تو چھاگل لیے ساتھ چھالے ہوے ہین

جگر دل کو دل روکتا ہے جگر کو
یہ بسمل کو بسمل سنبھالے ہوے ہین

پیین شیخ جی بیدھڑک ان مین پانی
یہ سب جام مے کے کھنگالے ہوے ہین

ہوا مین عجب حسن ہے گیسوون کا
پری اڑ کے پردار کالے ہوے ہین

امیر ان سے کیا کیا لپٹتے ہین شب بھر

رقابت مین یکتا دو ستا لیے ہوے ہین

ذرا چلمن تک آئین گھر مین وہ کیا بنکے بیٹھے ہین
ہزارون سر بکف مشتاق اک چتون کے بیٹھے ہین

اُنھین وہ مجمع اغیار مین کیا بنکے بیٹھے ہین
وہان دشمن ہی سب اُٹھتی ہوی جوبن کے بیٹھے ہین

عجب برسات ہی کیا کیا ئے گھر بنکے بیٹھے ہین
کہین بھادون کی فریادی کہین ساون کر بیٹھے ہین

ملا کر خاک مین بھی ہاے شرم اُن کی نہین جاتی
نگہ نیچی کیے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہین

ہمارے دوست کے پہلو مین جب بیٹھا ہو وہ جگر
تو خنجر کی طرح پہلو مین ہم دشمن کے بیٹھے ہین

نمود حُسن دُونی ہوگئی ہے خود نمائی سے
اُبھر آیا ہے جوبن اور جب وہ تنکے بیٹھے ہین

بگاڑینگے ہزارون گھر بناوٹ کی اداؤن سے
بنا لین گے بہت کچھ آج وہ پھر بنکے بیٹھے ہین

وہ میرا مال لیکر کیا مرے دشمن کو دیدینگے
مرا دل لیکے کیون پہلو مین وہ دشمن کی بیٹھے ہین

کسیکو تو نے تاکا چوٹ آئی میرے ہی دل پر
نشانے ہی پہ سب ناوک تری چتون کی بیٹھے ہین

اڑا لیجاتے ہین عاشق کے دلکو سینہ زوری سے
غضب کے دو اُچکلے بھیس مین جوبنکی بیٹھے ہین

نگاہ شوق ایسی پردہ در ہے کچھ نہین کھلتا
کہ چلمن کے اِدھر یا وہ اُدھر چلمن کی بیٹھے ہین

تری دھن مین جو آیا آفتاب حشر بھی سر پر
تو ہم سمجھے کہ سائے مین تری دامن کے بیٹھے ہین

علاقہ میرے دشمن سے نہین جاتا نہین جاتا
نہین دشمن تو اب وہ سوگ مین دشمن کی بیٹھے ہین

یہ کہتے آئنہ خانے سے اُٹھ بھاگے وہ گھبراکر
یہان سب لوٹنے والے مرے جوبنکی بیٹھے ہین

رہے ہین وصل مین کیا کیا نیاز و ناز کے جھگڑے
کبھی ہم روٹھ کر اُٹھے کبھی وہ من کے بیٹھے ہین

دکھاتے ہین عدم کی راہ اُن کے مردم دیدہ
حقیقت مین ہین رہبر بھیس مین رہزنکی بیٹھے ہین

بگڑ کر جب وہ اُٹھے ہین تو دل بیٹھے ہین لاکھونکی
ہزارون فتنے اُٹھے ہین جہان وہ بنکی بیٹھے ہین

بڑے ہی قدردان کانٹے ہین صحراے محبت کے
کہین گاہک گریبان کی کہین دامن کی بیٹھے ہین

ترے دروازے پر غنچہ نہین نظارہ بازونکا
یہ گلچین پھول چننے کو تری گلشن کے بیٹھے ہین

چھڑانا جان کا مشکل ہے کانٹون سے علائق کے
یہان سب کھینچنے والے مری دامن کے بیٹھے ہین

کبھی اُبھرے ہوئے ساٹن جو بنون پر نہین پھبتی
که دو مالی یه دو غنچے لیے سوسن کے بیٹھے ہین

امیر آتی ہے مجکو شرم اِس محفل مین کچھ پڑھتے
کہ مین ناقص ہون اور کامل یہان ہر فن کے بیٹھے ہین

وہ دل کی تاک مین جب شوق سے بن ٹھن کے بیٹھے ہین
تو سو غمزون سے دلبر تیر اِس جوبن کے بیٹھے ہین

اُدھر ہے عکس اِدھر وہ دونون بانکے بنکے بیٹھے ہین
غضب جوبن ہے دو دو گرز تولے تنکے بیٹھے ہین

یہ آہو چشم جتنے کھڑکیون مین بن کے بیٹھے ہین
وہ سب باری ہوئے ظالم تری چتونکے بیٹھے ہین

وہ آمادہ سنورنے پر ہم آمادہ ہین مرنے پر
اُدھر وہ بن کے بیٹھے ہین اِدھر ہم تنکے بیٹھے ہین

عداوت ہم سے کیجاتی ہے پردے مین محبت کی
اُٹھا کر ہمکو خود وہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

اذیت سے نہین خالی کوئی شغل اپنا فرقت مین
اُٹھے ہین درد بنکر نقشِ حسرت بنکے بیٹھے ہین

یہ کیا بیہودہ فرمائش ہے اُس سے ای دلِ نادان
بھلا پردہ نشین باہر کہین چلمن کے بیٹھے ہین

اشارہ کرکے آئینے کی جانب کہتے ہین مجھ سے
وہ دیکھو دیکھنے والے مرے جوبن کے بیٹھے ہین

جو میرا دل دکھاتا ہے مرے پہلو مین آ بیٹھین
الگ پھر مجھ سے کیون پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

وہ کہتے ہین اِدھر عاشق اُدھر عاشق کدھر جاؤن
دو طرفہ کھینچنے والے مرے دامن کے بیٹھے ہین

پڑی ہے آنکھ تیری بھی تو رونا تجکو آیا ہے
تری محفل مین ہم تصویرِ حسرت بنکے بیٹھے ہین

وہی انصاف سے کہدین کہ ہے کسکی جگہ اچھی
بغل مین اُنکی ہم پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا بے پردہ کوئی جلوہ اُس کا دیکھ سکتا ہے
یہ کیا کم ہے کہ ہم نزدیک اُس چلمن کے بیٹھے ہین

وہ آئینے مین پیاری شکل اپنی دیکھ کر بولے
کہ یہ ہین کون میرے گھر مین جو بن ٹھن کے بیٹھے ہین

دلِ آغازِ شبابِ عمر کے بھولا مزے کیونکر
جوانی کے وہ سکّے نقش پہ بچپن کے بیٹھے ہین

وہ رخ غارتگرِ جان ہے تو خطِ سبز پھر کیسا
تماشا ہے کہ خضر آغوش مین رہزن کے بیٹھے ہین

لگے چرکا نہ آہِ آتشین کا دل دہلتا ہے
وہ رکھکر ہاتھ پتھر پر مرے مدفن کے بیٹھے ہین

نکال انکو جو غیرت ہو کہ اے قاتل ترے ارمن
ترے کشتے کی تربت پر مجاور بن کے بیٹھے ہین

نہین اے ماہ وش یہ آسمان پر جابجا تارے
پتنگے کچھ تری شمعِ رخِ روشن کے بیٹھے ہین

یہ کیا بے وقت کی لے حضرتِ دل آپکو سوجھی
اُٹھے ہین روٹھکر آپ جب وہ منکے بیٹھے ہین

کڑی منزل ہے بوڑھون کی جو موت آئی تو یہ طے ہو
تھکے ماندے مسافر منتظر ہرزنکے بیٹھے ہین

امیر اچھی غزل ہے داغ کی جسکا یہ مصرع ہی
بھوین تنتی ہین خنجر ہاتھہ مین ہے تنکے بیٹھے ہین

مفت وہ کس کی جان لیتے ہین
دے کے منہ مین زبان لیتے ہین

آزمائش مین جان لیتے ہین
خوب آپ امتحان لیتے ہین

ناتوانی سے ہم حسینون مین
چھانٹ کر دہان پان لیتے ہین

فقرے فقرے مین دل پہ ہین چوٹین
باتون باتون مین جان لیتے ہین

وصل مین کچھ نہین نہین ہی نہین
مانتے ہین تو مان لیتے ہین

پیر ہوتے ہین جو شباب کے بعد
تیر دے کر کمان لیتے ہین

طعنے دیتے ہین عشق مین بے مہر
چٹکیان مہربان لیتے ہین

سوزِ دل اُس پری سے کہنے کو
شمع سے ہم زبان لیتے ہین

دخترِ رز کی جو بات آتی ہے
مغبچے خوب چھان لیتے ہین

کس سے سیکھے ہین ظلم پوچھو تو
کس کا نام آسمان لیتے ہین

ساتھہ مستون کے مفت مین قاضی
دخترِ رز کو سان لیتے ہین

لبِ میگون و خطِ سبز کے مست
مے مین سبزی بھی چھان لیتے ہین

ہر قدم پر برنگِ نقشِ قدم
دم ترے ناتوان لیتے ہین

وصل مین بھی جھجک نہین جاتی
پھیر کر منہ وہ پان لیتے ہین

کیون سراپا نہ جان ہون معشوق
سارے عالم کی جان لیتے ہین

میکشون کو عروج مستی مین
ہاتھون ہاتھہ آسمان لیتے ہین

ہم سند کے لئے لغت مین امیر
فصحا کی زبان لیتے ہین

وصل مین یون وہ جان لیتے ہین
ضبط کا امتحان لیتے ہین

دل تو لیتے ہین جان بوجھ کے پھر
بنکے انجان جان لیتے ہین

دل بچے کس طرح حسینون سے
ملکے سب چھین چھان لیتے ہین

نہین ساقی پہ قلقلِ مینا
ہچکیان نیمجان لیتے ہین

میری ہر بات پر ہین سو سو عذر
غیر کی خوب مان لیتے ہین

ہوکے برباد تیرے خانہ خراب
لامکان مین مکان لیتے ہین

ہائے کیا دلبری کی ہین گھاتین
دم دلاسے مین جان لیتے ہین

یہ ملا اوج خاکساری سے
کہ قدم آسمان لیتے ہین

نقدِ دل دیکے مصرِ حسن سے ہم
کیا انکیلا جوان لیتے ہین

چھوڑتے ہین وہ سینے مین پیکان
دلدہی کرکے جان لیتے ہین

ہر گلوری پہ چھیڑتے ہین شبِ وصل
ہم یہ رخصت کا پان لیتے ہین

دہنِ زخم چوستے ہین وہ تیغ
کیا مزے بے زبان لیتے ہین

پھیر دین دل نہین جو اُن کو پسند
کیون غریبون کی جان لیتے ہین

چوم کر خط و رخ کو اُس گل سے
اُلٹے ہم پھول پان لیتے ہین

ق

مردمِ دیدہ پہلے گردِ نظر
سات پردون مین چھان لیتے ہین

تب مزہ دیکھ بھال کا تیری
دُور سے میری جان لیتے ہین

تاک کر دل مرا کہا کہ امیر
ہم تو ایسا جوان لیتے ہین

عشق مین گر لحاظ و زلف سنگھاتے بھی نہین
جائیے جائیے ہم آپ مین آتے بھی نہین

بت بنے بیٹھے ہین کچھ بات بتاتی بھی نہین
اور یہ غصہ کہ مین روٹھا تو مناتے بھی نہین

کچھ وفا کچھ ہے حیا جان ہے کس مشکل مین
دل ہر جاتے بھی نہین آنکھون مین آتی بھی نہین

میہمان کرکے مجھے سر پہ کھڑے ہین چپکے
ہاتھ اُٹھاتے بھی نہین ہاتھ لگاتی بھی نہین

روٹھنا روز کا ٹھہرا ہے تو یہ سن رکھیے
روز کے روٹھنے والے کو مناتی بھی نہین

آگے آئینے کے بیٹھے ہین جھکائے آنکھین
چوٹ کھاتے بھی نہین چوٹ لگاتی بھی نہین

اپنے پہلو مین بٹھاتے نہین عاشق کو مگر
بیٹھ جائے تو مروت سے اُٹھاتی بھی نہین

اُن نگاہون سے جوانی مین حیا کہتی ہے
جاؤ اب پردے ہین ہم تمکو بٹھاتی بھی نہین

نکلے ہی پڑتے ہین محرم سے اُچھلتے دیکھو
شرم کی بات ہے تم ان کو دباتی بھی نہین

جی دھڑکتا ہے کہ چوری نہ ہو دل کی ثابت
منھ سے انکار بھی ہے آنکھ ملاتی بھی نہین

پرسش حشر مین چوکے تو وہ مجھ سے بولے
تم کھڑے دیکھتے ہو اور بتاتے بھی نہین

ہیچ ہین حور و پری لیلی و شیرین کیسی
ایسی ویسیونکو تو وہ دھیان مین لاتی بھی نہین

ہنس ہی دین دیکھ کے رونا نہ کرین ہمدردی
مجکو رونا تو یہی ہے کہ رُلاتے بھی نہین

آکے تربت پہ مری کہتے ہین لو اُٹھ بیٹھو
اب تو مدت ہوئی ہم تمکو ستاتی بھی نہین

پھیر دو دل جو نہین دیتے ہو بوسہ یہ کیا
مال پر لوٹ بھی ہو دام لگاتے بھی نہین

ناز کہتا ہے کہ جان اسکی ہو تم جی نہ اُٹھے
مارے اس ڈر کے جنازے پہ وہ آتی بھی نہین

زاہد و حق تو یہ ہے تم ہو بڑے بے توفیق
اپنے مہمان کو دو گھونٹ پلاتے بھی نہین

جب سے عاشق کے ہوئے پھول پہننا کیسا
کپڑے دسواس سے چھو تو نہین بساتی بھی نہین

لطف مرنے کا دکھائین کسے فرقت مین امیر
نہین آتے وہ تو ہم جان سے جاتی بھی نہین

اے خوشا غم ہوئی اُلجھن جو سر مو دل مین
بڑھتے بڑھتے وہی آخر ہوئی گیسو دل مین

اُکھڑیان تیری ہین نظرون مین مری تو دل مین
سیر ہے آنکھون مین پریان ہین پریرو دل مین

دانہ اب ڈالے گا خالِ تہِ ابرو دل مین
جال لائے ہین بچھانے کو وہ گیسو دل مین

ضعف ایسا ہے کہ آیا مجھے غش جب آیا
کوئی پہلو کے بدلنے کا بھی پہلو دل مین

گر سیان کر کے رُلاتے ہو مجھے یاد رہے
چھالے ڈالینگے یہ جلتے ہوے آنسو دل مین

جوڑ پورا دلِ صد چاک کا ہو اچھا ہے
ساتھ شانے کو بھی لے آئین وہ گیسو دل مین

ہجر مین ہوش نہین صبر نہین تاب نہین
اُٹھ بھی اے دردِ دل اب کیون ہی پڑا تو دل مین

کرتی ہے آنکھ تری داغِ محبت پیدا
گُل کھلاتی ہے تری نرگسِ جادو دل مین

طرفہ سا بچا ہے غم و دردِ محبت جن سے
ڈھلتے ہین آٹھ پہر موتی سے آنسو دل مین

ہو گئے مست سب اُٹھی جو تری رُخ سے نقاب
رنگ اس پھول کا آنکھون مین گیا بو دل مین

ہے نگہ تیرِ ادا تیرِ بلا تیرِ قضا
دل ہے پہلو مین مرے تیر سہ پہلو دل مین

ناوکِ ناز ہے آواز تری چھا گل کی
اے پری بنگئے پیکان تری گھنگرو دل مین

کرتے ہین اپنے تصور کے مکان کی زینت
دو دو آئینے لیے آ گئے ہین زانو دل مین

دل سے جلتی ہوئی آنکھون نے جو مانگا پانی
ضبطِ الفت نے کہا قید ہین آنسو دل مین

کھینچکر سُرمے کا دنبالہ دکھائی مجھے آنکھ
پھر گئی کوکبِ دُمدار کی جھاڑو دل مین

ناز انداز ادا غمزہ کرشمہ شوخی
لیکے آیا ہے پریخانہ پری رو دل مین

کہتے ہین تیر و کمان دونون ہین میری مرناپیا
جھوٹی باتین ہین نہ مژگان ہی نہ ابرو دل مین

اب خدا حافظ و ناصر مرے ارمانون کا
پھانسیان لیتے ہوئے آئی ہین گیسو دل مین

پڑ گئی جان جو آیا تری افشان کا خیال
سارے آہون کی شرر بنگئے جگنو دل مین

ناوکِ ناز و ادا کا ترے اللہ رے ادب
حسرتین جتنی ہین بیٹھی ہین دو زانو دل مین

کونسی چیز ہے معشوق کو عاشق سے عزیز
مژہ دل مین ہے نگہ دلمین ہی ابرو دل مین

آنکھ اس آنکھ سے دیکھو نہ مقابل ہو امیر
اسی کھڑکی سے اُترآتا ہے جادو دل مین

طرفہ آیا ہے پہنچنے کا یہ پہلو دل مین ‌ ‌ ‌ تیر جاتے ہین چھری بن کے وہ ابرو دل مین

چھوٹے موتی جو سمجھتا ہے انہین تو دل مین ‌ ‌ ‌ اور اس غم سے گھلے جاتے ہین آنسو دل مین

غمزہ اُس شوخ سے کہتا ہے ادا سے اُسکی ‌ ‌ ‌ چٹکیان لون مین کلیجے مین تو لی تو دل مین

حکم ہر ضبطِ محبت کا کہ ہو راز نہ فاش ‌ ‌ ‌ آکے آنکھون مین پلٹ جاتی ہین آنسو دل مین

شوخی اُس شوخ کی آنکھونکے تصور مین بھی ہے ‌ ‌ ‌ بھرتے ہین چوکڑیان آکے یہ آہو دل مین

ڈیوڑھی سے شاہ نشین تک ہو مہک پھولونکی ‌ ‌ ‌ آنکھون مین وہ گل رُخسار ہون خوشبو دل مین

سلسلہ دیکھنے اشکون کا یہان آ بیٹھو ‌ ‌ ‌ خوب آتی ہے نظر سیر لب جو دل مین

خالی معشوق سے عشاق کہین رہتے ہین ‌ ‌ ‌ دھیان تیرا ہے جو لے یار نہین تو دل مین

سرو گلزار سے فردوس سے طوبی اُکھڑے ‌ ‌ ‌ یہ جما ہی رہے وہ قامت دلجو دل مین

طفل اشک اُٹھ کے جو دوڑین تو سنبھالی اُنکو ‌ ‌ ‌ اب توانا بھی نہین ضعف سے قابو دل مین

ہو چکا حسرت و ارمان کا تو خون اے قاتل ‌ ‌ ‌ کیسے اب کھینچے ہین چھریان تری ابرو دل مین

نکل اے یاس کہ ہے وصل مین ارمان کا ہجوم ‌ ‌ ‌ اب جگہ اتنی نہین ہے کہ رہے تو دل مین

ایک ایک ان مین شرارہ تھا جہنم کا امیر
آگ لگجاتی جو رہجاتے یہ آنسو دل مین

وہ رخ و زلف نہ نظر آئین یہ ممکن ہی نہین ‌ ‌ ‌ ہاے راتین بھی قیامت ہین فقط دن ہی نہین

رنگ پیری مین جوانی کے ہون ممکن ہی نہین ‌ ‌ ‌ پھولنے پھلنے کے اب دن ہی نہین سن ہی نہین

دیکھیے محکمہ حسن سے کیونکر ہو نجات ‌ ‌ ‌ مجرم عشق ہون میرا کوئی ضامن ہی نہین

جذب دل اُن سے یہ کہتا ہے کہ اب کیون آئے ‌ ‌ ‌ تم تو کہتے تھے کہ آنا مرا ممکن ہی نہین

یون تو سلجھے گا نہ اُلجھا ہوا بوسون کا حساب ‌ ‌ ‌ سہل سا گر مین بتا دون تجھے تو گن ہی نہین

سادگی مین مرے محبوب کی ہے لاکھ بناؤ ‌ ‌ ‌ سر سے مستی سے سنورنے کے ابھی دن ہی نہین

اُن سے مطلب کی کہی بات تو ہنسکر بولے ‌ ‌ ‌ بات وہ کہیے جو ممکن ہو یہ ممکن ہی نہین

دار فانی مین پتا اُس کا ہین کس سے پوچھون
سب ہین پردیسی یہان کا کوئی ساکن ہی نہین

میرے آغوش مین آنیکو جو وہ اُٹھتے ہین
ناز کی کہتی ہے بیٹھو بھی یہ ممکن ہی نہین

نالہ کش دلکو نہ دیکھا تو وہ کافر بولا
اچھی مسجد ہے جہان کوئی موذن ہی نہین

جب کہا مین نے کہ اب حکم ہے واجب بولے
آپ واجب کہین یا فرض یہ ممکن ہی نہین

اے صنم وصل ہین کیا قید کہ ٹھہرے کسدن
سب دن اللہ کے ہین کوئی بُرا دن ہی نہین

وہ جفا کو اچھی جا مین نہ وفا کو سمجھین
بارہوین سال کا آغاز ہے کچھ سن ہی نہین

تیغ قاتل ہے کبھی مجھ سے اجل رُوٹھی ہے
کس کا احسان اُٹھاؤن کوئی محسن ہی نہین

غیر کے پاس سے اُٹھکر جو مین اُن سے لپٹا
بولی بریان بھی بنی آگ کی مین جن ہی نہین

اُن سے ہو وصل کی درخواست وہ جو جا مین کہین
غمزہ کیون بیچ مین بول اُٹھتا ہے ممکن ہی نہین

صنعت کاتب قدرت ہین رُخ و خط دو نون
وہی اس متن کا شارح بھی ہو ماتن ہی نہین

بے جگہ شام ہوئی جاتی ہے جنگل مین امیر
ہائے کیا پہنچین گے منزل پہ کہ اب دن ہی نہین

ردیف واو

الفت مین برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات مین لذت ہے اگر دل مین مزا ہو

ہم تم ہون شب وصل اکیلے تو مزا ہو
ہم سے ہوا اب دُور جیا تم سے جُدا ہو

آئے جو مری لاش پہ وہ طنز سے بولے
اب مین نہ ہون تم سے کہ تم مجھ سے خفا ہو

جو اُن سے ادا ہوتی ہے کہتا ہے مرا دل
اس پردے مین اللہ کرے میری قضا ہو

مہمان چمن آج ہے سیر اگل نازک
کہدو کہ دبے پاؤن روان باد صبا ہو

گھبرا کے وہ بولے جو سُنا شور قیامت
دیکھو مرے عاشق کا جنازہ نہ اُٹھا ہو

آئے جو دم نزع کہا ہنسکے سدھارو
پریون کو تو چاہا بہت اب حورونکو چاہو

کیا شوق مقام قدسے قیامت مین مین پہنچا
کہتا ہوا اب وعدۂ دیدار وفا ہو

جھنجلا کے سزا دین وہ مجھے ہاتھ سے اپنے
ایسی کوئی لے دل جو خطا ہو تو مزا ہو

ہر رنگ مین ہے یار نیا رنگ تمہارا
بے پردہ جو شوخی ہو تو در پردہ حیا ہو

وحشت کو مری ساتھ مرے دفن نہ کرنا
گھر خانہ خرابی کا مرے گھر سے جدا ہو

تو صورتِ دریا ہے حباب اہلِ جہان مین
تیرا ہے تری راہ مین سر جس کا فدا ہو

ہنس ہنس کے چھری پھیر گلے پر مرے قاتل
آخر کی تڑپ ہے یہ کچھ اس مین تو مزا ہو

نیرنگیِ حسن اُن کی یہ کہتی ہے شبِ وصل
چتون مین شرارت ہو تو آنکھون مین حیا ہو

رحم اس دلِ پُر داغ پر اے الفتِ مژگان
کانٹون مین نہ کھینچ اُسکو جو پھولون مین تُلا ہو

اس وہم سے گندھواتے نہین چوٹی کو وہ چھپکے
مشاطہ کا بہروپ نہ عاشق نے بھرا ہو

اُٹھ جاتے ہین محفل سے جو ہوجاتی ہے گل شمع
ڈرتے ہین کہ مجھ سے نہ ملی بادِ صبا ہو

کیا ربط ہے سینے سے کھنچے تیر تو پیکان
ناوک سے جُدا ہو مرے دل سے نہ جدا ہو

لایا مہِ نو بدر کا آئینہ بغل مین
اتنا بھی نہ اپنا کوئی مشتاقِ لقا ہو

کیا ہاتھ مین درکار امیر انکو ہے مہندی
چھولین گُلِ عارض تو وہی رنگِ حنا ہو

بولے وہ آئے جو ناصح مرے سمجھانیکو
کون ہو تم نہ ستاؤ مرے دیوانے کو

گھر سے ہم نکلے تھے مسجد کی طرف جانیکو
رند بہکا کے ہمین لیگئے میخانے کو

تو نے کمبخت کبھی پی ہی نہین کیا تجھے قدر
محتسب دیکھ مری آنکھ سے پیمانے کو

زلفین اتنی نہ بڑھا ہے وہ بہت زار نحیف
بیڑیان چاہیے ہلکی ترے دیوانے کو

یہ زبان چلتی ہے ناصح کہ چھری چلتی ہے
ذبح کرنے مجھے آیا ہے کہ سمجھانے کو

ہٹ گئی عارضِ روشن سے تمہاری جو نقاب
رات بھر شمع سے نفرت رہی پروانے کو

شمعِ دولت ہے جہان آپ ہی آرہتے ہین لوگ
بزم مین کون طلب کرتا ہے پروانے کو

چشمِ ساقی کی ادا نے بے مجھے مے نوش کیا
دخترِ رز آکے لگا لیگئی میخانے کو

مے کہان فرقتِ ساقی مین میسر ہم کو
رکھکے ہم سینے پہ سو رہتے ہین پیمانے کو

گور مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
ناصح آ پہنچے یہان بھی مرا سر کھانے کو

شورِ ہو حق ہے یہان بڑہکی دہان سے زاہد
اپنی مسجد سے لڑا لے مرے میخانے کو

آج کچھ اور بھی پی لون کہ سنا ہے مین نے
آتے ہین حضرتِ واعظ مرے سمجھانے کو

باغبان ہاتھ لگاتا نہین پھولونکو ترے
آنکلتا ہون کبھی دل کے مین بہلانے کو

وہ کہان دن کہ رہا کرتا تھا دورِ ساغر
آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھ کے پیمانے کو

رات دن خال و خط و زلف کا رہتا ہے خیال
گھیرے رہتی ہین بلائین ترے دیوانے کو

جا بجا گل نہین چھلنے کے بدن پہ یہ امیر
کیاریان پھولون کی ہین جی مرا بہلانے کو

بولے وہ مین نے کہا جی کے جو بہلانے کو
منہ لگاتے نہین دشمن مرے دیوانے کو

ساقیا دخترِ رز کا تو بڑا رتبہ ہے
بے وضو مین کبھی چھوتا نہین پیمانے کو

موے مژگان یہ نہین گرد تری آنکھون کے
غول پریون کے ہین گھیرے ہوے میخانے کو

چھیڑ ہر بات مین اچھی نہین اے ناصح
چٹکیان لینے کو آیا ہے کہ سمجھانے کو

دل مین تیرا جو تصور ہے تو اے رشکِ پری
دیکھنے آتی ہین پریان ترے دیوانے کو

بے ادب جا کے جو لپٹا تو سزا ابھی پائی
آگ مین پھونک دیا شمع نے پروانے کو

مے پلانے کو جو ہوتی ہے رقیبون کی طلب
زہر تھوڑا سا عنایت ہو مجھے کھانے کو

آ گئے نزع مین تم راہِ سفر کی کھوئی
رک رہے تھم گئے تیار تھے ہم جانے کو

بختِ وارژون کو کر اے ساقیِ دوران سیدھا
کیا کرون ٹیکے مین الٹے ہوے پیمانے کو

خوانِ الفت مین وہ ہے کون سی نعمت جو نہین
خونِ دل پینے کو ہے لختِ جگر کھانے کو

میری آتش قدمی سے نہین واقف حداد
بھون ڈالے گی یہ زنجیر کے ہر دانے کو

بجلیان جان پہ توبہ کی گرانے کے لیے
بدلیان گھیرے ہوے ہین مری میخانے کو

اب خدا چاہے تو مقتل مین اُنھین خوب مزے
برق دم تیغ ہوئی ہے مرے تڑپانے کو

واعظو تم جسے سمجھے ہو سحابِ رحمت
لے اڑی ہے یہ صبا دوشِ مسیحا نے کو

یارکو محفلِ خوبان سے اُڑا لاے امیر
لیچلیے لُوٹ کے ہم آج پریخانے کو

صدقے مین مُرغِ دل کو ہمارے رہا کرو
تم بادشاہِ حُسن ہو اسکو ہما کرو

عصمت یہ اُن سے کہتی ہے اب تم چھپا کرو
نام خدا جوان ہوے ہو حیا کرو

چلتے ہو ساتھ میرے جنازے کے ہے یہ خوف
ایسا نہو لحد پہ قیامت بپا کرو

شوخی یہ ہے کہ دیکے وہ عاشق کو گالیان
کہتے ہین شاہ جی مرے حق مین دعا کرو

لو ہم تو آگے جاتے ہین صحراے عشق مین
یارو تم اپنے پانوٗن سے کانٹے چنا کرو

جب پوچھتا ہون مین کوئی تدبیرِ وصل کی
کہتے ہین بت کہ اپنے خدا سے دعا کرو

پردے مین تم ہو اُسپہ یہ عالم ہے حُسن کا
پردے سے باہر آؤ تو کیا جانے کیا کرو

ہم مانگتے ہین بوسہ تو جھنجلا کے بدزبان
کہتا ہے اپنے مُنہ سے جو چاہو بکا کرو

کیا روٹھتے ہو عکس سے آئینہ دیکھکر
اپنی طرف خیال تم اسے مہ لقا کرو

جب پوچھتا ہون اُن سے دواے دردِ عشق کی
کہتے ہین پہلے ہوش کی اپنے دوا کرو

مشکل ہے اُس سے حضرتِ دل یون تو رسم و راہ
پہلے تم اپنے درد سے دل آشنا کرو

کہتے ہین بزم مین تو تمہارا یہ رنگ ہے
تنہا جو مجکو پاؤ تو کیا جانے کیا کرو

کیا قدر ہے فسانۂ الفت کی وان امیر
کہتے ہین ہم سُنین نہ سُنین تم کہا کرو

اے تیغِ یار ملکے گلے سے جُدا نہو
اب رُوٹھنے کا وقت نہین ہے خفا نہو

وہ کیا خرامِ ناز ہے جو فتنہ زا نہو
وہ فتنہ کیا ہے جس سے قیامت بپا نہو

حُسن و وفا کا ساتھ تو اے دل ہوا نہو
معشوق نام اُسیکا ہے جس مین وفا نہو

میری نگاہ یاس کی اک چوٹ کھا تو لے | بیدرد پھر مین دیکھون کہ درد آشنا نہو
چٹکا چمن مین غنچہ تو بولا جھجک کے یار | ٹوٹا کہین مرا ہی یہ بند قبا نہو
موسیٰ پڑے ہین غش مین تڑپتی ہے برق طور | پردہ تمہارے رخ سے کہین ہٹ گیا نہو
ہنستے ہین اوچھے زخم تو خوش ہو کی تو بھی ہنس | یہ تو ہنسی کی بات ہے ظالم خفا نہو
اے ضعف اسقدر تو گھُلا میرے جسم کو | آئینے مین بھی شکل مری رونما نہو
ہر وار مین نمک کی بھی چٹکی چلی ہی جاے | کس کام کی تڑپ ہے وہ جس مین مزا نہو

حسرت سے دیکھتا ہون جواُن کی طرف امیر
کہتے ہین دیکھو دیکھو کوئی دیکھتا نہو

حکم دربان کا ہے عشاق سے سرکو سرکو | ہاے جائین یہ کہان چھوڑ کے تیرے در کو
بدشگونی دم رخصت نہ کرو گرم نہو | ٹھنڈے ٹھنڈے مری جان جاؤ سدھارو گھر کو
ہند مین آکے ہے آئینہ مصاحب اُن کا | مژدہ دے روم مین جا کر کوئی اسکندر کو
تھا وہ پیاسا جو گیا خلد مین دل نے پوچھا | پہلے تسنیم کو پی جاؤن کہ مین کوثر کو
معتکف حجرون مین بن بنکے جو بت بیٹھے ہین | کیا بلا دیر بنایا ہے خدا کے گھر کو
کون میخوار ہے ذی رتبہ جہان مین مجھسا | تاک دیتا ہے کنیزی مین مجھے دختر کو
ناخدا ہے جو خدا پار ہے بیڑا تیرا | پھینک دے توڑ کے کشتی سے الگ لنگر کو
محتسب نے تو کیا دونون کا خون ای ساقی | روئین میخوار ترے شیشے کو یا ساغر کو
ملکے بیٹھا مین شب وصل تو جھنجھلا کے کہا | دم گھُٹا جاتا ہے گرمی سے ذرا تو سرکو
پھیر کر گردن بسمل پہ جو رک جاتے ہین | ذبح کرنے کا سکھاتے ہین چلن خنجر کو
میری ایذا کا ہے کب وادی وحشت خواہان | پاؤن سے کہتی ہین کانٹون کی زبانین سر کو
پھیرنا آنکھ کا اچھا نہین مجھ سے قاتل | پھیر دے اس سے تو گردن پہ مری خنجر کو

اس قدر ہے ادب پیر مغان مجھکو امیر

بے وضو ہاتھ لگاتا نہین مین ساغر کو

آج وہ چھاؤن مین تارونکی سدہارے گھر کو
لگ گئی آگ دُھندلکے مین ہمارے گھر کو

ہاے برسات کی رُت مین وہ سدہارے گھر کو
پھونکدے پھونکدے اے برق ہمارے گھر کو

کہدے قاتل کو چلین ہم تو عدم کو پہنچین
راہ جاتی ہے اُدھر ہوکے ہمارے گھر کو

دیکھو کیا ڈھیٹ ہوا ہے یہ دل خانہ خراب
پوچھتا تم سے ہے رستے مین تمہارے گھر کو

راہ میخانے کی ہم بھول گئے ہین زاہد
لے تو اب اُٹھکے جو پہنچا دے ہمارے گھر کو

دل جو پھنک جاے تو ٹھنڈا ہو کلیجا میرا
خوش ہون مین آگ لگا دے کوئی سارے گھر کو

دیکھون اب خانہ خرابی مجھے لیجاے کہان
نگھر اکرکے تو مین آپ سدہارے گھر کو

گھر سے ہم وادی وحشت کی طرف چل نکلے
چھوڑکر خانہ خرابی کے سہارے گھر کو

ڈوبنا دل کا جو اشکون مین ہمین یاد آیا
رو دیے دیکھکے دریا کے کنارے گھر کو

کہتی ہے یاد وطن مجھ سے نہ رُو ٹھ اب من جا
چھوڑ غربت کو پلٹ چل مرے پیارے گھر کو

مین نے پوچھا جو پتا گھر کا بگڑکر بولے
ہم سے پوچھا نہ کرے کوئی ہمارے گھر کو

خانہ بردوش ہین ایسے کہ بگولے کی طرح
باد صرصر لیے پھرتی ہے ہمارے گھر کو

دم نکلتے ہی ہوئی لاش جو ایسی دوبھر
کیا ہوئی ہم سے محبت تھی جو سارے گھر کو

جب اُترتی ہین فلک سے تو ہمین آتی ہین
تاک رکھا ہے بلاؤن نے ہمارے گھر کو

کیا خبر تھی کہ گران ہوگا ہمارا آنا
ہم تو گھر اپنا سمجھتے تھے تمہارے گھر کو

خیر دل کی نہین افشان کے تصور مین امیر
ایک دن پھونک ہی دینگے یہ شرارے گھر کو

مسجدون مین نہ بے محل بیٹھو
زاہدو میکدے مین چل بیٹھو

یارو پڑھتا ہون مین غزل بیٹھو
میری باری ہے اب سنبھل بیٹھو

گھر مین مستو نہ آج کل بیٹھو
فصل گل ہے چمن مین چل بیٹھو

دیکھو نکلی شہیدِ ناز کی لاش
تم بھی گھر سے ذرا نکل بیٹھو

کہہ رہی ہے یہ سوزنِ ساعت
چلنے والو نہ ایک پل بیٹھو

جب مین اُٹھتا ہون کوے قاتل سے
روک کر کہتی ہے اجل بیٹھو

شوقِ دیدار کا تقاضا ہے
حشر مین سب سے پہلے چل بیٹھو

درد کہتا ہے مجھ سے رہ رہ کر
دیکھو اُٹھتا ہون مین سنبھل بیٹھو

وہ جو اُٹھتے ہین فتنے کہتے ہین
ہے تمھین سے چہل پہل بیٹھو

بزمِ ماتم کسی کی سونی ہے
دو قدم پر تو گھر ہے چل بیٹھو

دیکھو دیکھو وہ آئنہ آیا
چوٹ پڑ جاے گی سنبھل بیٹھو

یادِ احبابِ رفتہ کہتی ہے
کسی تکیے مین اب تو چل بیٹھو

دونون ہاتھون سے تھام لو دلکو
آہ کرتا ہون مین سنبھل بیٹھو

بیقرارون کی دیکھنا ہو جو سیر
کبھی چلمن سے تم نکل بیٹھو

کشتۂ ناز کے ہین پھول ای جان
جی مین آئے تو تم بھی چل بیٹھو

ہو جو مسجد مین دل گرفتہ امیر
کسی بھٹی پہ کیون نہ چل بیٹھو

راز توحید کا جو ظاہر ہو
ایک منظور اور ناظر ہو

کوسِ رحلت سے آتی ہے آواز
کہ خبردار اے مسافر ہو

شبِ فرقت دراز ہے دیکھین
عمر آخر ہو یا یہ آخر ہو

سخت منزل ہے امتحان کی جگہ
ٹھہرے ایوب سا جو صابر ہو

کیا مزہ ہو جو ذبح سے پہلے
پاے قاتل پہ لوٹتا سر ہو

اتنی وابستگی جہان سے ہے کیا
شہر بیگانہ تم مسافر ہو

ای دلِ عشق مین یہ حال امیر

تم تو آغاز ہی مین آخر ہو

نہ آؤ تم تو مزاجِ چمن بحال نہو
شجر نہال نہو گل کا چہرہ لال نہو

ہے ایک عمر سے مہمان اسے ملال نہو
شبِ فراق مین ذکرِ شبِ وصال نہو

نکل چلی ہے بہت تیغِ ناز دیکھ اے یار
کوئی غریب کہین بے چھُری حلال نہو

یہ غیر سے ہے محبت کہ مین جو ہون بیمار
وہ دیکھنے کو نہ آئین جو غیر حال نہو

جو اوچھے زخم بھی ہنستے ہین مین یہ ڈرتا ہون
ہنسی ہنسی مین کسیکو کہین ملال نہو

یہ چاہتا ہے تحیر کہ دونون ہون تصویر
اُدھر جواب نہو کچھ اِدھر سوال نہو

دمِ خرام یہ کہتی ہے پاؤن کی چھا گل
وہ سرفراز نہین ہے جو پایمال نہو

خوشی کی دل مین تمنا بھی کر نہین سکتا
خیال ہے ترے غم کو کہین ملال نہو

کرو بناؤ سنوارو تم اپنے گیسو کو
پر اس قدر کہ پریشان کسی کا حال نہو

عروسِ مرگ سے بھی مین لپٹ نہین سکتا
خیال ہے کہ اُنہین اور کچھ خیال نہو

ہٹی جو زلف یہ چہرے کی روشنی پھیلی
مین ڈر گیا کہین صبحِ شبِ وصال نہو

ترے مریضِ محبت کو کوئی کیا جانے
وہی بتاے گا یہ حال جسکا حال نہو

یہ ہمکو رہتا ہے اظہارِ دوستی مین بھی خوف
کہ دشمنون کو تمہارے کہین ملال نہو

بہت ہوے ہین زمانے مین لوگ شادی مرگ
شبِ وصال ہے اپنا کہین وصال نہو

نمودِ خطِ رُخِ یار سے ہے خوف امیر
کہ خضر کو بھی کہین زندگی وبال نہو

مار ہی ڈالتے ہین گیسوؤن والے دل کو
پیچ پر پیچ ہین اللہ بچالے دل کو

کیسے الفت مین پڑے جان سے کے لالے دل کو
اس مصیبت سے اب اللہ نکالے دل کو

ہون مین بیکس کوئی ہمدم ہے نہ غمخوار مرا
درد ہی اُٹھکے سنبھالے تو سنبھالے دل کو

تاک کر تیر ہی سینے پہ لگاے ظالم
یون ہی نکلے مری حسرت کہ نکالے دل کو

اُس سے کہتی ہے شبِ وصل یہ حسرت میری
تجھ سے روٹھا ہے مری جان منالے دل کو

ناوکِ ناز پر ایسا ہے بھروسا مجکو
مفت بھی لے تو کرون اُسکے حوالے دل کو

تم تو وہ ہو کہ کبھی بوسۂ گیسو بھی نہ دو
کس توقع پہ کوئی پیچ مین ڈالے دل کو

ٹوٹ کر آبلے ناسور ہوے جاتے ہین
ہاے چھلنی کیے دیتے ہین یہ چھالے دل کو

اُنکے گیسو تو بلا ہو کے پڑے ہین پیچھے
اب لے وڑے سے آج نہ چھوڑینگے یہ کالے دل کو

کوئی پامال بھی کرنے کو نہین لیتا ہے
مجکو دو بھر ہے کرون کس کے حوالے دل کو

تیری خلخال کی آواز سے چیخ اُٹھتا ہے
تیرے گھنگرو ہی تو سکھلاتے ہین نالے دل کو

دل کیا نذر جو مین نے تو کہا ٹھکرا کر
جان اپنی جسے دو بھر ہو وہ پالے دل کو

مغبچے دخترِ رز سے ہین لگاوٹ مین سوا
تاکتے رہتے ہین یہ میکدے والے دل کو

تم جو پوچھو تو کرے کون تمناے اجل
جان بھی دین نہ قضا کو جو ادا والے دل کو

ہو گیا سرد تڑپ کر تو وہ بولے ہنس ہنس
کیا ہوا آج مرے چاہنے والے دل کو

اسکو زنجیر مین جکڑے گی گلے کی زنجیر
طوق پہنائین گے وہ کان کی بالے دل کو

اپنے مطلب کی انہین آتی ہین کیا کیا گھاتین
ناز سے مانگتے ہین نازو نکے پالے دل کو

چکھ چکا خوب محبت کے مزے دل دیکر
لاؤ جاؤن مین کرو میرے حوالے دل کو

سخت نادان ہے کہ ملتا ہے وہ پاؤن کے تلے
کچھ بھی سمجھے تو کلیجے سے لگالے دل کو

وہ دمِ رقص جو ہر بار لگائین ٹھوکر
پھر کہان تک کوئی سینے مین سنبھالے دل کو

کہتے ہین شوق سے آئین مری محفل مین امیر
ساتھ لائین نہ مگر لوٹنے والے دل کو

حسن کس کام کا جو آن نہو
کیا وہ معشوق جس مین شان نہو

اے جنون لیچل اب وہان کہ جہان
یہ زمین اور یہ آسمان نہو

اُسکی تصویر دیکھے سوتا ہون
کہین وہ شوخ بدگمان نہو

یون مٹا الفت خدا مین خودی
نام باقی رہے نشان نہو

ہم رہین تم رہو وصال رہے
غم نہین ہے جو یہ جہان نہو

ہو رہین ہم تو اے صنم تیرے
تو ہمارا خدا کی شان نہو

وہ بھی معشوق ہے کوئی معشوق
جسمین جوبن ہو آن بان نہو

زلف مجھ زار کو دکھائی واہ
اُسپہ سو تُرے جسمین جان نہو

مست عالم کو کرتی ہے وہ آنکھ
میفروشی کی یہ دکان نہو

وہ اُٹھاتے نہین مرا مُردہ
کہتے ہین دیکھو اسمین جان نہو

سیتون کا عروج کیا جب تک
پاؤن کے نیچے آسمان نہو

ہین جو آیا کہا یہ اُس نے امیر
دیکھنا یہ وہی جوان نہو

منہ دکھا دو جو ہم ندیدون کو
تو جِلا لو اجل رسیدون کو

ملتے ہین تربتون مین عیدونکو
کیا خوشی ہے ترے شہیدون کو

کہتے ہین رشک سے کہ لپٹی ہین
حسرتین کیون مرے شہیدون کو

تو وہ بت ہے جو کعبے جا نکلے
بت بنا دے خدا رسیدون کو

ہر جفا کو ادا سمجھتے ہین
کیا مزے ہین ستم کشیدون کو

نامہ برلا مرے خطون کا جواب
پھاڑ کر پھینکدے رسیدون کو

اس ادا سے کیا شہید اُس نے
خونبہا ملگیا شہیدون کو

دیکھ لے حالِ شمع و پروانہ
گر جہنم ہے زن مریدون کو

سیر فردوس و سایۂ طوبیٰ
ہو مبارک ترے شہیدون کو

اور تو آسرا نہین کوئی
یاس ہے آس نا اُمیدون کو

آئنہ خانے مین وہ کہتے ہین
کوئی دیکھے تو ان ندیدون کو

چشمِ بد دُور اب تو حورین بھی
گھورتی ہین ترے شہیدون کو

جتنے بت ہین یہان وہ جنت مین
سب ملین گے خدا رسیدون کو

قفلِ خاطر تو کیا کُھلے گا امیر
آزماتے ہین ہم کلیدون کو

قتل کرتے ہو دکھا کر جو ادائین مجکو
پہلے لے لینے دو جی بھر کے بلائین مجکو

دیکھے اُن زلفون کو دل جان مصیبت مین پڑی
لپٹی جاتی ہین زمانے کی بلائین مجکو

حکم دے عفو کو یارب کہ کرے مطلع صاف
مرگ کی بعد بھی گھیرے ہین خطائین مجکو

ہاے وہ لوگ جو رکھتے تھے مدام آنکھون مین
اب لحد مین بھی جو ڈھونڈین تو نپائین مجکو

دلکو بند ہجاتا ہے جس شب ترے گیسو کا خیال
نظر آتی ہین بلائین ہی بلائین مجکو

نقش بیٹھا ہے مرا کوچۂ جانان مین امیر
کیا نگہبانون کی طاقت کہ اُٹھائین مجکو

غیر سے آنکھین چار کرتے ہو
جاؤ بھی کسکو پیار کرتے ہو

عکسِ آئینہ سے وہ کہتے ہین
تم بھی کیا مجکو پیار کرتے ہو

ہے جو نفرت امیدوارون سے
کیون پھر امیدوار کرتے ہو

دلکے دو ٹکرے اک نگہ مین کیے
اور پھر آنکھ چار کرتے ہو

بنکے انجان مجھ سے کہتے ہین
سچ کہو کسکو پیار کرتے ہو

ایک نالہ جو ہم کرین تو ابھی
منتین تم ہزار کرتے ہو

روز آنے کو جب کہا بولے
اک تمھین مجکو پیار کرتے ہو

تم ہو خنجر ہے مین ہون قتل کرو
کس کا اب انتظار کرتے ہو

مین نے تعریف حسن کی تو کہا
کیون مجھے شرمسار کرتے ہو

سچ کہو کس کو دل دیا ہے امیر

جان کس پر نثار کرتے ہو

میکشو الجھو نہ واعظ سے عبث جانے بھی دو
منہ کی کھائیگا جو آئے تیہ منہ آنے بھی دو

آنسوونکے ایک چھینٹے مین بجھا دونگا مین آگ
آتش افروز اُنکو بھڑکا ئین تو بھڑکانے بھی دو

خوف کیا تنہا ہے وہ مجمع یہان ہے میکشو
محتسب آتا ہے میخانے مین تو آنے بھی دو

وہ خطِ عارض وہ گیسو دیکھکر آیا خیال
غول پریون کا ہے اُسکے ساتھ دیوانے بھی دو

لختِ دل میرے جو دیکھے ہنسکے اُس گل نے کہا
پھول یہ بے فصل کے ہین اُنکو مرجھانے بھی دو

آؤ ہم تم میکشو مسجد سے میخانے چلین
یہ جو سر سجدون مین ٹکراتے ہین ٹکرانے بھی دو

کون پوچھے گا تمھاری نغمہ سنجی کے حضور
زہرہ اپنی سی اگر گاتی ہے تو گانے بھی دو

ابروؤنکو اور آنکھون کو تو اُن کی دیکھیے
ساتھ ہی دو مسجدونکے ہین یہ میخانے بھی دو

حضرتِ دل ابتو چندے ربط پریون سے رہے
حورین جنت مین جو گھبرائی ہین گھبرانے بھی دو

تنگ ہو کر کہتی ہے مشاطہ اُن سے باربار
اس قدر اُلجھو نہ صاحب بال سلجھانے بھی دو

بوسۂ لب لیکے خود ہی بن گیا ہے بت امیر
بات کیا ہی تم بھی چُپکے ہو رہو جانے بھی دو

دیکھ سکتے ہنین پیاسا مرے آنسو مجکو
روز دیجاتے ہین پانی کوئی چلّو مجکو

پھولون کی سیج سے آتی ہے تری بُو مجکو
تکیے پہلو کے ہین اب حور کے زانو مجکو

آبرو سے نگہِ لطف سے گر تو مجکو
سب جگہ آنکھون پہ دین صورتِ ابرو مجکو

سُرمگین آنکھین جو آئینے مین دیکھین تو کہا
گھورتے ہین یہ جگائے ہوسے جادو مجکو

کُشتہ ہون وحشتِ طرزِ نگہِ قاتل کا
خطِ شمشیر ہے موجِ رمِ آہو مجکو

ہون وہ بلبل کبھی صیاد کو آیا جو ترس
پھولون مین چھوڑ دیا توڑکے بازو مجکو

چتونین چلتی ہین سے لیکے نکیلی چھریان
دو دو تلوارون سے دھمکاتے ہین ابرو مجکو

گھر سے کیون مجلسِ منعم مین لیے جاتی ہے حرص
چار زانو سے بٹھائے گی دو زانو مجکو

لوٹتا ہے دلِ دیوانہ لپٹنے کے لیے
سانولے رنگ کی پریان ہین وہ گیسو مجکو

چوم کر آنکھون مین رکھ لون اِنہین تِتلی کیطرح
یاد دلواتے ہین جب ٹُگنی تری جگنو مجکو

شمع سان کیا ہے مجھے حاجتِ دریا پے غرق
آپ لے ڈوبے گا میرا عرقِ رُو مجکو

آرسی سامنے آئی تو کہا جھنجھلا کر
دیدے پھوٹین ترے کیون گھورتی ہی تو مجکو

میرے پہلو مین تری طرح وہ چھکر بیٹھے
دردِ دل ایسا بتا دے کوئی پہلو مجکو

ہون جوان آمدِ پیری سے مگر ڈرتا ہون
کہ جبین سے نہ بنادے کہین ابرو مجکو

مین جہان بیٹھ کے روتا ہون ہنسی ہوتی ہے
ہر جگہ کرتے ہین رسوا مرے آنسو مجکو

سبھجے ہین دیکھنے والا جو تری آنکھون کا
کیسے شرماتے ہین اب دیکھ کے آہو مجکو

سمٹا جاتا ہے مرا حشر مین رویان رویان
شرمِ عصیان نے بنایا ہے لجالو مجکو

میکشِ راز ہون بستر ہے مجھے چادرِ آب
ہے حبابِ لبِ جو تکیۂ پہلو مجکو

کون پہنچا سے مجھے کوچۂ جانان تک امیر
لے چلین کاش بہا کر مرے آنسو مجکو

چین آتا نہین دم بھر کسی پہلو مجکو
اتنی تکلیف تو اے دردِ نہ دے تو مجکو

عالمِ عشق مین بھی ہے الفتِ گیسو مجکو
چاہیئے لخلخۂ نافۂ آہو مجکو

میرے قاتل کو تڑپنے سے ہی ایسی نفرت
ذبح کرتا ہے دبا کر تہِ زانو مجکو

کشتۂ عشق ہوا دیکھکے آنکھین اُسکی
شیر کے منہ پہ لگا لے گئے آہو مجکو

نگہِ شوق سے کہتی ہے یہ عصمت اُسکی
کہ اچھوتا مرا پنڈا ہے نہ چھو تو مجکو

کیون نہ مضمون ترے گوہرِ دندان کے تلین
طبعِ سنجیدہ کی ہاتھ آئی ترازو مجکو

عاشقِ چشم ہون دل لوٹ گے رہجاتا ہے
نظر آتا ہے جو قیدی کوئی آہو مجکو

ضبط سے اور محبت مین گلا گھٹتا ہے
آنسو پیتا ہون تو ہوجاتا ہے اُچھو مجکو

ہون وہ میخوار کہ بھٹی مین ملی شوکتِ جم
ٹاٹ مسند ہے سبو تکیۂ پہلو مجکو

چشم و ابرو کے اشارون سے ہوا ثابت
زیر شمشیر بلاتے ہین یہ آہو مجھکو

بار بار اُس گلِ خوبی کا تمنا شب وصل
یاد دلواتے ہین شرما کے لجالو مجھکو

ہون وہ خوش چشمون کا عاشق کہ ختن سے احباب
چھانٹ کر بھیجتے ہین تحفے مین آہو مجھکو

سب کو سنجیدہ کیا خود نہ ہوا سنجیدہ
طالعِ بد نے کیا سنگِ ترازو مجھکو

آبرو جان یہ کمبخت ہین سب کے دشمن
مار ڈالین گے ڈبوکر مرے آنسو مجھکو

اس توقع پہ پھرا کرتا ہون گلزارون مین
کہ کسی گل سے کبھی آے تری بُو مجھکو

کس کی آنکھون کا ہون وحشی کہ خوشی کی ماری
بھرتے ہین چوکڑیان دیکھ کے آہو مجھکو

روح ہوتی ہے جو رخصت تو یہ کہتا ہے بدن
اِسی دن کے لیے لائی تھی یہان تو مجھکو

پھونک ہی دیتی بجھے گرمیِ رخسار امیر
اپنے سائے مین نہ لے لیتے جو گیسو مجھکو

حسرت آئی یہ انھین دیکھ کے بسمل مجھکو
چلبلا ایسا ہی ملجاے کوئی دل مجھکو

دیکھنا نیند جو آئی دمِ بسمل مجھکو
اپنے زانو پہ سُلا رکھے گا قاتل مجھکو

تو ہو کچھ درد سے آگاہ مین بیدردی سے
دل مرا تجھکو ملے اور ترا دل مجھکو

بوسے پر بوسے دمِ ذبح اشارون مین لیے
ابھی سُوجھی یہ تہِ خنجرِ قاتل مجھکو

چٹکیان لیتا ہے پہلو مین مرے آٹھ پہر
دلربا بن کے ستاتا ہے مرا دل مجھکو

آنکھ جھپکے نہ پتنگون سے تو اس مجمع مین
پھونکدے پھونکدے اے گرمیِ محفل مجھکو

پھر مزہ تجکو چکھادون مین دل آزاری کا
چار دن کو بھی جو ملجاے ترا دل مجھکو

کچھ اس انداز سے وہ ناز بھرے ہاتھ چلے
آگئی نیند تہِ خنجرِ قاتل مجھکو

شبِ غم کون ترس کھاکے ہے رونیوالا
کبھی رو لیتا ہون مین دل کو کبھی دل مجھکو

ناتوانی نے بنایا ہے مجھے نقشِ قدم
یاد رکھتا ہون جہان ملتی ہے منزل مجھکو

کچھ خبر مجکو نہین ہے کہ کہان جاتا ہون
کہین کھینچے لیے جاتا ہے مرا دل مجھکو

وہ مسافر ہون ہوا دفن بھی اپنے گھر مین — گھر تلک آکے مرے لیگئی منزل مجکو
بن سنور کر جو نکلتے ہین ادھر سے وہ کبھی — گدگدا دیتا ہے ارمان بھرا دل مجکو
دست و بازو کی ہو خیر اور لگا دے اک ہاتھ — میرے بیدرد نہ جا چھوڑکے بسمل مجکو

اُسکی رحمت سے جو ہو خاتمہ بالخیر امیر
پھر ہے سب سہل کڑی ہی یہی منزل مجکو

بوسہ دیتے نہین پھر دینے سے حاصل مجکو — پھیر دو پھیر دو اسے جان مرا دل مجکو
غنچے حورون کے جو فردوسِ برین مین دیکھے — یاد آئی کسی محبوب کی منزل مجکو
سانس کے ساتھ رگِ جان سے لہو آتا ہے — نیشتر نکلے نہ چھیڑا ہے خلش دل مجکو
اسکے خنجر نے کہا کیا مین کوئی مرشد ہون — وجد مین آتے ہین کیون دیکھ کے بسمل مجکو
ہون وہ مجنون کہ جو لیلی کی طرف جا نکلون — اُٹھکے تعظیم کو لے پردۂ محمل مجکو
اس تمنا مین کہ ملجائین سبھے اُٹھ نہ سکا — ہوے اُترے ہوی ہار اُنکے سلاسل مجکو
دشتِ وحشت مین یہ آنکھون مین بسی ہے لیلے — ہر بگولے مین نظر آتا ہے محمل مجکو
وہ نگہ کہتی ہے کس گھر مین نہین میری جگہ — نکلی مین آنکھ سے باہر تو ملا دل مجکو
وہ نزاکت سی یہ کہتے ہین نہ پہنونگا مین ہار — عکس دانتون کا پہنا دے گا حمائل مجکو
تشنہ لب دیکھکے کھینچا مجھے خنجر کی طرف — لیگیا پیاس مین قاتل لبِ ساحل مجکو
شوقِ نظارۂ لیلے جو بنا ہے اندھا — سُرمہ دے دوڑکے گردِ پسِ محمل مجکو
شوقِ پابوس کسیکا ہے مجھے وحشت مین — پاؤن چومے گی جو پائے گی سلاسل مجکو
گڑگڑا کر کچھ اس انداز سے بوسہ مانگا — بھیک دینے وہ بڑھے جانکے سائل مجکو
ساری دنیا مجھے اس پردے مین اللہ نے دی — کہ دیے آنکھون مین رکھ لینے کے دو تل مجکو

یاد ہے شوخ کی تڑپائی ہے اِسکو جو امیر
چین لینے نہین دیتا ہے مرا دل مجکو

کم نہین ہوسے کمر سے جسم لاغر دیکھ لو
فرق کیا ہے ہو گئے ہم تم برابر دیکھ لو

میری حیرت پر عبث ہو اسقدر حیران تم
اک ذرا آئینہ اپنے آگے رکھ کر دیکھ لو

دیدۂ بلبل سے نظارہ رخ گل کا کرو
فاختہ کی آنکھ سے قدِ صنوبر دیکھ لو

نزع مین ہچکی جو آئی اُس نے کوٹھے سے کہا
سر اُٹھا کر ایک ذرا نیچے سے اُوپر دیکھ لو

باغ مین تم نے کیا طاؤس کو توپامال
کوہ پر ہے کبک اب اُسکو بھی چلکر دیکھ لو

حسن مین بیجا ہے یکتائی کا دعویٰ جانِ من
اک حسین ہے اور آئینے کے اندر دیکھ لو

نزع مین جاتے تو ہو بالین سے مجھ بیمار کے
اک نظر آنکھون کا صدقہ اور پھر کر دیکھ لو

سوچ کیا نظارۂ برقِ تجلی مین امیر
کھولدو آنکھین دکھائے جو مقدر دیکھ لو

ہو وصل پر دوئی کی کہین اُس مین بو نہو
تو ہو تو مین نہون مین اگر ہون تو تو نہو

زاہد شرابِ ناب سے جب تک وضو نہو
قابل نماز پڑھنے کے مسجد مین تو نہو

پہلو سے دل جدا ہو تو کچھ غم نہین مجھے
اے دردِ دل جدا مرے پہلو سے تو نہو

وہ گم شدہ ہون مین کہ اگر چاہون دیکھنا
آئینے مین بھی شکل مری رو برو نہو

قاتل لگا رہا ہے جو تیغِ نگہ سے زخم
منظور ہے کہ چاکِ جگر مین رفو نہو

ملنا تو کیا حنا کو لگائین نہ ہاتھ وہ
جب تک شریکِ خونِ ہزار آرزو نہو

مسجد مین مین نے شیخ کو چھیڑا یہ کہکے آج
مے لاؤن میکدے سے جو آبِ وضو نہو

مہندی لگاتے ڈرتے ہین کہتے ہین بار بار
شامل کسی شہید کا اس مین لہو نہو

غش آگیا ہے مجھکو گمان اور کچھ نکر
اچھا ہون مین اُداس مری جان تو نہو

شاخین اسی کی ہین یہی جڑ ہے فساد کی
پہلو مین دل نہو تو کوئی آرزو نہو

تو ہو تو بتکدہ مجھے کعبے سے کم نہین
کعبہ صنم کدہ ہے جو کعبے مین تو نہو

مین اُن کو دیکھتے ہی جو کل لوٹنے لگا
بولے تمہارے مارے کوئی خوبرو نہو

ایذا پسند ہین وہ ترے زخمیون مین ہم
دوڑے نہ دل جو زلف تری مشکبو نہو

صحن چمن ہوا بر ہو شیشہ ہو جام ہو
یہ سب تو ہون غضب ہے کہ پہلو مین تو نہو

آنسو بہاسے مین نے جو محفل مین تو کہا
دیکھو اسقدر نہ رو کوئی بے آبرو نہو

کہتے ہین سامنے ترے آ بیٹھین ہم مگر
یہ شرط ہے کہ آگے کوئی آرزو نہو

ساری چمک دمک تو انہین موتیون سے ہے
آنسو نہون تو عشق مین کچھ آبرو نہو

پردے مین آئینے کے یہ دل ہے امیر کا
پہچان لے جو وہ تو کبھی روبرو نہو

ابھی آئے ابھی جاتے ہو جلدی کیا ہے دم لیلو
نہ چھیڑونگا مین جیسی چاہو تم مجھسے قسم لیلو

نہ دو بوسہ نگاہِ لطف ہی پر دل صنم لیلو
تمہارا مال ہے تم دیکے قیمت بیش و کم لیلو

گلا خنجر پہ مین نے رکھدیا آتے ہی تو بولے
کرینگے ذبح ٹھہرو کیون مرے جاتے ہو دم لیلو

سو میخانہ آ نکلے جو قاضی دختِ رز بولی
بڑے مرشد ہین حضرت میکشو اٹھو قدم لیلو

زمین گور ہی مہمان سے اپنے یہ کہتی ہے
اتر جاے تھکن آگے کڑی منزل ہے دم لیلو

خدا نے دن یہ دکھلایا کہ وہ بت میہمان آیا
ملے تو شیخ سے کہہ سکنگے دو دن کو حرم لیلو

خبر ہے حضرتِ مجنون کو آئی نجد مین لیلے
نہ پہنچے ہاتھ محمل تک تو ناقے کے قدم لیلو

فراقِ یار کا دن کم نہین عاشور سے نالو
اٹھاؤن تعزیہ مین اپنے دل کا تم علم لیلو

دکھاتا ہے جو زور نشہ بسم اللہ میخوارو
فلاطون سے نہ ہاتھ آئے اگر خم جامِ جم لیلو

نہ ملنے تک یہ اے شیخِ حرم سارا تقدس ہے
برہمن دے تو سجدے کر کے مٹی کا صنم لیلو

ابھی تو آسمانو خاک مین گڑ جاؤ تم ساتون
جو میرے سر سے اپنے سر پہ میرا بار غم لیلو

چمن مے پینے کو ہے میکشو برسات مین لازم
نہ پیچھے تو کرایہ دیکے رضوان سے ارم لیلو

نہین کچھ انتہا اس ترک کی کشتون کی ای عیسی
کہان تک قم کہوگے منہ سے نعش جاؤ گو دم لیلو

غرض تو میکشو مستی سے ہے تکرار سے حاصل
ملے پیرِ مغان سے جسقدر ہو بیش و کم لیلو

ہم اُسکے قد کے ہین عاشق ہین کیا غیر سی مطلب — عبث کہتی ہے یہ قمری صنوبر کے قدم لیلو

امیر اُس عیسی دوران کو خط لکھنا جو ہو تمکو
فلک سے مانگ لو کاغذ عطارد سی قلم لیلو

جو وقتِ بوسہ ایذا ہو ذرا بھی لعلِ جانان کو — گُہر کی طرح پیسون توڑ کر مین اپنے دندان کو
اُتارا دل مین آنکھین دیکھکر اُس شاہِ خوبان کو — جگہ پہلو مین دی پریون کے لالچ سی سلیمان کو
گلُون سے جا کے مین نے داغِ دل اپنے ملائے تھے — نہین شبنم پسینا آگیا ہے یہ گلستان کو
خدا نے حُسن کو تیرے عجب تاثیر بخشی ہے — یہ نعمت دیکھنے سے سیر کر دیتی ہی مہمان کو
پہوررو کے ان آنکھون سی ایسے گل کھلائے ہین — چمن سے دیکھنے آتے ہین گلچین میری زندان کو
اجل آئے کہین پیری مین ہم اس درد سی چھوٹین — شکستہ حال دیکھا نہین جاتا ہی دندان کو
مین اُٹھتا ہون تو کانٹے پاؤن پڑ پڑ کر یہ کہتی ہین — اجی بیٹھو بھی کیون ویران کرتے ہو بیابان کو
جب اگلی صحبتین یاد آتی ہین یارانِ رفتہ کی — نکلکر گھر سے دیکھہ آتا ہون مین گورِ غریبان کو
تسلی یادِ رخ مین جب کسی صورت نہین ہوتی — تو بوسہ دیکے آنکھون سی لگا لیتا ہون قرآن کو
وہ آنکھین تاکتی ہین اوٹ سی مژگان کی دل میرا — کہ پریان جھانکتی ہین ان جھرو کو نسی سلیمان کو
اگر یون کھٹکے جیسے دل مین وہ مژگان کھٹکتی ہی — مژہ کی طرح رکھلون آنکھ پر خارِ مغیلان کو
سوا اب خاک ہونیکے نہین حسرت کوئی باقی — کہ مٹی ہو گیا جی دیکھکر گورِ غریبان کو
قیامت سے نہ دُون تشبیہ اُسکی چال کو کیونکر — اُٹھاکر راہ مین چلتے ہین فتنے جسکے دامان کو
تڑپتا جاتا ہون لذتِ ناوک سے ای قاتل — نہ مین سوفار کو جانون نہ پہچانون مین پیکان کو
گیا مین بزمِ جانان تک تو بولے وہ سکندر سے — اُٹھاؤ آنے کو بیٹھنے دو میرے حیران کو
مین اُس پردہ نشین کی جامہ زیبی کا ہون دیوانہ — چھپائے رکھتی ہی پردے مین عصمت جسکے دامان کو
عبث ترکش مین قاتل رکھے رکھے زنگ لگتا ہے — مجھے دے چیر کر پہلو مین رکھلون تیری پیکان کو

تصور قید مین ہے ای امیر اک بت کی آنکھون کا

پر بچا نہ بنا رکھا ہے مین نے اپنے زندان کو

غضب ہے اپنے عیبون کا خیال آئے نہ انسان کو
کیا ہے شرم عریانی نے خم شمشیر عریان کو

کرین مجھ سے محبت مین تو بھوکا ہون محبت کا
اُٹھا رکھین یہ منعم اپنی نعمتہا سے الوان کو

مین اک غربت زدہ باقی رہا تھا مین بھی آتا ہون
مبارک باد دے آئے کوئی گور غریبان کو

نہ جانے دین نگہبان مجکو زندان سے نہین پروا
مری زنجیر کے نالے تو جاتے ہین بیابان کو

مین اسے بت مصحف رخ کو ترے چھو کر ہوا مجرم
مسلمان رات دن بوسے دیا کرتے ہین قرآن کو

ملاحت ناوک افگن کی جو وقت صید یاد آئی
دہان زخم نے چوسا مزے لے لیکے پیکان کو

خیال آسودگان خاک کا دل سے نہین جاتا
لیے پھرتا ہون اپنے ساتھ مین گور غریبان کو

پری کو بھی اُترتے یون نہین دیکھا ہی شیشے مین
عجب انداز سے تونے اُتارا دل مین پیکان کو

اُن آنکھون کی نظر بازی مین دل کھویا گیا میرا
نگاہون مین اڑا کر لیگئین پریان سلیمان کو

جو ملتا ہے یہ مہندی مین تو مہندی رنگ لاتی ہے
پسند اسواسطے کرتے ہین وہ خون شہیدان کو

جگر کو ڈھونڈتی پھرتی ہے تیغ ناز قاتل کی
کسیکے دل مین جا بیٹھون یہ دھن ہے اُسکی پیکان کو

دبا رکھا ہے اُسنے ایک مدت سے گلا میرا
کوئی جھٹکا تو دے اے پنجۂ وحشت گریبان کو

بہت ہی مختصر ہے وصل کی شب کچھ تو بڑھ جائے
مری خاطر سے دم بھر کھولدو زلف پریشان کو

بہار گل مین کام آئے ترے اے پنجۂ وحشت
لگا رکھا ہے مین نے اسلیے اپنے گریبان کو

کیا تھا شام کو نالہ تڑپ کر تیرے وحشی نے
ہلایا زلزلے نے صبح تک دیوار زندان کو

بہت ہی زور پر دست جنون ناصح الگ رہنا
ترا دامن نہ پکڑے چھوڑ کر میرے گریبان کو

ہوا سے گل اسے کہتے ہین اے بلبل کہ جنگل مین
لیے پھرتا ہے ہر طاؤس ساتھ اپنے گلستان کو

مین وہ بدست وحشی ہون جو میرا دسترس چلتا
بنا تا بوتلون کی ڈاٹ واعظ کے گریبان کو

امیر ایسی کہان قسمت کہ پہنچون اڑکے پھولون تک
کبھی چاک قفس سے جھانک لیتا ہون گلستان کو

گرد اغیار بیچ مین تو ہو
ہاے کیونکر قضا پہ قابو ہو

جام ہو شیشہ ہو لبِ جو ہو
یار ہو مین ہون ساقیا تو ہو

بوسہ کب چاند سی جبین کا لیا
کیا سبب ہے کہ چین بابرو ہو

آئنہ اور وہ رخِ روشن
شانہ ہو اور اُس کا گیسو ہو

عشقِ ابرو ہے عاشقو مشکل
تیغ باندھو جو زورِ بازو ہو

بات کہتے زبان کٹتی ہے
کس سے تعریفِ تیغِ ابرو ہو

کیا تمہارا ملے چمن مین نشان
رنگ مین رنگ بو مین تم بو ہو

عاشقِ چشم بھی شراب پئین
جاے ساغر جو چشمِ آہو ہو

پاس سے تم اُٹھو تو دل بیٹھے
کبھی خالی نہ اپنا پہلو ہو

قد ہے طوبے تو لب ترے کوثر
وہی فردوس ہے جہان تو ہو

فکر کس بات کی ہے تمکو امیر
کیا سبب ہے کہ سر بزانو ہو

وصل کی رات تو راحت سے بسر ہونے دو
شام ہی سے ہے یہ دہمکی کہ سحر ہونے دو

ناوکِ ناز کا پہلو مین گزر ہونے دو
کب سے برباد ہے آباد یہ گھر ہونے دو

دیکھنا کیسی برابر کی پڑینگی چوٹین
یار کا آئنہ خانے مین گزر ہونے دو

وصل ہو قتل ہو جو مدِ نظر ہو ہو جاے
یا اِدھر ہونے دو یا مجکو اُدھر ہونے دو

جسنے یہ درد دیا ہے وہ دوا بھی دے گا
لا دوا ہے جو مرا دردِ جگر ہونے دو

مین غریب اور غریبون کا خدا والی ہے
ہونے دو سارے زمانے کو اُدھر ہونے دو

تلملانے مین تڑپنے مین کمی کی کسدن
ہے جو اسپر بھی خفا دردِ جگر ہونے دو

پھر سب خاک مین ملجائیگا مغرورون کا
اک ذرا گورِ غریبان مین گزر ہونے دو

ذکرِ رخصت کا ابھی سے نہ کرو بیٹھو بھی
جانِ من رات گزرنے دو سحر ہونے دو

ہم تصور مین نہ کھینچین یہ نہوگا ہم سے — لاکھہ نازک ہے حسینون کی کمر ہونے دو
تو سہی مجھسے سوا صبر تڑپ کر پہنچے — میرے دل تک تو ذرا اُسکا گزر ہونے دو
وصلِ دشمن کی خبر مجھ سے ابھی کچھہ نہ کہو — ٹھہرو ٹھہرو مجھے اپنی تو خبر ہونے دو
ہاے وہ وصل کی شب انکا ادا سے کہنا — باندھنے دو مجھے جوڑے کو سحر ہونے دو
جاگ کر کاٹتے ہین ہجر مین ہم بھی راتین — رتجگے ہوتے ہین گر غیر کے گھر ہونے دو
شوق سے تم ہو در و بام پہ سرگرم خرام — دونون عالم ہون اگر زیر و زبر ہونے دو
آنے دو آنے دو زلفون کو ذرا گالون پر — شاہدِ شب کو ہم آغوشِ سحر ہونے دو
خواب مین آکے وہ بولے مرے ارمانون سے — بیخبر کو نہ خبر دار خبر ہونے دو

چھیڑتے کیون ہو جوانی مین حسینون کو امیر
رات ہی بھر کا یہ جوبن ہے سحر ہونے دو

ردیفِ ہاے ہوز

کتنی ہے گرم دخترِ رز کی ادا تو دیکھہ — واعظ ذرا سی پیکے تو اس کا مزا تو دیکھہ
اے گل بہار جاتی ہے رکھا ہی گھر مین کیا — بلبل کا سن نہ حال چمن کی فضا تو دیکھہ
بت سنگِ طور کے ہین ترے سنگ ہی نہین — زاہد کدھر خیال ہے نورِ خدا تو دیکھہ
وہ رخ بھی لاجواب وہ گیسو بھی برہمن — کعبے کا دیکھنا نہ سہی کالکا تو دیکھہ
اب تو نہ بند کر رہِ میخانہ محتسب — نکلا ہے چاند عید کا سوے سما تو دیکھہ

اُس آستان کو عرش سے تشبیہ دی امیر
پہنچا کہان رسائیِ ذہنِ رسا تو دیکھہ

چمن مین غیر بھی آے جو میرے یار کے ساتھہ — ہزار نالے کرون باغ مین ہزار کے ساتھہ
خزان مین کیسے نہ بلبل سے چہچہانے کو — کہ وہ بہار کی باتین گئین بہار کے ساتھہ
کیا وہ نالہ کہ دل سے نکل گئین پھانسین — ہوا مین اڑتے ہین خس جسطرح غبار کے ساتھہ

مزار سے جو یہ آتی ہے دردناک صدا — ہمین تو روتے ہین شمعِ سرِ مزار کے ساتھ
چڑا سے رنج و مشقت سے جی نہ طالبِ عیش — کہ نوش نیش کے ہمراہ گل ہی خار کے ساتھ
شبِ وصال جھگڑنے سے فائدہ کیا ہے — مزہ تو یہ ہے کہ باتین ہون چاہ پیار کے ساتھ
بجا ہے آنکھ جو ہے جوشِ گریہ سے بے نور — نظر بھی بہ گئی ہے آنسوؤن کے تار کے ساتھ
عدم کو روح گئی رہ گیا تنِ خاکی — پہنچ سکے نہ پیادہ کبھی سوار کے ساتھ

ذرا ہوے جو وہ آزردہ اپنی آئی اجل
امیر پھر گئین آنکھین نگاہِ یار کے ساتھ

رکھتے ہو رقص مین جو کمر پر اُٹھا کے ہاتھ — ہوے کمر سے باندھو گے دُزدِ حنا کے ہاتھ
چھوٹین جو اپنے ہاتھ سے اُس دلربا کے ہاتھ — سارے جہان سی بیٹھ رہین ہم اُٹھا کے ہاتھ
ڈہکا نہ بار بار مرے پاس لا کے ہاتھ — دے ڈال جام کھینچ نہ ساقی بڑہا کے ہاتھ
اب تک تو تیغِ یار سے موڑا نہین ہے مُنہ — آئندہ آن بان ہے اپنی خدا کے ہاتھ
کچھ بھی ہوئی جو دستدرازی شبِ وصال — چین چین سے اُسنے چھڑی لی بڑھا کے ہاتھ
ڈرتا ہون اور کچھ نہ سمجھکر وہ چھپ جائے — سینے پر اپنے رکھ نہین سکتا اُٹھا کے ہاتھ
لین اُسنے ہاتھ اُٹھا کے جو انگڑائیان کبھی — جوبن نے کتنے چھین لیے دل بڑہا کے ہاتھ
کب سعی سے اُچھلتے ہین ڈوبے ہوئے نصیب — دریا کے پار کب ہوئین موجین لگا کے ہاتھ
دکھلا کے پاؤن کتنون کو پامال کر دیا — کتنون کو تم نے ہاتھ سی کھویا دکھا کے ہاتھ
دیکھی جو اُسکی زلف مین افشان ہوا یہ شوق — کیا چاندنی سے توڑیے تارے بڑھا کے ہاتھ
وہ سخت جان ہون مین نہ چلا کچھ کسی کا بس — جلاد بیٹھ گئے سب تھکا کے ہاتھ
کہتا ہے قاتل آپ ہی مرتے تھے جان نثار — بدنام ہاے مفت ہوئے ہم لگا کے ہاتھ
قاصی کو شوق بادہ کشی کا ہے آج کل — بنت العنب پڑی ہے عجب پارسا کے ہاتھ
بس مین مرے نہ موت ہی میری نہ زیست ہے — یہ ہے قضا کے ہاتھ تو وہ ہے ادا کے ہاتھ

بے کارِ عشق مین نہ گئین میری ہڈیان
بھیجا سگِ حبیب کو تحفہ ہما کے ہاتھ

خون اُسنے میرے دل کا کیا ہے یہ کون ہے
مہندی نے باندھی کیون ہے مرے دلربا کے ہاتھ

تارِ شعاعِ مہر سمجھتے ہو تم جسے
سورج یہ لے رہا ہے بلائین بڑہا کے ہاتھ

یہ دل چُرا چُرا کے کسے اُسنے دیدیے
خالی ہین دیکھنے مین تو دزدِ حنا کے ہاتھ

قاصد اُڑا رہا ہے تو کچھ غم نہین امیر
خط لکھ کے بھیجدونگا مین پیکِ صبا کے ہاتھ

راہ بتلاتے ہین ہم اور اُسے وعیان ہے کچھ
دل کو سمجھائیے کسطرح یہ انسان ہے کچھ

کرکے پامال مرے دل کو کہا ظالم نے
کون تعظیم کرے اسکی یہ قرآن ہے کچھ

نہین کرتا ہے ملاقات تو زاہد نہ کرے
لااُبالی ہین ترے رند نہین ارمان ہے کچھ

سبز عمامہ بسنتی ہے عبا ریش سپید
نو بنو رنگ ہین واعظ کی عجب شان ہے کچھ

کرکے زخمی مجھے مقتل سے چلا ہے قاتل
دوڑ کر کوئی یہ کہدے کہ ابھی جان ہے کچھ

غیب سے آئی صدا قصد جو قاصد نے کیا
شیر کے مُنہ مین چلا ہے اری نادان ہے کچھ

ہو نہو آئی ہے اُس کوچۂ گیسو کی ہوا
جوشِ سودا ہے امیر آج پریشان ہے کچھ

چاند سا چہرہ نور کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ
طرفہ نکالا آپ نے جوبن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

گل رُخِ نازک زُلف ہے سنبل آنکھ ہے نرگس سیب زنخدان
حُسن سے تم ہو غیرتِ گلشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

ساقیِ بزمِ روزِ ازل نے بادۂ حسن بھرا ہے اسمین
آنکھین ہین ساغر شیشہ ہے گردن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

قہر غضب ظاہر کی رکاوٹ آفتِ جان درپردہ لگاوٹ
چاہ کی تیور پیار کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ

غمزہ اُچکا عشوہ ہے ڈاکو قہر ادائین سحر ہین باتین
چور نگاہین ناز ہے رہزن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

نور کا تن ہے نور کے کپڑے اُسپر کیا زیور کی مہک ہے
چھلے کنگن اُکتے جوشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

جمع کیا ضدین کو تمنے سختی ایسی نرمی ایسی
موم بدن ہے دل ہے آہن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

واہ امیر ایسا ہو کہنا شعر ہین یا معشوق کا گہنا
صاف ہے بندش مضمون روشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

ردیف یاے تحتانی

کیون وصل کی چرخ کو خبر کی — آمد ہے جو شام سے سحر کی
کیسی ارنی دکن ترانی — تھی ایک صدا ادھر اودھر کی
اے یاس نہ دل مین پاؤن پھیلا — پھانسین نہ چبھین مرے جگر کی
خط لیتے ہی چل دیا عدم کو — اتنی ہی لکھی تھی نامہ بر کی
نیرنگی چار باغ عالم — گدڑی ہے ترے گداے در کی
کچھ میری سنو کہو کچھ اپنی — باتین نہ کرو ادھر اودھر کی
خط یار نے اس طرف کیا چاک — یان اڑ گئین دھجیان جگر کی
دن بھر مجھے رکھتی ہین پشیمان — شرمائی وہ چتونین سحر کی
ہر بات مین ہو زبان سے نکلا — جب ہمنے کہی کہی اودھر کی
غفلت مین نہ کھو شباب اے دل — یہ رات ہے جان عمر بھر کی
سینے مین نہین ہے داغ ظالم — ابھری ہین یہ چٹکیان جگر کی
چھاگل کا یہ شور ہو شب وصل — آواز سنون نہ مین گجر کی
عنقا جسے جانتا ہے عالم — پرچھائین ہے وہ تری کمر کی
آنکھین کھولین بھی بند بھی کین — وہ شکل نہ سامنے سے سرکی
ہنگامہ حشر کو جو دیکھا — ڈیوڑھی سمجھا مین تیرے گھر کی

شام شب ہجر و عمر آخر
امید امیر کیا سحر کی

دو سرا کون ہے جہان تو ہے — کون جانے تجھے کہان تو ہے

لاکھہ پردون مین تو ہے بے پردہ
سو نشانون پہ بے نشان تو ہے

تو ہے خلوت مین تو ہے جلوت مین
کہین پنہان کہین عیان تو ہے

نہین تیرے سوا یہان کوئی
میزبان تو ہے میہمان تو ہے

جسم کہتا ہے جان ہے تو ہی
جان کہتی ہے جانِ جان تو ہے

نہ مکان مین نہ لامکان مین کچھہ
جلوہ فرما یہان وہان تو ہے

رنگ تیرا چمن مین بو تیری
خوب دیکھا تو باغبان تو ہے

محرم راز تو بہت ہین امیر
جسکو کہتے ہین رازدان تو ہے

جتنی کمی کہ نامہ سیاہی مین رہگئی
اتنی ہی دیر عفوِ الٰہی مین رہگئی

حسرت نہین وطن کی تباہی مین رہگئی
کچھہ گرد تھی کہ دامنِ راہی مین رہگئی

صد شکر عفو میرے گنہ حشر مین ہوے
حسرت گدا کی مجلسِ شاہی مین رہگئی

آنکھہ اُس نے پھیر لی تو کہان پھر ہماری زیست
آدھی تو جان نیم نگاہی مین رہگئی

تھی زار کوسے یار مین کیا جائی اپنی خاک
اتنی تھی کم کہ اُڑکے ہوا ہی مین رہگئی

دی بھی تو قدِ یار کو طوبے سے دی مثال
پستی مری بلند نگاہی مین رہگئی

دیکھو تعلیان مری قندیلِ آہ کی
کیسی لٹک کے عرشِ الٰہی مین رہگئی

ڈوبے ہوے نصیب نہ اُچھلے کسیطرح
کشتی اُبھر اُبھر کے تباہی مین رہگئی

بختِ سیہ سے آنکھین نہ اُس سے ہوئین دوچار
چومک چمک کے سیاہی مین رہگئی

ساحل پر آکے تمنے دکھائین وہ شوخیان
پُتلی تڑپ کے دیدۂ ماہی مین رہگئی

ابلیس اُدھر جھکا تو مرا دل اِدھر جھکا
دو ہاتھہ چل کے رہزن و راہی مین رہگئی

منہ روزِ حشر موڑ گئی تیغ یار بھی
جلتی ہوئی زبان گواہی مین رہگئی

صد شکر منہ سے نام محمد نکل گیا
بات اپنی بارگاہِ الٰہی مین رہگئی

ابر دپر اُسکے آگئی اُڑکر ہوا سے زلف
کیا رُویتِ ہلال سیاہی مین رہگئی

اللہ رے انقلاب محل ہے نہ قصر ہے
تربت فقط عمارتِ شاہی مین رہگئی

صد شکر حق نے میری تواضع قبول کی
اچھی تھی شے خزانہ شاہی مین رہگئی

اُمید ناخدا کی کہان بحرِ عشق مین
ہان اک خدا کی آس تباہی مین رہگئی

اظہارِ جرمِ عشق مین کی آہ نے کمی
ایسی زبان دراز گواہی مین رہگئی۔

پردے سے اُسکی ذات کو کیا کام تھا امیر
چھپ کر صفاتِ نامتناہی مین رہگئی

آئینہ ترے حسن کا دل بھی ہے جگر بھی
ہے ایک ہی صورت کہ اِدھر بھی ہے اُدھر بھی

خورشید بھی اُس نور کا مظہر ہے قمر بھی
اے بے بصر دیکھ تمھین آتا ہے نظر بھی

ساقی ہون تری بزم مین مین تشنہ جگر بھی
صدقے تری آنکھون کے کوئی جام اِدھر بھی

تو چشمِ سخن گو سے مجھے پوچھ دے اِتنا
ہین باتین ہی باتین کہ ہے کچھ مدِّ نظر بھی

کملا کے چلے جاتے ہین گل کسکی ہے آمد
گھبرائی ہوئی پھرتی ہے کچھ بادِ سحر بھی

کیا پاس نہین میرے جو تم غیر سے مانگو
پہلو مین مرے دل بھی ہے سینے مین جگر بھی

اللہ رے ناطاقتی و ضعف کا عالم
مین کیا کہ پہنچتی نہین وان میری خبر بھی

مُنہ مہرِ فلک کا جو اِدھر کو نہین پھرتا
شاید کوئی معشوق تمھین سا ہے اُدھر بھی

کیا جانیے کیا حال ہے یارانِ عدم کا
اک عمر ہوئی ہے نہین آئی ہے خبر بھی

وہ چہرہ پر نور ہے اک برقِ تجلی
کس آنکھ سے دیکھون مین ٹھہرتی ہے نظر بھی؟

بتخانے سے دل پنانہ کعبے سے پھرا ہے
کچھ سوچ کے انجام اِدھر بھی ہے اُدھر بھی

رُک رُک کے جو چلتا ہے گلے پر مرے خنجر
کچھ دل مین ہے قاتل کے ترحم کا اثر بھی

کس کس کا گلہ کیجیے یارب کہ شبِ وصل
دشمن ہے موذن کیطرح مرغِ سحر بھی

کیا تنگ ہی جلاد مری سختیِ جان سے
ہر وار پہ کہتا ہے کہ ظالم کہین مر بھی

جوبن مری آنکھون مین پھر اگلبدنون کا
گدرائے ہوئے باغ مین دیکھے جو ثمر بھی

رفتار تری دیکھ کے کہتے ہین فرشتے
اللہ غنی ایک ہی فتنہ ہے بشر بھی

مقصود دیزہ ہے تو امیر اور کہو شعر
ہونگے اِنہین پھولون اِنہین پتون مین ثمر بھی

غیرون سے ہین باتین بھی عنایت کی نظر بھی
پردیکھتے جاتے ہین کنکھیون سے اِدھر بھی

پیری مین بھی جائیگی جوانی کی نہ غفلت
اللہ رے جو آنکھ کھُلے وقتِ سحر بھی

سچ کہدو نکل بھاگے ہو قابو سے یہ کسکے
لب خشک ہین ایجان پسینے مین ہو تر بھی

جاتا ہے مجھے وعظ کی محفل مین نہ کر دیر
ساقی مے گلرنگ سے ساغر کہین بھر بھی

جب قتل کو آیا ہے مرے غمزۂ قاتل
کیا تیز چھری کھینچ کے نکلی ہے نظر بھی

کیا غم ہے خزان مین جو نہین طاقتِ پرواز
نکلین گی جو کلیان تو نکل آئین گے پر بھی

معلوم نہین کس کو کیا قتل کہ ڈر کر
غائب ہے دہن یار کا روپوش کمر بھی

جاتا ہے جو ہستی سے عدم کو نہین پھرتا
بے شبہ کوئی شہر ہے دلچسپ اُدھر بھی

ہے شوق جو بالون کے بڑہانے کا تو ایجان
پیدا کرو اِس بوجھ اُٹھانے کو کمر بھی

پہلو مین مرے رہتے ہین جی دیتے ہین اُنپر
دل ہو کہ جگر دونون اِدھر بھی ہین اُدھر بھی

بیمار ہین کس کا ہون کہ آئے جو مسیحا
تعظیم کو اُٹھا نہ مرا دردِ جگر بھی

ڈرتا ہون شبِ وصل کہ تقدیر بُری ہے
آئے نہ کہین شام کے ہمراہ سحر بھی

اُن آنکھون کی اُلفت مین ہوا ہون مین لاغر
کافی مرے دب جانے کو ہے گردِ نظر بھی

ڈرتے ہین سیہ خانے سے میرے جو یہ دونون
مُنہ پھیرے ہوئے شمس بھی جاتا ہے قمر بھی

رُخ عرش کی قندیل ہے قدشمعِ تجلی
اللہ کی قدرت کا تماشا ہے بشر بھی

فرقت مین امیر ایسی برستی ہے اُداسی
روتے ہین مرے حال پہ دیوار بھی در بھی

پیکان ہی ترے تیر کا پہلو مین در آئے
ٹھنڈا ہو کلیجا یہی اُمید بر آئے

آمد جو شبِ وصل کی سُن لے مرے گھر مین
اللہ رے ضد شام سے پہلے سحر آئے

رخصت ترے بیکس کو کرے کون دمِ نزع
ہچکی ہی الٰہی کوئی وقتِ سحر آئے

اللہ رے ستم بیخودیِ عشق کے ہم پر
ہم آپ مین آئے تو کہا تم کدھر آئے

عاشق کی طرف خود نہین جاتے ہو تو کہدو
کچھ ناوکِ دلدوز ہی تسکین کر آئے

آئے وہ دمِ بازپسین یون مرے گھر مین
جسطرح کہین چاندنی پچھلے پہر آئے

کوٹھے سے نزاکت تو اُترنے نہین دیتی
تم آنکھون سے دلمین مری کیونکر اُتر آئے

ہمسائے ہی کے کوٹھے پر آئے کبھی وہ ماہ
چاند اور دونکے گھر چاندنی ہی میری گھر آئے

دیکھی جو مری یاس ترس کھا کے یہ بولے
اللہ کرے اب تری اُمید بر آئے

یاد آئے اگر مجکو چمن کنجِ قفس مین
دامن مین لیے پھول نسیمِ سحر آئے

ہنس ہنس کے بہت زخمِ جگر چھیڑ رہے ہین
قاتل وہ لگا ہاتھ کہ دل تک اُتر آئے

کسطرح امیرؔ اُن سے نبا ہے کوئی الفت
دل دینے کو ہر روز کہان سے جگر آئے

ہین اشارے یہ تیغِ قاتل کے
آؤ ارمان نکالدون دل کے

داغ افسردہ ہو چلے دل کے
جھلملائے چراغ محفل کے

شرم لیلےٰ تو مانعِ دیدار
مفت بدنام پردے محمل کے

ہم سے سیکھین جو طرزِ نالہ کشی
پھول مُنہ چوم لین عنادل کے

دل مین آکر یہ دل سے پھر نکلے
تم تو ارمان بن گئے دل کے

سوتے کیا ہین پڑے ہین تکیے مین
تھکے ماندے غریب منزل کے

فیصلہ کر رہے ہین مجنون کا
بیچ مین پڑ کے پردے محمل کے

غمِ کونین سے مجھے کیا کام
کسی کونے مین پڑ رہے دل کے

اب تو کپڑے بھی وہ پہنتا ہے
چھاپے دے دیکے خون بسمل کے

ہون جو واقف جزا سے احسان سے
ہاتھ چومین کریم سائل کے

کیسے مجنون کے بنگئے ہین رقیب
پاکے لیلی کو پردے محمل کے

حال دل درد و داغ سے پوچھو
یہ بڑے رازدار ہین دل کے

موت سے وہ جھڑک کے کہتا ہے
ہٹ نہ آ پاس میرے بسمل کے

پوچھتے ہین وہ مجھ سے عید کے دن
کہو کیا مل گیا گلے مل کے

تیر آتے ہی دل کو لے نکلے
اچھے آئے یہ مدعی دل کے

اُس کی رحمت سے لو لگا اے امیر
آڑے آئیگی وقت مشکل کے

وہ بن سنور کے اِدھر آتے ہین جفا کے لیے
مرے ہین آج دل درد آشنا کے لیے

خیال ہی ہین مرے وصل دلربا کے لیے
لیے جو بوسے تو ہونٹون سے بھی چھپا کے لیے

مجاز مین بھی ہے اپنی نظر حقیقت پر
بتون کی راہ مین پھرتے ہین ہم خدا کے لیے

خدا کی شان جو شوخی سے آشنا ہی نہ تھین
ترس رہی ہین وہی آنکھین حیا کے لیے

دہان زخم مین خنجر وہ رکھ کے کہتے ہین
کہ لے زبان تجھے دیتے ہین مرحبا کے لیے

دکھاؤنگا شب وصل اُنکو پھول داغون کے
لگا رہا ہون یہ ڈالی اِک آشنا کے لیے

یہ ہچکیان نہین آتی ہین نزع مین پیہم
بٹھائی جاتی ہے ڈاک آمد قضا کے لیے

وہ آئین نزع مین چلتی نہین زبان نہ چلے
نگاہ یاس تو ہے عرض مدعا کے لیے

دم اخیر تو ترسا نہ اپنے جلوے کو
مسافرون پہ ترس کھا ذرا خدا کے لیے

نگاہ لطف بھی خالی نہین ہے شوخی سے
کسی ادا کو تو رکھ چھوڑیے حیا کے لیے

یہ کس کے وصل کی ہے آرزو کہ یاس بھی اب
دعائین مانگ رہی ہے مری دعا کے لیے

دل و جگر کو مرے تاک کر وہ کہتے ہین
نشانے خوب ہین یہ ناوک جفا کے لیے

ٹپک رہی ہے مرے بال بال سے حسرت
یہ سب زبانین ہین اظہار مدعا کے لیے

درست کرتی ہے کیون بار بار مشاطہ
شکست عیب نہین گیسوے دوتا کے لیے

امیر کعبے کو جاتا ہون مین تو دیر سے بت
پکارتے ہین ادھر بھی ذرا خدا کے لیے

کہہ رہی ہے حشر مین وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہاے کیسی اس بھری محفل مین رسوائی ہوئی

ٹھوکرین کھلواے گی یہ چال اٹھلائی ہوئی
کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پر اترائی ہوئی

آئینے مین ہر ادا کو دیکھکر کہتے ہین وہ
آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی

جان بلب حسرت مین باقی ہے جو مجھ ناشاد کو
کیا ہنسی پھرتی ہے ان ہونٹون پر آئی ہوئی

کھل گیا جوبن تو عصمت سے حیا نے یہ کہا
ایک انگڑائی سے ہم دونون کی رسوائی ہوئی

کہہ تو اے گلچین اسیران قفس کے واسطے
توڑ لون دو چار کلیان مین بھی مرجھائی ہوئی

مین تو راز دل چھپاؤن پر چھپا رہنے بھی دے
جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی

کیف مستی مین بھی رہتا ہے یہ جوبن کا لحاظ
انکو انگڑائی بھی آئی ہے تو شرمائی ہوئی

موت آتی روح جاتی ہے کرے کون اہتمام
اک نگاہ واپسین پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

کیون ترے لب پر تبسم مجلس ماتم مین ہے
یہ ہنسی بھی کیا مرے پھولون مین ہے آئی ہوئی

آنکھ اٹھے پردہ ہٹے یہ بھی ہے کوئی دیکھنا
آڑ مین گھونگھٹ کی آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب واہ ری بیتابی شوق وصال
شرم بھی نیچی نگاہون سے تماشائی ہوئی

غمزہ و ناز و ادا سب مین حیا کا ہے لگاؤ
ہاے رے بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی

جو ادا کی جس حسین نے میری آنکھون نے کہا
ہین یہ سب پائے نگہ کی ٹھوکرین کھائی ہوئی

وصل مین خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا
شرم بھی جائے تو مین جانون کہ تنہائی ہوئی

اٹھ گیا پردہ تکلف کا اٹھے جب انکے ہاتھ
آ کے حسن و عشق مین مشاطہ انگڑائی ہوئی

کیا پھلے پھولے گی امید دل پر آرزو
یاس کے دامن مین ہے یہ پرورش پائی ہوئی

گرد اڑی عاشق کی تربت سے تو جھنجلا کر کہا
واہ سر چڑھنے لگی پاؤں کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے مین مجھ افسردہ دل کے کیا امیر
دامنِ گلچین مین کچھ کلیان ہین مرجھائی ہوئی

کیا رنگ کہون ضبطِ نفس پاسِ ادب سے
رس رس کے گئی فریاد مری ہونٹھون مین دب کے

وہ آکے تصور مین جدا ہو گئے کب کے
ہم لے رہے ہین بوسے ابھی تک رخ و لب کے

عمر سے رمضان مین ہین وہی بنت عنب کے
شعبان کے کام آسے نہ اعمال رجب کے

ٹھہرین کہین محشر مین بھی بے جرم نہ مجرم
کشتے تری آزردگیِ غیر سبب کے

جس نخل کے سائے کے تلے راہ مین ٹھہرے
ہم راہرو زار وہین رہ گئے دب کے

دیوانو گلستان کو چلو بادِ بہاری
پتے جو اڑا لائی ہے خط ہین یہ طلب کے

اٹھین تو وہ محشر مین ذرا چہرے سے پردہ
آ گئے ابھی ہو جائین گے پیچھے ہین جو سب کے

ایک ایک گھڑی روزِ قیامت سے بڑی ہے
کسطرح کٹین چار پہر ہجر کی شب کے

لین ساتھ مجھے ڈرتے ہین کیون حضرتِ موسیٰ
طالب ہین وہ خود دیدۂ دیدار طلب کے

بتلائین گے کیا مجکو یہ دربار کا آئین
خود ہوش ٹھکانے نہین خدامِ ادب کے

آئینے حسینون تلک آنے بھی نہ پاتے
افسوس یہ ہے ہم ہوسے حاکم نہ حلب کے

کس مے کے ہین سائل یہ حبابِ لبِ دریا
خالی ہے جو ایک ایک قدح ہاتھ مین سب کے

معشوقِ حقیقی مین بھی گرمی کی ہین باتین
قرآن مین بھی آئی ہین آیات غضب کے

واعظ کا کسے ڈر ہے جو ساقی ہے سلامت
ہم مست تو ملتے نہین گردون سے بھی دب کے

گھر بیٹھے ہمین ہاتھ لگی منزلِ مقصود
جب توڑ کے ہم بیٹھ رہے پاؤن طلب کے

جب تیغ تری آکے گلے ملتی ہے قاتل
آتے ہین ہمین یاد مزے وصل کی شب کے

ہر ماہ مین دیکھا کیے وہ مصحفِ رخسار
اس سال ہین سب چاند ہوے ہمکو رجب کے

سنتے ہین کہ آئینگے حسین فاتحہ پڑھنے
دن پھرتے نظر آتے ہین کچھ گور کی شب کے

کوسون کا تفاوت ہے وفا اور جفا مین
مین گو کہ تمہاری ہون نہ تم ہو مری ڈھب کے

وہ فتنہ ہے تو تم ہین نرے چار عناصر
ہین قہر کے آفت کی قیامت کے غضب کے

باقی ہے امیر اب تو فقط جان کا جانا
ہوش و خرد و تاب و توان جا چکے کب کے

رند و جو ملو حضرت قاضی سے تو دب کے
سمجھو کہ بزرگون مین ہین یہ بنت عنب کے

دیوانو پری بنگلے بہار آئی ہے اب کے
غمزے ہین قیامت کی تو عشوے ہین غضب کے

کیا رعب جنون وادی وحشت مین ہوا اب کے
کانٹے بھی مری چھالون سے ملتے ہین تو دب کے

بتخانے مین آؤ کبھی اے حضرت زاہد
دیکھو کہ تماشے ہین عجب قدرت رب کے

سونے دے اسے قبر ہم اٹھ لین تو دبا نا
آئے ہین بھرے نیند مین جاگے ہوئے شب کے

اچھے وہ رہے سامنے اللہ کے اوبت
جو بیٹھنے والے تھے تری بزم ادب کے

ساقی نے مجھے آنکھین دکھا کر یہ کہی بات
دو جام مرے پاس ہین یہ آپکی ڈھب کے

افلاک نے چمکائے ستارے تو مین سمجھا
نقشے یہ اڑائے ہین تری بزم طرب کے

دل ہی مین رہے جاتے ہین سب حوصلے افسوس
کیا کیجیے معشوق نہین ملتے ہین ڈھب کے

ٹھوکر سے مرا سر نہ ہٹاؤ نہ ہٹاؤ
دیکھو کہین کھل جائین نہ یان ہاتھ ادب کے

معلوم نہین خون شہیدان کی نہین قدر
مہندی بھی ہے یان باندھی ہوئی ہاتھ ادب کے

جی بھر کے تڑپتے انھین چھاتی سے لگاتے
دل اور بھی دو چار جو ملتے اسی ڈھب کے

جی چاہے جہان جائین حسین کون ہے مانع
ہمزاد نہین کچھ جو رہون ساتھ مین سب کے

ہر مرتبہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین گھر کو
سب باتین تو اچھی ہین یہ فقرے ہین غضب کے

ہر صبح جو ہوتے ہین عیان خط شعاعی
لوگون کو خط آتے ہین ادھر سے یہ طلب کے

زلف سیہ حور ہو یا تیرگی گور
دونون یہ نمونے ہین مری ہجر کی شب کے

زاہد انھین لوگونکو وہان چاہین گی حورین
جو چاہنے والے ہین یہان بنت عنب کے

شاخون پہ نہین پھول یہ تختون پہ ہین پریان
ماتم مین مرے خاک ہوا نے یہ اڑائی

دیوانو بہار آئی نئے رنگ سے آب کے
جو گاڑنے آئے تھے وہ خود رہ گئے دب کے

قرآن مین امیر آئے ہین حورونکی جو اوصاف
در پردہ وہ انداز ہین سب حسن طلب کے

ناز کی کہتی ہے تسمہ تو لگا رہنے دے
ناز کہتا ہے لگی میری بلا رہنے دے

عشق کے راز کو پنہان کوئی کیا رہنے دے
داغ کچھ درد نہین ہے کہ چھپا رہنے دے

خلش نوک مژہ کا نکرا سے دل شکوہ
کیا مزے کی ہے یہ پھانس اُسکو چُبھا رہنے دے

ایدل اس دور مین ایسی نہین سُنتا کوئی
نہ کر اس قصے کو اب ذکر وفا رہنے دے

بے پر و بال ہون طاقت نہین اُڑنیکی صبا
اک ذرا شاخ نشیمن کو جھکا رہنے دے

روسیہ ہون سر محشر نہ بلا داور حشر
مجکو تو خاک کے پردے مین چھپا رہنے دے

اے نمک پاش خدا کے لیے چٹکی نہ رُکے
کوئی دم اور تڑپنے کا مزہ رہنے دے

سو بلائین ہین مرے ہوش کی دشمن شب وصل
لے اُڑین اور ادائین جو حیا رہنے دے

درد بیدرد مرے دل کو ستاتا کیون ہے
جیب پڑا ہے یہ غریب اسکو پڑا رہنے دے

جب وہ بت ہی نہین جنت مین تو جنت کیسی
ایسی جنت سے تو دوزخ مین خدا رہنے دے

بیقراری جو اُٹھاتی ہے مجھے اُس در سے
ضعف کہتا ہے نہ چھیڑ اسکو پڑا رہنے دے

دل لیا صبر لیا ہوش لیا جان ہی چھوڑ
کچھ تو گھر مین مرے اے دُزد حنا رہنے دے

کثرت رنج سے رو رو کے نہ کر دل خالی
یہ بھرا گھر نہ اُجاڑ اسکو بسا رہنے دے

دل شکستون کی نہ توڑ آس ترس کھا اے یاس
آسرا آسرے والون کا لگا رہنے دے

اے فلک گور غریبان کو تو برباد نہ کر
اس لٹے قافلے کا کچھ تو پتا رہنے دے

اک کھٹک سی ہے مزے کو ہمین درکار جنون
کوئی کانٹا کسی چھالے مین چُبھا رہنے دے

سو چمن صدقے کیے دامن گلچین پہ امیر

ذکر پھولون کا یہان بادِ صبا رہنے دے

لوٹ ہو جس پہ تبسم وہ دہن کسکا ہے
باتین منہ چومین وہ اندازِ سخن کسکا ہے

فتنے پستے ہین یہ بے ساختہ پن کسکا ہے
حشر کی کچھ نہین چلتی یہ چلن کسکا ہے

پوچھا اسے تیغ ادا تیغ قضا سے چل کر
تیرے چلتے ہوئے فقرونمین چلن کسکا ہے

تو اُسے لاسے مرے گھر نہین باور آتا
یہ نیا شعبدہ اے چرخ کہن کسکا ہے

پھونک دیتی ہے دو عالم کو ہوا سے دامن
تجھ مین اے گرمیٔ رفتار چلن کسکا ہے

بات پھنس پھنس کے نکلتی ہے ہنسی پس پس کر
اسقدر تنگ سوا تیرے دہن کسکا ہے

چبھ رہی ہین دلِ پُرداغ مین پلکین کس کی
تلتے ہین پھولون مین کانٹے یہ چمن کسکا ہے

گھر اُجڑتے بھی ہین بستے بھی ہین لیکن اے روح
جو اجڑ کر نہ بسے پھر وہ وطن کسکا ہے

دیر سے ہم گئے کعبے کو تو کعبے نے کہا
آئیے رہیے یہ گھر قبلۂ من کسکا ہے

تیر جھکی مین کمان ہاتھ مین نخچیر قریب
انتظار اب تجھے اے تیر فگن کسکا ہے

مین تو ہون عشق مین وہ کہتے ہین سنگھا کر مجھسے
پوچھ تو جاؤ کہ یہ سیبِ ذقن کسکا ہے

نظر آتی ہے کہین جب نئی چادر کوئی
دل دھڑکتا ہے کہ یارب یہ کفن کسکا ہے

دیکھکر خط ترے گالون پہ کہتی ہے بہار
کانٹے پھولون سے ہین ہار یہ چمن کسکا ہے

بولے مجھ زار کی تربت مین نکیرین امیر
لاش تو ہے نہین خالی یہ کفن کسکا ہے

نہ سُننے دردِ دل مرا نہ سُنئے
مین کہون گا سُنئے وہ یا نہ سُنئے

دل کی یارب وہ دلربا نہ سُنئے
ایسی حسرت بھری صدا نہ سُنئے

یون وہان چل کہ پاؤن کی آہٹ
پاسبان کیا ہے نقشِ پا نہ سُنئے

کسی ناآشنا کا کیا شکوہ
آشنا کی جب آشنا نہ سُنئے

لاکھ دلچسپ ہے مرا قصہ
مگر اُسنے کبھی سُنا نہ سُنئے

جو کسیکو برا بھلا نہ کہے — وہ کسی سے برا بھلا نہ سنے

دل وہان ٹھنڈی سانسین لیتا ہے — کوئی فقرہ جلا بھنا نہ سنے

خواہش وصل پردہ شوخی سے — بولے بس جانے دو حیا نہ سنے

واے قسمت جو سب کی سنتا ہے — وہ بھی عاشق کی التجا نہ سنے

دل جو کہتا ہے بے اثر ہے دوا — درد کہتا ہے چپ دوا نہ سنے

پھول آہستہ توڑنا اے گلچین — دیکھ ظالم کہین صبا نہ سنے

وعدۂ وصل چپکے چپکے ہو — غمزہ عشوہ ادا حیا نہ سنے

حال پھولون کا جو خزان نے کہا — کہین بلبل وہ ماجرا نہ سنے

میری فریاد رائگان تو ہو — بت ہی سن لین اگر خدا نہ سنے

درد پر دل نثار دل پر درد — ایسے دیکھے ہین آشنا نہ سنے

نالے میرے سنے وہ اور تڑپے — مین سناؤن اگر تو کیا نہ سنے

بہت اے دل وفا وفا نہ پکار — کہین وہ دشمن وفا نہ سنے

مین تو سنتا ہون تو جو کہتا ہے — اے ستمگر مگر خدا نہ سنے

رات تھوڑی سی حسرتین بیحد — کیا کرے کیا سنے وہ کیا نہ سنے

ناز اٹھواتی ہے قضا مجھ سے — کہین اس شوخ کی ادا نہ سنے

جو کوئی درد آشنا ہو امیر
ادھر آئے مرا فسانہ سنے

منہ پہ کہدین گے ہم قیامت کے — ہین یہ فتنے کسی کے قامت کے

پھر وہ چمکے نصیب فرقت کے — تم چلے دن پھرے قیامت کے

چھیپتی پھرتی ہین حسرتین پس مرگ — گوشے گوشے مین میری تربت کے

اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن — فتنے لپس سے گئے قیامت کے

مچلے جاتے ہین روٹھے بیٹھے ہین
کیا گلے ہین میری شکایت کے

عیش کر لو نئی جوانی ہے
یہی دو چار دن ہین فرصت کے

ہجر کی ایک شب نے دکھلائے
سیکڑون دن مجھے قیامت کے

جلوۂ بزم عیش و سیر چمن
ہین نثار سے سمندِ دولت کے

دیکھکر دخترِ رز کو پگھلے شیخ
اتنو ٹھنڈے سے وضو ہین حضرت کے

رتبہ دیکھو ہمارے نالون کا
کنگرے ہین قصورِ جنت کے

کیا کیا کوہکن سے شیرین نے
بھاگ سائے سے بے مروت کے

نازکی طرح اٹھے گا تابوت
ہم ہین کشتے تری نزاکت کے

باغ لوگون کو ہم کو داغ ملے
تھے یہی پھول اپنی قسمت کے

دل کی افسردگی ہے مرکے وہی
جھلملے ہین چراغ تربت کے

ہفت دوزخ کو جانتا ہے امیر
گرم فقرے تری شرارت کے

دل ہین جو داغ ہین ندامت کے
پھول ہین سب یہ باغ جنت کے

سونگھے جب پھول میری تربت کے
دوڑے سقے سحابِ رحمت کے

وصل کے دن قریب آتے ہی
جوڑ چلنے لگے نزاکت کے

کہتے ہین عاشقون سے اب اٹھیے
مرے جاتے ہین پان رخصت کے

دل مرا اور آرزو تیری
جان صدقے ہو ایسی حسرت کے

تیری صورت بنا کے بیٹھ رہے
کارکن کارگاہِ صنعت کے

کیون نہو رنگ آنسوون کا سیاہ
ہین عزادار دل کی حسرت کے

ہو گئے سرخ ہونٹھ باتون مین
واہ کیا رنگ ہین نزاکت کے

دونون عالم ہوے تہ و بالا
تم تھے پردے مین کیا قیامت کے

تیرے کشتون کے حق مین ہین قاتل
رگڑے خنجر کے گھونٹ شربت کے

کہتے ہین تمکو دیکھکر یوسف
صدقے اِس پیاری پیاری صورت کے

جسکو دیکھا حسین لوٹ گئے
ہم تو عاشق ہین اِس طبیعت کے

وصل کیونکر ہو دونون قیدی ہین
ہم نقاہت کے وہ نزاکت کے

اُسکا نقشہ کھینچے تو اے نقاش
رنگ بھرنا مری طبیعت کے

اُسنے تلوون سے میرے دل کو ملا
آج ارمان نکلے حسرت کے

قتل کو دوڑکر چلے آئے
وصل مین عذر تھے نزاکت کے

رکھ کے خنجر گلے پہ کہتے ہین
کیون چکھاؤن مزے محبت کے

جتنے تکیے مین سو رہے ہین امیر
یار ہین سب ہماری صحبت کے

یہ گالی جو اے دلربا مل رہی ہے
دعا دی تھی اُسکی سزا مل رہی ہے

لگا چاہتی ہے کوئی آگ تازہ
شرارت سے اُنکی حیا مل رہی ہے

بھری زہر سے ہین عیادت کی باتین
مریضونکو اچھی دوا مل رہی ہے

گلے پر جو رک رک کے چلتا ہے خنجر
یہ گویا قضا سے ادا مل رہی ہے

الٰہی اُنھین راس آئے یہ زینت
لہو مین ہمارے حنا مل رہی ہے

مرے قتل کا دن ہے کیا عید کا دن
گلے تیغ کے کیون قضا مل رہی ہے

بہار آئی ہے چہچہاتے ہین بلبل
قیامت صدا سے صدا مل رہی ہے

مرا دل وہ تلوون سے ملتے نہین ہین
یہ مٹی مین میری وفا مل رہی ہے

امیر التجا کیون کرون چارہ گر سے
اذیت مین لذت سوا مل رہی ہے

امیر اب کہان شعر مین کوئی کامل
رہی ہے تو اک بحر کامل رہی ہے

قد نے گیسو کو سر چڑھایا ہے
سرو سے بھی بلند سایا ہے

خود نہین ابر گھر کے آیا ہے
شوق مستون کا گھیر لایا ہے

روح پھر آگئی بدن مین مرے
دیکھو تربت پہ کون آیا ہے

سجدے کرتے ہین طاق ابرو مین
ہمنے کعبہ نیا بنایا ہے

مشرب صلح کل مین اے زاہد
دیر بھی اک حرم کا سایا ہے

طرفہ آفت ہے روز فرقت بھی
حشر نے راس سے بٹھایا ہے

دیدہ تر سے کرکے ہم چشمی
کیا سمندر نے غوطہ کھایا ہے

گیسوؤن سے ضیاء رخ ہے عیان
نور مہتاب چھن کے آیا ہے

کھیلتے ہین وہ غیر سے ہولی
دل لہو ہو کے رنگ لایا ہے

ہو نہو چین زلف مین ہو گا
ہمنے دل کا پتا لگایا ہے

نقد طاعت جو روز کرتے ہین نذر
خلد کا پیشگی کرایا ہے

اُنس پیکان سے کیون نہو دل کو
اپنا ہمشکل یار پایا ہے

گھر یون روئے ہین ہم امیر لہو
زخم کوئی جو مسکرایا ہے

کیون وہ منہ مانگین اپنے دربان سے
حورین چھپتی نہین ہین رضوان سے

نشتر اُن کی نکیلی پلکون کے
مانگتے ہین لہو رگ جان سے

آبلے دل کے جب دکھاتا ہون
چھیڑ دیتے ہین نوک مژگان سے

پھنسکے بلبل نے دام مین یہ کہا
آب و دانہ اُٹھا گلستان سے

نخل امید یون ہی ہین سرسبز
سینچیے اسکو آب پیکان سے

چاک کرنے کی وضع پوچھتی ہے
صبح محشر مرے گریبان سے

چاندنی کو اگر چمکنا ہے
مانگ لے ذرے اُسکی افشان سے

دستِ وحشت سے پیشتر اُٹھے — آگے چل نکلے ہم گریبان سے
یادِ مژگان ہوئی پیامِ اجل — خون آنے لگا رگِ جان سے
برگِ گل لکھ ہا سے ابر نہین — تیرے دامن مرے گریبان سے

پھول جھڑتے نہین خزان مین امیر
روٹھے جاتے ہین گل گلستان سے

شکلِ آئینہ جو حیرت ہوگی — دیکھ لینے کی تو صورت ہوگی
کچھ تو پچھ جائین گے آنسو میرے — لاش پر تمکو جو رقت ہوگی
کہتے ہین آئینگے ہم بھی پے دفن — کنگھی چوٹی سے جو فرصت ہوگی
وصل مین شام سے یہ خوف رہا — صبح کو کیا مری حالت ہوگی
لوگ کہتے ہین کہ بجلی چمکی — میری آہون کی شرارت ہوگی
دوڑ ساقی کہ ترے مستون کو — ہوش آیا تو قیامت ہوگی
نزاع مین ہون نہ چراؤ آنکھین — دیکھو پھر تمکو بھی حسرت ہوگی
کب تک اے شیخ حسینون سے گریز — یہی حورون کی بھی صورت ہوگی
ہے یہی چال تو دو ہی دن مین — آگے تم پیچھے قیامت ہوگی
گرد اے حور ترے کوچے کی — اُڑ کے بوئے گلِ جنت ہوگی
یادِ خوبان ہے تو کیا رنجِ فراق — شبِ غم حور کی صورت ہوگی
دم لبون پر ہے بہت دیر نہین — آیئے جلد فراغت ہوگی
آئنہ دیکھیے ہنسیے نہ مجھے — آپ کی بھی یہی صورت ہوگی
بیخودی شیشہ نہ توڑے کوئی — مجکو ساقی سے خجالت ہوگی
لاش اُس حور کے کوچے مین گڑی — روح اب داخلِ جنت ہوگی
ہم بھی محشر مین طلب ہونگے امیر — کیا قیامت مین قیامت ہوگی

نہ اُٹھو نزع مین حسرت ہوگی — یار پہلو کا ہے کو صحبت ہوگی

آپ گھر غیر کے جائین ہم بھی — مر ہی جائین کے جو غیرت ہوگی

یہی بیتابی دل ہے تو مجھے — مر کے بھی خاک نہ راحت ہوگی

وہ تو ہونے کے نہین گرم خرام — کون کہتا ہے قیامت ہوگی

روئیے گا نہ مرے ماتم مین — قبر مین مجھکو اذیت ہوگی

گرمیِ مہر قیامت کیسی — طپشِ دل کی شرارت ہوگی

ہمسے دیوانے اگر جمع ہوئے — کیا پریشان قیامت ہوگی

کشتہ اک چاند سے رخسار کا ہون — چاندنی چادرِ تربت ہوگی

آنکھ اُس حور کو تکتے تکتے — نرگسِ گلشنِ جنت ہوگی

یہ اُٹھا دینے کی حکمت ہے نئی — کہتے ہین پھر بھی زیارت ہوگی

دل اُٹھاؤن گا مین اُس سے ناصح — ناز اُٹھانے سے جو فرصت ہوگی

مین نے شکر انکا کیا غیرون سے — اُنکو اس کی بھی شکایت ہوگی

آئنہ دیکھنے دو اُن کو امیر
دیکھنا اور ہی صورت ہوگی

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی — نہ پُتلی سے پُتلی مقابل ہوئی

طبیعت کہین اُن کی مائل ہوئی — جو پازیب تھی وہ سلاسل ہوئی

جب اُس شمع رو سے مقابل ہوئی — چراغِ سحر شمعِ محفل ہوئی

بڑھا ہجر مین اس قدر ضعفِ دل — مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی

چھپا دختر رز کو پیرِ مغان — جوان ہو کے پردے کے قابل ہوئی

اجل آگئی اپنی پیری مین یاد — سحر کو جو گل شمع محفل ہوئی

چُھری کھچ گئی اُس ترک کی میان سے — کلیجے مین رکھنے کے قابل ہوئی

شبِ غم جو اُس زلف کا تھا خیال
بلا بھی پری بنکے نازل ہوئی

ہوا وصل اُس سے تو اِک دم کے دم
یہ سمجھی کہ شب آنکھہ کا تِل ہوئی

ہوا گرم رحمت کا جب محکمہ
مرے جرم کی فرد باطل ہوئی

شبِ غم کی صورت نہ نکلی کبھی
بلا جو مرے گھر مین نازل ہوئی

کبھی قتلگہ مین جو تیغ ادا
قضا شوق سے بڑھکے بسمل ہوئی

وہ لاغر ہون باہر جو ہون آپ سے
تو سمجھون کہ طے کوئی منزل ہوئی

جوانی کے دن آئے نامِ خدا
وہ گات اب چھپانے کے قابل ہوئی

ہوا دونون آنکھون سے یہ جوشِ اشک
کہ گنگا سے جمنا مقابل ہوئی

نظر بھر کے دیکھا یہ کس مست نے
کہ سرشار محفل کی محفل ہوئی

بڑھی قیدِ غم دیکھکر زلفِ یار
مرے دل کی اُلجھن سلاسل ہوئی

چھری تیری مژگان کی ایسی ہی تیز
کہ ساقیِ بطِ مے بھی بسمل ہوئی

دہان باغ مین کی قبا گل نے چاک
یہان ٹکڑے ٹکڑے سلاسل ہوئی

مین دیوانہ کیون ہوش مین آگیا
یہ کیسی مری عقل زائل ہوئی

پڑہا اعرفناک برسون امیر
تو کچھہ معرفت اُسکی حاصل ہوئی

حجابِ نور ایسا درمیان ہے
عیان ہو کر وہ آنکھون سی نہان ہے

رقیبون پر جو وہ بت مہربان ہو
ہمارا حق نصیبِ دشمنان ہے

نزاعِ مرگ و ہستی اب کہان ہے
قدم خنجر کا تیرے درمیان ہے

کہین وہ ایک بوسے پر جو دُون دل
کہ مال اچھا مگر قیمت گران ہے

ہوا تو ہے ترے عشاق موجین
جدھر تو اُسطرف عالم روان ہے

کہو لیلےٰ سے اب پردہ اُلٹ دے
ترے ناقے کا مجنون ساربان ہے

اٹھا جب ابر دوڑے مست بیخود — فلک کیا میفروشی کی دکان ہے
زلیخا کیا جو تمکو دیکھہ پائین — کہین یوسف بھی کیا اچھا جوان ہے
ہزارون خوبرو رہتے ہین اِس مین — یہ دل بھی کیا تماشے کا مکان ہے
تڑپکر کہتے ہین مژگان کے کُشتے — یہ لذت زخم خنجر مین کہان ہے
یہ وقت مرگ لیلے کی دعا تھی — الٰہی خوش رہے مجنون جہان ہے
تم اپنے پاؤن سے کانٹے نکالو — مجھے اے ہمرہو فرصت کہان ہے
نہین بیوجہ میری بیقراری — کوئی شاید کسیکا میہمان ہے
صدا یہ تیشۂ فرہاد کی تھی — لے تیری مشقت رائیگان ہے

کرے دو حصے مجکو تیغ اُس کی
امیر ایسی مری قسمت کہان ہے

مہر الفت مین تیری جلتا ہے — صبح کا تجھ پہ دم نکلتا ہے
ہے زمانہ بھی کیا ترا بیتاب — رات دن کروٹین بدلتا ہے
شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے — کہو پہلے سے کون جلتا ہے
حورین کیونکر تری زبان سیکھین — لب و لہجہ کہین بدلتا ہے
سوز غم بعد مرگ بھی ہے وہی — ہڈیون سے دھوان نکلتا ہے

مے گلرنگ یہ نہین ہے امیر
دہن شیشہ لعل اُگلتا ہے

بدن مین جان شب وصل دلستان آئی — اجل ہوا بھی ہوا اسوقت تو کہان آئی
ہزار طوطی و بلبل نے مشق پیدا کی — نہ اِسکو آئی نہ اُسکو مری زبان آئی
بہار جوش پہ ہے مشورے ہین پھولون مین — ذلیل ہوگی جواب باغ مین خزان آئی
کہا جگر نے کہ اب چھیڑیے مرا قصہ — جو خامے پہ کبھی دل کی داستان آئی

پھری نہ مرضی جلاد سے کبھی گردن
ہزار بار تہ تیغ امتحان آئی

وہ بادہ کش ہین قدم جھکگئے امیر وہین
جو میفروش کی ہمکو نظر دکان آئی

کوے جانان مین ہوئی ہے جو شہادت میری
دامن حور کے سایے مین ہی تربت میری

آج کل آئینۂ یار ہے حیرت میری
چڑھتی ہے منہ پہ سکندر کے بھی قسمت میری

پیچ مین عشق کے ہون پر ہے یہ ہمت میری
تیرے گیسو کی بھی بل کرتی ہے قسمت میری

ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھ کے حالت میری
کیون تم آسان سمجھتے تھے محبت میری

پھیر لیتا ہے مجھے دیکھ کے منہ آئینہ
میرے آگے سے سرک جاتی صورت میری

سو پریخانے مرے دشت جنون کے صدقے
تخت پریون کے اڑا لائی ہے وحشت میری

یاد آتی ہے دم فکر جو وہ طرز خرام
ناز کرتی ہوئی چلتی ہے طبیعت میری

کیا وفادار ہے تا گور مرا ساتھ دیا
میرے گھر تک مجھے پہنچا گئی غربت میری

چارہ گر مجھسے مکدر ہے الٰہی کیا ہے
آج مٹی ہوئی جاتی ہے طبیعت میری

کس سے شرماتے ہو تم وصل مین یان غیر نہین
مین ہون یا ایک مرے پاس ہے حسرت میری

ہو چکے قتل دو عالم تو کہا ظالم نے
آج کچھ رنگ پہ آئی ہے طبیعت میری

چاہ سے قتل کرو پیار سے مٹی دیدو
ہاے اتنی بھی نہین تمکو مروت میری

مین نے آغوش تصور مین بھی کھینچا تو کہا
پس گئی پس گئی بیدرد نزاکت میری

ہاتھ جوبن تلک انکے تو یہ پہنچتا ہی نہین
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہے حسرت میری

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین میرا
مجکو کیا جانے کدھر لیگئی وحشت میری

بیدھڑک وصل مین چلاؤ نہ اتنا دیکھو
کہین گھبرا کے نکل آئے نہ حسرت میری

جرم الفت سے مین انکار اگر کرتا ہون
آئینہ سامنے رکھدیتی ہے حیرت میری

یار پہلو مین ہے تنہائی ہے کہدو نکلے
آج کیون دل مین چھپی بیٹھی ہے حسرت میری

حور آئی مری تربت پہ تو مین یہ سمجھا
آزماتے ہین ابھی تک وہ محبت میری

مجھسے اے بادصبا مجکو یہ اُمید نہ تھی
چار پھولون کو ترس جائیگی تربت میری

کس ڈھٹائی سے وہ دل چھین کے کہتے ہین امیر
وہ مرا گھر ہے رہے جس مین محبت میری

بعد مرنے کے بھی چھوڑی نہ رفاقت میری
میری تربت سے لگی بیٹھی ہے حسرت میری

ایسی نازک ہے ترے ہجر مین حالت میری
تو بھی چاہے تو نہ نکلے کوئی صورت میری

دھوم ہے روز قیامت کی قیامت کیسی
آئی ہے بھیس بدلکر شب فرقت میری

پھول داغون کے مرے دل مین جو دیکھے تو کہا
کیاریان خوب بناتی ہے محبت میری

چھین سے حور کے آغوش مین مین سوتا ہون
سیج فردوس کے پھولون کی ہے تربت میری

آئنہ دیکھ کے سنورلئے تو ہنسکر بولے
اب تو مجھ سے بھی لجانے لگی صورت میری

توبہ کی جان کو بجلی ہے چمک بجلی کی
بدلی آتے ہی بدل جاتی ہے نیت میری

مستی سرمے کے لیے قاف مین پریان لیجائین
کہین نکلے تو ترے دل سے کدورت میری

در قاتل کا پتا دیتی ہے مشتاقون کو
خضر بن بیٹھی ہے اُس کوچہ مین تربت میری

وصل مین چھیڑ کا شکوہ نہ زبان پر لانا
چوم لے گی ترے ہونٹون کو شکایت میری

کہتے ہین مال ہے میرا تو مجھی کو دیدو
کیون بغل مین لیے بیٹھے ہو محبت میری

آئنہ صبح شب وصل جو دیکھا تو کہا
دیکھ ظالم یہی تھی شام کو صورت میری

توبہ بھی کر کے خم مے کا نہ پیچھا چھوڑا
مہر کی طرح لگی رہتی ہے نیت میری

مجکو کیا غم نہین دیتے ہین وہ مٹی تو نہ دین
خاک مین مجکو ملا دیگی کدورت میری

کہتے ہین اپنی نزاکت کے مین صدقے جاؤن
کہ بچا لیتی ہے یہ وصل مین عزت میری

جسطرف دیکھ لیا اُسنے وہ چلا اُٹھا
دیکھیے دیکھیے وہ آئی طبیعت میری

بیخودی نے کیے بال و پر عنقا پیدا
میرے گم ہونے سے عالم مین ہے شہرت میری

دخترِ رز کہتی ہے واعظ سی کہ مین کچھ ہی ہون
مگر اللہ کے گھر مین تو ہے حرمت میری

قہر سے حشر مین یہ کہکے چھڑایا مجکو
جانے دے اسکی طرفدار ہے رحمت میری

آرسی آئنہ چوری مین ہین ہولون اُستاد
جب بچی آنکھ چرا لیگئے حیرت میری

جب مین جالون کہ بدلتا ہے زمانہ کروٹ
وصل کی شب سے بدل دی شبِ فرقت میری

جان بلب ہوکے بھی دم توڑ رہا ہون مین امیر
اسقدر ضعف پر اللہ رے طاقت میری

مرکے بھی ایسی شگفتہ ہے طبیعت میری
پھولونکے ساتھ کھلی جاتی ہے تربت میری

کہتے ہین حُسن مین دیکھے کوئی عصمت میری
کہ نہین ملتی ہے پریون سے بھی رنگت میری

خنجرِ ناز نے نوشاہ بنایا مجکو
آئی مقتل مین دُلہن بنکے شہادت میری

وصل مین اُن کی حیا دیکھ کے نکلے کیونکر
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت میری

خاک مین مجکو ملاکر بھی ہوے صاف نہ وہ
مٹ گیا مین نہ مٹی ہا ے کدورت میری

شمع روتی ہے بہت اسکو اُٹھالے کوئی
بیٹھہ جاے نہ کہین کچی ہے تربت میری

دیکھتے ہین جو وہ آئینہ تو کہتا ہے یہ عکس
تم تو بنتے ہو بگڑتی ہے طبیعت میری

اپنے مستون پہ کڑی پڑتی ہے ساقی کی نگاہ
آج مشکل ہے کہ ثابت رہے نیت میری

کہتے ہین میری جگہ پیار کیا کر اسکو
مین نہین تو ترے دل مین ہی محبت میری

گلہ جور کیا مین نے تو وہ بت بولا
قدرت اللہ کی تم اور شکایت میری

عمر گزری ہے نکلنے کا نہین لیتی ہے نام
شبِ فرقت بھی ہے شاید کوئی حسرت میری

فاتحے کو جو وہ آیا تو لپٹ کر رویا
نقشِ حُب بن گئی تعویذ سی تربت میری

آج گھر مین مجھے جنت کا مزہ آتا ہے
گیسوِ حور کی لٹ ہے شبِ وصلت میری

دل سے بھی باتین مین کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
سُن رہا ہون مین کیسے جاو شکایت میری

شان پیدا ہوئی ہے عشق مین معشوقی کی
جوڑ ہے تیری نزاکت کا نحافت میری

کہتے ہین آئینے کی آنکھ سے شرم آتی ہے
میری صورت سے بھی ملتی ہو جو صورت میری

کھوئے دیتی ہین مرے دلکو لٹین زلفونکی
الجھین گلیون مین بھٹک جاتی ہو نیت میری

ہاتھ سینے سے جھٹک دیتے ہین وہ سوتے مین
رات کو روز سرک جاتی ہے دولت میری

حسن اور عشق ہم آغوش نظر آجاتے
تیری تصویر مین کھچ جاتی جو حیرت میری

آس تھی روزِ قیامت کی نہ آیا وہ بھی
چکھ گئی اُسکو بھی شاید شبِ فرقت میری

بھیجدے شاہدِ رحمت کو اب اے ربِ کریم
ہمنشین کوئی نہین سونی ہے تربت میری

الفتِ موے کمر نے یہ گُھلایا ہے امیر
آئینے مین نظر آتی نہین صورت میری

بے ترے حالت ہے یہ گلزار کی
نکہتِ گل سانس ہے بیمار کی

حکم ہے باتین کرو اغیار کی
واہ کیا فرمائشین ہین یار کی

مل گئین ہم سے نگاہین یار کی
ہوگئین آپس مین باتین پیار کی

ہون وہ لاغر در پر اُسکے گر پڑا
کھاکے ٹھوکر سایۂ دیوار کی

اُٹھ چلے جب وہ خبر دی موت نے
نبض ابھی چلتی ہے اِس بیمار کی

حال مجھ سے سر پٹکنے کا نہ پوچھ
دیکھ لے حالت در و دیوار کی

خشمگین ہے یار ظاہر مین تو ہو
ہم نظر پہچانتے ہین پیار کی

دل مین رہیے خواہ آنکھون مین حضور
جلوہ گاہین دونون ہین سرکار کی

جرم میرے حد سے باہر ہین تو ہون
رحمت اُن سے بڑھکے ہے غفّار کی

شمع کی آتش زبانی پر نہ جا
اور ہوتی ہے زبان گفتار کی

ہجر مین باقی نہین کچھ میرے پاس
اک شکایت ہی تو وہ بھی یار کی

فرطِ بیماری سے مین گھلتا نہین
کوفت کھائے جاتی ہو غمخوار کی

آکے بالین پر مرے بولی اجل
مین دوا ہون عشق کے آزار کی

گل ترے عارض کے دیوانے ہوے
پھاڑے کپڑے راہ لی بازار کی

وہ مسلمان ہون اگر توڑون مین بت
صاف آواز آئے استغفار کی

عاجزی کسدن مرے گھر سے گئی
ہے وہی افتادگی دیوار کی

حشر کے دن بھی نہ وہ آئے نظر
دل مین حسرت رہگئی دیدار کی

اے امیر اُسکی لگاوٹ پر نہ جا
مار ڈالین گی نگاہین پیار کی

دم تری اُلفتِ پوشیدہ کا بھرنے والے
دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنے والے

عشق مین جی سے گزرتے ہین گزرنے والے
موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے

داغِ دل سے مرے کہتا ہے یہ اُسکا جوبن
دیکھ اسطرح اُبھرتے ہین اُبھرنے والے

بزمِ ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر
او مرے سوگ کی پردے مین سنورنے والے

پھر بہار آئی ہے پھر ہمکو جنون ہوتا ہے
کیا دن آئے ہین فراغت سی گزرنے والے

دیدہ و دل مین رقیبون کے بسے ہین جاکر
میری آنکھون سی مری دلمین اُترنے والے

آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدہ وصل
آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنے والے

پھر کھچیگی سے گلرنگ چڑھین گے نشئے
خوشئے انگور کے رندو ہین اُترنے والے

اُٹھے اور کوچۂ محبوب کو پہنچے عاشق
یہ مسافر نہین رستی مین ٹھہرنے والے

بام پر کھول کے زلفونکو وہ خود کہتے ہین
راستہ بند ہی سانپ ہین کرنے والے

بحرِ ہستی مین جو ڈوبے تو عدم مین نکلے
پار اُتر جاتے ہین یون پار اُترنے والے

نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہے
دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے

دلِ بیتاب مگر آہ کوئی کی تونے
رو اُٹھے چیخکے کیون بات نکرنے والے

اب مزے اُٹھین گے اُٹھتی ہی جوانی اُن کی
نخلِ امید سے دو پھل ہین اُترنے والے

کیون رقیبون سی جلون مین کہ یہ سب ہین ای ترک
ذکر میرا تری سرکار مین کرنے والے

وقتِ انکار زبان چلتی ہے خنجر کی طرح
خون اقرار کا کرتے ہین مکرنے والے

جان دینے کو کہا اُن سے تو ہنس کر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے

آبِ خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنے والے

مردے پر مردے مزارون مین گڑینگے تا حشر
لاکھہ مہمان ہون یہ گھر نہین بھرنے والے

تیغ و خنجر سے نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا
چلدیے موڑ کے منہ فیصلہ کرنے والے

نزع مین کیا نظر آتا ہے کوئی برق جمال
آنکھین کر لیتے ہین کیون بند یہ مرنے والے

کبھی داغونکے چمن پر بھی نظر حسرت سے
او مرے پھولون مین پھولونسے سنورنے والے

جب مین کہتا ہون کہ مرتا ہون تو کہتی ہے اجل
مر بھی چکا کہین او روز کے مرنے والے

نزع کا وقت جو گزرا تو خوشی کیا اسکی
ایسے صدمے ابھی کتنے ہین گزرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر
یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنے والے

اِک ذرا دیکھ تو کیا کہتے ہین مرنے والے
او غریبون کے مزارون پہ گزرنے والے

پھر کہان دل کا پتا دل مین حسین جب آئے
گھر بھی لیجاتے ہین اس گھر مین ٹھہرنے والے

دلِ عشاق کے ٹکڑے ہین یہ پرچے ہین
داورِ حشر کی خدمت مین گزرنے والے

موت کہتی ہے کہ دیتے تو حسینون پہ ہین جان
اور مجھے مفت لیے مرتے ہین مرنے والے

مُنھ پہ اُڑ اُڑ کے نہ آئین تو گُندھے کیون چوٹی
منتین بندھواتی ہین خود بال بکھرنے والے

جلوے اِن برق جمالون کے غضب ہین دل کو
برسون تڑپائینگے دم بھر کو ٹھہرنے والے

آئے تربت پہ تو وہ کوٹ کے ماتھا بولے
سر پٹکواتے ہین سر پاؤن پہ پھرنے والے

ساتھ دو چار کے نکلین گے ہم مقتل سے
پڑ کے مرتے نہین جو لڑکے ہین مرنے والے

تار اشکون کا نہ ٹوٹے گا لپٹ کر اُن سے
اب گلے سے نہین یہ ہار اُترنے والے

نقشِ پا سے بھی اپاہج کہین دیکھے ہی نہین
ہر قدم پر یہ مسافر ہین ٹھہرنے والے

حورین بولین سگئے جنت کو جو مستانۂ عشق
آئے کوثر سے نہا دھو کے نکھرنے والے

گھر کے گھر کردیے خالی ترے غصے نے نگر
آج تک تجکو بھرے جاتی ہین بھرنے والے

دل دھڑکتا ہے مرا دیکھکے جوبن کا اُبھار
چوم لین منہ نہ تمہارا یہہ اُبھرنے والے

غمِ کونین سے جھنجھلا کے یہ بولا غمِ عشق
بھاگ تجھسے دلِ عاشق نہین بھرنے والے

ہمتو دم کوچۂ جانان ہی مین جا کر لین گے
گو کسی نہین جنت مین ٹھہرنے والے

چاند کو داغ لگائین جو مَلین وہ غازہ
چاندنی میلی ہو نکھرین جو نکھرنے والے

روح نے پردے مین توبہ کے کیے لاکھ بناؤ
زاہدِ اسطرح سنورتے ہین سنورنے والے

خوب پہچان گئے اہلِ ہوس کو وہ امیر
نظرون پہ چڑھ گئے سب دل سے اُترنے والے

لیکے دل کہتے ہین وہ بال بکھرنے والے
کہ بگڑنے مین بھی بنتے ہین سنورنے والے

ہاے قاتل نہین ملتا کہین شمشیر بکف
سر ہتیلی پہ لیے پھرتے ہین مرنے والے

دو قدم وہ جو چلے فتنے یہ چلا اُٹھے
اب نہین پاؤن قیامت کے ٹھہرنے والے

بولے وہ آئنہ خانے مین عجب سیر ہے یان
ساری دنیا کے اِکھٹّا ہین سنورنے والے

کہتے ہین کیجیے عشاق کی خاطر کب تک
اُنکے دل تو نہین دیدار سے بھرنے والے

کام آئیگی نہ ظاہر کی چمک محشر مین
عرقِ شرم مین ڈوبین گے نکھرنے والے

جتنے عارف ہین وہ دنیا سے الگ رہتے ہین
خضر کب گھر مین ہین رہزن کے ٹھہرنے والے

یون بدلنے کے نہین لالہ و ریحان کی لباس
ٹکڑے ہو ہو کے یہ کپڑے ہین اُترنے والے

جان لینے کا سلیقہ تو اجل کو آئے
جان مرنے سے چراتے نہین مرنے والے

کھچکے محرم جو بندھی اور بھی اُبھرا جوبن
کہین دبتے ہین دبانے سے اُبھرنے والے

زلفین ہونگی جو پریشان تو جھڑیگی افشان
بال کے ساتھ یہ موتی ہین بکھرنے والے

سے ملگجے پن مین جو حورون کی خبر لیتے ہین
کیا قیامت ہے وہ ہین آج نکھرنے والے

عشق نے پھیر کے منہ پر مرے زردی یہ کہا
ہم ہین رنگ آپکی تصویر مین بھرنے والے

کہو بلبل سے کہ منقار کی لائے مقراض
پھول باتون کیلیے ہین وہ کترنے والے

خم کے خم ہو گئے خمخانۂ غم مین خالی
دل نہ مستون کے بھرے تھک گئے بھرنے والے

جیتے مین کہتی ہین کرتا ہے جو وہ وعدۂ وصل
کیا کہا پھر تو کہہ او کہہ کے مکرنے والے

قابلِ رحم قیامت مین نہ ٹھہرینگے امیر
رحم دنیا مین غریبون پہ نکرنے والے

خاکی نژاد خاک کے اندر چلے گئے
جس گھر سے آئے تھے پھر اُسی گھر چلے گئے

شب اُٹھکے انجمن سے جو تم گھر چلے گئے
ہم اُٹھ سکے نہ آپ سے باہر چلے گئے

کیون چلتے چلتے مڑ کے نگاہین یہ تیز تیز
دل مین مرے چبھو کے وہ نشتر چلے گئے

غیرون کے بند بند کیے یار نے جدا
پر اُن کے جوڑ توڑ برابر چلے گئے

تربت پہ میری ہاتھ اُٹھانے کا ذکر کیا
وہ فاتحے سے ہاتھ اُٹھا کر چلے گئے

ملکِ عدم کی آمد و شد کا ہے کیا شمار
ستر جہان مین آئے بہتر چلے گئے

مجھ سخت جان سے چل نہ سکا قاتلون کا زور
مقتل مین توڑ توڑ کے خنجر چلے گئے

دل پر ہے اختیار نہ قابو ہے جان پر
کیا جانے کیا وہ پھونک کے منتر چلے گئے

اے ہمصفیر اُڑ نہ سکا جب مین ضعف سے
اُڑ اُڑ کے سوے باغ مری پر چلے گئے

آئے وہ کیون اس آنیسے حاصل ہی کیا ہوا
چپ تھوڑی دیر بیٹھے اُٹھے گھر چلے گئے

بجلی ابھی چمک کے چھپی یا وہ ناز سے
جھلکی دکھا کے پردے کے اندر چلے گئے

شیشے پکارتے ہین کہ رندانِ بادہ نوش
آئے تباہ کر کے مرا گھر چلے گئے

ہنستے ہوئے وہ سامنے آئے جو مثلِ برق
مانند ابر ہمکو رُلا کر چلے گئے

آنکھین لڑانے غیر سے نکلے تھے وہ مگر
دیکھا جو مجھکو آنکھ چُرا کر چلے گئے

کیا ہستی و عدم کا کہین حال اب امیر

اِس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے

جو گھر مین پھر کے ہم اُنکے حضور سے آئے
کلیم پھر ملاقات طور سے آئے

خطا معاف کرین آئین شب کو وہ چھپکر
وہ دن بھی فضلِ خدائے غفور سے آئے

سمندِ ناز سے اُترے نہ بیٹھنا کیسا
وہ آئے گھر مرے پر کس غرور سے آئے

خدا تو عفو کرے بار بار دیکھکے جرم
غضب ہے باز نہ بندہ قصور سے آئے

وہان یہ حکم کہ کپڑے بھی چھین نو اُسکے
مین منتظر کوئی خلعت حضور سے آئے

دکھاؤن دخترِ رز کا جمال واعظ کو
کہ شرم کچھ اُسے تعریفِ حور سے آئے

لحد مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
نقیب مجکو بلانے حضور سے آئے

وہ بادہ کش ہون کہ ہو جاؤن مست حشر کے دن
صدائے قلقلِ مینا جو صور سے آئے

ہمین نہ تم سے ملا کچھ رہے وہی اچھے
کہ خالی ہاتھ تو موسیٰ نہ طور سے آئے

گناہگار ترے گیسوؤن کے محشر مین
بندھے ہوئے رسنِ زلفِ حور سے آئے

بخیر کیجیے گا یاد حضرتِ موسیٰ
کبھی جو ذکر ہمارا حضور سے آئے

امیر اپنی جو آنکھین ہون طالبِ دیدار
چمک کے برق ابھی کوہِ طور سے آئے

آ کے غربت مین ہین عیشِ وطن بھول گئے
لطف اُٹھایا یہ قفس مین کہ چمن بھول گئے

نجد مین پھرتے ہین کیون چار طرف سرگردان
کیا نشان مرقدِ مجنون کا ہرن بھول گئے

ابتو بھولے سے بھی کرتا نہین تو یاد ہمین
جتنے وعدے تھے سب اے عہد شکن بھول گئے

مین وہ دیوانہ عریان تھا کہ مرقد مین عزیز
دفن کرنے لگے مجکو تو کفن بھول گئے

قید مین طول کھچا یہ کہ اسیرانِ قفس
شکلِ گل بھول گئے رنگِ چمن بھول گئے

بخت بیدار ہوے آ کے ترے کوچے مین
صورتِ خوابِ فراموش وطن بھول گئے

دل کو ہر پیچ مین گیسوے رسا کے ڈھونڈا
پر یہ چوکے کہ ترا چاہِ ذقن بھول گئے

سالہا سال ہوسے ہین نہین آئی ہچکی | کیا غریبون کو عزیزان وطن بھول گئے

نالے گھٹ گھٹ کو مری دل ہی مین رہتے ہین امیر
کیا بلا انکو ہوئی راہِ دہن بھول گئے

تیغ کھینچے جو یار آتا ہے | اور بھی مجھکو پیار آتا ہے
دل کو اب کب قرار آتا ہے | سن لیا ہے کہ یار آتا ہے
بال کھولے جو یار آتا ہے | گھر کے ابر بہار آتا ہے
زلف و رخ کو سنوار آتا ہے | اور کیا تجھکو یار آتا ہے
تیرے وعدے سے عشق ہے اسکو | ساتھ ہی اعتبار آتا ہے
وصل مین اسکو کسنے بلوایا | غصہ کیون بار بار آتا ہے
دیکھکر مجھکو چتونون سے کہا | وہ تمھارا شکار آتا ہے
روز تکیون مین جاکے دل میرا | دوستون کو پکار آتا ہے
کیا مصیبت عدم مین ہے یارب | کہ ہر اک اشکبار آتا ہے
اک نظر دل کو دیکھ لو دیکھو | کب سے امیدوار آتا ہے
دردِ دل مین مری تسلی کو | گریہ بے اختیار آتا ہے
تمکو آتا ہے پیار پر غصہ | مجکو غصے پہ پیار آتا ہے
چین آتا نہین مزار مین آج | کون سوے مزار آتا ہے
کہتے ہین آنکھین بند کرلو تم | اسی رستے سے پیار آتا ہے
گردِ کلفت کو دل مین دو نہ جگہ | آئینے مین غبار آتا ہے
زندگی مین کبھی نہ آ نکلا | مر گئے پر قرار آتا ہے
تیری رحمت کو دیکھکر مجرم | حشر مین شرمسار آتا ہے
ذبح کے وقت اسکی گھبراہٹ | دیکھکر مجکو پیار آتا ہے

بیقراری کا گھر ہے دل میرا
تو کہاں اسے قرار آتا ہے

فتنے کہتے ہیں دیکھ کر اُسکو
فتنۂ روزگار آتا ہے

جا سے شکوہ مری زبان پہ امیر
شکر بے اختیار آتا ہے

جب سے بلبل تو نے دو تنکے لیے
ٹوٹتی ہیں بجلیاں ان کے لیے

مے نہ دی قرض اُس نے دو دنکے لیے
جسنے توڑے ہمسے گن گن کے لیے

دن مرا روتا ہے میری رات کو
رات روتی ہے مری دن کے لیے

ہے جوانی خود جوانی کا سنگار
سادگی گہنا ہے اس سن کے لیے

پاک رکھا پاک دامن سے حساب
بوسے بھی گن کر دیے گن کے لیے

کون ویرانے میں دیکھے گا بہار
پھول جنگل میں کھلے کن کے لیے

ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جنکے لیے

ذرّہ ذرّہ دُردِ مے کا زاہدو
دوربین ہے چشمِ باطن کے لیے

وصل میں جھنجھلا کے وہ بولے کہ ہاے
کن کا جوبن اور ہے کن کے لیے

کیمیا گر آگ سا دیکھا نہیں
تار سونے کے دیے تنکے لیے

باغبان کلیاں ہوں ہلکے رنگ کی
بھیجنا ہے ایک کمسن کے لیے

سب حسین ہیں زاہدوں کو ناپسند
اب کوئی حور آئیگی ان کے لیے

جائیے سونپا خدا کو جائیے
تھا یہ سارا حسن ضامن کے لیے

ذبح کرنے میں بڑا مشتاق ہے
گھر ہو مسلخ میں موذن کے لیے

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دنکے لیے

کھا گیا ہم ناتوانوں کو فراق
کھول کر منہ دیو نے تنکے لیے

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر

بھیجتے تحفہ موذن کے لیے

تند مے اور ایسے کمسن کے لیے
ساقیا ہلکی سی لا ان کے لیے

حور یارب ہے جو مومن کے لیے
بھیجدے دنیا مین دو دن کے لیے

واے قسمت وہ بھی کہتے ہین برا
ہم برے سب سے ہوے جنکے لیے

پی بھی لے زاہد جوانی مین شراب
عمر بھر ترسیگا اس دن کے لیے

گالیون مین بھی ہتون کی ہے مزہ
اک ہنر ہے عیب بھی انکے لیے

دخت رز سی پاک دامن چاہیے
شیخ جی سے پاک باطن کے لیے

کہتے ہین چھپنے کی بھی اچھی کہی
پردے مین بیٹھینگے ہم انکے لیے

دل کا ضامن تو ترا کیا اعتبار
پہلے اک ضامن ہو ضامن کے لیے

چھاونی چھائیگی کیا فوج خزان
صرصر آئی باغ مین جنکے لیے

وصل مین بوسے جھٹک کر بانٹے وہ
پھول پھل سب آج ہین انکے لیے

بن سنور کر آرسی دیکھا کیے
سب تکلف تھے یہ ہمین کے لیے

مجھسے رخصت ہو مرا عہد شباب
یا خدا رکھنا نہ اس دن کے لیے

جھاڑی ہے کون سے گل کی نظر
بلبلین پھرتی ہین کیون تنکے لیے

کھا گئی پیری جوانی کو مری
ہائے تھی یہ رات اس دن کے لیے

بوسہ بازی مین انہین دھوکے دیے
لے گئے دس بیس دس گن کے لیے

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا مین اس دن کے لیے

عجب عالم ہے اسکا وضع سادی شکل بھولی ہے
کھبی جاتی ہے دل مین کیا رسیلی نرم بولی ہے

ادا مین کھیلتی ہین ناگ تلوار اس نے تولی ہے
لہو کی چلتی ہین پچکاریان مقتل مین ہولی ہے

سیاہی داغ کی سرخی مین ہے یا جوش مستی مین
یہ لالے نے مے گلرنگ مین افیون گھولی ہے

بہار آئی چمن ہوتا ہے مالامال دولت سے
نکالا چاہتے ہین زر گرہ غنچون نے کھولی ہے

عجب ملبوس ہے ہم وحشیون کا رخت عریانی
گریبان ہے نہ دامن ہے نہ پردہ ہے نہ چولی ہے

گھٹا کی سیر حجرے سے نکل کر دیکھ اے زاہد
نہانے کو یہ چھوٹی حور نے جنت مین کھولی ہے

پری نے قاف مین دیکھی جو وہ تصویر بول اُٹھی
مین اِس صورت کے صدقے ہای کیسی بھولی بھولی ہے

خفا کیون ہو جو آوازے کسے عاشق نے غیرون پر
یہ آزادون کی باتین ہین یہ اُنکی بولی ٹھولی ہے

صراحی دَور مین آتی ہے زاہد ہون جو محفل مین
جھکا لین اپنی آنکھین دخترِ رز کی یہ ڈولی ہے

نظربازی سے جو ملتی ہے لذت دلمین کہتے ہین
ترے دیدار کی بھوکے فقیرون کی یہ جھولی ہے

اداہی سے تری مرتا ہے جو مرتا ہے دنیا مین
قضا کہتے ہین جسکو وہ اِسی سانچے کی گولی ہے

جگائی ہے یہ کہہ کر صبحِ پیری چشمِ غافل کو
بس اُٹھ او نیند کی ماتی کہ شب بھر خوب سو لی ہے

طمع سے وہ نگاہِ شوخ جا لپٹی ہے دشمن سے
کمر بجلی نے کو وہ آتش افشان کی ٹٹولی ہے

وہ کہتے ہین کہ ہم آنکھون مین سب کو تاڑ لیتے ہین
محبت ساری دنیا کی اسی کانٹے مین تولی ہے

صبا اِن مُنہ بندھی کلیون نے تجکو کسکی چوری کی
کہ تو نے صبح کو ایک ایک کی بقچی ٹٹولی ہے

امیر ایسے شگفتہ ہین مضامین نازک و رنگین
غزل کیا ہے یہ پھولون سے بھری گلچین کی جھولی ہے

عجب ناگن ہے زلف اُسکی کہ جس محفل مین کھولی ہے
دہان سے جو چلا ہے اُٹھکے اُسکی ساتھ ہو لی ہے

تصور مین مری کیا کیا پری مضمون پھرتے ہین
مری نازک خیالی ان حسینون کی مجھولی ہے

طمع کی لت مرے پر بھی نہین جاتی حریصون سے
کمر تحت الثریٰ مین جا کے قارون کی ٹٹولی ہے

گلوری کھائی اُس غنچہ دہن نے تو یہ مرجھائے
کہ ہے جو پھول گلشن مین مری پانون کی ڈھولی ہے

کہان ہے قصرِ شاہی مین چھپر کھٹ نازنینون کا
وہ بچون کا گھروندا ہے یہ گڑیون کی کھٹولی ہے

کرم کرتی ہے رحمت دیکھیے کسپر کہ محشر مین
وہ صف پرہیزگارونکی یہ میخوارونکی ٹولی ہے

چھپا کر مُنہ نہ رلوا اسکو روزِ حشر او ظالم
جہان تک آنکھ سے رویا گیا فرقت مین رو لی ہے

نہ روک اے سخت جانی جانے دو اب جانِ بسمل کو
گلے مل مل کے رخصت خنجرِ قاتل سے ہولی ہے

خوشامد اے دلِ بیتاب اس تصویر کی کب تک
یہ بولا چاہتی ہے پر نہ بولے گی نہ بولی ہے

ادا کی تیغ ہی سے ساری دنیا ہو چکی بسمل
نکیلی چتونون نے اب یہ برچھی کس پہ تولی ہے

سوا تیرے کسی کا آئنے نے منہ نہین دیکھا
تجھے دیکھا ہے جب سے آرسی نے آنکھ کھولی ہے

تصور مین بھی انکو کھینچتا ہون تو وہ کہتے ہین
مسک جائے نہ او بیدرد نازک میری چولی ہے

بہارِ لالہ و گل دو گھڑی تو دیکھ لینے دے
ابھی نرگس نے او گلچین چمن مین آنکھ کھولی ہے

اکیلے تم کہان ہو وصل کی شب دل لگانے کو
ہنسی ہے چھیڑ ہے آپس کی چہلین ہین ٹھٹھولی ہے

کلی گل کی ہو راضی وصل پر بلبل سے کیا ممکن
ہزارون منتون پر تو چٹک کر منہ سے بولی ہے

امیر اس بیوفا دنیا کی صورت پر نہ تم جاؤ
بڑی عیار ہے مکار ہے ظاہر مین بھولی ہے

بتون ہی مین ہے وہ بت کچھ تجھے خبر بھی ہے
چھپا ہوا انہین فتنون مین فتنہ گر بھی ہے

یہان تو جان بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے
تری نگاہ مین کچھ جذب کا اثر بھی ہے

لپٹ کے تم سے تصور مین کوئی سوتا ہے
کدھر خیال تمہارا ہے کچھ خبر بھی ہے

وہ تیغ میان مین کرتے ہین کوئی یہ کہدے
کہ اک غریب سا مشتاقِ قتل ادھر بھی ہے

یہ بیخودانِ محبت پہ طعن اے واعظ
مزے سے بیخبری کے تجھے خبر بھی ہے

گئے جہان سے منعم مگر ترک نہ گیا
کہ بعدِ مرگ مسہری مزار پر بھی ہے

عجب رفیق ہے یہ بیکسی کہ بعدِ فنا
سرِ مزار مجاور بھی نوحہ گر بھی ہے

جو تیر دل کی طرف اس کمان سے چلتا ہی
پکارتا ہے وہین سے کہین جگر بھی ہے

نہ دستِ ناز مین رکھین تو کیا کرین آخر
کہان وہ تیغ کو باندھین کہین کمر بھی ہے

ہوائے شوق اجا ابھارتی ہے امیر
دگرنہ مجھ مین کہین طاقتِ سفر بھی ہے

لاش پر اشک تری آنکھ سے بارے نکلے
شکر ہے آج تو ارمان ہمارے نکلے

کیا دھوان آہ شرربار کا ہے تیرہ و تار
دن کی شب ہو گئی گردون پہ تارے نکلے

یاد دلوائین وہ آنکھین نہ ہرن صحرا کے
ہم وطن سے ہین اسی درد کے مارے نکلے

مر گئے عشق مین ہم تم سے یہ امید نہ تھی
چار آنسو بھی نہ ماتم مین ہمارے نکلے

شام ہوتے ہی ہوئی کیسی شبِ وصل سحر
دل سے ارمان ہمارے نہ تمہارے نکلے

خوب دیکھا تو کیے چرخ نے ہم پر جو ستم
وہ بھی در پردہ تمہارے ہی اشارے نکلے

کوہ پر جا کے جو ہم سوختہ جان بیٹھ گئے
گرمیان کرنے کو پتھر سے شرارے نکلے

کوہین پہونچین تو اُن سے یہ صدا آئی امیر
سر پہ سودائیون کے چلنے کو آرے نکلے

نالۂ بلبل سے دل پر چوٹ ایسی لگ گئی
روتے روتے باغبان کو آج ہچکی لگ گئی

ہمصفیرو اس چمن مین ہون مین وہ درد آشنا
غنچہ بھی چٹکا تو میرے دل پہ گولی لگ گئی

بیعتِ پیرِ مغان سے مل گیا بامِ مُراد
سلسلہ پیدا ہوا رفعت کا سیڑھی لگ گئی

واہ رے شوقِ تماشا وہ ابھی گھر ہی مین ہین
اُٹھ گئی دیوار در پر بھیڑ ایسی لگ گئی

تا کجا بیداد اب فریاد کی طاقت نہین
باغبان آواز مین بلبل کے پتی لگ گئی

دردِ دل نے اُٹھ کے پہلو سے وہین چونکا دیا
رات بھر مین ایک پل جب آنکھ میری لگ گئی

آنکھ بدلی اے امیر اُسنے مین بسمل ہو گیا
وان نگہ ترچھی ہوئی یان دل پہ برچھی لگ گئی

زیرِ گیسو شوخیِ چشمِ پریرو اور ہے
اس ختن مین طرزِ جست و خیزِ آہو اور ہے

دُور اتنا کس لیے کھنچتی ہے شمشیرِ ملال
جسکا بسمل ہے جہان وہ تیغِ ابرو اور ہے

تن منقش بوریے سے ہے اگر کیا فائدہ
فقر کے جامے کو زینت دی وہ اتّو اور ہے

رو دی ہے شبنم گلستان مین تو ہنس پڑتے ہین پھول
پانی پانی جو کرے دل کو وہ آنسو اور ہے

وہ گلابی پوش آیا ہے مگر گلگشت کو
جامے سے باہر ہین گل رنگ اور ہی بُو اور ہے

ملگیا ہون تجھ مین مین ہر چند مثل آب و رنگ
شوق کہتا ہے ابھی مین اور ہون تو اور ہے

بوے یوسفؑ مصر سے کنعان مین لائی ہی صبا
اب دماغِ حضرتِ یعقوبؑ مین بُو اور ہے

بوالہوس دم دیکے کیا لیگا مری قاصد سے خط
چلگیا تھا جو پیمبر یہ وہ جادو اور ہے

بہرِ بالش حور کا زانو ہمین درکار کیا
جسپہ ہم سر رکھکے سوتے ہین وہ زانو اور ہے

کان مین موتی جو تم پہنو بڑھے یہ آبرو
بحر سے قطرہ کہے مین اور ہون تو اور ہے

یار آیا دیکھنے ابتو ٹھہر جا کوئی دم
میرے تڑپنے کا وقت اے دردِ پہلو اور ہے

جنبشِ مژگان سے مارا ناتوانون کو تو کیا
بانکپن کی نوک لے ترکِ جفا جو اور ہے

بوی گل رکھہ چھوڑ کیا ہم کو اُڑاتی ہے صبا
تازہ ہے جس سے دماغ اپنا وہ خوشبو اور ہے

آہوے چین کب پھنسا سکتا ہے ہمکو اے امیر
شیر کو جو صید کرتا ہے وہ آہو اور ہے

چشمِ مخمور کو کیا کام قدح نوشی سے
کم نہین سرمہ ترا داروِ بیہوشی سے

زندگی بھر مین رہا جامۂ عریانی مین
مرگ کے بعد ہے کیا کام کفن پوشی سے

کبک سے ہو جو ہم آغوش تو لذت اُٹھے
لطف کیا ماہ کو ہالے کی ہم آغوشی سے

چُپ ہوا جسکی طرف گھور کے تم نے دیکھا
کم نہین گردِ نظر سرمۂ خاموشی سے

تذکرہ کچھ تو کیا میری پریشانی کا
آج اُلجھے وہ بہت زلف کی سرگوشی سے

رنگِ گلزار تحیر نظر آیا جب سے
غنچہ سان بند ہین لب لذتِ خاموشی سے

خلق ناراض خدا ناخوش امیر اس سے ہے
عیب بدتر نہین انسان مین حق پوشی سے

ہے یقین پھر دل عاشق نہ کبھی غم مین رہے
عشق جا کر جو ترے حُسن کے عالم مین رہے

مرگِ دشمن کی خبر سُنکے بھی ماتم مین رہے
ہم خوشی مین بھی رہے یون کہ کوئی غم مین رہے

شاد دل غم مین رہے عید محرم مین رہے
کچھ سپیدی بھی مرے جامۂ ماتم مین رہے

غم کہان جا کے رہیگا نہ رہینگے جب ہم
ہمتو جب تک رہے عالم مین اسی غم مین رہے

غنچۂ گل کو چمن مین یہ ہوا ہے اے گل
عطر دان بنکے ترے گیسوئے پرخم مین رہے

شوخیون نے کسی قاتل کی کیا ہے بسمل
مر بھی جائین تو یقین ہے کہ تڑپ ہم مین رہے

پاسِ عصمت سے یہ ہے حکم مرے ساقی کا
دامنِ دخترِ رز پنجۂ مریم مین رہے

خم بھی رویا مجھے پیمانہ بھی رویا مجھکو
جتنے تھے چھوٹے بڑے سب مری ماتم مین رہے

آ کے بگڑی ہوئی اس باغ کی دیکھی جو ہوا
شور سے کوچ کے شب بھر گل و شبنم مین رہے

مجمع مین سائلِ دشنام ذرا منھ کھولو
ہے غضب قفل جو دروازۂ حاتم مین رہے

چارہ گر مشک نہین سودۂ الماس سہی
جز و کوئی مزۂ زخم کا مرہم مین رہے

لبِ جان بخش کی ہے یاد تو مرنا کیسا
موت کیونکر عملِ عیسیِ مریم مین رہے

بیخودی سے ہمین یہ حال نہ نازیست کھلا
ایک عالم مین رہے ہم کہ دو عالم مین رہے

اور کوئی تو عزادار نہ تھا غربت مین
میرے کاندھون کے فرشتے مرے ماتم مین رہے

اپنے بیگانے کو روتے ہی کٹی عمر امیر
کبھی دشمن کے کبھی دوست کی ماتم مین رہے

دو جہان چھوڑ کے عشاق ترے غم مین رہے
دونون عالم سے جدا تیسرے عالم مین رہے

عاقبت مین ہو تو خود عیش یہان غم مین رہے
ڈوب کر خندۂ گل گریۂ شبنم مین رہے

محو تصویر کی صورت یہ ترے غم مین رہے
نہ رہے اتنی بھی باقی کہ خودی ہم مین رہے

حیف ہے تم مرے مرنے کا ذرا غم نہ کرو
آنکھ تر شمع کی پروانے کے ماتم مین رہے

غیر کے رنگ مین ملتے ہین کہین اہلِ صفا
سبزۂ گل پہ سپیدی ہی شبنم مین رہے

صرصرِ مرگ اڑا لیگئی سب پھولون کو
خار ہی خار فقط گلشنِ عالم مین رہے

کنگھی چوٹی مین مری جان دکھاؤ وہ ادا
پھنس کے مشاطہ کا دل گیسوئے پرخم مین رہے

شرم کے ساتھ ہو شوخی بھی تمھین مین کیا خوب
لطف تو جب ہے کہ وہ تم مین تو یہ ہم مین رہے

دلمین عصیان کے یہ ہے ایک نہو داخلِ خلد
عفو کہتا ہے کہ کوئی نہ جہنم مین رہے

چوڑیان ٹوٹی ہوئی نیل بدن پر ہین پڑے
بزمِ دشمن مین کہ تم مجلسِ ماتم مین رہے

باتین ناصح کی سُنین یار کے نظارے کیے
آنکھین جنت مین رہین کان جہنم مین رہے

زعفران کی بھی پیالی ہو کوئی پھولون مین
اثرِ خندۂ شادی مرے ماتم مین رہے

اُنکے تڑپانے کی طاقت جو نہین ہم مین نہو
کاش اپنے ہی تڑپنے کی سکت ہم مین رہے

مرگِ عاشق کی خبر آئی تو جھنجھلا کے کہا
روز سو مرتے ہین کب تک کوئی ماتم مین رہے

تو اُلجھتا ہے اُلجھنے سے اگر بالون کے
بھیجدے مجکو یہ اُلجھن بھی مرے دم مین رہے

هم وہ ہین رند کہ رندی کا نہ لے نام امیر
آگے دو دن پسرِ نوح اگر ہم مین رہے

حُسن مرنے کا یہ ہے حُسن مرے غم مین رہے
سوگ مین بیٹھے ادا ناز بھی ماتم مین رہے

گر غریب الوطنی بھی نہ مرے غم مین رہے
اور پھر کون ہے غربت مین جو ماتم مین رہے

کبھی کعبے مین چلے دور کبھی جنت مین
کشتیِ مے کبھی کوثر کبھی زمزم مین رہے

یاس اسکو بھی تو رہنے نہین دیتی دل مین
کاش امید ہی ملنے کی تری ہم مین رہے

جسطرح ریگ رہے شیشۂ ساعت مین روان
چلتے پھرتے ترے مشتاق دو عالم مین رہے

وصل کا دن ہے سنورنے کو بگڑنا کیسا
جا کے اب چینِ جبین گیسوِ پرخم مین رہے

ہنس ہی دین وہ مرے پھولون مین رودین نہ سہی
نازکی کچھ تو مری مجلسِ ماتم مین رہے

باغِ جنت سے ایکی تو بدولت نکلے
کیون نہ شق سینۂ گندم غمِ آدم مین رہے

میرے گم کیا ہے شبِ ہجر جو روز آتی ہے
یہ بلا جا کے کسی گیسوِ پرخم مین رہے

پانی جتنا تھا وہ سب پیگئے پینے والے
خاک اُڑانے کو ہمین چشمۂ زمزم مین رہے

روح تا چند رہے تن مین کچھ انصاف بھی ہے
قید کب تک یہ پری قالبِ آدم مین رہے

بانکی چتون سے کنکھیون مین کرو مجکو شکار
نوک کی بات بھی کوئی نگہِ کم مین رہے

گرمیِ ہجر مین یاد آئی جو اُن آنکھون کی
لیکے آغوش مین حورون کو جہنم مین رہے

دیکھ لے ہجر مین عالم جو مرے جینے کا
مرنہ جائے تو اجل نزع کے عالم مین رہے

جذبِ اُلفت جو ہو تو اپنی جبین مین باندھے
مہر پتلی کی طرح دیدۂ شبنم مین رہے

جان اِس کشمکش نزع پہ صدقے ہے امیر
رنگ اگر اُسکی کھچاوٹ کا بھی کچھ دم مین رہے

وصل ہو جائے یہین حشر مین کیا رکھا ہے
آج کی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے

محتسب پوچھ نہ تو شیشے مین کیا رکھا ہے
پارسائی کا لہو اس مین بھرا رکھا ہے

کہتے ہین آئے جوانی تو یہ چوری نکلے
میرے جوبن کو لڑکپن نے چرا رکھا ہے

دل سی شے گرد کدورت مین ستم ہو کہ نہین
ہائے کیا خاک مین ظالم نے ملا رکھا ہے

یاس گھیرے ہوئی ہے مجکو مگر ہان کچھ کچھ
آسرا تیری لگاوٹ نے لگا رکھا ہے

کہتے ہین میری بلا جانے ترا دل ہے کہان
چور ہین کیا مرے دشمن کہ چرا رکھا ہے

خونِ عاشق کو ہے اب دسترس اُس تک مشکل
منہدی نے پہلے ہی سے رنگ جما رکھا ہے

کہتے ہین ناز کی لذت کا تو کچھ شکر نہین
اور مزہ یہ ہے کہ نام اُس کا جفا رکھا ہے

ہین تمہارے ہی تو جلوے کے کرشمے سارے
اُسکو کیا تکتے ہو آئینے مین کیا رکھا ہے

یاد آتا ہون کبھی مین تو یہن، لیتے ہین
ایک جوڑا مرے پھولون مین بسا رکھا ہے

نازسے کشتۂ انداز کو پامال بھی کر
یہ ستم کس کے لیے تو نے اٹھا رکھا ہے

آدمی زاد ہین دنیا کے حسین لیکن امیر
یار لوگون نے پری زاد بنا رکھا ہے

آپ نے غیر کا خط ہم سے چھپا رکھا ہے
دیکھیے دیکھیے تکیے مین وہ کیا رکھا ہے

ہین تغافل مین بھی سرگرمِ ستم وہ آنکھین
آپ تو سوتے ہین فتنون کو جگا رکھا ہے

دیکھنا صبح کو انجام جو ہوگا اے شمع
تو نے سر پر تو پتنگون کو چڑھا رکھا ہے

ناز سے وار کیا اُسنے یہ کہکر مجھ سے
لے یہ خنجر بھی ترے دم کو لگا رکھا ہے

ہم چلے دیر سے کعبے کو تو وہ بت بولا
جا کے لے لیجیے کعبے مین خدا رکھا ہے

کہتے ہین دل تو ہوا خون مری حسرت مین
اور یہ کیا ہے جو پہلو مین دبا رکھا ہے

بیخودی نقش خودی ہمسے نہین مٹ سکتا
تو مٹانے پہ جو آئے تو مٹا رکھا ہے

حشر پر قامت جانان کا ہے جلوہ موقوف
اس قیامت کو قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

وحشت زر ہوش مین آنے نہین دیتی مجکو
اس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سر پہ اسے گرد گنہ تو ہی کھلا دے اسکو
صور نے شور قیامت کا مچا رکھا ہے

جان بھی ہجر مین دیدیتے مگر ہمنے امیر
کسی موقع کے لیے اسکو لگا رکھا ہے

اک عمر ہو گئی کہ اقامت سفر مین ہے
نقشہ مگر وطن کا ابھی تک نظر مین ہے

جو خون اُبل چلے وہ مری چشم تر مین ہے
جو داغ رنگ لاے وہ میری جگر مین ہے

دن رات یاد ہے دُر دندان یار کی
کشتی ہماری عمر کی آب گہر مین ہے

ہم ہین برنگ لالہ ازل سے الم نصیب
جزو بدن ہے داغ جو اپنے جگر مین ہے

اے بحر حسن دیکھ تڑپ انتظار کی
مچھلی ہے مردمک جو مری چشم تر مین ہے

نیرنگیان تصور کاکل کی دیکھیے
تصویر یار دل مین ہے نقشہ نظر مین ہے

مرتا ہے اُسپہ غیر بھی تو مین ہون بیقرار
دشمن کے دل کا داغ بھی میری جگر مین ہے

دنیاے بے ثبات مین کیا ہو ہمین ثبات
جس گھر مین ہم مقیم وہ گھر ہی سفر مین ہے

قاتل ابھی سوار بھی گھر سے نہین ہوا
کشتون کا ڈھیر چار طرف رہگذر مین ہے

رکھتا نہین زمین پہ مارے خوشی کے پاؤن
شاید جواب خط کمر نامہ بر مین ہے

یارب امیر کے بھی گناہون سے درگزر
یہ بھی تو آخر اُمت خیر البشر مین ہے

یہ سب ظہورِ شانِ حقیقت بشر مین ہے
جو کچھ نہان تھا تخم مین پیدا شجر مین ہے

ہر دم جو خون تازہ مری چشمِ تر مین ہے
ناسور دل مین ہے کہ الٰہی جگر مین ہے

کھٹکا رقیب کا نہین آغوش مین ہے یار
اسپر بھی اک کھٹک سی ہماری جگر مین ہے

واصل سمجھیے اُسکو جو سالک ہے عشق مین
منزل پہ جانیے اُسے جو رہگزر مین ہے

آنکھون کے نیچے پھرتی ہے تصویر یار کی
پتلی سی اک بندھی ہوئی تارِ نظر مین ہے

کرتے ہین اس طریق سے طے ہم رہِ سلوک
سر اُسکے آستان پہ قدم رہگزر مین ہے

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی تباہی کا مارا سفر مین ہے

مستی کی کیا بہار ہے دندانِ یار پر
سوسن کا پھول چشمۂ آبِ گہر مین ہے

ہو دردِ عشق ایک جگہ تو دوا کرون
دل مین جگر مین سینے مین پہلو مین سر مین ہے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
اُڑنے کا حوصلہ ہی نہین بال و پر مین ہے

قاصد کو ہاتھ داغ کے بھیجا ہے یار نے
خط کی نئی رسید کفِ نامہ بر مین ہے

تیرِ قضا کو ناز ہے کیا اپنے توڑ پر
اتنا اثر تو یار کی سیدھی نظر مین ہے

آجاؤ تیغ باندھ کے پھر سیر دیکھ لو
میرے گلے پہ ہے کہ تمہاری کمر مین ہے

ساقی مے طہور مین کیفیتین سہی
پر وہ مزہ کہان ہے جو تیری نظر مین ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

حسین تو ہے وہ مروت نہین اگر نہ سہی
غضب کی آنکھ تو ہے لطف کی نظر نہ سہی

پہنچ ہی جائے گا لکھین تو اُسکو نامۂ شوق
چلین گے آپ ہی ہم لیکے نامہ بر نہ سہی

مری طپش سے مرے دل کی بیقراری سے
تمام خلق ہے واقف تمھین خبر نہ سہی

تمہاری ایک نظر مین تو کام ہوتا ہے
گھڑی ہی بھر کو چلے آؤ عمر بھر نہ سہی

یہی ہجوم بلا ہے تو کوئی دم مین ہے صبح
شبِ فراق کی امید دل نہین سحر نہ سہی

شگفتہ صورتِ گُل داغِ دل تو ہین پسِ مرگ
چڑہاے پھول نہ اُس گل نے قبر پر نہ سہی

بھلا نہ کہہ تو بُرا بھی نہ کہہ انہین زاہد
خدا کا خوف تو کچھ کر بتون کا ڈر نہ سہی

امیر نالہ کشی ہجر مین نہین ہے عبث
بخار دل کا نکل جاے گا اثر نہ سہی

طور پر اے طپشِ دل ہین وہ آنیوالے
آج ہم تجکو ہین تجلی سے لڑانے والے

آئنہ سامنے آتا ہے عوض سینے کو
ہوشیار او مرے دیوانہ بنانے والے

شام ہوتے ہی شبِ وصل بجاتا ہے گجر
ہاتھ ٹوٹین ترے گھڑیال بجانے والے

دیکھ کر چار طرف عکس وہ اپنا بولے
کیون مجھے گھیرتے ہین یہ آئنہ خانے والے

ہم جو پہنچے تو قیامت مین ہوا غل آئے
دھجیان دامن محشر کی اُڑانے والے

جامِ مے کاتبِ اعمال کو بھی دے ساقی
دو بزرگ آئے ہین ساتھ اگلے زمانے والے

بولے حسرت سے وہ تابوت کو کاندہا دیکر
بوجھ اُٹھواتے ہین اپنا نہ اُٹھانے والے

اشکِ خجلت عرقِ شرم تمھین دونون ہو
دمِ آخر مری بگڑی کے بنانے والے

آگ کعبے مین لگاتا ہے یہ کیا کرتا ہے
توبہ کر توبہ کر او دل کے جلانے والے

کشتۂ چشمِ پری ہون مجھے انسان نہ چُوئین
ہون پریزاد جنازے کے اُٹھانے والے

سو عزیز آئے مگر دو بھی نہ نکلے افسوس
چار آنسو مری تربت پہ بہانے والے

لاش پر میری وہ آئے تو نزاکت نے کہا
کہ یہ کاندھے نہین تابوت اُٹھانے والے

جب کہا مین نے کہ قاتل مجھے ٹھنڈا کر دے
بولے ٹھنڈا نہین کرتے ہین جلانے والے

عصمت و شرم سے کہتی ہے جوانی اُنکی
اب بٹھائین انہین پردے مین بٹھانے والے

تیغِ قاتل سے مین لپٹا تو وہ کھنچکر بولی
یہ بڑے آئے گلے مجکو لگانے والے

خاک رنج و غم و اندوہ سے آباد ہو دل
ہین یہ سب خانہ خرابی کے گھرانے والے

اپنے آئینے سے وہ پوچھتے ہین کون ہو تم
میری تصویر کو سینے سے لگانے والے

دل سے جھنجھلا کے یہ کہتا ہے خیالِ جانان
کون ہو تم مجھے ہر وقت بلانے والے

کیسی راہِ عدم آباد سے ہموار امیر
چین سے سوتے چلے جاتے ہین جانیوالے

دمِ اخیر تو ظالم ذرا نگاہ سے ملے
کچھ اِس غریب مسافر کو زادِ راہ ملے

ہمین بھی طور پہ موسیٰ کی طرح راہ ملے
کبھی تو دیکھنے والون سے بھی نگاہ ملے

وہ بغلین جھانکین جو سایۂ میانِ راہ ملے
چرائین آنکھین اگر عکس سے نگاہ ملے

مین ہون وہ کعبہ نشین جا کے دیر کے در پر
پکارتا ہون کوئی بت خدا کی راہ ملے

دل و جگر کی تڑپ دیکھ کر وہ کہتے ہین
کہ مدعی سے بھی چالاک یہ گواہ ملے

وہ تیغ کھینچے ہوے کہہ رہے ہین محشر مین
زبان کاٹ کے رکھدون جو دادخواہ ملے

ہم اے مسیح ہین اغماض سے ترے بیدم
ہماری نبض ملے گر تری نگاہ ملے

مین اپنے نامۂ اعمال کی بلائین لون
جو تجھسے رنگ کچھ اے گیسوِ سیاہ ملے

ہزارون وعدے کیے پر نہ کی دعا اِکدن
فقیر بھی ہمین جھوٹون کے بادشاہ ملے

گزرتے جاتے ہین کیا جلد وصل کے دن رات
مرے رقیب سے شاید ہین مہر و ماہ ملے

دل و جگر بھی طرفدار ہو گئے اُن کے
مرے حریف سے جا کر مرے گواہ ملے

کرون مین دعوتِ پیرِ مغان تکلف سے
جو ایک رات کو زاہد کی خانقاہ ملے

کرم کرے جو وہ بندہ نواز بندون پر
بتون کو ڈھونڈنے نکلین خدا کی راہ ملے

کھلے جو لب ترے اقرارِ وصل کرنے مین
ہوا مین خوش کہ برابر کے دو گواہ ملے

لباس فقر کا ایسا پسند ہے مجکو
بناؤن پھاڑ کے گدڑی جو رختِ شاہ ملے

لنڈھاؤ چار طرف خم کے خم یہ میخوارو
کہ محتسب کو خرابات کی نہ راہ ملے

امیر میکدۂ معرفت کو یون جاؤن
کہ راہ مین کوئی مسجد نہ خانقاہ ملے

درِ کریم پہ محشر مین تاکہ راہ ملے
گناہگارون مین چھپ چھپ کر بیگناہ ملے

فنا جو قبلِ فنا ہو بقا کی راہ ملے
یہ قلعہ وہ ہے جہان موت سے پناہ ملے

نشان خاک نظر آسے قافلے کا مجھے
ہوا اور بیچ مین پردہ جو گردِ راہ ملے

وصال مرتبۂ انتہا ہے عاشق کو
گہر نہ ہاتھ لگین جب تلک نہ تھاہ ملے

ہجومِ یاس سے قالب مین روح ٹھہری ہے
چھٹے یہ بھیڑ تو اس راہرو کو راہ ملے

چلا مین دشتِ مصیبت مین چال سوزنکی
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جو وہ سپر ہو تو مژگان دم و بک کی طرح
ہزار تیرون مین انسان کو پناہ ملے

ہٹا کے آئنہ رکھدون دل اُسکے زانو پر
کسی بہانے تو اُس شوخ سے نگاہ ملے

اس آسرے پہ مین پھرتا ہون دشتِ غربت مین
سُراغ یارون کا پوچھون جو گردِ راہ ملے

اُستارون آئنۂ دل مین عکس کی صورت
ذرا نگاہ سے اُسکی اگر نگاہ ملے

حریص جرم کیا ہے یہ عفو نے تیرے
کہ مانگ لون اگر ابلیس سے گناہ ملے

پڑا ہے ہجر مین وہ تفرقہ جو تو ڈھونڈے
تو مین کہین مرا سایہ کہین تباہ ملے

ہم اس اُمید پہ محشر سے خلد کو پہنچے
کہ شاید آگے ترے گھر کی ہمکو راہ ملے

یہ چاہ اُسکی ہے جسنے کنوئین جھکائے امیر
سمجھکے چاہِ ذقن گر پڑون جو چاہ ملے

سرِ راہِ عدم گورِ غریبان طرفہ بستی ہے
کہین غربت برستی ہے کہین حسرت برستی ہے

حقیقت دخترِ رز کی کیا ہے کیا رندونکی ہستی ہے
ترے دم سے یہ ساقی گرمیِ بازارِ مستی ہے

تری مسجد مین واعظ خاص ہین اوقات رحمت کے
ہمارے میکدے مین رات دن رحمت برستی ہے

ہمین شاہد پرستی مین سمجھ معذور اے واعظ
جوانی کا ہے نشہ بیخودی ہی جوشِ مستی ہے

خمارِ نشۂ مے سے نگاہین اُن کی کہتی ہین
یہان کیا کام تیرا یہ تو متوالونکی بستی ہے

ہزارون قتلگہ مین آرزومندِ شہادت ہین
تمہاری تیغ دیکھا چاہیے کسپر برستی ہے

جوانی لیگئی ساتھ اپنے سارا عیش مستو نکا — صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ مستی ہے
دم مستی مژہ کی اشکباری دیکھ اے ساقی — گھٹا ہلکی سی ہے پر جھوم کر کیا کیا برستی ہے
جوانی داغ دیجائیگی ناز اسپر نہ کر غافل — برنگ مستی طاؤس کوئی دم کی مستی ہے
بتون کے عشق نے اللہ تک ہمکو رسائی دی — ہماری بت پرستی نردبان حق پرستی ہے
ہمارے گھر مین جسدن ہوتی ہے اُس حور کی آمد — چھپر کھٹ کو پری آکر پریخانے سے کستی ہے
کبھی کروٹ نہین لیتا کوئی گور غریبا مین — یہ کیسی نیند سوتے ہین یہ کیسی انکی مستی ہے
زبان حال سے کہتے ہین تابوت و لحد غافل — کہ رستے مین عدم کے بھی بلندی اور پستی ہے
اشارون پر ترے مقتل مین عزرائیل چلتے ہین — قضا اپنی کمر تار نظر سے تیرے کستی ہے
چلے نالے ہمارے یہ زبان حال سے کہکر — ٹھہر جانا پہنچکر عرش پر ہمت کی پستی ہے
بڑھاپے نے ہرن سب کردیے نشے جوانی کے — ترنگین مستیون کی ہو چکین اب فاقہ مستی ہے

امیر اک تختہ ہموار ہے یہ شعر کا کوچہ
طبایع کے تفاوت سے بلندی اور پستی ہے

خودی سے بیخودی مین آ جو شوق حق پرستی ہے — جسے تو نیستی سمجھا ہے اے غافل وہ ہستی ہے
کہین زائد کہین کم بادۂ عرفان کی مستی ہے — بقدر وسعت مشرب مقام مے پرستی ہے
ترے قربان اے مرگ غریبی جلد اب لیچل — وطن کے دیکھنے کو روح مدت سے ترستی ہے
غضب کے جوش مین ہے دختر رز خیز ہو ساقی — بھری بیٹھی ہے دیکھا چاہیے کسپر برستی ہے
دل ویران کو میرے دیکھکر کہتی ہے ویرانی — خدا آباد رکھے اسکو کیا دلچسپ بستی ہے
نہ شاخ گل ہی اونچی ہے نہ دیوار چمن بلبل — تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے
نہ گھبرا اے دل واماندہ اب منزل قریب آئی — اسی بستی کے آگے اور آباد ایک بستی ہے
نہو جو آپ ہی مین اُس سے پھر پاس ادب کیسا — تکلف برطرف ساقی کہ وقت جوش مستی ہے
نگاہ ناز خال رخ سے میدان محبت مین — ستم کے تیر پڑتے ہین غضب گولی برستی ہے

جدا ہم اور دستِ غیر زلفِ دلبر و شانہ
خدا کی شان جو پیپا تھے اُنکو پیشدستی ہے

خدا جانے تراجی لگ گیا دنیا مین کیون ایدل
اُجاڑ اک چند گھر ہین بحقیقت سی یہ بستی ہے

قدم جس خاک پر پڑتا ہے تیرے خاکسارونکا
اگر اکسیر کے مولون وہ ہاتھ آئے تو سستی ہے

بلائین لیتے لیتے مست ہوجاتی ہے مشاطہ
وہ چوٹی ارگجے کے عطر مین جسوقت بستی ہے

رہین کیونکر نہ گردِ اُس روے آتش رنگ گیسو
عبادت ہندؤن کی دین مین آتش پرستی ہے

بڑھ اسے آہِ رسا اب کنگرے پر عرش کی پہنچی
بلندی کو بلندی جاننا ہمت کی پستی ہے

نہین بچتا دلِ پر داغ تیری زلفِ پیچان سے
یہ وہ ناگن ہے جو طاؤس کو اُڑ اُڑ کے ڈستی ہے

امیر آتی ہے یہ آواز ناقوسِ برہمن سے
بُتِ پندار کو توڑو جو شوقِ بت پرستی ہے

خبردار اے مسافر خوف کی جا راہِ ہستی ہے
ٹھگونکا بیٹھکا ہے جابجا چورونکی بستی ہے

بہار آئی ہے ساقی عام فیضِ مے پرستی ہے
درودیوار سے اس دور مین مستی برستی ہے

تری تلوار مین جوہر ہین قاتل ابرِ رحمت کے
گنہگارون پر آکر جوش مین کیا کیا برستی ہے

حقیقت آجتک بت کی نہین معلوم زاہد کو
خدا کی شان اسپر دعویِ ایزد پرستی ہے

اجل آنے نہین پائی کہ ہوجاتا ہے کام آخر
ترے خنجر کو قاتل کیا قضا کی پیشدستی ہے

ہماری آہ کی گرمی جو دیکھی رعد چلایا
معاذاللہ یہ تو برق کا بھی مُنہ جھلستی ہے

جلو مین حضرتِ موسی سے مین دل سوختہ لاکھون
سواری مین تری برقِ نہالِ طور دستی ہے

جو آتا ہے وہان سے چھیتھڑا تن پر نہین ہوتا
عدم مین بھی الہی کیا کوئی ناگون کی بستی ہے

خمیدہ قد ہے جن کا نیک و بد کی جھک کے ملتے ہین
برابر دونون باگون یہ ہلالی تیغ کستی ہے

بتون کو دیکھ کر ہم کلمۂ توحید پڑھتے ہین
خدا راضی ہے جسمین وہ ہماری بت پرستی ہے

تری آنکھون کو کیا تشبیہ دین ہم چشمِ آہو سے
وہان شوخی ہی شوخی ہے یہان شوخی و مستی ہے

نہ کوئی شمع لاتا ہے نہ کوئی گل چڑھاتا ہے
مزارون پر غریبون کے عجب غربت برستی ہے

مرے دامن سے ساری نوک ہی خارِ مغیلا نکی
جنون میرے گریبان تک تیری تیز دستی ہے

مکدر کردیا اشکو نکو یہ دل کی کدورت نے
کہ خاک آنکھون مین مثلِ شیشۂ ساعت برستی ہے

نفس کی آمد و شد پر نہ دم بھر زندگانی کا
ارے غافل یہی مقراض بہرِ رختِ ہستی ہے

نئی ترکیب پائی چشمِ بدُور اُن کی آنکھون نے
غزالون کی ہے شوخی نرگسِ شہلا کی مستی ہے

امیر اِس راستے سے جو گزرتے ہین وہ لُٹتے ہین
محلہ ہے حسینون کا کہ قزاقون کی بستی ہے

ہم کڑی ایک بتون کی نہین سہنے والے
جو گئی منھ پہ برہمن کے ہین کہنے والے

چھیڑ کی ٹھہرے تو ہم چُپ نہین رہنے والے
کبھی آئی پہ نہین چُوکتے کہنے والے

بند باتون مین کسی سے نہین رہنے والے
ہمتو اے غنچہ دہن منھ پہ ہین کہنے والے

بلبلو پھولون سے کیا پوچھتی ہو حالِ چمن
باغ مین یہ تو ہین دو روز کے رہنے والے

گلفروشون کا ملے رتبہ گل اتنے کھاؤن
وہ پکارین مجھے او پھولون کی گہنے والے

منزلِ گور سے دم لیکے بڑہین گے آگے
ہم مسافر ہین بڑی دُور کے رہنے والے

دل نے کڑیان وہ اُٹھائی ہین کہ کہتا ہے وہ ترک
آفرین او مرے بیداد کے سہنے والے

ہجو مے ہو چکی ممبر سے اب اُتریں نیچے
رند کچھ حضرتِ واعظ سے ہین کہنے والے

آنکھین آمادہ ہین رونے پہ خدا خیر کرے
اب کوئی دم مین یہ ناسور ہین بہنے والے

نہ سُنی گورِ غریبان مین کسی نے فریاد
کتنے بیدرد ہین اِس شہر کے رہنے والے

منہ پہ تلوار کے کھ بیٹھے کہ پوری نہ پڑی
تمنے دیکھے ہین کہین ایسے بھی کہنے والے

مثلِ آواز نکل جائین گے صاف لے زنجیر
ہم یہ ہر روز کی کڑیان نہین سہنے والے

قدرت اللہ کی دکھلاتے ہین آنکھین مجکو
وہ حسین تھے جو مری آنکھو نمین رہنے والے

بدّھیان پھولونکی لائے تھے نہ پہنین اُسنے
پھولے بیٹھے ہوے ہین پھولون کی گہنے والے

کیا ہوا مین بھی ہون اور غیر بھی اِس محفل مین
خلد کے آدم و ابلیس ہین رہنے والے

گفتگو معرفتِ حق مین ہے یار و ناحق
حق جو کہنے کا تھا سب کہہ گئے کہنے والے

کوچہ اُس رشکِ چمن کا ہے وہی ای قاصد
بیٹھے رہتے ہین جہان پھولونکے گہنے والے

ہمکو ہستی مین غریب الوطنی لائی ہے
اصل مین ہین عدم آباد کے رہنے والے

سادہ سمجھو نہ اُنھین رہنے دو دیوان مین امیر
یہی اشعار زبانون پہ ہین رہنے والے

جھڑ گئی افشان جبین پر کچھ ستارے رہگئے
آسمانِ حسن پر گنتی کے تارے رہگئے

نزع مین بند اب زبان بھی ہے ترے بیمار کی
گنگ کی صورت فقط باقی اشارے رہگئے

دے سکے کب دشت گردی مین تری وحشی کا ساتھ
ہر قدم پر پسپا ہوے آہو چکارے رہگئے

چشمِ واعظ پر ہے عینک دستِ واعظ مین عصا
ضعفِ پیری مین یہ دو باقی سہارے رہگئے

سخت جانی سے جو دندانے پڑے اُس تیغ مین
چور بنکر وہ بھی زخمون مین ہمارے رہگئے

بحرِ الفت کے کنارے تک نہ پہنچا ایک بھی
دست و پا کٹتے ہی پیراکون نے مارے رہگئے

اور جیتا مین تو کرتے اور تم جور و ستم
میرے ارمان جو صلے باقی تمہارے رہگئے

تیغ کا پانی پلایا سبکو اُس سفاک نے
تشنہ لب ہم ایک دریا کے کنارے رہگئے

وصل کی شب بھی نہ آنا تھا تجھے لے موت ابھی
کیا غضب ظالم کیا ارمان سارے رہگئے

موت آئے یا وہ آئے یا قیامت ہو امیر
اب یہی دو تین جینے کے سہارے رہگئے

آنکھ اُسکو کھولنی بھی دشوار ہو گئی ہے
پہ چلیے چمن مین نرگس بیمار ہو گئی ہے

جسنے لکھا ہے نامہ اُس عالم آشنا کو
جانے کو جان میری تیار ہو گئی ہے

جب یار کی گلی کو مین ناتوان چلا ہون
پرچھائین میری مجھکو دیوار ہو گئی ہے

ہم تم چمن مین چلکر جب چار دن رہے ہین
بلبل مین اور گل مین تکرار ہو گئی ہے

سبکی نظر مین ہین وہ گو دل مین ہین ہمارے
خلوت کی کوٹھری بھی بازار ہو گئی ہے

کچھ فکر دخترِ رز کی پیرِ مغان ہے لازم ۔۔۔ بیہوش اب نہین ہے ہشیار ہوگئی ہے
انگور مین تھی یہ مے پانی کی چار بوندین ۔۔۔ جس دن سے کھنچ گئی ہو تلوار ہوگئی ہے
پیاسی جو تھی لہو کی دل مین لہو بہت تھا ۔۔۔ سینے سے نوکِ خنجر کیون پار ہوگئی ہے
وزراتِ نازِ بیجا اُٹھوالتے ہین وہ ہم سے ۔۔۔ الفت ہمارے حق مین بیگار ہوگئی ہے
طرار اُنکے گیسو تھے ابتدا سے پر اب ۔۔۔ طُرّہ یہ ہے زبان بھی طرار ہوگئی ہے
رنگین بیان ہوئی ہے بلبل یہ وصفِ گل مین ۔۔۔ پتی گلاب کی اب منقار ہوگئی ہے

اک بات سہل سی ہے مرگ اے امیر لیکن
دشوار سمجھے ہین سب دشوار ہوگئی ہے

آنکھ اُسکی یہ کیونکر کہون مخمور نہین ہے ۔۔۔ ہان کیف جوانی سے ابھی چور نہین ہے
ہرچند بتون سے ہے بہت دُور ترحم ۔۔۔ اللہ کی قدرت سے مگر دُور نہین ہے
جب کہیے کہ مرتے ہین کرو رحم جلا لو ۔۔۔ فرماتے ہین اپنا تو یہ دستور نہین ہے
فرہاد کو تکلیف نہ دے کوہکنی کی ۔۔۔ شیرین ترا عاشق ہے یہ مزدور نہین ہے
ہم خونِ جگر پیتے ہین اے محتسبِ شہر ۔۔۔ کیا تاک رہا ہے مئے انگور نہین ہے
حورون سے یہ کہدو نہ دکھائینگے وہ جلوہ ۔۔۔ نظرون سے گرانا تمھین منظور نہین ہے
حسنِ رخِ محبوب سے پھٹک جائیگا اے دل ۔۔۔ صورت پہ نہ جانا رہے یہ نُور نہین ہے
ہے میکدہ در دین مستون کا یہی قول ۔۔۔ شیشہ نہین پتھر ہے جو دل چور نہین ہے
اُس باغ سے سنو داغ بھلے گل ہو جس مین ۔۔۔ جلجائے وہ فردوس جہان حور نہین ہے
ٹھکرا کے نہ چل ساغرِ مے پاسِ ادب کر ۔۔۔ غافل یہ سرِ قیصر و فغفور نہین ہے
شبنم جگرِ گل پہ چھڑکتی ہے نمک کیون ۔۔۔ بیدرد یہ داغِ دلِ رنجور نہین ہے
بوسے سے ہے انکار اُنھین تو سہی اے دل ۔۔۔ آنکھون سے وہ دین مین کہون منظور نہین ہے

مردہ سا امیر ایک سرِ راہ پڑا تھا

تیرا تو کہین وہ دلِ رنجور نہین ہے

جلوہ گر یار مگر قتلگہِ عام مین ہے
جب بلاتا ہون مین سنتا ہون قضا کام مین ہے

نشۂ عیش مجھے گردشِ ایام مین ہے
مے بے دُرد اگر ہے تو مرے جام مین ہے

دَور جاری رہے ہر وقت مے گلگون کا
پڑھ لے ساقی یہی تحریر خطِ جام مین ہے

دفعتہً رنگ بدل دیتی ہے یہ عالم کا
چال اے مہر تری گردشِ ایّام مین ہے

نہوا نالۂ مظلوم سے ظالم بیدار
پھُک چکا صور یہ مُردہ ابھی آرام مین ہے

اسمِ اعظم پہ سلیمان کو تفاخر ہے عبث
سو طرح کا اثر اللہ کے ہر نام مین ہے

دل سے میرے کہ زبان سے تری پوچھے کوئی
غیر کیا جانے مزہ کیا ترے دشنام مین ہے

آنکھ خالی نہ دکھا لطف بھی کر اے ساقی
جام ہی جام ہے یا مے بھی کہین جام مین ہے

جسطرف دیکھیے کھولے ہوئے آغوش ہے حور
سرفروشی کا مزہ لشکرِ اسلام مین ہے

الفتِ زلف مین ہے طائرِ دل اشک فشان
آب و دانہ مری قسمت کا اسی دام مین ہے

سُرمہ اے یار لگایا کہ جگایا جادو
کیا بلا سحر تری چشمِ سیہ فام مین ہے

پڑ گیا گرمیِ فرقت سے پھپھولا دل مین
جاے مے دانۂ انگور مرے جام مین ہے

لب پہ تو نے جو مسی ملکے جمایا لاکھا
کھُل گیا شاہِ بدخشان کا عمل شام مین ہے

یادِ گیسو سے کہان جوشِ جنون مین آرام
مین ہون آزاد توکیا روح مری دام مین ہے

ڈالدے مجھسے بلانوش کو خم کے مُنہ مین
یہ تو اک گھونٹ ہی ساقی جو ترے جام مین ہے

مرغِ دل خاک پھنسے زلفِ پرافشان چھڑ کو
دام ہی دام ہے دانہ بھی کہین دام مین ہے

آ گیا روزِ قیامت نہ پھرے میرے نصیب
جاگ اُٹھے مردے یہ غافل ابھی آرام مین ہے

ہے لڑکپن مین بجا خاک سے انسان کو انس
غافل آغاز سے اندیشۂ انجام مین ہے

نام کا نام تخلص کا تخلص ہے امیر
یہ بڑا حسنِ خداداد مرے نام مین ہے

شانِ حق صاف بتون کے رخِ گلفام مین ہے
خلوتِ خاص کی بو جلوہ گہِ عام مین ہے

راستی اور تواضع مین ہے ربطِ قلبی
جسطرح لام الف مین ہے الف لام مین ہے

جوشِ الفت مین مرے دل کا خدا ہی حافظ
خیر ہو بادہ بہت تند مرے جام مین ہے

ہے وہی ولولہ پیری مین جوانی مین جو تھا
ایک ہی رنگ ہماری سحر و شام مین ہے

دل دکھاتا ہے وہ عالم جو نہین عالم مین
دیکھ جمشید یہ عالم بھی ترے جام مین ہے

روح قالب مین ہے جکڑا ہے رگون مین قالب
مین گرفتار قفس مین ہون قفس دام مین ہے

کبھی خلوت مین نہان ہے کبھی جلوت مین عیان
دخترِ رز کبھی بوتل مین کبھی جام مین ہے

ہون وہ میکش کہ دمِ طوف بھی ہے شغلِ شراب
جام پوشیدہ مرے جامۂ احرام مین ہے

ہوسِ نام مین بھی اے دلِ آزاد نہ پھنس
پاؤن الجھا ہوا عنقا کا اِسی دام مین ہے

الفتِ پنجتنِ پاک سے دل ہے معمور
پانچ میخانون کی مے ایک مری جام مین ہے

روز کی وعدہ خلافی سے ترا وعدہ بھی
راتدن میری طرح گردشِ ایام مین ہے

منزلِ رحمتِ حق ظلمتِ عصیان ہے امیر
روشنی صبح کی یان تیرگی شام مین ہے

غضب کی عشوہ گری روئے خشمگین مین رہی
کرشمہ بنکے شکن یار کی جبین مین رہی

کہان لذیذ خطِ پشت لب سے بوسۂ لب
شمولِ زہر سے لذت نہ انگبین مین رہی

تری شبیہ مین کی صرف اس قدر طاقت
سکت نہ پھر قلمِ صورت آفرین مین رہی

بری تھا کون سے دعویٰ کفن کو کیا لگتا
بجا ہے لاش امانت اگر زمین مین رہی

نہین ہے نام کو بھی دل مین بوے یکرنگی
دو رنگ ڈاک ہمیشہ ترے نگین مین رہی

گھٹا عتاب تو پہنا لباسِ آرایش
جبین سے چین جو اُتری تو آستین مین رہی

عجب رسائی قسمت ہے لے حنا تیری
چمن جو چھوٹ گیا دستِ نازنین مین رہی

دکھایا مرکے بھی عشقِ رخِ صبیح نے رنگ
کہ میری روح بھی بو ہو کے یاسمین مین رہی

مژہ کے ساتھ ہی ابرو نے بڑھ کے وار کیا
کمان بھی تیر سے نخچیر کے کمین مین رہی

اُٹھا کے آنکھ نہ دیکھا شبِ وصال اُسنے
حیا دلھن کی طرح چشمِ سُرمگین مین رہی

جو تیوریون سے بل اُترا خدا خدا کرکے
تو سو طرح کی گرہ زلفِ عنبرین مین رہی

ہزار گرم ہوا آفتابِ حشر امیر
مگر تری مرے اشکون سے پھر زمین مین رہی

کھُلکے جب وہ زلفِ شبگون پرتوافگن ہوگئی
کان کی بجلی چراغِ زیرِ دامن ہوگئی

ہجر مین زہر اپنے حق مین سیرِ گلشن ہوگئی
تیغِ زہر آگین زبانِ برگِ سوسن ہوگئی

وا ایکسکی زلف وقتِ سیرِ گلشن ہوگئی
باغ مین لہرا کے موجِ سبزہ ناگن ہوگئی

وصل کی شب دستِ وحشت نے کیا کیسا خجل
چاک چولی یار کی ہمراہِ دامن ہوگئی

چار آنکھین ہوتے ہی جاتے رہے صبر و قرار
کیا نگاہِ ناز تھی جو برقِ خرمن ہوگئی

مجھ سا دیوانہ ہے کون اس باغ مین نازک مزاج
موجِ بوئے گل مجھے زنجیرِ آہن ہوگئی

کب ہوا نظارہ اُنکے گھر کا آنکھون کو نصیب
کب صفِ مژگان درِ جانان کی چلمن ہوگئی

دونون آنکھون نے سمان برسات کا دکھلا دیا
روتے روتے ایک بھادون ایک ساون ہوگئی

جب خیالِ زلف آیا پڑ گیا سینے مین داغ
شام ہوتے ہی مرے گھر شمع روشن ہوگئی

جب تلک روشن تھی پروانون کا تھا ہر سو ہجوم
بلبلین آئین اگر گل شمعِ مدفن ہوگئی

اُس مسی آلودہ لب کے وصف کا اللہ رے شوق
باغ مین گویا زبانِ برگِ سوسن ہوگئی

میکشی مین پیچ قسمت نے دیے ایسے امیر
شاخِ آہو کھا کے بل شیشے کی گردن ہوگئی

شرم بیجا ہے اگر شوقِ خود آرائی ہے
آرسی دیکھنے کو چشمِ تماشائی ہے

سُرمگین آنکھ دکھا کر وہ جلا دیتے ہین
سحر کے پردے مین اعجازِ مسیحائی ہے

تنگ آکر ترے بیمار نے بیتابی مین
جب مسیحا کو پکارا ہے اجل آئی ہے

خط سے بڑھ جائیگا اُس چہرۂ روشن کا فروغ
شمع کو ظلمتِ شب سُرمۂ بینائی ہے

کون کرتا ہے ادھر چشمِ ترحم سے نظر
شہر مین داغِ جگر لالۂ صحرائی ہے

دل کے داغون کا وہ نقشہ کہ شگفتہ ہے چمن
تیرہ بختی کا یہ عالم کہ گھٹا چھائی ہے

قتل کرنا اک اشارہ ہے جلانا اک بات
سحر اُن آنکھون مین ہونٹھون مین مسیحائی ہے

مجھ تلک ہے نہ فرشتے کا نہ انسان کا گزر
دونون عالم سے جدا عالمِ تنہائی ہے

بادۂ ذوق سے چھلک جاتی ہے ساری محفل
دورِ ساغر مرے محبوب کی انگڑائی ہے

بس بہت بے ادبی خوب نہین غل نہ کرے
شورِ محشر سے کہو اب مجھے نیند آئی ہے

موت کو ہم جو حیاتِ ابدی سمجھے ہین
ملک الموت کو بھی نازِ مسیحائی ہے

چھیڑتی کیون ہے شبِ وصل مین مشتاقون کو
صبحِ کاذب تری شامت تو نہین آئی ہے

بیکسی پھرتی ہے قمری کی طرح گرد امیر
سروِ آزاد مرا مصرعِ تنہائی ہے

شبِ وصل آنکھ تمہاری نہین شرمائی ہے
جان لینے کو دلھن بنکے قضا آئی ہے

طرفہ مستی لبِ میگون نے ترے پائی ہے
موجۂ مے نگہِ چشمِ تماشائی ہے

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کا جلوہ
زاہد و معتقد مین رسوا بتِ ہرجائی ہے

تیرباران ہے خدنگِ نگہِ حسرت سے
اے اجل تجکو یہان تیری قضا لائی ہے

ہون وہ میکش نظر آیا ہے جو خالی شیشہ
آنکھ کی طرح طبیعت مری بھر آئی ہے

زیست کیا بعدِ فنا گور مین بھی ساتھ دیا
یار ثابت جسے کہتے ہین وہ تنہائی ہے

تیری باتون کے لیے کان سِلے ہین گل کو
آنکھ نرگس نے ترے دیکھنے کو پائی ہے

اے صبا کون سا گل ہے چمن آرا کہ بہار
چشمِ بادام کے پردے مین تماشائی ہے

کیا مزہ دیتا ہے اُس شوخ کا کہنا شبِ وصل
اب نہ چھیڑو نہ ستاؤ ہمین نیند آئی ہے

یان نکیرین کے جھگڑون سے پریشان ہو دماغ
سمجھے تھے گور کو ہم گوشۂ تنہائی ہے

سخت حیرت ہے کہ ہے یار سے مجھسے خلوت
بند دروازے مین کس راہ سے شرم آئی ہے

دل کو ملی شوق سے قدمون کی تلی پر ایجان
سوچ لے دل مین کہ کس کا یہ تمنائی ہے

تیغ قاتل کی خجالت کا رہا ہے یہ خیال
پہرون رویا ہون جو زخمونکو ہنسی آئی ہے

عزت افتادگی و عجز سے ہاتھ آئی امیر
خوش ہون مین نی یہ بڑی چیز پڑی پائی ہے

او بندہ بُت دیکھ خدا اور ہی کچھ ہے
بت پردہ ہین پردے مین چھپا اور ہی کچھ ہے

اے چرخ حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے
معشوق کی چھیڑون مین مزا اور ہی کچھ ہے

رنگ آج تو پھولون کا صبا اور ہی کچھ ہے
آمد ہے جو اُس گل کی ہوا اور ہی کچھ ہے

آغاز جوانی مین ادا اور ہی کچھ ہے
اُٹھتی ہوئی کونپل مین مزا اور ہی کچھ ہے

قاصد یہ زبان اُسکی بیان اُس کا نہین ہے
دھوکا ہے تجھے اُسنے کہا اور ہی کچھ ہے

آفت تو ہے وہ ناز بھی انداز بھی لیکن
مرتا ہون مین جسپر وہ ادا اور ہی کچھ ہے

چہرے کو چھپائین وہ بدن کو بھی چرائین
آنکھین یہی کہتی ہین حیا اور ہی کچھ ہے

عارف سے یہ کہدو جو ترے فہم مین آئے
وہ سب ہی ترا وہم خدا اور ہی کچھ ہے

آیا مرے بالین پہ تو بولا یہ پری خوان
آسیب نہین ہے یہ بلا اور ہی کچھ ہے

کی اُسکی جفا پر جو وفا تونے تو لے دل
نازان ہنوا سپر کہ وفا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو کہ ہم درد کسیکا نہین سنتے
مین نے تو رقیبون سے سُنا اور ہی کچھ ہے

بیدرد کی فریاد کو کوئی نہین سنتا
جس پر ہے اثر عشق وہ دعا اور ہی کچھ ہے

معشوق سے کرتا ہے جفا کا کوئی شکوہ
مجکو تو مریجان گلا اور ہی کچھ ہے

کیا خاک ہو بیمار محبت کو افاقہ
درد اور ہی کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

کی مین نے لجائی ہوئی چتون کی جو تعریف
آنکھون نے کہا جھک کے حیا اور ہی کچھ ہے

کیا جانے کسے دیکھ رہا ہون مین بتون مین
آنکھون مین ہے کچھ دل مین بسا اور ہی کچھ ہے

کس سے مین کرون اپنے مسیحا کی شکایت
سمجھا ہے وہ کچھ حال مرا اور ہی کچھ ہے

ہنس ہنس کے جو وہ دل کو مرے چھیڑ رہے ہین
آج اُسکے تڑپنے مین مزا اور ہی کچھ ہے

انداز حسینون کے سنورنے مین ہین کچھ اور
بگڑین تو بگڑنے مین ادا اور ہی کچھ ہے

بے لطف تو شمشیرِ قضا بھی نہین قاتل
لیکن ترے خنجر مین مزا اور ہی کچھ ہے

منہ سے تو کہا وصل کو تمنے نگر اسے جان
آنکھون نے اشارون مین کہا اور ہی کچھ ہے

ہم مر بھی گئے مر کے ہوئے خاک بھی لیکن
ظالم یہی کہتا ہے وفا اور ہی کچھ ہے

عادت تو امیر اچھی ہے فریاد و دعا کی
پر شیوۂ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

ہم مر گئے آنے کی جو اُن کے خبر آئی
افسوس اجل چار قدم پیشتر آئی

بولے وہ مری شکل جو حیران نظر آئی
دیوار کہان سے مرے گھر مین یہ در آئی

ظلمت شبِ فرقت کی یہ چھائی مری گھر مین
جب دوپہر آئی تو مین سمجھا سحر آئی

اتنا تو پتا ہجر کی شب صبح کا پایا
صد شکر کہ بالون مین سفیدی نظر آئی

کیا بیخبری ہے کہ ہوئے عشق کو برسون
اب تک نہین معلوم طبیعت کدھر آئی

مہمان کی صورت اُسے آنکھون مین جگہ دی
دامن سے لگی گھر مین جو گردِ سفر آئی

چھائی تھی امیر اُسکی صباحت جو نظر مین
شام آئی مرے گھر مین تو سمجھا سحر آئی

کہتے ہین وصل مین پوری تو نہ خلوت ہوگی
ساتھ کھیلی ہوئی ہمدم مری عصمت ہوگی

دو قدم تم جو چلوگے تو وہ رخصت ہوگی
ساتھ کیا ٹھوکرین کھانے کو قیامت ہوگی

ناتوان ہون مین تو کیا جب شبِ وصلت ہوگی
دیکھنا میری طرف تیری نزاکت ہوگی

لذتِ جور بھی لب پر نہین لاسکتا ہون
شکر بھی مین جو کرونگا تو شکایت ہوگی

میرے دشمن پسِ مردن ہون لحد مین بیکس
غم ترا ہوگا مین ہونگا تری حسرت ہوگی

واعظا اک وقت مین دو کام نہین ہوسکتے — توبہ کرلین گے جو مے پینے سی فرصت ہوگی

بے گناہون کا کیا خون اسی ظالم نے — ناامیدی سے امیدون کو شکایت ہوگی

طپش برق کے ہین طور پر اب تک چرچے — کبھی تڑپی ترے دیدار کی حسرت ہوگی

دیکھ لے دل کہین دھوکا نہ حیا کا کھانا — شرم کی آڑ مین پوشیدہ شرارت ہوگی

جب کہا ضعف سے مرتا ہون تو ہنسکر بولے — اُس سے کیا ٹوٹے گا دم جب نہ طاقت ہوگی

عرصۂ حشر کہان رند خرابات کہان — جائین گے پینے پلانے سی جو فرصت ہوگی

کہتے ہین سب کچھ ابھی سے جو شب وصل آئے — پھر نہ آنکھون مین مروت نہ اطاعت ہوگی

ذکر حشر آتا ہے قاتل تو یہ سوجھ آتا ہے — ہائے اُس روز تجھے کیسی ندامت ہوگی

نزع مین آپ کہان آئے ہین اُٹھیے اُٹھیے — جائیے جائیے ہونی ہے جو حالت ہوگی

حشر مین بھیڑ گناہون کی تو ہوگی پیچھے — اور گنہگارون کے آگے تری رحمت ہوگی

درد بھی اُٹھ کے شب ہجر مین کہہ اُٹھتا ہے — بھائی مجھ سے نہ تری دل کی رفاقت ہوگی

یار آیا ہے عیادت کو تڑپ اور امیر
اُٹھ کھڑا ہوگا وہ ٹھہری جو طبیعت ہوگی

کیا کہا دم بھی نہ نکلے گا جو الفت ہوگی — جان بھی کیا کوئی ظالم تری حسرت ہوگی

شیخ جی یون ہی جو مے پینے کی عادت ہوگی — ایک دن رہن یہ دستار فضیلت ہوگی

آرزو وصل کی اس ڈر سے نہین کرسکتا — دل شکستہ مرے ہمدم تری فرقت ہوگی

قہر پہنچے گا نہ محشر مین گنہگارون تک — راہ روکے ہوئے گھیری ہوئی رحمت ہوگی

بے سبب دل نہین بیچین ہوا جاتا ہے — چٹکیان لیتی کسیکی کوئی حسرت ہوگی

کچھ بھی نکلی نہ ترے فتنۂ قد کے آگے — سمجھے تھے کوئی بڑی چیز قیامت ہوگی

دل کو دیجائے گی تسکین کسی کی تصویر — جان بچنے کی یہی ہجر مین صورت ہوگی

ابھی بیٹھے ہو تو آفت یہ ہے آفت برپا — اُٹھ کھڑے ہوگے تو ایجان قیامت ہوگی

مول پوچھو نہ مرے دل کا مری جان مجھ سے
تم جو لے لوگے خوشی سے وہی قیمت ہوگی

نزع مین کہتے ہو حورون سے ہے نبھنا مشکل
کیا تمہاری ہی سی اُنکی بھی طبیعت ہوگی

بوسہ مانگا جو پسِ وصل تو بولے ہان ہان
اب تو ہر وقت مری جان پہ آفت ہوگی

دخترِ رز کا بھی جوبن نہ اُبھارے جس کو
ایسی مُرِیل کسی زاہد طبیعت ہوگی

جب کہا مین نے کہ کچھ دن ہی سے آنا تو کہا
شام سے پہلے ہی آکی تری شامت ہوگی

ستیان وصل مین عصمت کو تو سمجھا لینگی
نہ ٹلیگی مری دشمن جو نزاکت ہوگی

جیتے جی وہ نہ ہوا صاف تو سمجھا مین امیر
مٹی دینے کے لئے گرد کدورت ہوگی

روزِ فرقت بھی نہین وصل کی لذت ہوگی
گردشِ چشمِ پری گردشِ قسمت ہوگی

کیا خبر تھی کہ جوانی تری آفت ہوگی
بات کرنی بھی غریبون کو مصیبت ہوگی

کہیے جو چاہیے مسجد مین جنابِ واعظ
آپ سے ہم سے تو میخانے مین حضرت ہوگی

کہتے ہین قہر کی حالت مین تو ہو طالبِ وصل
کیسے کھل کھیلو گے جب تم پہ عنایت ہوگی

ایک کی ایک کو ہوگی نہ خبر محشر مین
لیگی جو سبکی خبر وہ تری رحمت ہوگی

دردِ دل کہنے لگا مین تو وہ بولے بس بس
بیٹھیے بیٹھیے سُن لینگے جو فرصت ہوگی

گدگدا بھی نہین سکتا مین شبِ وصل اُنکو
لبِ نازک کو ہنسی سے بھی اذیت ہوگی

صبح سے جب یہ غریب آگ ہے عکسِ رخ سے
دن چڑھے کیا ترے آئینے کی صورت ہوگی

نارِ دوزخ پہ گمان ہے مجھے اے شاہدِ حسن
شوخ ہے تو کوئی تیری ہی شرارت ہوگی

قہر کے رعب سے پیچھے جو ہٹین گے مجرم
دل بڑھاتی ہوئی آگے تری رحمت ہوگی

حسرتِ مردہ بھی نکلیگی نہ میرے دل سے
اسی ویرانے مین اسکی کہین تربت ہوگی

لاش دیوانۂ گیسو کی یوہین گڑوا دو
کنگھی چوٹی سے تمھین کاہیکو فرصت ہوگی

ہونٹھ کو ہونٹھ ترے چومتے ہین لکنت مین
یہ نئی بات ہے اب تجھ سے رقابت ہوگی

سیج کو ہوگا گلہ چوس لی مستی میری
صدقے اُن ہونٹوں کے جنسے یہ شکایت ہوگی

بڑھ رہی ہے صفتِ زلف سوا اسکی امیر
آگے بڑھ کر یہی چوٹی کی ریاست ہوگی

ہر قدم پر جو یہی ناز کی صورت ہوگی
ہین تو کیا تجھ پہ فدا تیری نزاکت ہوگی

ہائے کیا نزع مین اُسوقت قیامت ہوگی
جان جب حسرتِ دل سے مری رخصت ہوگی

دل تڑپتا ہے لحد مین تو یہ آتا ہے خیال
یون ہی بیچین مرے ہجر مین حسرت ہوگی

بجلی چمکی جو تبسم کی تو بولا وہ شوخ
کسی بیچین طبیعت کی شرارت ہوگی

بڑی سرکار ہے وہ میرے گنہ تھوڑے ہین
ہائے کیا حشر مین رحمت سے ندامت ہوگی

اُنکی تصویر سے ای دل نہ لپٹ ورنہ اُنھین
تیرے آغوشِ تصور سے بھی نفرت ہوگی

بے سبب نفس کُشی کیا فقرا کرتے ہین
ترکِ لذت مین بھی اُنکو کوئی لذت ہوگی

دیکھ لیگا مری حالت جو محبت مین تو پھر
کوئی کمبخت ہی ہوگا جسے الفت ہوگی

سُنتے ہین آج اُدھر جائے گا وہ حشر خرام
ہائے کیا گورِ غریبان مین قیامت ہوگی

وصل کی اُنکے دعا تم نے بھی آمین کہی
اب اثر صدقے تو قربانِ اجابت ہوگی

چھوٹے سے قد پہ نہ اُس زلف کی جانا ای دل
ابھی آفت ہے بڑھیگی تو قیامت ہوگی

چار دن کا ہے ترا طنطنۂ منعم اک روز
کوسِ رحلت ترے دروازے کی نوبت ہوگی

سخت جانی سے مجھے مرنے جو نہ دیگی دمِ ذبح
ہائے رسوا مرے قاتل کی نزاکت ہوگی

روزِ محشر نے درازی یہ کہان سے پائی
پردۂ حشر مین میری شبِ فرقت ہوگی

کبھی آئیگا وہ دل مین کبھی آنکھون مین امیر
یہی خلوت مری ہوگی یہی جلوت ہوگی

مدحِ مژہ اُس رشکِ ستمگر کی جو رقم کی
چمکی وہ عبارت کہ رہی نوک قلم کی

کیا راہبری موت نے کی خضر کی صورت
بند آنکھ ہوئی تھی کہ کٹی راہ عدم کی

چلتی ہے کہین خواہشِ دیدار دوبارہ
پھر برق سرِ طور کسی روز نہ چمکی

ہر چند وہ کم عمر بہت ہین پر ابھی سے
رفتار قیامت کی ہے باتین ہین ستم کی

ہے غیر کے سینے مین جو داغِ غمِ ابرو
روشن ہے صنم خانے مین قندیل حرم کی

آتے ہین بہت منزلِ ہستی مین مسافر
دیتا نہین پر کوئی خبر اہلِ عدم کی

تھا دھیان امیر اُسکی گلی کا جو پسِ مرگ
آئی مرے مرقد مین ہوا باغِ ارم کی

طوفان مرے رونے کے سمندر سے بڑہین گے
انجم کے چراغ آہ کی صرصر سے بڑہین گے

جنت کے جو طالب ہون سدہارین سو جنت
اپنے نہ قدم کوچۂ دلبر سے بڑہین گے

ہر چند لڑکپن مین ہے بوٹا سا قد اُنکا
ہونے دو جوان سرو و صنوبر سے بڑہین گے

قسمت سے جو پایا شرفِ خدمتِ مہدی
پہلے قدم اپنے صفِ لشکر سے بڑہین گے

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
ہم لوگ شمارِ صفِ محشر سے بڑہین گے

کام آئین گے محشر مین امیر اشکِ غمِ شاہ
قیمت مین یہ قطرے دُر و گوہر سے بڑہین گے

جان لیکر بھی نہین دل سے یہ ہٹنے والے
تیرے گیسو ہین بلا ہو کے لپٹنے والے

آج تو دعوتِ مے آپ کو کرنی ہو گی
رندیون حضرتِ واعظ نہین ہٹنے والے

کی نظر بھی تو نگاہِ غلط انداز سے کی
تیر بھی تمنے لگائے تو اُچٹنے والے

کوے قاتل مین جو چلنا ہو چلو مشتاقو
ہار زخمون کے ہین سرکار مین بٹنے والے

دامن اُس گل کا یہ کہتا ہے کہ ہمکو نہ چھوو
ہم لجالو سے بھی بڑہکر ہین سمٹنے والے

دستِ جانان سے گریبان کے اُڑینگے پرزے
اے جنون یہ تری ہاتھون نہین پھٹنے والے

مہیان مین تیغ وہ کرتا ہے تو کہتی ہے قضا
اور دو چار گلے ہین ابھی کٹنے والے

اپنے مشتاقون سے گھونگھٹ نہ کرائے شاہرگ
ہین یہ شمشیرِ برہنہ سے لپٹنے والے

شان اللہ کی اُس بزم مین ناصح بھی ہین چپ
بُت بنے بیٹھے ہین ہر بات کی رٹنو والے

عشق پیچے پہ نظر کرے ہے اگر عاشق قد
کہ درختون سے لپٹتے ہین لپٹنے والے

قیمت جام مین کرتے ہین طلب دولت جم
دام کب بادہ فروشون سے ہین پٹنے والے

خون ہو طالب دیدار کا یا دم اُلٹے
وہ تو پردہ نہین چہرے سے اُلٹنو والے

تھا ابھی وصل کا اقرار ابھی ہے انکار
بارک اللہ زبان دیکے پلٹنے والے

رہنے دو تم ابھی دیوان کو چھانٹو نہ امیر
آپ چھٹ جائینگے جو شعر ہین چھٹنے والے

میرے گھر راتدن اشکون کی گھڑی رہتی ہے
ہاتھ باندھے ہوے برسات کھڑی رہتی ہے

بیخودی مین بھی مین دیدار سے محروم نہین
دل کہین ہو مگر آنکھ اُس سے لڑی رہتی ہے

اور پردے نہین ہوتے جو شب وصل تو کیا
بیچ مین شرم کی چلمن تو پڑی رہتی ہے

کسطرح کرتے ہو اورون کے جگر مین سوراخ
نوک مژگان تو مرے دل مین گڑی رہتی ہے

وادیِ عشق وہ وادی ہے جہان مرکے امیر
برسون بے گور و کفن لاش پڑی رہتی ہے

جو نازک طبع ہین محفوظ ہین قہر الٰہی سے
کبھی چھالے حبابون کی نہ پھوٹے خار ماہی سے

یہ آب و تاب ہے دو چار دن دولت پناہی سے
ٹپک جائینگے آنسو بنکے موتی تاج شاہی سے

ملا کیا من و سلویٰ ہمکو بھی فضل الٰہی سے
مزے اُٹھے مے صاف و کباب مرغ و ماہی سے

وہ آنکھین دیکھکر عاشق کی اپنے پھیر لیتے ہین
خدا کی شان رہزن بھاگتے ہین دور راہی سے

بنائی ظالم و مظلوم کی شکل ایک گردون نے
مشابہ دام ماہی گیر بھی ہے پشت ماہی سے

بہت مشتاق ہون دو بول قاضی آکے پڑھجائی
ہوئی ہے دخت رز ہشیار اب فضل الٰہی سے

کھلی جنت مین زلف حور تو جنت سے مین بھاگا
ڈرا تھا اسقدر شبہای فرقت کی سیاہی سے

کیا دریا کو یہ صحرا ہماری گرم آہون نے
کہ رونین مچھلیان پانی کی ملکر ریگ ماہی سے

وہ مجرم ہون گنہ کا عذر بھی مین کر نہین سکتا
کہ رحمت اُسکی شرماتی ہے میری عذرخواہی سے

سلامت اشک تہمت سے رقیبون کی نہ ڈرا یدل
ہوا دامانِ یوسف پاک لڑکی کی گواہی سے

زوالِ حسن مین یون چہرۂ جانان پہ خط نکلا
نکل پڑتے ہین لڑکے جسطرح گھر کی تباہی سے

جو پلے پر ہے رحمت دیکھ لینا حشر آنے دو
گنہگاری مری جیتے گی میدان بیگناہی سے

مین وہ غربت زدہ ہون میری غربت جسنے دیکھی ہے
گلے مل ملکے رہزن رو دئے ہین ایک ایک راہی سے

زبان کاٹین جو کم رزقی کا آئے گلہ لب تک
تبرک ملگیا ہمکو بھی درگاہِ الٰہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اے روح عزرائیل کا شکوہ
کہ ہر جلاد گردن مارتا ہے حکمِ شاہی سے

بیابانِ مرگ مین اہل وطن کا رشک کرتا ہے
لپٹتی ہے ہماری خاک امیر ایک ایک راہی سے

وہ خوش ہنگام آرائش ہین اپنی کجکلاہی سے
لرزتا ہے مرا دل آئینے کی بدنگاہی سے

لڑی یون آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے تہ خنجر
سپاہی روزِ میدان جیسے لڑتا ہو سپاہی سے

ذرا موستی جو اُن کی ہے تو ہم بھی ٹال جائینگے
خطا ثابت کرے کون اپنے ذمہ عذرخواہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اندھیر اے جنتِ سیہ اتنا
دبے جاتے ہین گیسو رُخِ تابان تیری سیاہی سے

سُنا ہے غیر سے ہمنے کہ تم ہو حسن مین یکتا
یہ دعوی سچ مگر ثابت ہوا جھوٹی گواہی سے

مرا دل او ستمگر چلتے چلتے کر دیا چھلنی
لگائین برچھیان مڑ مڑ کے کیا کیا کج نگاہی سے

زوالِ حسن ہے اب کیون تمہاری گرد ہین عاشق
کہو رخصت ہون پروانے چراغِ صبحگاہی سے

شبِ فرقت کا خاکا کھینچکر نقاشِ قدرت نے
بھرا ہے رنگ شاید گورِ کافر کی سیاہی سے

سوالِ مے کہین ساقی سے تیری مست کرتی ہین
کھلا ہوگا کبھی منہ تو کھلا ہوگا جما ہی سے

کہان ہین مضطرب ہمسے جہان مین بار ہا ہمنے
تڑپنا لوٹنا چھڑوا دیا ہے برق ماہی سے

ہمارے دل کا آئینہ سرِ محفل تو پہنچا ہے
زیادہ اب ہے بیتابی تو اُن کی کم نگاہی سے

سیہ طالع تو ہون پر ہین دو عالم مجھسے یون روشن
کہ نور آنکھون مین ہے جسطرح پتلی کی سیاہی سے

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ وہ بت مجھکو بلوائے
کہون مین ایکدم فرصت نہین یادِ الٰہی سے

امیر اب جلد ہستی سے چلو سُوئے عدم اُٹھو
نمانے گی اجل کچھ فائدہ کیا عذر خواہی سے

رتبہ شہیدِ عشق کا گر جان جائیے
قربان ہونے والے پہ قربان جائیے

اچھی نہین اطاعتِ عاشق کی عادتین
کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے

خنجر کمر سے کھینچکے گردن پہ رکھدیا
اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے

کہتے ہین گھر مرا کوئی حسرت کدہ نہین
صاحب یہان نہ چھوڑکے ارمان جائیے

عاشق کی لاش پر ہے کچھ اظہارِ غم ضرور
صورت ذرا بناکے پریشان جائیے

ہمکو تو یاس سے کوئی کہین پوچھتا نہین
پوچھے تو لاکھہ مرتبہ مہمان جائیے

قاضی سے جاکے دارِ قضا مین کوئی کہے
سنبری قلندرون کی ذرا چھان جائیے

اچھا ہوا کہ حضرتِ دل وان دھرے گئے
کس نے کہا تھا بنکے نگہبان جائیے

جیسا ہو دیس بھیس بھی ویسا ہی چاہیے
جنگل کو چاک کرکے گریبان جائیے

کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑگیا
رٹ ہے اک اور بھی ترے قربان جائیے

مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے
اچھا ملاکے خاک مین ارمان جائیے

جوڑا نہ آپ آئنہ خانے مین کھولیے
ایسا نہ ہو کہ ہوکے پریشان جائیے

آخر ہوے نہ حضرتِ دل آپ ان ذلیل
ہان اور دوڑ دوڑکے مہمان جائیے

آخر ہے رات وصل کی کب تک نہین نہین
بس بس خدا کو مانکے اب مان جائیے

خلوت مین اُسکی دل کو لیے جائیے امیر
پر دل مین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے
کیا ہے ہمارے دل مین بھلا جان جائیے

گھر غیر کے مزے سے مریجان جائیے
شوخی و شرم دو ہین نگہبان جائیے

اس بانکپن سے قتل ہوا مین کہ کہہ اُٹھے
ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

نانی ہین مین نے سیکڑون باتین تمام عمر
آج آپ ایک بات مری مان جائیے

کہتے ہین آکے در پہ مرے پائیے گا کیا
ہان خاک چھاننی ہو اگر چھان جائیے

یہ رشک بد بلا ہے دمِ رخصتِ حبیب
کیونکر کہون خدا ہے نگہبان جائیے

محشر مین بھی شہیدِ محبت کو ہے یہ رٹ
اک ہاتھ اور بھی ترے قربان جائیے

آئے ہین بال کھولے دمِ نزع اسلیے
دنیا سے جائیے تو پریشان جائیے

جانے کو منع مین نہین کرتا مگر حضور
دل سے مرے نکال کے ارمان جائیے

اُن چتون سے کہتی ہین یہ حسرتین مری
اِن ناوکون سے سینہ و دل چھان جائیے

ہون آشنا خدا سے تو کعبے کو جائین ہم
ہو میزبان سے رسم تو مہمان جائیے

بالین پر آپ ہین تو نکلتا نہین ہے دم
مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

کیا ہند مین کمی ہے و معشوق کی امیر
شیراز جائیے نہ خراسان جائیے

چاندنی مین جو وہ آجاتا ہے
چاند کو داغ لگا جاتا ہے

کسقدر زار ہے عاشق تیرا
رنگ کے ساتھ اُڑا جاتا ہے

سر بکف مین ہون وہ شمشیر بکف
فیصلہ آج ہوا جاتا ہے

آئنہ دیکھکے شرمائین نہ آپ
دیکھیے کوئی کھپا جاتا ہے

دل لگی سمجھے ہو دل کا آنا
جان جاتی ہے جب آجاتا ہے

اِتنی تیزی نہ کرا ے نشۂ حسن
کوئی بیہوش ہوا جاتا ہے

کہیے مطلب کی جو اُس سے تو امیر
سُنکے وہ صاف اُڑا جاتا ہے

عکسِ آئینہ سے یہ ظاہر ہے
تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے

وصل اُس بت سے ہو جو ہمکو نصیب
کچھ تعجب نہین وہ قادر ہے

جان سی چیز دی نہین جاتی
پر کرون کیا تمہاری خاطر ہے

قتل مین کس لیئے ہے اب تاخیر
آپ موجود بندہ حاضر ہے

کب سرِ معرکہ یہ بڑھکے ٹلا
قدم اپنا بھی حکمِ نادر ہے

کوئی مہمانسرا ہے یہ دنیا
جو ہے اس گھر مین وہ مسافر ہے

چشمِ پرخون کے دیکھنے سے امیر
دل کا جو رنگ ہے وہ ظاہر ہے

غیر کے پہلو مین یار دیکھیے کب تک رہے
جانِ حزین بیقرار دیکھیے کب تک رہے

پھول تو سب باغ مین سوکھ کے کانٹا ہوے
گلبدنون کی بہار دیکھیے کب تک رہے

نرگسِ شہلا ہے مست جامے سے باہر ہے گل
حُسنِ عروسِ بہار دیکھیے کب تک رہے

ساقیِ پیمان شکن گھر سے نکلتا نہین
نشۂ مے کا خمار دیکھیے کب تک رہے

روز نئے دل وہان پھنستے ہین جا کر امیر
یار کو شوقِ شکار دیکھیے کب تک رہے

کہون کیا کہ وہ شوخ کیا آدمی ہے
عجب چال کا گھات کا آدمی ہے

نہین مردمِ چشم یہ ہے کسوٹی
نگاہون مین اچھا برا آدمی ہے

جو سمجھے کہ مین ہون زمانے سے چھوٹا
وہی فی الحقیقت بڑا آدمی ہے

بتون مین خدائی کا جلوہ دکھایا
برہمن بھی کیا باخدا آدمی ہے

برائی مری سُنکے غیرون سے بولے
یہ سب سچ مگر ہاے کیا آدمی ہے

امیر اسکی ہے لامکان تک رسائی
فرشتے سے بھی کچھ سوا آدمی ہے

کوچۂ یار پہ خُلد صدقے
سگِ محبوب پہ ہرن صدقے

ایک سیدھی نگاہ پر تیری
لاکھ بانکو نکا بانکپن صدقے

تو وہ ہے شمعِ انجمن جس پر
انجمن کی سب ہے انجمن صدقے

خطِ عارض پہ سبزہ زار نثار
گلِ رخسار پر چمن صدقے

دخترِ رز کو دیکھ لے جو کبھی
کھ اُٹھے شیخ جانِ من صدقے

تیرے کوچے سے گھر کو کیا نسبت
ایسی غربت پہ سو وطن صدقے

یاد آتا ہے اُن کا یہ کہنا
تجھ پہ مین اے امیرِ من صدقے

منکسر وہ ہین ہمارا گھر بنے اور ٹوٹ جائے
اُٹھتے ہی دیوار بیٹھے در بنے اور ٹوٹ جائے

غیر نے تدبیر کی ہے پر نہو اُس بت سے وصل
یہ طلسم اے خالقِ اکبر بنے اور ٹوٹ جائے

وعظ ہے مدِ نظر واعظ کو رندون کی ہنسی
بدشگونی ہو کہین منبر بنے اور ٹوٹ جائے

دل شکستہ کیون نہ بعدِ مرگ ہون ہم اے کلال
جب ہماری خاک سے ساغر بنے اور ٹوٹ جائے

تیغِ آہن کا ہے میری سخت جانی سے یہ حال
جیسے مٹی کا کوئی خنجر بنے اور ٹوٹ جائے

ہون وہ دیوانہ جو رکھون دشتِ وحشت مین قدم
خار چھالون مین مرے نشتر بنے اور ٹوٹ جائے

کشتیِ مے جوشِ فصلِ گل سے ہے اس زور پر
توبہ زاہد یہان لنگر بنے اور ٹوٹ جائے

بحرِ ہستی مین تنِ انسان حبابِ آب ہے
آنِ واحد مین نہ کیون یہ گھر بنے اور ٹوٹ جائے

دلشکستہ ہون کھنچے مانی سے کیا پوری شبیہ
پاؤن کھچکر ہون شکستہ سر بنے اور ٹوٹ جائے

برہمن تجھسے جو اُس بُت کی کہون سنگین دلی
سُنتے سُنتے دل ترا پتھر بنے اور ٹوٹ جائے

آنکھ تیری آ کے گردش مین جھپک جائے اگر
اک نگہ مین ساقیا ساغر بنے اور ٹوٹ جائے

ہے زمینِ سست مین برباد کاوش اے امیر
جیسے ریگستان مین چاہ اکثر بنے اور ٹوٹ جائے

یون آنسوؤن سے ہے دلِ مضطر کی خرابی
برسات مین ہو جیسے کسی گھر کی خرابی

ہے قالبِ بیجان کی طرح روح سی خالی
کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے گھر کی خرابی

دل خاک ہوا آباد جو برباد کرے عشق
ظالم ہو جو حاکم تو ہے کشور کی خرابی

واعظ سے کہے کوئی کہ للہ ریا چھوڑ
تا چند یہ محراب کی منبر کی خرابی

سو گنجِ رواں دین عوض اک جام کی میکش
مصرف سے لگے ہاتھ تو ہے زر کی خرابی

ہرچند کہ ہو صاف سخن لاف ہے بیجا
ہوتی ہے گرہ جانے سے گوہر کی خرابی

ہے سُست مضامین سی امیر اپنی غزل سست
ہے ناخلف اولاد سے اِس گھر کی خرابی

کیونکر رہین نہ اُسکی نظر سے گرے ہوے
ہم سے ہمارے طالع بد ہین پھرے ہوے

فرہاد و قیس و نل کا جہان ذکر آگیا
اپنی بھی عاشقی کے وہان تذکرے ہوے

ساقی ہو برقِ مے کہین شیشے سے جلوہ گر
گلشن پہ کیا سیاہ ہین بادل گھرے ہوے

اللہ رے کہ جان غریبون کی اب بچے
ترکون کے نیمچون پہ ہین پٹھے چڑھے ہوے

جب سے پڑی ہے آنکھ کسی روے صاف پر
ہین مہر و ماہ دونون نظر سے گرے ہوے

اللہ رے انقلابِ زمانہ کہ اندنون
جو اس سرے پڑے تھے وہی اس سرے ہوے

پلکون کو اور یار کی آنکھون کو دیکھ لو
نیزون مین دو غزال ہین گویا گھرے ہوے

دیوان مین لکھدیا جو کبھی ضعفِ دل کا حال
بحرین ہوئین خفیف ورق جھر جھرے ہوے

گیسو کا بوسہ دین وہ اگر لے کے نقدِ دل
نقصان نہین ہی دام ہین اپنے ترے ہوے

کیا منہ چڑھین گے خالِ رخِ یار کے امیر
انجم ہین آپ اپنی نظر سے گرے ہوے

جبین قمر ہے ہلال ابرو تو چہرہ غصے سی لال بھی ہے
بتون سی ظاہر ہی شانِ خالق جمال بھی ہی جلال بھی ہے

مین تیرہ بختی سے اپنی خوش ہون کہ تیرہ و مہ زلف و خال بھی ہے
خدا کے گھر کا غلاف کالا سیاہ رنگ بلال بھی ہے

کشیدہ ابرو ہین اُس قمر کے تو روی پر نور لال بھی ہے
سپہرِ خوبی پہ ہے یہ ثابت کہ مہر بھی ہے ہلال بھی ہے

درنگ کیا دی جو کچھ ہو دنیا کریم کیا پوچھتا ہی اُس سے
گواہ تغیر حال بھی ہی گدا کی صورت سوال بھی ہے

یہ کسکو دیکھا کہ ہو گئے چپ ہوئی فراموش ساری ہوحق
پڑے ہین مثل مریض صوفی کرینگے کیا وجد حال بھی ہے

بٹھا کے در پر رقیب کو وہ مری گم آئینگے دیکھنے کو
خوشی تو ہی میرے دلکو لیکن شریک کچھ کچھ ملال بھی ہے

کہے یہ زاہد سے کوئی جا کر کہ میری بخشش کا کیون ہی منکر
گناہ کرتا تو ہون مین بیشک مگر مجھے انفعال بھی ہے

اگرچہ افلاس مین ہون لیکن نظر ہے میری بلند اتنک
عروس دولت کو خاک جا ہون نظر مین میری نہال بھی ہے

وہ قد قیامت وہ خال آفت غضب کی تیور بلا کی چتون
نگاہِ ناوک بھی برق بھی ہی کمان ہی ابرو ہلال بھی ہے

بتون کی الفت سی باز آؤ خدا سے پیری مین لو لگاؤ
امیر دنیا سے ہاتھ اُٹھاؤ ضرور فکرِ مآل بھی ہے

ہاتھ طوقِ گردنِ مینا کیے
میکدے مین ہم مزے لوٹا کیے

ہم وہ میکش تھے کہ پی جب تک شراب
دامنِ قاضی سے مُنہ پوچھا کیے

حضرتِ ناصح یہان آئے تھے آج
دیر تک کچھ بیٹھے جھک مارا کیے

آئینے کو تم نے دکھلایا جمال
ہم کنارے بیٹھے منہ دیکھا کیے

مٹ گئے جب داغِ دل بولا وہ گل
پھول جو ہمنے دیے تھے کیا کیے

دخترِ رز آئی ہمارے پاس امیر
اور میکش دُور سے تاکا کیے

دن جوانی کے گئے پیری سفر کا وقت ہی
رات گزری چونک اے غافل سحر کا وقت ہے

چشم پوشی سے تغافل سے حذر کا وقت ہے
دم ہے آنکھون مین ترحم کی نظر کا وقت ہے

وصل کی شب کچھ ابھی ہے یا سحر کا وقت ہے
کان بجتے ہین الٰہی یا گجر کا وقت ہے

گھبر کہان جاؤ گے خسخانے مین چلکر سو رہو
دھوپ پڑتی ہے غضب کی دوپہر کا وقت ہے

اضطرابِ دل ہوا پیدا جو ہنگامِ دعا
ہو گیا پورا یقین مجھکو اثر کا وقت ہے

اِسقدر رہو رہرو کیا پاؤن پھیلائے ہوئے
زنگ کی آواز آتی ہے سفر کا وقت ہے

تابِ رخ مین زلف کہتی ہے دلِ عشاق سی
دھوپ سی سایے مین ٹھہرو دوپہر کا وقت ہے

خود بخود سینے مین کیون ٹکڑے ہوا جاتا ہی دل
شاید اُس کوچے مین قتلِ نامہ بر کا وقت ہے

دکھتا ہون مین تو کہتے ہین وہ دامن کھینچکر
مجکو جانے دو دھندلکے مین سحر کا وقت ہے

نیک ساعت ہے دعاے وصل سدم چاہیے
آنکھین بھر آئی ہین اختر کے گزر کا وقت ہے

ضعفِ تن نے مجکو پیری مین خبر دی کوچ سی
ہڈیان چٹکین تو مین سمجھا گجر کا وقت ہے

ایک دم مجھ زار کو فرصت تڑپنے سے نہین
دردِ دل کے بعد ہی دردِ جگر کا وقت ہے

نیمجان چھوڑے ہوسے مقتل سی جاتا ہی وہ شوخ
لے نگاہِ یاس یہ تیرے اثر کا وقت ہے

گرمیان اُس رخ کی پھونکے دیتی ہین روزِ وصال
آفتاب آیا ہے سر پر دوپہر کا وقت ہے

رات گزری صبح آئی کر دعا حق سے امیر
سارے وقتون سے یہی اچھا اثر کا وقت ہے

صبا کو یہ کیا آج موج آگئی
کہ پھولون سے تربت مری چھاگئی

ادا اُسکی کیسا ستم ڈھا گئی
قضا کے گلے مجکو ملوا گئی

جہان سے مجھے لائی تھی میری عمر
وہین سیر دکھلا کے پہنچا گئی

صدا خاکِ لیلیٰ سے آئی کہ قیس
مجھے تیری دیوانگی کھا گئی

خدا جانے وہ تیغ کیا وقتِ قتل
گلے ملکے سبھ کو سمجھا گئی

ستم لذتِ نیستی نے کیا
مجھے میرے ہاتھون سے مٹوا گئی

وہ بیمار بیکس ہون مین ناتوان
تڑپ آکے کروٹ بدلوا گئی

مرے عشق کی وجہ ناصح نہ پوچھ
طبیعت ہی تو ہے اِدھر آگئی

غضب آگیا جانِ عشاق پر
جہان کوئی ہچکی اُنہین آگئی

ذرا اپنی منہدی سے پوچھو تو تم
مرے دل مین کیون آگ بھڑکا گئی

رہا وصل مین بھی مین محرومِ وصل
حیا اُسکو پردے مین بٹھلا گئی

بڑی بیوفا عمر رفتہ تھی ہائے
مسافر کو رستے مین لٹوا گئی

ہوئی وصل مین بھی نہ خلوت نصیب
جو شوخی ہٹی تو حیا آ گئی

بلایا تو تھا مین نے تجکو حیا
لپٹ کر ترے ساتھ کیون آ گئی

عدم کا بھی رستہ نہ سیدھا رہا
کہ اُسکی کمر آج بل کھا گئی

یہ کیون غمزے کرتی ہے عشاق سے
قضا کو کہان سے ادا آ گئی

نئے رنگ کے کھل گئے گل امیر
طبیعت جہان رنگ پر آ گئی

وہ صورت تصور مین کیا آ گئی
پری آ کے تصویر کھچوا گئی

نئی چشم ساقی کو موج آ گئی
مری عمر کا جام چھلکا گئی

تری طرح کیا وہ بھی ہے سوگوار
ہنسی میرے پھولون مین کیون آ گئی

کہا جھک کے مینا نے کچھ جام سے
تری بات لے دختر رز آ گئی

نہ آئے اگر یار پیمان شکن
اجل آنے مین تو نہ کرنا گئی

کہانی مرے درد کی کچھ نہ تھی
مگر ساری مجلس کو پٹوا گئی

کھلا اُن کا جوڑا تو دشمن کے گھر
اندھیری مرے گھر مین کیون چھا گئی

قیامت ہے واعظ اسی تاک مین
ادھر تو نے پی اور اُدھر آ گئی

پسینے مین کیون ڈوبتی تیغ یار
کیا اُسنے عریان تو شرم آ گئی

چھوا رخ کو دل لیکے اُس زلف نے
وہ قرآن کی جھوٹی قسم کھا گئی

قیامت ہین اے یاس جھونکے ترے
مری شاخ امید مرجھا گئی

مرے دل کی اللہ رے بربادیان
کہ وحشت بھی تنگ آ کے گھبرا گئی

نظر تم نے گھونگھٹ اٹھا کر جو کی
عروس بہار اور شرما گئی

مرا دل تھا وہ پھول کی پنکھڑی
چمن مین جو کھلتے ہی مرجھا گئی

نہ تھے تیرے مرنے کے یہ دن نعیم[۱] — خدا جانے کسکی نظر کھا گئی

اُدھر شرم اِدھر تو بہ ٹوٹی امیر
شکست آج دونون طرف آگئی

اُسکی شوخی شرار مین ہے اُسکی گرمی چنار مین ہے — وہ آب ہر سبزہ زار مین ہے وہ لالہ ہر کوہسار مین ہے
ہوا ہی اُس زلف و رخ کا سودا نہین ہی ہمکو قرار اک جا — حلب مین ہی ایک پاؤن اپنا تو ایک ملکِ تتار مین ہے
ہوئی ہین ہم داغ کھا کے آخر اثر ہے سوزِ جگر کا ظاہر — لحد پہ طاؤس ہین مجاور مزار بھی لالہ زار مین ہے
جو حالِ چشمِ پر آب کہیے تو یادلون کا جواب کہیے — مری یہ ہمکو سحاب کہیے کہ اب بھی دریا غبار مین ہے
ہوا ہے بے روح جیسے پیکر مین ہی سیرِ جہان میسر — زمین مین گڑ کر گئے فلک پر چڑھا وا اپنا اُتار مین ہے
نہین مین رنگِ لباس ہر گل نہین تلون سی کام بالکل — مین اِس چمن مین ہون لحنِ بلبل کہ ایک صورت ہزار مین ہے
کمال خواہش ہی دل کو مر کر کہ بوسہ اُس لب کا ہو میسر — کلال جلدی بنا سے ساغر خراب مٹی مزار مین ہے
یہ چلی ہی لاکھون مین تیغِ قاتل عجب ہی بیٹھا ہی اب بھی غافل — دیت وہ کس کسکو دیگا ایدل کہ ایک کوڑی کنار مین ہے
گئے جو ہم سوی دشت دہامون کھلا یہ ہمپر جنون مین مضمون — نہین بگولی یہ خاکِ مجنون تلاشِ محمل سوار مین ہے
ہوا مین ہر چند غم سے بیجان گیا نہ سوزِ فراقِ جانان — پسِ فنا بھی یہ جسمِ سوزان شرارِ سنگِ مزار مین ہے
نئی اِن اشکون مین ہی روانی کہ پھول کھلتے ہین ارغوانی — شریکِ نشاء پہ چمن کا پانی خمیرِ جسمِ نزار مین ہے
گدا نے رو کر بہت پکارا جواب اندر سے کچھ نہ آیا — بخیل در بند کر کے بیٹھا کہ کوئی مردہ مزار مین ہے
ہوئی جہان سی عدم کو راہی دہی ہی فرقت کی یہ تباہی — مکان مین میری جو تھی سیاہی وہی اندھیر امزار مین ہے

امیر کو کسنے تشنہ مارا کہ اب بھی پانی کا ہے تقاضا
غبار اُڑتا نہین ہے بیجا تلاشِ ابرِ بہار مین ہے

کہین یہ بھی نہ چھپ جاے نظر سے — نزاکت لپٹی جاتی ہے کمر سے
وہ فتنہ حشر مین اُٹھنے کو تر سے — گرائے تو جسے اپنی نظر سے
نہ آیا میر جب کوئی اُدھر سے — لپٹ کر خوب رویا دل جگر سے

[۱] حکیم محمد نعیم الزمان خان خلف جناب شیخ وحید الزمان خان مرحوم کی طرف اشارہ ہے ۱۲

بلا تھی شامِ غم لے صبحِ وصلت
نکالا تو نے آکر میرے گھر سے

تڑپنے کا مزہ جی بھر کے لیلون
ذرا تھم تھم کے درد اُٹھے جگر سے

مبارک تجکو اے شوقِ شہادت
وہ لی تلوار قاتل نے کمر سے

ستم ہے تیر سے ہو تلے آب پیکان
مرا دل بوند بھر پانی کو ترسے

ہجومِ آرزو ہے وقتِ آخر
تڑپنگے پیٹے ہین شمعِ سحر سے

خدا کو رحم آیا بیکسی پر
کہان پہنچا ہون مین گرکر نظر سے

مسی چھوٹی ہوئی سوکھے ہوئے ہونٹھ
یہ صورت اور آپ آتی ہین گھر سے

ذرا ٹھہرو ابھی جوڑا نہ کھولو
نزاکت پوچھ لے پہلے کمر سے

وہ آئینے سے اپنے پوچھتے ہین
کوئی ہمسا بھی گزرا ہے نظر سے

بلا لو سامنے دیکھو تو کیا
تڑپ کر آئینہ نکلا ہے گھر سے

ہدف ہونے کو اللہ ری تمنا
جگر آگے ہے دل سے دل جگر سے

تڑپ اس برق کو مین نے سکھائی
چمک ہے درد کی میرے جگر سے

خدا حافظ ہے اب میری نظر کا
کہ لڑنے جاتی ہے اُسکی نظر سے

نہین سنتی اجل بھی میری فریاد
مگر سیکھے ہین یہ غمزے اثر سے

تبسم نے نمک چھڑکا یہ کہکر
مین ہنستا ہون ترے زخمِ جگر سے

امیر اُس قتلگہ کو چلا ہے
لپٹ کر خود مرا دامن کمر سے

حشر مین جس نے کہا بندہ خطا کارون مین ہے
رحمت اُسکی بولی چل تو کن گنہگارون مین ہے

پھُنک رہا ہون ہجر مین یہ سیان خسارہ نہین ہے
جان پھولون مین پڑی ہے جسم انگارون مین ہے

مغفرت کا تو جو طالب ہے تو زاہد آادھر
پیار کرتی ہے وہ میخوارونکو میخوارون مین ہے

مین ہون عاجز اور اُسکو عاجزی محبوب ہے
بے نیازی اُسکی میرے نازبردارون مین ہے

ڈھونڈتا ہی اُسکو اۓ زاہد تو اپنے دل مین ڈھونڈ
چھت مین کعبے کی نہ وہ کعبے کی دیوارون مین ہے

شوخ وہ ہم مضطرب وہ نازنین ہم ناتوان
ملتی جلتی یار سے ہے بات جو یارون مین ہے

حشر کے دن دیکھکر آغوشِ رحمت مین مجھے
پوچھتی ہے خلق تو کسکے گنہگارون مین ہے

کیا نمودِ آفتابِ حشر داغون سے کے حضور
وہ بھی اک چھوٹا سا انگارا ان انگارون مین ہے

اسکو اۓ ساقی اُٹھا دے کام کیا اسکا یہان
یہ تکلف بھی ہے کیا میکش جو میخوارون مین ہے

حسن و عصمت دونون یکجا ہون یہ ممکن ہی نہین
گھر مین وہ پردہ نشین ہی شور بازارون مین ہے

پوچھتی ہے میرے آنسو مرگِ دشمن کی خوشی
ہون مین وہ ناشاد شادی میری غمخوارون مین ہے

ابر جب گھر گھر کے آتا ہے پلاتا ہے شراب
رحمت اُسکی آج ساقی بنکے میخوارون مین ہے

لینے آئی ہے اجل کسکو عدم کو جاے کون
اتنی طاقت اب کہا فرقت کے بیمارون مین ہے

صورتِ آئینہ ہر صورت سے ہی وہ آشنا
یار اگر یارون مین ہے عیار عیارون مین ہے

گھر وہی ہے ہجر کے دن بھی جو روزِ وصل تھا
دلمین وحشت ہی در دن مین ہی نہ دیوارون مین ہے

ہے صدا حاتم کی در پر میرے آقا کے امیر
یہ خدا رکھے عجب دربار دربارون مین ہے

رُکا خنجر جو دستِ نازنین سے
چھُری جھنجھلا کے لی چینِ جبین سے

یہ ظاہر ہے دلِ اندوہگین سے
کہ ظالم چوٹ کھا آیا کہین سے

اُٹھے جب گردباد آسا کہین سے
زمین کچھ لیکے اُٹھے ہم زمین سے

کہان کا پردہ وقتِ رقصِ بسمل
نکل آئی کلائی آستین سے

بچون گا ہجر مین تو وصل کی شب
وہ مجکو مار ڈالین گے نہین سے

نہین مُنہ سے جو نکلی پھر کہان ہان
خدا محفوظ رکھے اِس نہین سے

کبھی چھپکر بھی مجکو دیکھ لے گی
ذرا پوچھو تو چشمِ شرمگین سے

اُٹھایا برہمی سے اُسے گھونگھٹ
جبین پیدا ہوئی چینِ جبین سے

سوالِ بوسہ لب تک کیونکر آئے
حیا آتی ہے چشمِ شرمگین سے

حذر مے سے تسلم اور جو واعظ
ملے دستِ بتانِ نازنین سے

کیا کیا دخترِ رز نے وصل مین کام
نزاکت چھین لی اُس نازنین سے

یہ کسکا آستانہ ہے کہ سجدے
گرے پڑتے ہین آغوشِ جبین سے

صبا آتی ہے اٹھلاتی ہوئی آج
کوئی پیغام لائی ہے کہین سے

جفائے آسمان کی داستانین
سنو گورِ غریبان کی زمین سے

پسِ مُردن تصور مین کسی کے
لپٹ جاتا ہون تربت کی زمین سے

چراؤ بھیک مانگوان کو کیا کام
انہین روز اک نیا دل دو کہین سے

مقابل آئنہ ہے آنکھ اُٹھاؤ
ہنسو بولو کچھ اپنے ہمنشین سے

یہ غصہ ہے کہ دیکھا آئنہ کیون
حیا روٹھی ہے چشمِ شرمگین سے

وہ نقشِ دلنشین ہے نام تیرا
ملے تو چھین کر لیون نگین سے

چڑھاؤ تیوریان تم آئنے پر
تمہارے ناز اُٹھین گے تمھین سے

غضب کا وقت ہی ہوتی ہین رخصت
تمنائین نگاہِ واپسین سے

اجل بھی چیخ اُٹھی ہم نے دمِ نزع
وہ چٹکی لی نگاہِ واپسین سے

امیر آئے وہ سب قسمت مین میری
مٹے جو بل حسینون کی جبین سے

جو تم ہو مرے دل مین تو دل یہی ہے
یہی گھر ہے لیلیٰ کا محمل یہی ہے

ترا دوست میرا عدو دل یہی ہے
ترا بسمل اور میرا قاتل یہی ہے

ستم ہے نکیلی چھری اُس نگہ کی
کلیجے مین رکھنے کی قابل یہی ہے

رہِ عشق مین جس جگہ گر پڑا مین
کہا ضعف نے تیری منزل یہی ہے

نہ چھوڑونگا مین تیرے ناوک کو ظالم
کہ حسرت بھرے دلکا قاتل یہی ہے

مرے دلکو ٹھکرا کے مجھ سے وہ بولے
بڑی دھوم جسکی تھی وہ دل یہی ہے

نہین اسکو دشوار کچھ ذبح کرنا
مین ہون سخت جان سخت مشکل یہی ہے

وہ صورت تصور سے ہٹنے نہ پائے
ترا حسن اے عشقِ کامل یہی ہے

مرے ناتوان دل کو دیکھا تو بولے
ہلا دیگا جو عرش وہ دل یہی ہے

اجل گور تک مجکو پہنچا کے بولی
مسافر ٹھہر تیری منزل یہی ہے

امیر اس کرم پر مین صدقے کہ اُسنے
کہا تیری رحمت کے قابل یہی ہے

خفا جس سے عیسیٰ ہو وہ دل یہی ہے
جو زندہ ہے مردون مین شامل یہی ہے

تڑپ کر ہمین دل نے مارا تو سمجھے
کہ بسمل کے پردے مین قاتل یہی ہے

نہ گھبرا تو خنجرِ عشق دم لے
مرنے کا تو وقت اے مین ایدل یہی ہے

کھلا تختہ لالے کا تو مین یہ سمجھا
کہ اُسکے شہیدون کی محفل یہی ہے

خدادادی امتحان مین سنبھالے
کڑی راہِ الفت مین منزل یہی ہے

مری لاش پامال کرتا ہے ظالم
ارے جان دینے کا حاصل یہی ہے

تماشا مرے دل کے داغون کا دیکھو
چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے

کلی پھول کی ملکے چٹکی سے اُسنے
کہا مجھ سے کیون آپکا دل یہی ہے

عدم مین فراقِ احبا کا غم کیا
یہین آئینگے سب کی منزل یہی ہے

مرا دل ہی دشمن ہے دلبر سے کر کیا
وہ ہے مفت بدنام قاتل یہی ہے

کمالِ طلب ہے جو خود ہو وہ طالب
وہ کھنچ آئے خود جذبِ کامل یہی ہے

جسے شیشہ سمجھا ہے اے محتسب تو
نہ توڑ اِسکو ظالم مرا دل یہی ہے

عدو کو مین اُس بزم سے تو اُٹھاؤن
جگہ اُسکی دل مین ہے مشکل یہی ہے

دلِ دشمن اُس حور کا گھر بنا ہے
جہنم مین فردوس منزل یہی ہے

امیر اُس سے یہ تیور مرے کہہ رہی ہین
تری بانکی چتون کا بسمل یہی ہے

یہ کس بیدرد کس ظالم پر اپنا دم نکلتا ہے / یہ رہ رہ کر کلیجا چٹکیون سے کون ملتا ہے
ترے بیمار کا کام اب بڑی مشکل سے چلتا ہے / کہ درد اُٹھ کر بدلوتا ہے تب کروٹ بدلتا ہے
بہار آپہنچی ہے شاید کہ دامان و گریبان مین / بہم یہ بحث ہے دیکھین تو کون آگے نکلتا ہے
ضرور آفت کوئی آئی ہے دلِ پروردہ اے ہمدم / تڑپتا لوٹتا کیون آنکھ سے آنسو نکلتا ہے
ترا بیمار اے عیسےٰ نفس بگڑا ہے اب ایسا / سنبھالا بھی سنبھالے آکے تو وہ کب سنبھلتا ہے
ہمین دھڑکا ہے ایسا اُسکے اُٹھ جانیکا محفل سے / بدلجاتا ہے رنگ اپنا جو وہ زانو بدلتا ہے
حنا کیون دیکھ کر اُسکو پسی جاتی ہے گلشن مین / لہو عشاق کا ملتا ہے مہندی کب وہ ملتا ہے
چھڑکتے ہین وہ افشان گیسوؤن پر خیر ہو دل کی / مسافر چھاؤن مین تارون کی گھر سے چل نکلتا ہے
خدا بھی عاجزون کی عاجزی سنتا ہے محشر مین / بڑی سرکار مین دربار مین یہ عذر چلتا ہے
رُلا دیتی ہین ہنستی صورتین ان خوبرویون کی / یہ طفلِ اشک انہین پیاری کھلونون پر مچلتا ہے
یہ کسکی گرمیون سے پھنک رہی ہے شمع محفل مین / کہ پروانہ پرون سے شب کو پنکھا روز جھلتا ہے
ذرا سی جان ہے پر دل جگر پروانے کا دیکھو / کہ جلتی آگ مین کس شوق سے گر گر کے جلتا ہے
خرامِ ناز پر اُنکے گریبان چاک کرتا ہون / کسی کے پاؤن چلتے ہین کسیکا ہاتھ چلتا ہے
جو کہتا ہون کہ میرا دم نکلتا ہے تو کہتے ہین / ہمارے وصل کا ارمان تو یون ہی نکلتا ہے
تمہاری گرمیان آفت ہین ہجر و وصل دونون مین / کوئی دوزخ مین پھکتا ہے کوئی جنت مین جلتا ہے

عجب تقدیر پائی ہے امیر اس دارِ دنیا نے
نہین آتا پھر اس گھر مین جو اس گھر سے نکلتا ہے

بہار آپہنچی ہے اب جامِ مے مستو نہین چلتا ہے / خدا چاہے تو رنگِ گلشنِ عالم بدلتا ہے
گلے پر میرے ارمان اُسکے خنجر کا نکلتا ہے / خرامان یون ہے جیسے باغ مین طاؤس چلتا ہے

رفوگر دیکھکر میرے جنون کو ہاتھ ملتا ہے
گریبان کو رفو کرتا ہے تو دامن نکلتا ہے

یہ مطلب ہے فقط اپنا صنم خانے مین جانے سے
کہ اچھی صورتون کو دیکھکر کچھ جی بہلتا ہے

ذرا تو نشہ کم ہو توبہ پڑھوتا ہے کیا واعظ
کہ بیہوشی مین کہتا کچھ ہون منہ سے کچھ نکلتا ہے

ہم اتنی بات پر خوش ہین کہ مذکور اپنی الفت کا
ہمیشہ ذکرِ حسن یار کے ہمراہ چلتا ہے

کہین شادی کہین غم طرفہ دنیا کی دورنگی ہے
یہ پہنتا ہے کفن کوئی کوئی کپڑے بدلتا ہے

نہین بیکار کوئی شے جہان مین کلک کو دیکھو
زبانِ گنگ ہے پر کام کیا اس سے نکلتا ہے

تری نقشِ قدم سے دی ہو جو لے ماہرو نسبت
خوش ایسا ہے کہ ابتک پنجون کے بل طاؤس چلتا ہے

اگر چشمِ بصیرت ہو رفاقت سیکھ سایے سے
کہ رہرو جس طرف چلتا ہو یہ بھی ساتھ چلتا ہے

کیا نالہ اگر دل نے تو آنسو بھی روان ہونگے
کہ لشکر جمع ہوتا ہے علم جس دم نکلتا ہے

ذرا سمجھو مری اُمید ناحق قطع کرتے ہو
شجر کا کاٹنا کب کاٹنے والے کو پھلتا ہے

چلی عمرِ روان جس دم زوال آیا جوانی کو
مگر ہے دوپہر سایہ کہ دن آخر بھی ڈھلتا ہے

وہ شاعر زندہ ہے مشہورِ عالم ہے سخن جس کا
کہ نام انسان کا اولاد سے دنیا مین چلتا ہے

بٹا سے بوجھ اسے لیجائے کوئی دلستان یارب
نہایت ضعف ہے اب دل نہین مجھسے سنبھلتا ہے

الٰہی آگ پر پارہ ہے یا اسپند ہے کیا ہے
کہ دل سینے مین بیتابی سے دو دو ہاتھ اُچھلتا ہے

سرِ قاضی کی کیا چھڑوائیگی سستون سے میخواری
قلم جب باغبان کرتا ہے انگور اور پھلتا ہے

سخی کے پاس کچھ ہو اور نہ دے یہ غیر ممکن ہے
نہین کرتا ہے مٹھی بند جب تک ہاتھ چلتا ہے

امیر اپنے مضامین کو بری رکھ ثقلِ بندش سے
بھلا نازک تنون سے بوجھ بھاری کب سنبھلتا ہے

ذوقِ بیہوشی بڑھاتی ہے گھٹا برسات کی
اور لیے اڑتی ہے ستو نکو ہوا برسات کی

اے پری اس فصل مین سرگرمِ آرائش نہو
آگ تلوون مین لگا دیگی حنا برسات کی

ابر ہو دریا ہو سبزہ ساقی یار مطرب دخترِ رز
ہو یہ سب سامان تو پھر دیکھیں فضا برسات کی

آٹھ آٹھ آنسو رُلاتی ہے تری ہونٹوں کی یاد
اے پری مسّی ہوا اودی گھٹا برسات کی

شیرۂ انگور کو کرتی ہے آبِ آتشین
آگ پانی مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

رنگ مین ڈوبے ہوے ہین نوعروسانِ چمن
پتّے پتّے سے ٹپکتی ہے ادا برسات کی

سیکڑے مین بوتلون کے مُنہ سو اُٹھ جاتی ہین کاگ
ہوش مستون کے اُڑاتی ہے ہوا برسات کی

سو رنا چے کوئلین کوکین پپیہے بول اُٹھے
وصل کے دن آ گئے فصل آئی کیا برسات کی

جب دوپٹا سادہ اوڑھا تم نے دھانی ہو گیا
واہ کیا تاثیر رکھتی ہے ہوا برسات کی

آنسوؤن مین ڈوب جائین بدلیان ای چشمِ تر
ابتو زور اپنا بڑھا قوت گھٹا برسات کی

ڈالکر جھولا چمن مین تمنے جب گاے ملار
پینگ دینے کے لیے آئی ہوا برسات کی

کیا تری زلفِ سیہ کو دیکھکر شرما گئی
بھیگی بھیگی رات ہے لے مدلقا برسات کی

ساقیا جام و سبو سے ایسی آرایش بڑھے
آ کے میخانے پہ صدقے ہو گھٹا برسات کی

ٹکرین لین ابر سے مستون نے پی پیکر شراب
کیا بلا ہوتی ہے مستی ساقیا برسات کی

برق چمکاتی ہوئی کہسار سے اُٹھی نہین
نیچے کھینچے ہوے آئی گھٹا برسات کی

فرقتِ ساقی سے آنکھون مین جہان اندھیر ہے
جان پر مستون کے نازل ہے بلا برسات کی

جب چمن مین آ گیا مستون کو ساون کا خیال
ساونی گاتی ہوئی آئی گھٹا برسات کی

پانی پانی کر دیا ہے چشمِ تر نے لاکھ امیر
چشمکین کرتی ہے اسپر بھی گھٹا برسات کی

بڑھتی ہے رونے سے مستون کی فضا برسات کی
آ گئی کیا گھٹ کے آنکھون مین گھٹا برسات کی

ساقیا ہے جوشِ بارش جوشِ رحمت کی دلیل
ہم سیہ کارون سے نازش ہی بجا برسات کی

شوخیان ہین دخترِ رز کی کہ بجلی کی چمک
بوتلین ہین مے کی یا کالی گھٹا برسات کی

زاہدون کی توبہ ٹوٹی لڑکھڑایا پاے شیخ
کچھ عجب مستانہ رُت ہے ساقیا برسات کی

میکشون کے مُنہ سے جو اِس فصل مین نکلی دعا
لے اُڑی بابِ اجابت کو ہوا برسات کی

دخترِ رز سے کہدے ساقی اور کھلے چار دن
فصل آپہنچی ہے اونا آشنا برسات کی

میکشون کے دل مین داغ آنکھون مین ساقی کی خمار
یہ نشانی رنگئی ہے جا بجا برسات کی

ہر روش پر ہو چمن مین ایک پری ساغر بکف
ایکدن یون دیکھین اے ساقی فضا برسات کی

پتّے پتّے پر ہے ساقی سبزۂ مینا کا رنگ
کیا نظر آتی ہے سبزی خوشنما برسات کی

لعل و لب سی پڑہکے انگارا ہوسے ہین ہاتھ پاؤن
کیا رچی ہے اے پری پیکر حنا برسات کی

گنجِ گلشن مین ہو صحبت دورِ ساغر کی ضرور
میہمانی ہے مناسب ساقیا برسات کی

چلتی ہے ٹھنڈی ہوا نزدیک ہے دورِ شراب
مژدہ مستون کو خبر لائی صبا برسات کی

ہجر مین سب بیمزہ ہے وصل مین سب بامزہ
فصل گرمی کی ہو یا جاڑے کی یا برسات کی

نونہالان چمن مین تھا کہان یہ حُسن امیرؔ
حضرت یوسفؑ سے ہے ساری فضا برسات کی

یہ کنایہ ہے نواب محمد یوسف علی خان بہادر فردوس مکان والی ریاست رامپور سے مراد

مرے دل مین پا کی جگہ نئی ترے رخ کی جلوہ گری رہی
نہ کہین چلی نہ کہین پھری اسی شیشے مین پری رہی

مئے بیخودی نے کرم کیا تو مے خودی نے ستم کیا
کچھ ادھر سے بیخبری رہی کچھ اُدھر سے بیخبری رہی

یہ ہمین کی ساری کرشمے تھے جو یہان سی آگے مین بڑہ گیا
نہ ثمر نہ بے ثمری رہی نہ اثر نہ بے اثری رہی

مری شاخِ گلشنِ آرزو ہوئی کچھ نہ واقفِ رنگ بو
نہ پھل اسمین کوئی کبھی لگا نہ کلی کھلی نہ ہری رہی

نہ یہ کی کسینے اُنہین خبر کہ گیا جہان سے کوئی گزر
اسی آرزو مین گئی پہ مری لاش در پہ دھری رہی

روش اُسکی پاسے مجال کیا کبھی دو قدم وہ اگر چلا
نہین تاب مجکو پسا پسا یہ صدائے کبکِ دری رہی

رہے ہم تلاش مین دربدر دل و دیدہ دونون تھے اُسکے گھر
کبھی اسمین جلوہ گری رہی کبھی اسمین جلوہ گری رہی

دل اگرچہ غم سے فگار ہے مگر اب بھی باغ و بہار ہے
اسی شاخ کا یہ شعار ہے کہ شکستہ ہو کی ہری رہی

مرے آنسوؤن ہی سے آبرو ہوئی گیسوؤنکی یہ مو بمو
تری مانگ ای بتِ ماہرو نہین موتیون سی بھری رہی

جو بڑے بڑے تھی جہان کشا انہین کیا فلک نے مٹا دیا
نہ عروجِ چترِ شہی رہا نہ ضیائے تاجِ زری رہی

جو تعب سی ہمنے پناہ لی تو غضب سے تیغ نگاہ لی
کبھی راستی کی نہ راہ لی وہی اُنکی کج نظری رہی

نہ گزر ہے بزمِ نہال مین نہ وہ قوت اپنے خیال مین — نہ وہ حکمتِ عملی رہی نہ وہ حکمتِ نظری رہی
ہوسِ جہان سے فراغ ہے نہ وہ دل ہے اب وہ داغ سے — نہ ہواے نزہتِ باغ ہے نہ تلاشِ حسنِ پری رہی
نہ سنا فسانۂ شور و شر ہوئی خواب ہی مین مری بسر — نہ ہوئی کسیکی کبھی خبر مجھے سب سے بے خبری رہی
رہے کسطرح نہ جنون کا غل خبر اس خبر سے ہین جز و کل — ہوئے خلق جب سے برنگ گل ہمین مشقِ جامہ دری رہی
پہ طبیعت اُن کی بگڑ گئی جو گیا یہان سے چلی چھُری — کوئی مُرغ کیا کہ صبا کو بھی نہ مجالِ نامہ بری رہی

عجب اشتیاق امیر تھا اُسے دیدِ طرزِ خرام کا
کہ زمینِ کوچۂ مہ لقا تہِ پاے کبکِ دری رہی

اے ہمنفس کیا سناؤن مین حالِ تباہ کی — ظلمات دھوپ ہے مرے روزِ سیاہ کی
اتنی تو اُسکے دل نے مرے دل سے راہ کی — آنکھ آج پیار کی ہے تو چتون ہے چاہ کی
کیا کیا شبِ وصال مین گستاخیان ہوئین — تعزیر مجکو دینگے وہ کس کس گناہ کی
اہلِ عدم سے کیون نہ ہو منزل میں میل جول — ہے اِن مسافرون مین ملاقات راہ کی
یہ میرے دل کو پاسِ نزاکت تھا یار کا — تڑپا ٹھہر ٹھہر کے تو تھم تھم کے آہ کی
سرمہ طلب ہوا ہے خدا خیر ہی کرے — آئے گی شامت آج کسی بیگناہ کی
کہتا ہے مجکو دیکھ کے اغیار سے وہ شوخ — اِس شکل پر حضور کو سوجھی ہے چاہ کی
زاہد بڑے ثواب سے محروم رہگیا — کعبے گیا مگر نہ کسی دل مین راہ کی
فریاد کس سے کوچۂ الفت مین کیجیے — سنتا نہین ہے کوئی کسی دادخواہ کی
ہم دل جلے گئے تو جہنم پکار اُٹھا — یارب سزا ملی یہ مجھے کس گناہ کی
قسمت جو لے چلی مجھے کوچے سے یار کے — حسرت سے دیکھ کر سوے گردون اِک آہ کی
گزرے گی وہ نہ داورِ محشر کے سامنے — جس فرد پر نہ ہو گی نشانی گناہ کی
آنکھ اُس پری سے ملتے ہی یان کام ہو گیا — فرصت ملی نہ ہاے دوبارہ نگاہ کی
مین نے بلائین لین شبِ فرقت کی بار بار — پائی جو شان کچھ تری زلفِ سیاہ کی

رحمت تری وسیع مین ناچیز روسیاہ
اللہ کیا بساط ہے میرے گناہ کی

بسمل ترا بچے گا نہ اسے ترک دیکھ تو
برچھی اتر گئی ہے جگر تک نگاہ کی

کسکی سواری آتی ہے صحرا مین اے جنون
اٹھ اٹھ کے رقص کرتی ہے کیون گرد راہ کی

سب عیب ایک اشکِ ندامت سے مٹ گئے
ساری سیاہی دھو گئی روے سیاہ کی

ایسا کیا ہے دشت نوردی نے ناتوان
مین پس گیا جو اڑکے پڑی گرد آہ کی

ہمپر کسی نے لطف کیا یا ستم امیر
ہمنے اسی کی شانِ کرم پر نگاہ کی

کیا کہین دل سے کہان وصل مین ارمان گئے
ناز کے صدقے تو انداز کے قربان گئے

امتحان خوب وفا کا بھی جفا کا بھی ہوا
تم ہمین جان گئے ہم تمھین پہچان گئے

کہتے ہین شب کی خوشامد بھی عجب جادو تھی
ماننے کی جو نہ تھی بات وہ ہم مان گئے

وصل مین کہتے ہین کوئی نہین آڑے آتا
ہاے اس وقت کہان میرے نگہبان گئے

چبھ گئی گونج جو بالی کی بگڑ کر بولے
ہاتھ ٹوٹین ترے مشاطہ مرے کان گئے

جب مین دروازے پہ دیتا ہون کسیکو آواز
کہتے ہین کہدو وہ گھر غیر کے مہمان گئے

کبھی سونی نہین ہوتی ہے سراے دنیا
اور دس آ گئے دو چار جو مہمان گئے

پوچھتا کیا ہے کہ بسمل گئے مقتل سے کہان
مہربان پا کے تجھے سب تری قربان گئے

شیخ جی چھپ کے یہ حجرے مین اڑانا بوتل
واہ وا آج تو حضرت تمھین ہم مان گئے

حسنِ انجام پر اسلام کا ہے دار و مدار
تھے مسلمان وہ جو دنیا سے مسلمان گئے

قتل پر میرے اٹھاتے ہو عبث تم بیڑا
سرخرو بھی ہون وہی جنکی جھین پان گئے

خاکساری کے مزے خوب اٹھے دنیا مین
خاک ہم چھانتے آئے تھے یہان چھان گئے

دل کو تاکا کسی ناوک نے تو اللہ رے شوق
بڑھکے لینے کو بہت دور تک ارمان گئے

گرمیان وصل مین کین انسے تو جلکر بولے
جلنے والے انکو جہنم مین یہ ارمان گئے

حق شناسی کی حقیقت کو اُنھین نے جانا
اے امیر اپنی حقیقت کو جو پہچان گئے

کس بُرے حال سے عاشق ترے ایمان گئے — چار حیران گئے چار پریشان گئے
پوچھتا کیا ہے کہان دل جگر اے جان گئے — جاتے کمبخت کہان سب ترے قربان گئے
ہے وہی حسرتِ دیدار وہی شوقِ وصال — دل گیا ہاے مگر دل سے نہ ارمان گئے
نیمجان لوٹ کے مقتل مین یہ دیتے ہین صدا — ایک وار اور بھی قاتل ترے قربان گئے
آنکھ سے آنکھ ملی وصل مین تو دل نے کہا — وہ گلے ملنے کو ارمان سے ارمان گئے
کچھ عجب رنگ سے پرزے کیے دیوانون نے — بنگئے گل سو دامن جو گریبان گئے
لاش پر میری کہا آکے کہ او طالبِ وصل — کیا ہوا شوق کہان وہ ترے ارمان گئے
بیوفا جان نہین ہوتی ہے اُس پردے مین — تو ہی تھا تو ہی تھا ہم جان گئے جان گئے
دل مین تم آنکھ مین تم کعبے مین تم دیر مین تم — تم جہان جا ہو چھپو ہم تمھین پہچان گئے
چتونون نے تری سینے کو بنایا چھلنی — ناوکِ ناز کلیجے کو مرے چھان گئے
سان پر تیغ لگائی جو مرے قاتل نے — دیکھتے ہی ملک الموت کے اوسان گئے
صافیان لیتے ہوے ابر کے لکے آے — اور مستانِ خرابات کی مے چھان گئے
ہمکو سختی سے کہان وادیِ وحشت مین نجات — تنگ کرنے کو پہاڑ آے جو میدان گئے
قاضی و محتسب شہر سدھارے حج کو — میکشو خوب پیو حلق کے دربان گئے
خواب مین بھی نظر آتی نہین زندان مین فضا — جن مین پھرتے تھے کہان ہاے وہ میدان گئے

وحشتون کے وہ کہان لطف اسیری مین امیر
اب وہ میدان وہ سنسان بیابان گئے

کہتے ہین مجھسے کہ مجھپر ہے یہ تہمت کیسی — دل مین تیرے ہے تو ظالم مری حسرت کیسی
پیار کیا کیا تری رفتار کو فتنون نے کیا — تیری ٹھوکر سے ملی اُٹھ کے قیامت کیسی

ناوکِ ناز کی آمد جو کہین سُن لی ہے
دل مین گھبرائی ہوئی پھرتی ہے حسرت کیسی

پسگئی پھولون کے گجرے سے کلائی اُنکی
نبض کی طرح تڑپتی ہے نزاکت کیسی

خود ترے ہونٹ یہ کہتے ہین کہ بوسہ لے لو
اور معشوقون کی ہوتی ہے اجازت کیسی

کیاریان پھولون کی دیکھین جو کبھی گلشن مین
یاد آئی مجھے احباب کی صحبت کیسی

درد اُٹھ اُٹھ کے تہِ خاک جو تڑپاتا ہے
بیٹھی ہے مجکو دبا کر مری تربت کیسی

سامنا اُن کا ہمارا جو کبھی ہوتا ہے
ناتوانی سے لجاتی ہے نزاکت کیسی

تم نظر آتے ہو مجکو نہ پتنگون کو چراغ
چھاگئی ہے یہ اندھیری شبِ فرقت کیسی

دوڑتا ہے جو ترا قہر گنہگارون پر
آڑے آجاتی ہے بڑھ کر تری رحمت کیسی

ہاتھا پائی مین تو مجھسے بھی وہ نکلے چالاک
سب بناوٹ کی یہ باتین تھین نزاکت کیسی

جلوہ گر یار ہے مجمع مین نظر بازون کے
لُٹ رہی ہے مری سرکار مین دولت کیسی

اسکو رخصت کر دخلوت مین ہے اسکا کیا کام
وصل کی رات مری جان نزاکت کیسی

ناز سے اُسنے جھٹک کر جو چھڑایا دامن
ہاتھ سے جاتی رہی میری طبیعت کیسی

آج بیمار ترا اُٹھ کے عدم کو پہنچا
ضعف حد سے جو بڑھا آگئی طاقت کیسی

اُسکی رحمت سے ہے سکھپال جنازہ کیسا
حور کھولے ہوئے آغوش ہی تربت کیسی

شب فرقت شبِ وصلت کا پتا دیتی ہے
ملتی ہے گیسوِ محبوب سے رنگت کیسی

او مرے روٹھے ہوئے مان لے کہنا من جا
دیکھ کرتا ہے مرا دل تری منّت کیسی

مے جو دی ٹوٹے ہوئے جام مین ساقی نے نہ پی
پھوٹی قسمت بھی تو ثابت رہی نیت کیسی

حُسنِ یوسف کو بہت آنکھ جما کر دیکھا
پوری تصویر تمہاری سے ہے شباہت کیسی

جی چُراتا ہون مین جب بار اُٹھاتے ہین امیر
کہتے ہین دیکھو امانت مین خیانت کیسی

سادگی مین تری شوخی کی ہے رنگت کیسی
شرم کے ساتھ ہے آنکھون مین شرارت کیسی

دل اُڑا لیگئے دکھلاکے وہ جوبن کا اُبھار | سینہ زوری اسے کہتے ہین خیانت کیسی
روٹھتے وقت ذرا آئنہ لیکر دیکھو | مُنہ بنانے مین بگڑ جاتی ہے صورت کیسی
اچھی صورت کو تری دیکھ کے دل لوٹ گیا | ہاے اندھے کو نہ سوجھا کہ ہو سیرت کیسی
ہمتو چلمن کے اِدھر ہین نگہ شوق بتا | تو نے چلمن کی اُدھر دیکھی ہے صورت کیسی
گدگداتا ہے جو اُبھرا ہوا جوبن اُن کا | چٹکیان لیتی ہے دلمین مری حسرت کیسی
ناز اُٹھوا کے اشارون مین کہا بس چل دُور | تم تو بیگار ری ہو بیگار مین اُجرت کیسی
مجھ سے اور غیر سے تکرار یہ وہ کہتے ہین | کیون لڑے مرتے ہو آپسمین یہ محبت کیسی
وصل مین اُٹھتی جوانی کا جو کس بل دیکھا | چُپکی جا بیٹھی الگ ہٹکے نزاکت کیسی
چلتی ہے اب تری رفتار کے پیچھے پیچھے | دبگئی ایک ہی ٹھوکر مین قیامت کیسی
مار ڈالا ہے مجھے وصل کی رات آنے دی | دیکھ خدمت تری کرتا ہون نزاکت کیسی
واعظ اتنا تو سمجھ لے کہ ہے وہ ذات رحیم | گئے مجرم ہی جہنم کو تو رحمت کیسی
چونکنے ہی نہین دیتی ہے کہ سوچون انجام | آنکھ کھُلتے ہی سلا دیتی ہے غفلت کیسی
جلنے والے ترے کیا جانین تری بزم کا لطف | کیا خبر دوزخیون کو کہ ہے جنت کیسی
کی مرے دل نے تری زلف مین پھنسکر فریاد | بولی سر چڑھ کے ترے میری محبت کیسی
پاکے تنہا اُنھین بوسے جو لیے کہنے لگے | ملگئی مفت چھوڑ [illegible] غنیمت کیسی
مین تمہارا ہون تو دل بھی ہے تمہارا صاحب | مفت لے لو اسے ٹھہرانے ہو قیمت کیسی
وصل مین بھی تو نکلتی نہین لے پردہ نشین | دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت کیسی
بے دھڑک دیکھو نکیرین چلے آتے ہین | اچھی خاصی یہ سڑک ہے مری تربت کیسی
سر ٹپکتا ہون مین کروٹ نہین لیتی غافل | پاؤن پھیلائے ہوئی سوتی ہو قسمت کیسی
پھل کو تلوار کے حیرت سے جو دیکھا تو کہا | اک ذرا چکھیے تو اس پھل مین ہو لذت کیسی
دل مری آنکھون سے کہتا ہو کہ تجھپر مین نثار | ہاے دکھلائی ہے تو نے مجھے صورت کیسی

بات کرنے کی تو مہلت نہین ملتی ہو امیر
ایسی حالت مین غزل کہنے کی فرصت کیسی

دل ہی عاشق کی بڑی سوغات ہے — اور کیا بیچارے کی اوقات ہے
جھانک تاک اغیار سے دن رات ہے — اب یہ کچھ چوری چھپے کی بات ہے
دیکھ غفلت مین جوانی کو نہ کھو — عمر بھر مین اک یہی تو رات ہے
اتنی باتین کیون سناتے تم مجھے — پیار کرتا ہون مین اتنی بات ہے
دیکے دل لیتے ہین بوسے جان نثار — گھر سے کچھ دیتے ہو کیا خیرات ہے
دید سے ہین اور دیدبازی حسن کی — ان ندیدون کی یہی اوقات ہے
بوسے سے گالی کبھی ملتا نہین — یہ نئے انداز کی خیرات ہے
گالیون کی آرزو پر بول اُٹھے — لو برا کہنا کچھ اچھی بات ہے
جتنے شعرون مین ہے مضمون کمر — سب مین اک پوشیدہ نازک بات ہے
تو تا چشمی سبزہ رنگون پر ہے ختم — بیمروت بیوفا یہ ذات ہے
دیکھو جب بنتی سنورتی ہے وہ زلف — مار رکھنے کی یہ اچھی گھات ہے
پھول ہارون کے لٹاتی راہ مین — یہ نیا بیلا نئی خیرات ہے
مہربانی بے سبب اسکی نہین — گھاتیا ہے اس مین بھی کچھ گھات ہے
تاکی ہے رندون نے پگڑی شیخ جی — کچھ خبر بھی قبلۂ حاجات ہے
بو تلون سے رات دن ڈھلتی ہے مے — یہ نئی بدلی نئی برسات ہے

ہے توکل پر گزر اپنی امیر
اُسکے در کی بھیک پر اوقات ہے

دکھلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہو گئے — کیا کیا خیال خواب فراموش ہو گئے
بوسہ جو دیتے دیتے وہ روپوش ہو گئے — ہم آتے آتے ہوش مین بیہوش ہو گئے

حرصِ شراب نے ہمین بدنام کر دیا
چٹ کرکے اس بلا کو بلا نوش ہو گئے

بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اُٹھا دیا
ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہو گئے

لذت سے آشنا جو ہوا دل فراق مین
جتنے چبھے تھے نیش وہ سب نوش ہو گئے

صحبت مین میکشون کی نہین بےسبب یہ درد
ساغر بھی مستِ بادۂ سرجوش ہو گئے

یاد آ گئے مزے جو پسِ مرگ وصل کے
تربت کے گوشے حورونکے آغوش ہو گئے

مین ہون وہ عندلیب ہوا جب ترانہ سنج
جتنے کھلے تھے گل ہمہ تن گوش ہو گئے

ساقی شراب اور خراباتیون کو دے
ہم تیری چشمِ مست سے مدہوش ہو گئے

کیا جانے کیا خیال شبِ وصل بند ہگیا
باتین جو کرتے کرتے وہ خاموش ہو گئے

ملبوس خاص حسن نے ہمکو عطا کیا
گل کھا کے دستِ یار سے گلپوش ہو گئے

یان وصل و ہجر دونون ہی مین بیخودی رہی
آنے مین غش تو جانے مین وہ ہوش ہو گئے

بوسے لیے جو زلف کے مستی مین تو کہا
مے پیتے پیتے تم تو بلانوش ہو گئے

پھر دن اُدھر کو رخ نہ کیا وصلِ یار مین
پریون سے شوخ اُڑ کے مرے ہوش ہو گئے

ساقی سے اور جام جو مانگا ملا جواب
آنکھین تو کہہ رہی ہین کہ مدہوش ہو گئے

دفتر گرا ادھر تو اُدھر کاتبِ عمل
تڑپے ہم اس قدر کہ سبکدوش ہو گئے

مدت سے سر امانتِ شمشیرِ یار تھا
ہم ذبح ہو کے خوب سبکدوش ہو گئے

دیکھا جدھر کنکھیون سے اُس مستِ ناز نے
غمزہ پکار اُٹھا کہ وہ بیہوش ہو گئے

افسردہ داغ دل ہوے پیری مین کیا امیر
گویا چراغ صبح کو خاموش ہو گئے

قاضی بھی محتسب بھی قدح نوش ہو گئے
چھپ چھپ کی دخترِ رز سے ہم آغوش ہو گئے

پہنائین اُسنے کشتون کو زخمون کی بدھیان
چورنگ ہو کے تیغ سے گلپوش ہو گئے

کاندھا ابھی جنازے کو دینا ہے جانِ من
کیا کاٹ کر سر آپ سبکدوش ہو گئے

چھپتے کہان وہ وصل مین لیکن حجاب سی
مُنہ پر نقاب ڈالکے رُو پوش ہو گئے

عاشق مرے تو سوگ تمہاری بلا کرے
تم کیون برنگِ زلف سیہ پوش ہو گئے

سب ذوق شوق ساتھ جوانی کے چل بسے
دو چار دن وہ ولولے وہ جوش ہو گئے

رخصت ہوئے وہ آخر شب خاتمہ ہوا
ہم صبح سے بھی پہلے کفن پوش ہو گئے

مشاطہ پر چلی جو بناگوش کی سنان
سینہ سپر وہ خالِ بناگوش ہو گئے

آئی تھی کس کی شکل خیالی کہ خواب مین
بیساختہ ہم اُس سے ہم آغوش ہو گئے

لپٹا مین اُٹھکے غش سے تو بولے فریبیے
مطلب کیونفت کیسے بجا ہوش ہو گئے

کہنے لگے جو عاشقِ قد اُن سے دردِ دل
اونچا لگے وہ سننے گران گوش ہو گئے

اُس پاے نازنین کا تو رتبہ بلند ہے
لاکھون کے سر تصدقِ پا پوش ہو گئے

اُن بجلیون سے دل مین چمکتی ہین بجلیان
قندیلِ کعبہ اب وہ دُرِ گوش ہو گئے

جن کی جگہ سر آنکھون پہ تھی دم نکلتے ہی
افسوس کیا وبالِ سر و دوش ہو گئے

آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج
آپ اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے

کب تک بغل مین پالے ہوے دلکو رہیے
خالی یوہین ہزارون کے آغوش ہو گئے

ایسے سمائے میری نظر مین شبِ وصال
آنکھون کی پتلیان وہ دُرِ گوش ہو گئے

وہ شہسوارِ حُسن جو معراج کو چلا
جبرئیل ساتھ غاشیہ بر دوش ہو گئے

بہکا مین مستِ شوقِ شبِ وصل تو کہا
لو تم تو بے پیے ہوے مدہوش ہو گئے

دلدار کا پتا تھا کہان ہجر مین امیر
ہم اپنے دل کو لیکے ہم آغوش ہو گئے

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

تری بانکی چتون نے چُن چُن کے مارے
نکیلے سجیلے جوان کیسے کیسے

نہ گل ہین نہ غنچے نہ بوٹے نہ پتے
ہوے باغ نذرِ خزان کیسے کیسے

ستارون کی دیکھو بہار آنکھ اُٹھا کر
کھلاتا ہے پھول آسمان کیسے کیسے

کرے اُن کے تیور جو مقتل مین دیکھے
لیے نازنے امتحان کیسے کیسے

یہان درد سے ہاتھ سینے پہ رکھا
وہان اُنکو گزرے گمان کیسے کیسے

ہزارون برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا
مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے

وہ صورت نہ آنکھون مین اب ہے نہ دل مین
مکین سے ہین خالی مکان کیسے کیسے

ترے جان نثارون کے تیور وہی ہین
گلے پر ہین خنجر روان کیسے کیسے

جہان نام آتا ہے اُن کا زبان پر
تو لیتی ہے بوسے زبان کیسے کیسے

ہر اک دل پہ ہین داغ ناکامیون کے
نشان دیگیا بے نشان کیسے کیسے

بہار آکے قدرت کی گلشن مین دیکھو
کھلاتا ہے گل باغبان کیسے کیسے

اُٹھائے ہین مجنون نے لیلیٰ کی خاطر
شتر غمزہ ساربان کیسے کیسے

خوش اقبال کیا سرزمین سخن ہے
ملے ہین اسی باغبان کیسے کیسے

جوانی کا صدقہ ذرا آنکھ اُٹھاؤ
تڑپتے ہین دیکھو جوان کیسے کیسے

شب وصل حل ہونگے کیا کیا معمے
عیان ہونگے راز نہان کیسے کیسے

خزان لوٹ ہی لیگئی باغ سارا
تڑپتے رہے باغبان کیسے کیسے

بنا کر دکھائے مرے درد دل نے
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے

امیر اب مدینے کو تو بھی روان ہو
چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

مٹے دختر رز پر جوان کیسے کیسے
رہے دور پیر مغان کیسے کیسے

نزاکت حیا وصل کے دونون دشمن
ترے ساتھ ہین پاسبان کیسے کیسے

رہ عشق مین پھرتے ہین مارے مارے
تباہی زدہ کاروان کیسے کیسے

کہین قتل پر عشق مین خاتمہ ہے
ابھی دیتے ہین امتحان کیسے کیسے

بندھے تار اشکون کے غربت مین کیا کیا
ملے خاک مین کاروان کیسے کیسے

عجب کربلا تھا وہ مقتل کہ پیاسے
رگڑتے رہے ایڑیان کیسے کیسے

چھری تیز ہی رہتی ہے بلبلون پر
ستم کرتے ہین باغبان کیسے کیسے

پتا ایک نے بھی نہ منزل کا پایا
بھٹکتے پھرے کاروان کیسے کیسے

جگر مین تڑپ دل مین درد آنکھون مین دم
ملے ہین ہمین میہمان کیسے کیسے

کسی نے بتایا نہ یوسف کو میرے
ملے راہ مین کاروان کیسے کیسے

شبِ غم بلاؤن کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین میہمان کیسے کیسے

زمینِ سخن پر ہین لاکھون سخنور
چمن ایک ہے باغبان کیسے کیسے

بتِ اقرارِ وصل آج کرتے ہین کیا کیا
زبان دیتے ہین بے زبان کیسے کیسے

اُمنگین ترنگین جوانی ہی تک تھین
رہے رات بھر میہمان کیسے کیسے

جہان چھیڑنے پر وہ بالون مین آئے
چلی لیکے نشتر زبان کیسے کیسے

چلی وصل مین تیغ اُنکی نہ خنجر
رہے دم بخود ہمزبان کیسے کیسے

ق توجہ زبان پر ہے شاہ دکن کو
نکالیگی رنگ اب زبان کیسے کیسے

اُسیر اب سخن کی بڑی قدر ہوگی
پھلے پھولین گے نکتہ دان کیسے کیسے

پہلے نگاہ پھر مری دشمن حیا ہوئی
وہ ایک تھی یہ دوسری اے دلربا ہوئی

لٹکا سے کیون گئے ہین یہ کیسی سزا ہوئی
گیسو تو خود بلا تھے انھین کیا بلا ہوئی

موجود آکے وصل مین بھی لو حیا ہوئی
اک جان کا عذاب ہوئی شرم کیا ہوئی

گالی بھی پیار سے منہ سے ترے خوشنما ہوئی
بیجا بھی بات تو نے کہی تو بجا ہوئی

ہے بخشنے نہ بخشنے مین اُسکو اختیار
تو ہے گناہگار کہے جا خطا ہوئی

بیٹھے ہوے کلیجے مین لیتے ہو چٹکیان
اسے جان دل لگانے کی اچھی سزا ہوئی

کہتا ہے اُن سے آئنہ صبحِ شبِ وصال
ہے ہے یہ رات بھر مین تری شکل کیا ہوئی

غمزے سے اپنے بولے وہ کشتون کو دیکھکر
تو جی مری گلی نہ ہوئی کربلا ہوئی

رحم آگیا کریم کو محتاج دیکھکر
حاجت ہی اِس غریب کی حاجت روا ہوئی

اب آنکھ کیا ملائے گی مستون سے دختِ رز
قاضی کے گھر مین پڑ کے بڑی پارسا ہوئی

کیا کیا لباسِ شانِ کرم کے ہین دیکھنا
خاکِ شفا ہوئی کہین آبِ بقا ہوئی

اک عمر ہوگئی شبِ فرقت کو میرے گھر
اب بھی جو ابتدا ہے تو بس انتہا ہوئی

دیکھا نگاہِ گرم سے آج اُسنے غیر کو
مقبول کس جلے ہوے دل کی دعا ہوئی

ہے وصل مین تو ہجر سے بھی بڑھکے اضطراب
تڑپانے مین تو درد سے دونی دوا ہوئی

معشوقِ سبزہ رنگ تھی جبتک تھی سبز پوش
قاتل لباسِ سُرخ پہنکر حنا ہوئی

شکوہ کیا جفا کا تو بولے کہ ناسپاس
میری جفا ہی سے تو نمودِ وفا ہوئی

جی خواب رنگ ہوش یکایک سب اُڑ گئے
روزِ فراق تیز کچھ ایسی ہوا ہوئی

آنکھون کے آگے آگے کھڑی ہوگئی وہ شکل
دم بھر جہان پلک سے پلک آشنا ہوئی

ہے چیز ایک ادا و قضا اِس قدر ہو فرق
سیدھی نظر ادا ہوئی ترچھی قضا ہوئی

آئینہ عاشقون سے سوا ہے ستم نصیب
پہلے اِسی غریب پہ مشق ادا ہوئی

مستانِ عشق کو رمضان مین بھی عید ہے
روزے مین بھی شراب نہ انکی قضا ہوئی

مقتل کو وہ چلے تو ہٹانے کو بھیڑ بھاڑ
تیغِ نگاہ کھینچ کے آگے ادا ہوئی

آئینے نے جواب دیا بات بات کا
لو آج تو کھُلی کھُلی اے دلربا ہوئی

گھبرا رہے ہو حشر مین کیون اسقدر امیر
اتنی ہی سی تو بات ہے کہدو خطا ہوئی

کچھ بھی جو شوخیون سے وہ آنکھ آشنا ہوئی
کیا پانی پانی شرم کے مارے حیا ہوئی

یان جان اُس سے پہلے ہی نذرِ ادا ہوئی
کیسی خفیف آکے مرے گھر قضا ہوئی

کیا وصل کی گھڑی مرے حق مین بلا ہوئی
تعریف کی حیا کی تو شوخی خفا ہوئی

بو وصل مین تو جان ہی اُسکی ہوا ہوئی
عیسیٰ یہ دردِ ہجر کی اچھی دوا ہوئی

بولا فلک یہ مہر جو زلف اُسکی وا ہوئی
نازل ہمارے سر پہ یہ کالی بلا ہوئی

کہتے ہین زلفِ یار سے دیوانگانِ زلف
کالی پری کسی کی بھی تو آشنا ہوئی؟

عبرت یہ کہہ رہی ہے جوانون کی قبر پر
یارو کہو اُمنگ جوانی کی کیا ہوئی

وہ دیکھتے ہی بزم مین مجھسے بگڑ گئے
کچھ بات بھی تو کی نہین یہ بات کیا ہوئی

ہین رند تو فراق مین ساقی کے تلخ کام
پوچھو تو دخترِ رز سے یہ کیون بیمزا ہوئی

غافل نزول ہی تو کمالِ عروج ہے ق
خاکِ فنا ہی منزلِ آبِ بقا ہوئی

نقطے کی سیر دائرۂ معرفت مین دیکھ
تھی ابتدا جہان سے وہین انتہا ہوئی

میری تڑپ مین ہے تری جلوی کی آب و تاب
قدرت خدا کی درد سے پیدا دوا ہوئی

ہتھ پھیریان ہین دستِ نگارینِ یار کی
اور چور دل کی ہاتھ مین آکر حنا ہوئی

مجکو کڑی نگہ سے اُدھر دیکھنا نہ تھا
جوبن کا دل دُکھا تو جوانی خفا ہوئی

گاہک وہ جان کی ہے یہ گاہک ہے دل کی بھی
کیسی قضا قضا کی بھی اُستاد ادا ہوئی

بسمل ادا شناس تھے قاتل ادا فروش
بدنام مفت بیچ مین پڑکر قضا ہوئی

مرتے تھے جو ادا پہ وہ سب مرکے رہ گئے
قربان اس ادا کے یہ اچھی ادا ہوئی

حسرت شبِ وصال مین بھی وصل کی رہی
خلوت مین بھی نہ اُن سے نزاکت جدا ہوئی

کیا کیا نیازمندون سے ہین بے نیازیان
یان لاکھون لوٹنے لگے وان اک ادا ہوئی

کیون پہلے آرسی نے دکھائی کہ تمتے آنکھ
کسکی طرف سے چھیڑ کی یہ ابتدا ہوئی

بخشا امیر روزِ ازل ہی کریم نے
یان پہلے مغفرت ہوئی پیچھے خطا ہوئی

اچھے عیسےٰ ہو مریضون کا خیال اچھا ہے
ہم مرے جاتے ہین تم کہتے ہو حال اچھا ہے

آرزوے وصل کی اچھی یہ خیال اچھا ہے
ہاے پورا نہین ہوتا ہے سوال اچھا ہے

نزع مین مین ہون وہ کہتے ہین کہ خیریت ہے
پھر برا ہوتا ہے کیسا جو یہ حال اچھا ہے

تجھسے مانگون مین تجھی کو کہ سبھی کچھ ملجاے
سَو سوالون سے یہی ایک سوال اچھا ہے

یادِ وصل آئی تو دل سے یہ کہا حسرت نے
اسکو سینے سے لگا رکھ یہ خیال اچھا ہے

ایک سے ایک حسینون مین ہے اچھا لیکن
ہتھے چڑھ جاے جو اپنے وہی مال اچھا ہے

پھول پھل ہون کہ ہون چھاؤن گھنی ہو جسمین
ہر مسافر کی نظر مین وہ نہال اچھا ہے

دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینون کا وصال اچھا ہے

اچھی حالت پہ کسی کی نہین روتا کوئی
آنکھین کیون روتی ہین پھر دلکا جو حال اچھا ہے

تم زبان سے تو برا کہتے ہو میرے دل کو
پتیلونکی تو سنو کہتی ہین مال اچھا ہے

راتین اچھی ہین دن اچھے ہین مہینے اچھے
اچھے معشوق سے صحبت ہو تو سال اچھا ہے

دونون آئینے ہین اسمین ہے رقیب اسمین حبیب
خوابِ معشوق سے عاشق کا خیال اچھا ہے

چیز مانگے کی ہو اچھی بھی تو کس مصرف کی
ہو برا بھی مگر اپنا ہو تو مال اچھا ہے

چودھوین سال مین ہے نامِ خدا دخترِ رز
پڑھ دے قاضی کہو دو بول یہ سال اچھا ہے

واعظ اسکی سی ادائین تو نہین حور و نمین
ہمنے تسلیم کیا حسن و جمال اچھا ہے

آگیا اسکا تصور تو پکارا یہ شوق
دل مین جم جاے الٰہی یہ خیال اچھا ہے

جسکا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری
جسکا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

وہ ادھر عکس ادھر بیچ مین ہے آئینہ
بحث یہ چھڑ گئی ہے کسکا جمال اچھا ہے

دہنِ زخم مین ہر قطرۂ خون ہے یاقوت
تیری تلوار کے بیڑے کا اُگال اچھا ہے

ماہِ کامل مہِ نو دونون حسین ہین لیکن
اک ذرا سن جو ہے کم اس سے ہلال اچھا ہے

ہاے بوٹا سا وہ قد ہاے وہ رخ وہ جوبن
پھول پھل جسکے ہون اچھے وہ نہال اچھا ہے

حسرتین خون کے دریا ہی مین نہ بہین تو بھلی
مچھلیون کے لیے موجون ہی کا جال اچھا ہے

شوخیان وصل مین کرتی ہین جو دلکو مایوس
شرم دیتی ہو تسلی کہ مآل اچھا ہے

برق اگر گرمی رفتار مین اچھی ہے امیر
گرمی حسن مین وہ برق جمال اچھا ہے

بھولے پن سے دم رخصت یہ سوال اچھا ہے
ہاتھ سینے پہ ہی کیون دل کا تو حال اچھا ہے

پاکدامن ہو تو ارمان وصال اچھا ہے
اچھی نیت ہو تو اچھون کا خیال اچھا ہے

مانگیے بوسہ تو کہتے ہین وہ دیکر دشنام
کیون جواب اس کا ہوا اچھا کہ سوال اچھا ہے

دختر رز گھر مین جو قاضی کے ہے اسکی کیا بات
پارسا گھر ہے رقم چوکھی ہے مال اچھا ہے

ذکر طوبیٰ ہی کا کرتا ہے ہمیشہ واعظ
باغ بھر مین یہی کیا ایک نہال اچھا ہے

اس کا انجام فراق اُس کا ہے انجام وصال
کون کہتا ہے کہ فرقت سے وصال اچھا ہے

غم مین گزرے تو برا عیش مین گزرے تو بھلا
نہ برا ہے کوئی دنیا مین نہ سال اچھا ہے

کہتے ہین خوش ہون جو عاشق تو کرین اور آفت
رہنے دو رہنے دو ایسون کا ملال اچھا ہے

روز آتا ہے مرے دل کو تسلی دینے
تجھسے اے دشمن جان تیرا خیال اچھا ہے

عمر کی جان جوانی یہ جوانی کی ہے جان
بارہ سے بیس تلک جو ہو وہ سال اچھا ہے

نازکو جان کی ہے تاک ادا کو دل کی
دونون خوش فکر ہین دونونکا خیال اچھا ہے

میزبان مرتا ہے مہمان مزے کرتا ہے
دل کی حالت ہے بری درد کا حال اچھا ہے

نہ سہی ذوق وفا شوق جفا کیا کم ہے
کچھ نہونے سے تو جیسا ہو خیال اچھا ہے

جی سلگے کیون نہ حسینون کی جفائین سنکر
تذکرہ جس مین ہو اچھون کا وہ حال اچھا ہے

خوب دیکھا تو جوانی کا ہے سارا جوبن
حسن پریون کا نہ حورون کا جمال اچھا ہے

کہتے ہین آئنے سے واہ ہمین سے لیکر
پھر دکھاتا ہے ہمین کو کہ یہ مال اچھا ہے

چلکے دیکھو آئنہ خانے مین ہین کتنے تجھسے
تجھکو سوجھی ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

لوٹ ہو دیکھ کے دل جسکو وہ قد ہے موزون — جسکو بجلی کہے اچھا وہ نہال اچھا ہے
گرمی مہر قیامت کا بھی دھڑکا نہ رہے — پھونکدے خلق کو اے مہر جمال اچھا ہے
رشک اسپر نہین ہوتا ہے کسی حاسد کو — خوب دیکھا تو خوشی سی بھی ملال اچھا ہے
کہتے ہین آج کو ناخن سے مرے دی تشبیہ — کل کہو گے ترے ابرو سے ہلال اچھا ہے
گرمی شوق یہ کہتی ہے چلو دیکھین تو — سنتے ہین طور پہ بجلی کا نہال اچھا ہے
قوت عجز سے تا کنگرہ عرش پہنچ — رنگ پرواز پہ اے بے پر و بال اچھا ہے

رشک سے بوسہ ابرو نہین دیتے وہ امیر
کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچھا ہے

ہر کلی کہتی ہے کھلکر ترے دیوانے سے — دیکھ نکلی ہے پری سج کے پریخانے سے
ساقیا جاتے ہین پیاسے ترے میخانے سے — گھونٹ دو گھونٹ چھلکتے ہوے پیمانے سے
بت بنے بیٹھے ہین بت جی مرا گھبراتا ہے — اُٹھکے کعبے کو چلا جاؤن گا بتخانے سے
حسرتین دیکھین مرے دل مین تو بولی شب وصل — لپٹی ہین کیون یہ بلائین مری دیوانے سے
دخت رز نام خدا اب ہے جوان ای ساقی — کہین مستی مین نکلجاے نہ میخانے سے
لامکان کے جو کتابون مین لکھی ہین اوصاف — ملنے جلتے ہین وہ کچھ کچھ مرے ویرانے سے
دل مرا توڑ دیا آج مرے ساقی نے — مے پلائی بھی تو ٹوٹے ہوے پیمانے سے
رحم اُن پر تو کر اُٹھنے دے کبھی تو اُن کو — ہین غضب مین تری آنکھین تری شرمانے سے
شیخ جی رہتی ہین کیون سرخ تمہاری آنکھین — شب کو کیا لال پری آتی ہے میخانے سے
میرے ہی دل سے پڑی خانہ خرابی کی بنا — گھر تباہی کا ہے آباد اسی ویرانے سے
کہتے ہین آگ لگے شوق کو تیرے ظالم — جلکے سب رہ گئے چھلّے تری گل کھانے سے
رقص کرنے لگا دم بھر مین چھلک کر ساقی — کہدیا جھک کے یہ کیا شیشے نے پیمانے سے
مین نے زلفون کی تمنا کی تو کہا چپ بھی رہو — دم اُلجھتا ہے اِس اُلجھے ہوے افسانے سے

دل چرایا ہے تو آنکھین نہ چراؤ دیکھو
چوری کھلنے کا ہے ڈر چور کو گھبرانے سے

شیخ جی آئے تھے رندون مین تو کیسے تھے کثیف
کیا نہا دھو کے نکل آئے ہین میخانے سے

پاس آتے ہی جلا پھونک کے رکھدیتی ہے
شمع کی آگ کو کیا لاگ ہے پروانے سے

کل نظر آئے تھے جاتے ہوے مسجد کو امیر
آج دیکھا تو چلے آتے ہین میخانے سے

راز میخانے کے باہر ہون میخانے سے
محتسب چھین نہ لے خط کہین پیمانے سے

ڈھلتا غصے ہی مین آنچل وہ کہین شانے سے
ہاے محروم رہا کیون مین سزا پانے سے

زلفین ہلتی ہین تیری یہ ہوا پر پریان
آئی ہین پینگ بڑہانے تری دیوانے سے

تحفہ بھی چاہیے کو تر کے لیے کچھ زاہد
لیتا جا تھوڑی سی تلچھٹ مری میخانے سے

غیر کو دیکھ کے ساقی نہ ہمین دیکھا کر
ہم نہین پیتے چھلکتے ہوے پیمانے سے

نگہ شوق کی زور آوریون کو دیکھا
آنچل آیا ہے کہان ڈہلکے تری شانے سے

داغ تو دل مین مرے تیر سے لڑکپن ہی سے تھے
اور ابھرے ترے جوبن کی ابھر آنے سے

دیکھ اے دل نگہ گرم سے اسوقت نہ دیکھ
ٹھنڈے ٹھنڈے ابھی نکلی ہین وہ غسلخانے سے

دی بھی مے شیخ کو ساقی نے تو تحقیر کے ساتھ
توبہ توڑی بھی تو ٹوٹے ہوے پیمانے سے

وہ تو مشتاق ہے تڑپانے مین ملتا ہے مزہ
دردِ دل تجکو ملا کیا مرے تڑپانے سے

کہتے ہین وصل مین دیکھے کوئی چل پھر انکی
بڑے ہشیار ہین جو پھرتے ہین دیوانے سے

میرے غمخوار جو گھیرے ہین انہین مین کیا دون
غم مرے پاس بچے بھی جو مری کھانے سے

زاہد و وعظ کی مجلس سے کسے ہے انکار
تم چلو پی کے مین آیا ابھی میخانے سے

شمع سے کتنے ہی اک ساتھ لپٹ جاتی ہین
رشک مطلق نہین پروانے کو پروانے سے

نیمجان کر کے مجھے چھوڑ چلا او قاتل
تیری بیدردی ہی اچھی تھی ترس کھانے سے

دردِ دل سُن کے پسیجا دلِ بیدردان کا
کام افسون کا لیا ہمنے اس افسانے سے

تو سہی میری وفا اُس سے جنازہ اُٹھوا دی | بدھیان پھولون کی اُٹھتی نہین جس شانے سے

زیست کا لطف تو یارون ہی کے دم تک ہو امیر
بیٹھ جاتا ہے دل احباب کے اُٹھ جانے سے

دخترِ رز لگی ہے ساقی کسی دیوانے سے | کہ پری بنکے اُڑی جاتی ہے پیمانے سے
داغ پر داغ دیے جاتا ہے دم بدلے چرخ | یہ بھی کھا لونگا جو فرصت ہوئی غم کھانے سے
بُت حرم مین بھی نہین چین سے رہنے دیتے | روز پیغام چلے آتے ہین بتخانے سے
ساقیا دخترِ رز بھی ہے عجب مشاطہ | آکے شیشے کو ملا دیتی ہے پیمانے سے
قتل کے وقت مین تڑپا تو کہا خوش ہوکر | تم بھی تو وصل مین خوش تھے مری تڑپانے سے
کی بھی چشمون مین تعریف تری شوخی کی | آنکھ نیچی ہوئی میری ترے شرمانے سے
شیخ جی اُٹھے تو لغزش نے قدم لیکے کہا | اُٹھکے کیون بیٹھ گئے جاؤ نہ میخانے سے
خوب جی بھر کے تصور کا ترے موقع ہے | مین بہت خوش ہون شبِ ہجر کی بڑھجانے سے
ترے دیوانے پہ کیا جانے وہان کیا گزری | آیا سیلاب جو روتا ہوا ویرانے سے
شبِ غم کہتی ہے مین پڑ چکی تیرے گھر مین | مجکو کیا کام ہے اب غیر کے گھر جانے سے
چاہتے ہین کہ دل آئین تو الگ ایک سو ایک | راہین زلفون مین نکلواتے ہین وہ شانے سے
کہلے یہ شربتِ دیدار پلا یا دمِ نزع | آخری وقت ہے کیا فائدہ ترسانے سے
شرم سے شمع بجھی جاتی ہے تیرے آگے | اُڑ نجائے کہین پر ناگ کی پروانے سے
نکلے چلمن سے وہ سمجھے کہ تماشا ہے کوئی | کام نکلا یہ بڑا دل کے مچل جانے سے
گھنگرو بولین گے گلے مین مری بالون کے | یہ صدا آتی ہے گھنگرو کی ہزار دانے سے
چاہ کی آنکھ سے جوبن کو جو دیکھا تو کہا | کہین یہ اال ملا جاتا ہے للچانے سے

ذکر ہو کس دلِ وحشی نے کیا ہے کہ امیر
وہی آواز چلی آتی ہے ویرانے سے

گرم اندر کا اکھاڑا ہے تو میخانے سے
رقص پریون کا کوئی سیکھ لے پیمانے سے

عکس کی جھیپی ہوئی شکل تو آئینے مین دیکھ
شرم اُسکو بھی تو آئی ترے شرمانے سے

دل ہے دیوانۂ گیسو تو بہن سے بیڑی
آن ہے عشق کے بانکون کی اِسی بانے سے

رات یہ تازہ کھلا گُل کہ مرے دل کی کلی
مسکرائی تری چولی کے مسک جانے سے

آبرو ہے دلِ دیوانہ ہی سے گیسو کی
متبرک ہے یہ تسبیح اِسی دانے سے ہے

اُنکی یہ ہٹ کہ نہین آج نہ دونگا بوسہ
دل کی یہ ضد کہ بہلتا نہین بہلانے سے

دھوکے دیتے نہین آنکھون کو بیابانون مین
چھُلین کرتے ہین چھلادی ترے دیوانے سے

اعتبار آپ نے وعدی کا خود اپنے کھویا
نہ رہی اُتنی بھی توقیر قسم کھانے سے

کہتی ہے وصل کی شب اُن کی حیا سے شوخی
آج حاصل نہین کچھ جھینپنے شرمانے سے

خانقاہون مین جو یہ پھرتی ہے بہکی بہکی
تو یہ بھی پی کے مگر نکلی ہے میخانے سے

دیکھ پایا ہے اُنہین حضرتِ ناصح نے کہین
اب مین سمجھا جو غرض ہے مری سمجھانے سے

قاضیِ شہر ہو یا شیخِ حرم کوئی ہو
جو نہو مست نکالو اُسے میخانے سے

اشک ہے دانہ مرا اشک ہے پانی میرا
اور واقف ہون نہ پانی سے نہ مین دانے سے

اک ذراسی حرکت کی بھی سکت مجھ مین نہین
غش پہ غش آتے ہین اب ہوش مین بھی آنے سے

توبہ ٹوٹی ہے ضرور آج کسی اوسنچے کی
توبہ توبہ کی صدا آتی ہے میخانے سے

لوٹین عشاقِ تہِ خاک کے سینون پہ بھی سانپ
یہ اشارہ ہے لٹین زلف کی لٹکانے سے

سیر کہنا تو غزل کچھ نہین دشوار امیر
خوف یہ ہے کہ نکل جائے نہ پیمانے سے

جب آنکھ اُس شاہِ خوبان پر پڑی ہے
نگہ تقدیر بن بن کر لڑی ہے

لبِ جانان پہ مستی کی دھڑی ہے
تو سوسن کس لیے پھولی کھڑی ہے

غضب کی پھوٹ الفت مین پڑی ہے
ملا ہے دل جو آنکھ اُس سے لڑی ہے

مسی پر چھوٹ افشان کی پڑی ہے
کنی ہیرے کی نیلم مین جڑی ہے

چھپی کیون ہے جو یلی سے اڑی ہے
یہ چوٹی کس لیے پیچھے پڑی ہے

پہنچتی ہے یہ گردن ہی تک اُسکی
صراحی دخترِ رز سو کچھ بڑی ہے

شبِ غم مجھ سے بیٹھا جائے کیونکر
تری تصویر تو آگے کھڑی ہے

کلی کو باغ مین چھیڑا ہے کس نے
صبا یہ مُنہ لپیٹے کیون پڑی ہے

خدا اُس زلف کاکل سے بچائے
بلا سے جان ہی جو چھوٹی بڑی ہے

بہت جلدی نکر قاتل دمِ ذبح
یہی تو حاصلِ عمرِ اک گھڑی ہے

شبِ غم کیسی ہی چھوٹی ہو واعظ
مگر تیری قیامت سے بڑی ہے

ادا کا ہک قضا کا ہک کدھر جائے
عجب جھگڑے مین جان اپنی پڑی ہے

نہین رکتی چلی جاتی ہے دن رات
مری عمرِ روان بھی اک گھڑی ہے

لیا ہے بوسۂ قاتل لپٹ کر
لڑا دی جان تب قسمت لڑی ہے

قضا ہی نے تڑپ دیکھی تھی میری
اُسی نے جا کی قاتل سے جڑی ہے

فلک کو پھونکتی ہے آہ دل کی
ذرا سی شمع لَو اتنی بڑی ہے

بڑی جھگڑالو ہے اُسکی حیا بھی
کہ اک بوسہ پر پہرون لڑی ہے

ملا کر خاک مین آئے ہو کس کو
یہ کیسی گرد دامن پر پڑی ہے

نہین کھلتی گرہ بندِ قبا کی
یہ ظالم اُسکے دل سے بھی کڑی ہے

ہوا ہے کس بلاکش سے وہ برہم
کہ زلفِ یار قدمون پر پڑی ہے

نگاہِ ناز ہوتی ہے برآمد
سلامی کو صفِ مژگان کھڑی ہے

اجل آئی ہے نذر اُسکے کرین کیا
ہماری جان تو تم مین پڑی ہے

تمہارے لب ہین باغِ حسن کے پھول
تبسم اُنکی نازک پنکھڑی ہے

امیر آستانہ چھیڑ اُسکو سرِ شام

کہ شب بھر پیار کرنے کو پڑی ہے

شب وصل آنکھ جب مجھپر پڑی ہے
تو کیا کیا شرم شوخی سے لڑی ہے

نظر کس چشم فتان سے لڑی ہے
کہ آنکھون کو لیے نرگس پڑی ہے

نظر جس دن سے اُس رُخ پر پڑی ہے
کرن سورج کی اشکون کی لڑی ہے

زمانے بھر کی آنکھ اُس سے لڑی ہے
جدھر دیکھو وہی آفت پڑی ہے

وہ بیٹھے ہین مگر تیوری چڑہائے
مسیحا پاس اجل سر پر کھڑی ہے

اُدھر عکس اور ادھر تنہا ہے وہ شوخ
یہ دو بانکون مین کیا بحث آپڑی ہے

گرے ہین جو لگن مین شمع سے پھول
پر پروانہ اُن کی پنکھڑی ہے

نکلتے ہی نہین مسجد سے واعظ
خدا کے گھر مین نال انکی گڑی ہے

گرہ بند قبا کی کھل رہے گی
وہ کھولو جو گرہ دل مین پڑی ہے

مرے گھر ہجر کے دن دھوپ یارب
جمی ہے یا گڑی ہے یا جڑی ہے

مری میت کو ٹھکرا کر وہ بولے
کہان کی نیند تمکو پھٹ پڑی ہے

نگاہ مست ساقی نے دکھا کر
کہا لو پھول کی جا پنکھڑی ہے

زبان دی بہر وصل او، خود ہی بولے
مین سچ کہتا ہون یہ چھوٹی بڑی ہے

مژہ اُسکی نگہ سے بھی ہے کٹر
چھُری خنجر سے بھی منہ کی کڑی ہے

لپٹ کر سوتی ہے روز اُس سے چوٹی
یہ میری جان کے پیچھے پڑی ہے

اُبھار اُن جو ہون کا کہہ رہا ہے
جوانی خود نمائی پہ اڑی ہے

نہین اُس تیغ کے قبضے مین چھلا
دُلہن کے کان مین انتی پڑی ہے

نکل سکتی نہین حسرت شب وصل
کہ وہ چتون چھُری کھینچے کھڑی ہے

لہو مین تر ہے کیون اے چشم خونبار
بتا تو آج تو کس سے لڑی ہے

خضر بھی عمر مین دنیا سے ہین کم
یہ بڑھیا ساری دنیا سے بڑی ہے

نگہ جائے کہان سینے سے اُٹھکر
یہین تو حُسن کی دولت گڑی ہے

ادا قاتل ہے الزام اسکے سر پر
قضا کیا مفت مین ماری پڑی ہے

نہین پلکون کی اوجھل مین وہ پُتلی
دُلہن چلمن مین شرمائی کھڑی ہے

نکیلی بھی سجیلی بھی ہے وہ آنکھ
اگر دیکھا تو شرمیلی بڑی ہے

پہنتے ہین وہ بیٹھے گھر مین چھاگل
قیامت در پہ گھبرائی کھڑی ہے

ہنسے ہین جب دہانِ زخمِ بسمل
تو اک تلوار اور اُسنے جڑی ہے

نہ توڑو نرگسِ بیمار کی آس
عصا ٹیکے ہوئے کب سے کھڑی ہے

پہنچتے ہین سب اس منزل پہ مرکر
عدم کی راہ بھی کتنی کڑی ہے

اسیر اپنی نظر مین قصرِ شاہی
فقیرون کی سی ٹوٹی جھونپڑی ہے

چمکائے ہین کیا داغِ جگر آہِ رسا نے
ان پھولون مین اور آگ لگا دی ہے صبا نے

جائے تپشِ دل مری کس کس کو بُلانے
منہ تیری طرح مجھسے چھپایا ہے قضا نے

یہ پردہ رُخِ محبوب سے اُلٹا ہے ہوا نے
یہ پھول کھلایا ہے نسیمِ سحر و صبا نے

یان ہاتھ اُٹھایا ہے دعا کے لیے مین نے
تاثیر سے وان ہاتھ اُٹھایا ہے دعا نے

بلبل جو ہوئی ذبح تو غنچے یہ پکارے
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نسیمِ سحر و صبا نے

لو وصل مین بیتابیِ دل ہوگئی دُونی
کی اور کمک دردِ محبت کی دوا نے

کس کس کے چلے جوڑ شبِ وصل مین مجھپر
چھکے دیے شوخی نے تو کی چال حیا نے

بسمل ہی مجھے چھوڑ گیا خنجرِ قاتل
افسوس وفا مجھسے نہ کی اُسکی جفا نے

برما کے مرے دل کو جگر تک اُتر آئین
کیا کام لیا نیچی نگاہون سے حیا نے

تو عفوِ معاصی کی لگائے رہین عاصی
رحمت کو بہت آتے ہین بخشش کے بہانے

کام آگئی شوخی کہ نقاب اُسنے اُلٹ دی
شب کو تو مجھے مار ہی ڈالا تھا حیا نے

برسات میں بھی یہ نہ اُبھرنا تھا نہ اُبھری
چھینٹے دیے کیا کیا مری توبہ کو گھٹا نے

اُس دستِ حنائی پہ گلے کٹ گئے کتنے
پیسے ہیں ہزاروں ہی کے دل اسکی حنا نے

گھبرائی ہوئی تیغ بکف پھرتی ہے حسرت
کیا جانے دیا برق کو کیا حکم گھٹا نے

آئی ہے نظر نزع مرے گھر شبِ فرقت
گھیرا ہے برے وقت میں اس کالی بلا نے

اک آن میں جیب بھر دیے جل تھل تو میں سمجھا
واقف تری رحمت سے کیا سبکو گھٹا نے

اُس دستِ نگارین کو کیا ہے جو کبھو کا
دل میں مرے اک آگ لگا دی ہے حنا نے

توبہ کرو توبہ کہیں میخانے سے صوفی
کوڑے اسے بجلی کے لگائی ہیں گھٹا نے

کمبخت مرے گھر سے نکلتی ہی نہیں ہے
مامن مرے مسکن کو بنایا ہے بلا نے

اُس گل کے جو ہاتھوں کو بنانا تھا کبھو کا
لالے کا لہو چوس لیا برگِ حنا نے

اللہ رے میری شبِ ہجران کی سیاہی
سو بار پکارا مجھے گھبرا کے بلا نے

شکوہ جو کیا سنگدلی کا تو وہ بولے
بُت ہمکو بنایا ہے تمہارے ہی خدا نے

ہر گام پہ لغزش تھی رہِ عشق میں لیکن
پھسلے تو سنبھالا ہمیں تسلیم و رضا نے

گھیرا تو بہت زلفِ بتان نے مجھے لیکن
اب تک تو اس آفت سے بچایا ہی خدا نے

دل پیسکے امیر اُسکے قدم تک بھی نہ پہنچا
اور بوسے لیے ہاتھوں کے بھی پیسکے حنا نے

سیکھی ہے ادا تیری مری جان قضا نے
آتے ہی مرے پاس لگی جان چرانے

یہ خوشخبری نزع میں دی مجکو قضا نے
بھیجا ہے عیادت کو تری مجکو ادا نے

ساقی کے تصور سے یہاں کھل گئیں آنکھیں
ہشیار کیا ہمکو مئے ہوش ربا نے

بُت کہتے ہیں سُن سنکے گلہ جور و جفا کا
پیدا ہی کیا ہے انہیں کاموں کو خدا نے

نادم جو ہوا جرم پہ رحمت کا ہوا جوش
کی میری شفاعت مرے اقرار خطا نے

معشوق جفاکار ہیں عاشق وفادار
ہر ایک کو حکمت سے بنایا ہے خدا نے

افلاک کو سمجھے ترے دیوانے جنون مین — چھالے یہ اُچھالے ہین ہماری کفِ پا نے
پامال کیا لاش کو تربت کو بھی رَوندا — کی خوب وفا مجھ سے ترے جور و جفا نے
بے موت مجھے تیغِ تغافل ہی سے مارا — پوچھا نہ جفا نے نہ قضا نے نہ ادا نے
قدمونپہ گری تیرے تو پھر سر نہ اُٹھایا — کیا برق کو روندا ہے تری لغزشِ پا نے
ہین کشتۂ نگہِ ناز ہین سب زندۂ جاوید — شمشیرِ قضا توڑ کے رکھدی ہے ادا نے
اِس شان سے اِس ٹھاٹھ سے پھولون مین وہ آئے — نذرین اُنھین دین اُٹھکے مری اہلِ عزا نے
تیرِ نگہِ ناز سے ہم بچکے جو نکلے — غمزے سے چھری لیکے کیا ذبح ادا نے
گردِ نظرِ یار نے بیمارون کو مارا — اِک زہر کی چٹکی اُنھین دی خاکِ شفا نے
سہ سہکے ستم تمکو ستمگار بنایا — درپردہ ستم مجھپہ کیا میری وفا نے
جھنجھلائی ہے تنگ آئی ہے یہ بے اثری سے — کوسا ہے تہِ عرش مجھے جاکے دعا نے
محشر مین بھی اُٹھا تو وہ مخمور ہی اُٹھا — تاکا جسے تیری نگہِ ہوش ربا نے
اللہ رے ہم آغوشیِ تاثیر کی حسرت — سجدے کیے ہین بابِ اجابت پہ دعا نے
جوڑا جو کھلا دوڑ پڑے سیکڑون فتنے — لین بڑھکے بلائین ترے بالونکی بلا نے
مانگی ہے دعا وصل کی کسکے کہ لپٹ کر — بوسے دیے ہین مُنہ کو مری پیری دعا نے
ہشیار کیا تجھسے مرے ہوش اُڑا کر — دو کام کیے اِک نگہِ ہوش ربا نے
لے لی تیری چتون نے مری آہ کی تاثیر — جو بچگئی وہ چھین لی دشمن کی دعا نے
گزرا ہے جب اُس کوچۂ گیسو مین مرا دل — روکا ہے جو آفت نے تو ٹوکا ہے بلا نے
خاموش چلے جاتے ہین دنیا سے ہزارون — کیا جانیے کیا کہدیا چپکے سے قضا نے

دکھلا کے ادا مجکو امیر اُسنے کیا قتل
پیدا اثرِ درد کیا میری دوا نے

وہ کہتے ہین نکلنا اب تو دروازے پہ مشکل ہے — قدم کوئی کہان رکھے جدھر دیکھو ادھر دل ہے

تری مشکل ہو آسان اسے بسمل یہ مشکل ہے
کہ قاتل خود نگاہ یاس کی چھریون ہی بسمل ہے

شب وصلت وہ اسکا چلبلاپن دیکھکر بولے
عجب آفت کا مارا غمزدہ بیکس یہی دل ہے

کہین ایسا نہو تجھپر بھی کوئی وار چل جائے
قضا ہٹ جا کہ جھنجھلایا ہوا اسوقت قاتل ہے

بلا داعرصۂ محشر مین ہے ساری خدائی کا
بڑی ہی دھوم کا جلسہ قیامت کی یہ محفل ہے

نہ کر معشوق کو بے پردہ آنکھین بند کر مجنون
کہ لیلیٰ آنکھ کی پتلی ہے آنکھ آغوشِ محمل ہے

مجھے تو درد ہے تیرا تجھے ہے کیون یہ بیدردی
مرے پہلو مین بھی دل ہے ترے پہلو مین بھی دل ہے

عدو بھی واے قسمت بزم ماتم مین ہے ساتھ اُنکے
ہمارے سوگوارون مین کمبخت اُنکا ثنا بھی شامل ہے

دل بسمل مرا قاتل مرا قاتل نہ کہہ اسکو
اُسے اللہ رکھے ایک عالم کا وہ قاتل ہے

عبث ہے تاک جھانک اے شیخ جلوۂ دختر رز کی
بھلا یہ عمر اس نو عمر سے شادی کے قابل ہے

مجھے تو میکدے مین خانقاہون کا مزہ آیا
مراقب سب کے سب اللہ والون کی یہ محفل ہے

مین اُسکی یاد مین ہردم وہ میری گھات مین ہردم
دلِ بسمل مین قاتل ہے دل قاتل مین بسمل ہے

فسانہ رہگیا حسن و محبت کا زمانے مین
نہ مجنون ہے نہ لیلی ہے نہ ناقہ ہے نہ محمل ہے

طنابین کھینچدے یارب زمینِ کوے جاناں کی
کہ مین ہون ناتوان اور دون ہی آخر دُور منزل ہے

ذرا رخ پاکے اُنکا لے لیا بوسہ تو وہ بولے
کسیکے منہ لگانے مین یہی تو ہمکو مشکل ہے

جہان ڈوبا سفینہ عاشقون کا پار ہے بیڑا
نیا دریا ہے اس دریا کی تہ مین اُسکا ساحل ہے

لحد مین لیکے دم جانا ہے میدانِ قیامت مین
یہی منزل نہین اور اس کے آگے اک منزل ہے

مرے سینے پہ رکھکر ہاتھ کہتا ہے وہ شوخی سے
یہی دل ہے جو زخمی ہے یہی دل ہے جو بسمل ہے

امیر خستہ جان کی مشکلین آسان ہون یارب
تجھے ہر بات آسان ہے اُسے ہر بات مشکل ہے

ادھر ضعف اور اُدھر رعب سوالِ وصل مشکل ہے
کھڑے دوپہرون مین بیٹھی ہوئی آوازِ سائل ہے

سگِ اصحابِ کہف انسان کے زمرے مین داخل ہے
برا بھی ہے تو اچھا ہے اگر اچھون مین شامل ہے

چلے منہ موڑ کر تو ہی تو پھر سنسان ہی مقتل
تڑپے ہی دم سی تو ای تیغِ قاتل رنگِ محفل ہے

نقاب اُٹھی تو کیا حاصل حیا اُٹھے تو آنکھ اُٹھے
بڑا گہرا تو یہ پردہ ہمارے اُن کی حائل ہے

الٰہی بعد سے تربت مین کوئی حورِ جنت سے
کہ پہلی رات ہے پہلا سفر ہے پہلی منزل ہے

جدھر دیکھو اُدھر سوتا ہے کوئی پاؤن پھیلائے
زمانے سے الگ گورِ غریبان کی بھی محفل ہے

کلیجے سے لگا آنکھون سے مل لے تنا نہ دو بھر کر
اسے تلوون سے ملتا ہی ارے یہ تو مرا دل ہے

منگا کر آئنہ کیون سامنے کی چوٹ کھا بیٹھا
تو اپنا آپ دشمن ہے تو اپنا آپ قاتل ہے

گری ہے ٹوٹ کر تو بہ بھی جامِ مَے پر ای زاہد
یہ کیسی پارسائی اب جو میخوارون مین شامل ہے

کہین نازون کی تلوارین کہین غمزونکی چھریان ہین
یہ مجمع ہے حسینون کا کہ جلّادون کی محفل ہے

وہ شوقِ قتل سے مضطر ہے یہ شوقِ شہادت سے
نہین کھلتا کہ ان مین کون بسمل کون قاتل ہے

اسی جوہر سے ہے ہر دلعزیز آئینہ دنیا مین
اُسکی شکل بنجاتا ہے یہ جس سی مقابل ہے

زہے وحشت جہان کوئی بگولا دشت مین اُٹھا
تو دوڑا قیس یہ کہہ کر کہ وہ لیلیٰ کا محمل ہے

بڑہ اسے آہِ رسا اب اثرِ آغوش ہی کھولے
بہت ہی تیری مشتاق ای مسافر تیری منزل ہے

گرہ مین دیکھیے گیسو کی یا جوڑے کی مٹھی مین
نہ سینے مین مرا دل ہی نہ پہلو مین مرا دل ہے

ہمین کیا کام توبہ سے کہ رندِ لا اُبالی ہین
یہ ذی عصمت تو زاہد پارساؤن ہی کی قابل ہے

نگاہِ غور سے دیکھے اگر انسان تو آنکھین ہون
ذرا سا اُسکی قدرت کا نمونہ آنکھ کا تِل ہے

دیے گلشن کو جرکے کسکی شمشیرِ تبسم نے
کہ گل ہین خون مین تر خندۂ گل نیم بسمل ہے

شریکِ حال امیر احسان ہر حالت مین ہی اُسکا
صنم جھک جھک کے ملتے ہین خدا کا فضل شامل ہے

نکلنا اُس گلی سے ہو کسے بھی عاشق کو مشکل ہے
وہ کہتے ہین کہ لو پھر آ گیا کیا بھیجا دل ہے

خدا رکھے چراغِ جام سے میخانہ ہے روشن
شرابی اہلِ محفل دخترِ رز میرِ محفل ہے

فراقِ یار مین خنجر بکف یاس آ کے تلکا رہی
جہان رہتی ہے حسرت وصل کی وہ کونسا دل ہے

چھری کھینچی تو پھر اپنی کمر مین تو نے کیون کھلی
ارے یہ تو کلیجے مین مرے رہنے کی قابل ہے

جہان لیجاتی ہے قسمت پہنچتا ہے وہین انسان
بھٹک سکتا نہین کوئی کہ خضر راہ کامل ہے

مرے دل کو حسین جمگھٹ مین اپنے دیکھ کر بولے
یہان دیوانے کا کیا کام یہ پریون کی محفل ہے

لب جان بخش بنام عدو ہے منہ لگاؤن کیا
مرے آب بقا مین زہر بھی تھوڑا سا شامل ہے

یہی کروٹ بدلوا کے یہی اُٹھا اٹھا کے بٹھلائے
مزہ ہمدردیون کا درد دل سے مجکو حاصل ہے

گیا طوف حرم کو قیس تو آواز یہ آئی
ارے نادان یہ لیلی نہین لیلی کا محمل ہے

کسی کا رات بھر جلنا ترا شب بھر کھڑا رہنا
ترے زیر قدم اے شمع محفل تیری منزل ہے

اُدھر ہے قتل کی لذت ادھر ہے وصل کی لذت
گلے پر تیغ ہے سینہ تہ زانوے قاتل ہے

عجب کیا گر اُٹھا کر سختی فرقت ہوا ٹکڑے
کوئی لوہا نہین پتھر نہین انسان کا دل ہے

تحیر وصل مین دونون کو ہے آئینۂ حیرت
اُدھر تم سے مقابل ہے ادھر مجھ سے مقابل ہے

مریض عشق تجھ تک آسکے کس طرح اے عیسیٰ
ادھر سے اب اُدھر کروٹ بدلنا اسکو منزل ہے

لپٹ جانے سے مطلب قیس کو ہے یہ خبر کسکو
کہ ناقہ ہے کدھر اور کس طرف لیلیٰ کا محمل ہے

قریب انسان اُس بت کے بجائے لاکھ پیار آئے
وہ صورت دُور ہی سے پیار کر لینے کے قابل ہے

تمہارے عکس خال رخ سے ہے سارا جہان روشن
اسیکا نام تو دل مین سویدا آنکھ مین تل ہے

سخی کا دل ہے ٹھنڈا گرمی روز قیامت مین
کہ سر پر چتر رحمت سایۂ دامان سائل ہے

امیر اللہ حافظ ہے ہجوم ناز مین دل کا
کہ سو جلاد مین خنجر بکف اور ایک بسمل ہے

بلا پہ صبر کیا عیش جاودان کے لیے
مرے ہین خلد مین اب خلد آشیان کے لیے

چھری وہ لائے ہین عاشق کی مرغ جان کیلیے
غضب کی شاخ نکالی ہے آشیان کے لیے

بچی جو پریون سے جان آپھنسا مین حور و نین
اب ان حسینون مین بھیجا ہے امتحان کے لیے

اندھیری رات میں بجلی کو بھی ترس آیا
غریب لیکے چراغ آئی آشیان کے لیے

نہ اُٹھے وہ نہ سہی دیکھ تو لیا مجکو
اُٹھی نگاہ تو تعظیم میہمان کے لیے

کمر لچکتی ہے خنجر سنبھل نہین سکتا
اور آپ آئے ہین عاشق کے امتحانکے لیے

حضور اسکے ہین دشمن بہت اجازت ہو
تو پاسبان ہون مین شبکو پاسبانکے لیے

مزے مزے کے تعلق ہین زخم و خنجر مین
زبان دہن کے لیے ہے دہن زبانکے لیے

ادا ہی تیری ہے قاتل قضا کے پردے مین
بدل کے بھیس یہ آئی ہے امتحانکے لیے

سوالِ بوسہ جو چپکے سے بھی کیا تو کہا
ٹھہر منگائی ہین چاپنین تری زبانکے لیے

ہزار شکر کہ پیکان سے دل ہوا آباد
خدا نے بھیجدیا وارث اس مکانکے لیے

جلا رہی ہے پتنگے کو شمع سے یہ کہو
زبان دراز یہ تعزیر بے زبانکے لیے

لگاؤن آنکھون سے چومون نہ سنگِ اسود کو
کہ ان لبون سے ہین بوسے اُس آستانکے لیے

چمک کے آئی جو بجلی تڑپ کے دل نے کہا
وہ برق نے قدم آہ شررفشانکے لیے

جو خانہ باغ کی کلیان بھی چٹکین تو بولے
یہ کس نے بوسے صبا میرے آستانکے لیے

جواب دیتی ہے طاقت بھی ہائے پیری مین
بہت کڑے ہین یہ دن جانِ ناتوانکے لیے

خدا جو پوچھے گا کیون جان دی جوانی مین
دکھا کے تجکو کہونگا کہ اس جوانکے لیے

مین امتحان مین پورا ہوا تو پھر کہیے
ذرا سمجھ کے تقاضا ہوا امتحانکے لیے

مین ہون وہ سوختہ جان گر کہین ملے بجلی
سمجھ کے جگنو اُٹھا لاؤن آشیانکے لیے

اجازت اپنی نزاکت سے لی ہو یا یون ہی
نکل کھڑے ہوئے سرکار امتحانکے لیے

ہے اب امیر سے کیون ضبطِ آہ کی تاکید
حضور ہی نے تو دی ہے زبان فغانکے لیے

امیر روتی ہے امت شہ زمانکے لیے
زمین خاک اُڑاتی ہے آسمانکے لیے

کھلی زبان مری کسکے داستانکے لیے
اُچھلکے دل نے جو بوسہ مری زبانکے لیے

نکلکے سینے سے اے آہ برق سے کہہ آ
کہ ایک ڈال تو رہنے دی آشیانکے لیے

پکارتا ہے وہ جوبن اُبھر کے سینے مین
کہ بیقرار ہون مین بھی اسی جوان کے لیے

مرا خدا تو توانا ہے ناتوان ہون مین
یہ آسرا ہے عصا جانِ ناتوان کے لیے

نکیلے تم ہو سجیلے ہو تم رسیلے تم
پھر اور دل کو مین رکھ چھوڑون کس جوانکے لیے

غضب کی لاگ تھی کمبخت برق کو مجھ سے
چمن کو پھونک دیا ایک آشیان کے لیے

نہ موت آسے نہ غش آسے نیند کا کیا ذکر
غضب کی قیدین لگائی ہین پاسبانکے لیے

گلہ تڑپ کا نہ انسان کرے جو عاشق ہو
یہی تو ہے پر پرواز مرغ جانکے لیے

کبھو کے آکے رہے میرے پاس تربت مین
اُداس بیٹھی ہے کیون بیکسی مکانکے لیے

وہ آشنا ہوا گو برنگِ نقشِ قدم
قدم قدم پہ قدم مین نے پاسبانکے لیے

پسند بو مین بھی ہے اسکو رنگِ فتنہ گری
کہ عطرِ فتنہ خریدا ہے عطر دانکے لیے

یہ کنگھی چوٹی جو ہوتی ہے قتلِ عام کے بعد
حضور اب ہین یہ تیار یان کہانکے لیے

کہو کہ پیرِ مغان جامِ جم کو رہنے دے
بہت ہے دخترِ رز میرے امتحان لیے

چلی جو ناز سے بے سُرخرو کیے ہمکو
لپٹ کے بوسے تری تیغ خونفشانکے لیے

زمین کو ہمسے غبار آسمان ہم سے خلاف
نہ ہم زمین کے لیے ہین نہ آسمانکے لیے

وہ دل جو روز بدل کرنیے نظر آسے
کہان سے لاؤن مین اس شوخ دلستانکے لیے

وہ بال گوندھکے پھانسی عبث بناتے ہین
بلائے جان ہین یوہین جانِ ناتوانکے لیے

جفا کے شوق مین حد سے گزر نہ او ظالم
کوئی تو طرزِ ستم چھوڑ آسمانکے لیے

اجل کا لقمہ ہوا پہلے پھر مین لقمہ گور
یہ دو نون کھو لے تھے مُنہ ایک ناتوانکے لیے

دل اور تصورِ جانان مین ربط لازم ہے
مکان مکین کے لیے ہے مکین مکانکے لیے

شباب آتے ہی آندھی کی طرح دل آیا
بہار آئی تو جھونکے بھی کچھ خزانکے لیے

امیر نالہ بھی ہو ساتھہ ساتھہ اشکون کے
جرس بھی شرط سفر مین ہے کاروان کے لیے

جوش کہتا ہے خونِ بسمل سے
دو دو ہاتھ آج ہو نگے قاتل سے

کچھ بھری سی ہے وہ نگہہ دل سے
تیغ روٹھی ہوئی ہے بسمل سے

پوچھو پیکانِ تیرِ قاتل سے
مشورے ہو رہے ہین کیا دل سے

منھ کہین موڑ لے نہ خنجرِ یار
یہ جو روٹھا منے گا مشکل سے

لے چلے دل تو ہنس کے فرمایا
پیار اب کیجیے گا کس دل سے

رات کی صحبتین جو یاد آئین
اُٹھ گئی شمع رو کے محفل سے

غیر اور ادعاے جانبازی
کیا مرے گا مری ہوے دل سے

بزم جنت کی کھینچی ہے تصویر
رنگ لیکر تمہاری محفل سے

دل مین پھرتی ہین وصل کی باتین
نہین آتین زبان تک دل سے

کیون نہ تڑپے کہ ناوکِ قاتل
چھینے لیتی ہے موت بسمل سے

اس ادا سے وہ آئے وصل کی رات
کہ نکل آئین حسرتین دل سے

ہون مین وہ سخت جان کہ موڑ کے منھ
عذر کرتی ہے تیغ قاتل سے

میر محفل خبر نہین ہوتا
اُٹھے جاتے ہین لوگ محفل سے

حالِ مجنون کے خاک اُڑانے کا
کہتی ہے اُٹھ کے گرد محمل سے

مفت دیدونگا کیا ہین جان سی چیز
عمرِ جاوید لونگا قاتل سے

کام یارون مین کیا تکلف کا
بے تکلف اُٹھا دو محفل سے

آئنہ دیکھ کر وہ شرما سے
آنکھ نیچی ہوئی مقابل سے

ڈوبی ہے کس غریب کی کشتی
سر پٹکتی ہین موجین ساحل سے

دل یہ دنیا سے سرد ہے کہ امیر
ہوئی ٹھنڈی غزل بھی مشکل سے

مہندی کہتی ہے دستِ قاتل سے
چھین لے رنگ خونِ بسمل سے

جان چھوٹے گی مرکے قاتل سے — مشکل آسان ہوگی مشکل سے

بگڑے تشبیہ ماہ کامل سے — سمجھے تعریف اوپری دل سے

خونِ بسمل نہین بہا دمِ ذبح — مہندی چھوٹی ہے دستِ قاتل سے

تڑپین دیوانے اور وہ چپ بیٹھے — یہ کڑی اُٹھ چلی سلاسل سے

قیس لیلیٰ کو گود مین لینا — سیکھ لے پردہ ہاے محمل سے

عمرین گذری ہین ٹھوکرین کھاتے — منزلون دور ابھی ہون منزل سے

آئینہ خانے مین جو وہ آئے — یہ جو کھا اڑ گئے مقابل سے

منہ کے پھبتی وہ حور کی بولے — کہی اچھی مگر بُرے دل سے

وہ مسافر ہون مین کہ بن کر خضر — لے گئی غربت آکے منزل سے

وہ جو بے پردہ سامنے بیٹھے — پردے سب اُٹھ گئے مرے دل سے

کیا خبر بعدِ مرگ یارون کی — ساتھ چھوٹا ہے پہلی منزل سے

دل جو تلوون سے تو نے مل ڈالا — یہ ہوا کس طرح ترے دل سے

جھکے بیٹھے کوئی تو یون بیٹھے — لاش اُٹھے نہ کوے قاتل سے

میرے پہلو سے تو نہ اُٹھ اے درد — پیار کرتا ہون مین تجھے دل سے

کیا ہین یہ چشمِ قیس کے پردے — لپٹے ہی رہتے ہین جو محمل سے

ایک اُس کو دیا تو دس پائے — جھک کے مل اے کریم سائل سے

ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا — دور لیجا کے مجکو منزل سے

کہکے لبیک مغفرت دوڑے — توبہ عاصی کرے اگر دل سے

وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے — آہ نکلی نہین ابھی دل سے

ہو زمین لاکھ سہل لیکن امیر
ہوتے ہین اچھے شعر مشکل سے

عشق میں دن زندگی کے بھر چلے — مر کے تم پر جیتے جی ہم مر چلے
آگئے آگئے فتنۂ محشر چلے — چال قاتل کی اگر خنجر چلے
مر چلے ہم مر کے اُس پر مر چلے — کام اپنا نام اُس کا کر چلے
رات بھر وہ کنگھی چوٹی میں رہے — صبح تک آرے مرے سر پر چلے
دل ہے پامالِ ہجومِ یاس و غم — کیا اُگے سبزہ جہاں لشکر چلے
حشر میں اجلاس کسکا ہے کہ آج — لیکے سب اعمال کا دفتر چلے
خونِ ناحق کرکے اک بےجرم کا — ہاتھ ناحق خون میں تم بھر چلے
سعی تو کی وصل کی ہمنے بہت — جب نہ کچھ قابو چلا تب مر چلے
لالے کی مانند ہم اس باغ میں — داغ لینے آئے تھے لیکر چلے
لائے تھے مثلِ شرر تھوڑی سی عمر — آنکھ ادھر کھولی اُدھر ہم مر چلے
برہمن اور شیخ میں چوٹیں چلیں — کعبہ و بتخانہ میں پتھر چلے
تم کو جینا ہو مبارک ہمدمو — ہم تو اُن پر مرتے ہی بس مر چلے
پہنچینگے اُس بزم میں عشاق ہی — اور یوں چلنے کو دنیا بھر چلے
بے مروت آنکھ ہو کیا سامنے — مے سے ہو خالی تو کیا ساغر چلے
پھر تبسم سے چھڑک قاتل نمک — زخم پھر ہم زخمیوں کے بھر چلے
چشم و ابرو دونوں کے جوہر دکھا — دم جو لے خنجر تو پھر ساغر چلے
کوے قاتل میں گزر آسان نہیں — آدمی تلوار پر کیونکر چلے
گردشِ چشم اپنے مستوں کو دکھا — ساقی اب کیا دیر ہے ساغر چلے

ضعف اُس کوچے میں کہتا ہے امیر
بیٹھیے صاحب کہاں اُٹھ کر چلے

چال سے پامال مجھکو کر چلے — ہائے کیا چلتا ہوا نشتر چلے

اس چمن سے لخت دل لیکر چلے
ہم نے پھولون سے دامن بھر چلے

مست تیر اگر شریک دور ہو
دختر رز لیکے خود ساغر چلے

عاشق اب ای جان جی کر کیا کرین
مرنے کو آئے تھے تمپر مر چلے

چھپ کے اُس کوچے مین راتونکو گئے
اپنے سایے سے بھی ہم بچکر چلے

یہ ملی کس جرم پر دم کو سزا
حکم ہے دن بھر چلے شب بھر چلے

چتونین چالاک آنکھین فتنہ گر
جوڑ ان عیارون پر کیونکر چلے

دورِ قاتل مین نہین کچھ روک ٹوک
شوق سے چھریان چلین خنجر چلے

شیخ نے میخانے مین پی یا نہ پی
دخترِ رز کو تو رسوا کر چلے

ہے مرے قاتل کا شرمیلا مزاج
پھیر کر منھ حلق پر خنجر چلے

بیخودی سے وصل مین کھنڈت پڑی
گھر مین وہ آئے تو ہم باہر چلے

دوڑے بسمل تیغ قاتل کی طرف
پیاس کے مارے سوِ کوثر چلے

جرم اپنا موج کی تقصیر کیا
کیون حباب اِتنا اُٹھا کر سر چلے

قدردانِ شعر تو سب چل بسے
شاعرون کا کام اب کیونکر چلے

سر جھکائے کہہ رہے ہین سرفروش
آزمانا ہو جسے خنجر چلے

گل گیا آخر تہِ تربت کفن
ایک جوڑا حشر تک کیونکر چلے

رہنے کیا دنیا مین آئے تھے امیر
سیر کر لی اور اپنے گھر چلے

کسیکی چاہ بھی دل مین مرے ای نازنین نکلی
ترے تیرون نے گھر بھر کی تلاشی لی کہین نکلی

تمنا کب ترے عشاق کی اے نازنین نکلی
جلے دل سے جو نکلی بھی تو آہِ آتشین نکلی

ابھی تیور گڑے کیون ہین ابھی کیون تیغ کین نکلی
کوئی ارمان نہین نکلا کوئی حسرت نہین نکلی

ہٹا کر وہ نگہہ پلکون کا پردہ خشمگین نکلی
چھری کھینچے ہوئے ظالم اُلٹ کر آستین نکلی

تری صورت کچھ ایسی کلکِ قدرت سے حسین نکلی
کہ اُسکی ہر ادا سے شانِ صورت آفرین نکلی

الٰہی قتل پہ میری وہ اتراتے ہین کیون اتنا
بدن سے جان نکلی یا دہن سے آفرین نکلی

دلِ مجنون سے نکلی آہ یا بجلی کوئی چمکی
کہ محمل سے تڑپ کر لیلیِ محمل نشین نکلی

شریکِ حالِ عاشق بیکسی مین کون ہوتا ہی
جو نکلی بھی تو کچھ دلسوز آہِ آتشین نکلی

کیا اقرار بھی اُس نے تو وہ انکار ہی ٹھہرا
مری قسمت سی اُسکی ہان بھی در پردہ نہین نکلی

اِسی دن کے لیے آنکھون مین ہمنے تجکو پالا تھا
بڑی تو بے مروت اے نگاہِ واپسین نکلی

اُڑا کر لیگئی دل اک نگہ مین ساری محفل سے
بڑی ہی شوخ دیدہ تیری چشمِ شرمگین نکلی

وفا کی داد دینے مین بھی شرمیلی ادائین ہین
دُلہن پردے سے نکلی یا زبان سے آفرین نکلی

چھپے بیٹھے رہے اپنی جگہ سب عیبِ قاتل سے
نہ دل سے مرحبا نکلی نہ مُنہ سے آفرین نکلی

ہوا دیدار اُس کا خواب مین باتین تصور مین
کوئی حسرت کہین نکلی کوئی حسرت کہین نکلی

وہ کہتے ہین یہان تو ہو گئی ہلکان جان اپنی
اور ابتک حسرتِ وصل آپکے دل سی نہین نکلی

مرے بالین پر اُن سا سنگدل بیدرد چیخ اٹھا
عجب حسرت بھری اک آہ وقتِ واپسین نکلی

ترے انکار نے اے جان دلکو کر دیا چھلنی
انی برچھی کی نکلی جب ترے مُنہ سی نہین نکلی

کیا خون اُس نے کن کن حسرتون کا وصل مین آکر
بڑی کٹر بڑی ظالم تری چینِ جبین نکلی

ترے انکار کے انداز نے بھی مار ہی ڈالا
اُدھر مُنہ سے نہین نکلی اِدھر جانِ حزین نکلی

الٰہی کس شہیدِ ناز نے سر اپنا کٹوایا
کہ ننگے پاؤن فردوسِ برین سی حورِ عین نکلی

سوالِ وصل پر انکار مین بھی وہ لجاتے ہین
جو نکلی بھی تو چھپکر ہان کی پردی مین نہین نکلی

عجب لذت بھرے ہاتھون سی قاتل نے کیا زخمی
کہ مُنہ سے اُف نکلنے کی جگہ بھی آفرین نکلی

تنِ بیجان کو زیرِ خاک کیا دھر دھر کے پیسا ہی
ستم کرنے مین اُستاد آسمان کی بھی زمین نکلی

نہ چھوڑا ساتھ اُن کا میری تربت پر بھی آئی مین
بڑی پابند اپنی وضع کی چینِ جبین نکلی

نہ نکلی دل سے باہر وصل مین بھی واہ ری ہمت
تری حسرت تو مجھ سی بھی سوا پردہ نشین نکلی

جنون اتبک سُنا تھا ساتھ چولی اور دامن کا
گریبان کو نکلتے دیکھ کر کیون آستین نکلی

غش آیا وصل مین مجکو تو بولی نازکی اُسکی
کہ لو مجھ سے بھی ان کی ناتوانی نازنین نکلی

امیر اُبھرا جو وہ جوبن ملا دل کا پتا مجکو
یہی دو نون اُچکے چور تھے چوری یہین نکلی

خبر ہے نعش پہ کس بیوفا کے آنے کی
کہ جان ابھی سے ہے مشتاق جا کی لانے کی

نکالتے ہین وہ مانگ اور دل یہ کہتا ہے
نکل رہی ہے سڑک یہ بلا کے آنے کی

شگاف سینے مین ہین پھر ہے کیون تڑپتا دل
دریچیان تو کھلی ہین ہوا کے آنے کی

وہ بار بار نگاہین ادھر جو کرتے ہین
دکھاتے ہین مجھے گلیان قضا کو آنے کی

شب وصال مین اُس شوخ کو پلا کے شراب
مین مانع ہین روک رہا ہون حیا کی آنے کی

ہزار برق نے چل پھر کے مشق کی لیکن
ادا نہ آئی ترے مسکرا کے آنے کی

یہ وضع مجکو نہین ہے پسند جاؤ بھی
ادا نکالی ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

نہ چوک وقت کو پا کر کہ ہے یہ وہ معشوق
کبھی اُمید نہین جس سے جا کے آنے کی

گھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی امیر
ادا کسی کے وہ پردہ اُٹھا کے آنے کی

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے
مین روتا ہون اُن کو ہنسی سوجھتی ہے

تمہین حور اے شیخ جی سوجھتی ہے
مجھے رشکِ حور اک پری سوجھتی ہے

یہ آتا ہے جی مین کہ کوثر پہ چلیے
خرابات مین دور کی سوجھتی ہے

جفا کو وفا کیون نہ سمجھون مین ناصح
محبت مین اچھی بری سوجھتی ہے

یہان تو مری جان پر بن رہی ہے
تمہین جانِ من دل لگی سوجھتی ہے

جو کہتا ہون اُن سے کہ آنکھین ملاؤ
تو کہتے ہین تمکو یہی سوجھتی ہے

کہا مین نے پاس آؤ تو ہنس کر بولے
ابی آج تو دور کی سوجھتی ہے

دم نزع بھی تکتی ہین اُس کو آنکھین
جو کچھ سوجھتی تھی وہی سوجھتی ہے

یہان تو ہے آنکھون مین اندھیر دنیا
وہان اُن کو سرمہ مسی سوجھتی ہے

شبِ وصل آخر ہے اے دل لپٹ جا
تجھے اب خوشی ناخوشی سوجھتی ہے

جو کی مین نے جوبن کی تعریف بولے
تمھین اپنے مطلب ہی کی سوجھتی ہے

بُری ہو نہ قسمت الٰہی کسی کی
کہ جو سوجھتی ہے بُری سوجھتی ہے

پڑا ہے یہان دیدۂ و دل کا رونا
تمھین آئنہ آرسی سوجھتی ہے

گھٹا گھر کے آتی ہے جب فصلِ گل مین
تو متوالون کو میکشی سوجھتی ہے

یہان دل ہے صد چاک پڑتی ہین چوٹین
تمھین کنگھی چوٹی ابھی سوجھتی ہے

کسی زلف سے ہر طرح جا لپٹنا
نہ بگڑی نہ دل کو بنی سوجھتی ہے

بُرا دخترِ رز کو کہے کیون نہ واعظ
بُرے کو بھلی بھی بُری سوجھتی ہے

کمر کی رعایت شبِ وصل کیسی
کہین ایسے مین نازکی سوجھتی ہے

امیر ایسے ویسے تو مضمون ہین لاکھون
نئی بات کوئی کبھی سوجھتی ہے

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہر انتخاب

وہ مست ہون کہ ساغرِ مے جب مین پا گیا
اک بار یا غفور کہا اور چڑھا گیا

بتون کے ظلم سے بھی اپنا مدعا نکلا
کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

وقتِ آخر مین نہین ہے کوئی میرا آسرا
شرمِ عصیان رہگیا ہے ایک تیرا آسرا

سوجھا ہے بیخودی مین یہ مضمون دور کا
پردے مین دخترِ رز کے ہے جلوہ حضور کا

آنکھین ملائین آپ تو کچھ دردِ دل کہون
پھر دن مزاج ہی نہین ملتا حضور کا

نہ پوچھ اے محتسب ساغر الٹ دونگا تو کیا ہوگا
بجاے بادہ شیشون مین لہو تیرا بھرا ہوگا

محشر مین دیر تھی اگر آنے مین یار کے
اے شورِ حشر تو نے مجھے کیون جگا دیا

تڑپتے ہین اگر بسمل تجھے کیا
تو اپنا کام کر قاتل تجھے کیا

مسجود وہ صنم ہے ہر رند و پارسا کا
شاید کہ رہگیا ہو بندہ کوئی خدا کا

منہ پھیر کر چلی تھی خفا ہوکے تیغِ یار
بارے جھپٹ کے مین گلے سے لگا لیا

لگ کے چھاتی سے وہ سوتا تھا کلیجا شاد تھا
کیا وہ دن تھے دل سے پہلو جب مرا آباد تھا

بتو مانا۔نہین ہون مین تمہارے قتل کی قابل
مگر للہ بھی اک کام کر لوگے تو کیا ہوگا

ہے تشنگی وہی غمِ الفت کی آج تک
سارا لہو نچوڑ کے مین نے پلا دیا

قاصد کو بھیجنے سے اسکی گلی مین حاصل
کیون خون سر پہ لون مین اک بندہ خدا کا

خالی نہ بزم اپنی رہی دورِ جام سے
رکھا جو اس نے ہاتھ سے ہم نے اٹھا لیا

خواب مین اک دم خیال اُس کا ہوا تھا لب بلب
عمر بھر لذت سے اپنے ہونٹھ مین چاٹا کیا

فلک ہم تو تیرا ابھی شکوہ نہ کرتے
مگر تجکو ڈھب ہی نہ آیا جفا کا

آتے ہی دم نزع مرے پاس وہ بولے
ہم جانتے ہین یہ حال تو دیکھا نہین جاتا

رہ رہ کے اک کھٹک سی سینے مین ہو رہی ہے
شاید ابھی ہے باقی ٹکڑا کوئی جگر کا

دل تو پہلو سے ہمارے کھو گیا
دردِ پہلو ہاے تو کیا ہو گیا

کہا دل نے یہ مجھسے کھینچکر خنجر وہ جب آیا
تڑپنے تلملانے لوٹنے کا وقت اب آیا

صفِ محشر مین تیرے کشتون نے
کچھ سمجھ کر مجھے امام کیا

نہ پھرا نامہ بر وہان سے امیر
زندگی نے مجھے جواب دیا

روانی سے چلتا نہین حلق پر
تری چال خنجر بھی چلنے لگا

وصل کی رات بھی پہلو ہی بدلتے گزری
ایک کروٹ دلِ بیتاب نے سونے نہ دیا

تیرے ابرو کی یاد مین اے بت
ہم نے کعبے کو بھی سلام کیا

انصافِ جورِ یار خدا سے طلب کیا
تمنے بھی اے امیر بڑا ہی غضب کیا

مرا دل دیکھکر بولی خرابی
یہ ویرانہ کبھی آباد بھی تھا

واے قسمت پاؤن اپنے رہگئے تھک کر امیر
وادیٔ مقصود جب دو چار منزل رہگیا

ہم جو رخصت ہوے اُس بت سے تو ہنگامِ وداع
ہنس کے بولا وہ صنم جاؤ خدا کو سونپا

خاطر مری صیاد کو ہے سب سے زیادہ
احسان ہے یہ مجھپر مری بے بال و پری کا

نہ ملا تھا جوابِ نامہ اگر
آکے قاصد جواب ہی دیتا

اس قدر ہے دراز ہجر کی رات
پر تڑپنے سے جی نہین بھرتا

تم تو دوزخ مین نہ جاؤ گے ہماری بدلے | زاہدو ہم جو گنہگار ہین پھر تمکو کیا
واعظو وعظ کی مجلس مین تو تھا مین بدمست | کچھ اگر ہوش مین ہوتا تو تمہاری سنتا
خنجر نے ترے دیا نہ پانی | ترسا ترسا کے مار ڈالا
کیون نہ کٹتی زبان تری اے شمع | سوزِ دل کیون زبان پر آیا
اے دل تو اور چار پہ عاشق ہو مجکو کیا | مین نے ترے بھلے کو کہا کیا برا کیا
مری صورت جو بدلی فرطِ غم سے | تو وہ بولے کہ اچھا روپ بدلا
کمی گر ترا تیر کر جائے گا | تڑپ کر یہ نخچیر مر جائے گا
سوا اسکے کہ کچھ دل کے تڑپنے مین مزا پایا | مرے پہلو مین رہکر تو نے اے درد او کیا پایا
وہ بولے بزم مین اغیار سے الگ رہنا | کہین امیر نہ بیٹھا ہو یان فقیر بنا
کھیل تھا عمر بھر جو دیکھا تھا | زندگی کیا تھی اک تماشا تھا
کہتا ہے عشق دیکھ کے میرا چراغ داغ | روشن ہے اس سے نام مرے خاندان کا
زورِ جنون سے ضعف مین ارمان نکل گیا | اُٹھا نہ ہاتھ بھی کہ گریبان نکل گیا
نہ چونکا مرا بختِ خفتہ امیر | پُھنکا صورِ محشر زمانہ ہوا
اللہ رے ترے وصل کی حسرت کہ جنان مین | دل کھو لگے حورون سے بھی لپٹا نہین جاتا
میکشون کا نامۂ اعمال سارا دھو گیا | جو دھوان بھٹی سے اُٹھا ابرِ رحمت ہو گیا
بادۂ اطہر جسے سمجھے ہوے ہو زاہدو | دخترِ رز بھی تو اُسیکا نام ہو اک پیار کا
بزم مین آکر وہ غیرون پر ستم کیون کر گیا | میرے ہوتے غیر پر بیداد مین کیا مر گیا
نزع مین ہون مین کہو اُن سے اب آرام کرین | دیکھنا تھا مجھے سو ایک نظر دیکھ لیا
دل مرا ایک قطرۂ خون تھا | نوشِ جان اُسکو تیرے غم نے کیا
اے دل مُلا سے جا وہ کبھی آ ہی جائے گا | دو چار بار کہنے مین شرما ہی جائے گا
اے جذبۂ شوقِ دید کشش مین کمی نہ کر | جلوہ کسی طرح سے وہ دکھلا ہی جائیگا

بیقراری ایک سی دونون طرف مقتل مین تھی
ہم ادھر تڑپا کیے قاتل اُدھر تڑپا کیا

نالے کرتے کرتے مین ٹھہرا تو وہ کہنے لگے
مرگیا غش کرگیا دیکھو تو چُپ کیون ہوگیا

قتل کا مژدہ ہی میرا کام آخر کرگیا
یہ خبر سنتے ہی مین مارے خوشی کے مرگیا

اپنے مرنے کا نہین غم مگر اتنا غم ہے
اے عزیزو ملک الموت نے گھر دیکھ لیا

وہ سُرمہ بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین
کتنون کو لگا رکھا کتنون کا سُلا رکھا

ناقوس لیکے جاتے ہو کعبے کو تم امیر
فریاد ان بتون کی کروگے خدا سے کیا

پیجیے گا تو بھی تو زاہد وہی جنان مین شراب
جو میکشون نے یہان پی تو کیا گناہ کیا

فرشتے آکے جہان مین گناہگار ہوئے
کیے گناہ جو ہم نے تو کیا گناہ کیا

امیر صانع قدرت کا کھیل ہے دنیا
بنا بنا کے مٹائی ہین صورتین کیا کیا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

دل خون ہو کے میرا کب چھوٹتا ہے اُس سے
جس گل کے ہاتھ آکر رنگِ حنا نہ چھوٹا

خزان نزدیک ہے اب ورنگ اے باغبان ہوگا
نہ مین اس باغ مین ہونگا نہ میرا آشیان ہوگا

قاتل اک چٹکی نمک دے ڈال اب
زخم کھاتے کھاتے تو جی بھر گیا

کس کس نے ہمکو روکا اُس در پہ ہم جو پہنچے
لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا

شبِ وعدہ نہ جھپکی آنکھ تک آرام کب آیا
یہی کھٹکا رہا شب بھر وہ اب آیا وہ اب آیا

عاشق ہوے مگر کچھ اچھا بُرا نہ جانا
ہم دل لگا تو بیٹھے لیکن لگا نہ جانا

خط اُسنے بے پڑھے قاصد سنائین سیکڑون باتین
جو پڑھ لیتا کہین خط تو خدا جانے وہ کیا کہتا

دے جلد جام ساقی ٹوٹے خمار میرا
تیار ہے جماعت ہے انتظار میرا

کب انا الحق جرم تھا منصور کا
دیکھنے والا تھا کس مغرور کا

پیکان سے ترے دلکو مرے ہے یہ علاقہ
جب تیر کھچا ساتھ کلیجا نکل آیا

مردے کا زندہ کرنا کیسا تم آپ مرتے
مرنے کا کچھ مسیحا تم نے مزا نہ جانا

اُلجھن ہے کب سے مجکو نکل بھی چکے کہین — کمبخت دم تو جان کا جنجال ہوگیا
نابتے کے پاؤن تھک گئے قسمت قیس کی — جب تھوڑی دُور نجد کا میدان رہگیا
دل بوند بھر لہو ہے پر جب یہ مضطرب ہو — اُسوقت رنگ دیکھو اس بوند بھر لہو کا
مست ہین حلقہ کیے ایک سا ہے سب پہ کرم — دَورِ ساغر مین سبو پیرِ مغان بن بیٹھا
مہمانِ امیر تم ہو ورنہ — وہ خانہ خراب گھر مین ہوتا
اوڑھی جو تھی دولائی چلینا نہ تھا اُبھر کر — جوبن چھپایا تم نے لیکن چھپا نہ جانا
کہتے تھے دل کسی سے لگاؤ نہ اے امیر — دیکھو تو چار روز مین کیا حال ہوگیا
مجکو دیکھا تو آئینے نے کہا — ہائے کیا حال ہوگیا تیرا
سُنا ہے کل کہین مسجد مین وہ بت آیا تھا — نماز ہو نہ سکی اس قدر ہجوم ہوا
قتل سے ہم رہے محروم گری ہاتھ سے تیغ — ہائے اس آنکھ سے جلاد کو کیون دیکھا تھا
اُٹھتا نہین ہے شور جو بازار مین کہین — کیا آج امیر مست سے اُٹھا نہین گیا
تو تجھسے نہ مل خیر مجھے بھی نہین پروا — ق — ڈھب تیرے جلانے کا یہ اے یار کرونگا
تصویر تری لا کے مین اب سامنے تیرے — چھاتی سے لگاؤنگا اُسے پیار کرونگا
نالے بھی سماتے نہین اس چرخ کے نیچے — کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا
قیامت کا اگر ڈر ہے تو یہ ہے — کہ ہے ہم کو پھر جینا پڑے گا
بولے وہ گلی مین اپنی مجھ سے — او خانہ خراب اپنے گھر جا
ملک دنیا تھا فلک جاگیر مین ہم نے مگر — مختصر سا ایک تختہ بہرِ مدفن لے لیا
رخ جو قاتل اِدھر نہین کرتا — ہائے دل بھی جگر نہین کرتا
ذکرِ شب فراق یہ کہتا ہے دِل مرا — تو میرے آگے نام نہ اُس روسیاہ کا
اُس بت تند خو کو رام کیا — آفرین اے امیر کام کیا
سوال خون کا اپنے کرین گے تجھ سے ہم — جواب غمزۂ حاضر جواب کیا دیگا

اظہار حال حشر کے دن کچھ نہو سکا
قصہ مرا طویل زمانہ قلیل تھا

بہت غم نہ کھا عشق کا اے امیر
تجھے کوئی آزار ہو جائے گا

تیری لکنت پر فدا سو جان سے دل ہو گیا
تو نے آدھی بات کی مین نیم بسمل ہو گیا

وہ آئے کھینچکے تلوار سب کو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

کھل گیا زاہد کہ مستون پر خدا کا رحم ہے
ابر جب قبلے سے اُٹھا میکدے پر چھا گیا

غم اُس کا حسرتون سے پوچھنا ہی میری سینے مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

وفا تو یار نہین چاہتا ہون مین تجھ سے
جفا مین تو نہ کسی کو شریک کر میرا

مجھسے ہو سکتا کہ دیتا بازوِ قاتل کو رنج
وان ہوئی ابرو کو جنبش یان بدن پر سر نہ تھا

یار آیا ہے مرے مُردے پر
ہائے اس وقت مین زندہ نہ ہوا

ڈوب کر خوب خون چکان نکلا
تیر دل کا مزا جدا ان نکلا

کل ذرا چُپ مرے پاس آ کے جو بیٹھا ناصح
مین یہ سمجھا کہین کمبخت اُسے دیکھ آیا

مدت ہوئی کہ غم سے خون ہو کے بہ گیا دل
صدقے کیا تھا صاحب تم سے عزیز کرتا

حضرتِ عیسیٰ ابھی کیا دیکھتے ہو میری نبض
پہلے اُسکو دیکھ آؤ پھر مجھے تم دیکھنا

کچھ آج نہین رنگ یہ افسردہ دلی کا
مدت سے یہی حال ہے یارو مری جی کا

سنوارا ہے اگر اُسکو لحاظ اتنا بھی تو رکھنا
اب اے مشاطہ آئینہ نہ اُسکے روبرو رکھنا

دلبری سے کام ہے ہمکو دل آزاری سے کیا
یار کی یاری سے مطلب اُسکی عیاری سے کیا

شمع کی طرح جلا بھی مین پھُنکا بھی لیکن
عمر بھر رشتۂ الفت مری گردن مین رہا

بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی
وزدِ دل نے جو مدد کی تو مین بستر سے اُٹھا

مین دل لگا کے تو سنتا ہون کیا کرون ناصح
ترا کلام ہی دل مین اثر نہین کرتا

ٹوٹ کر کس کان سے موتی کا دانا گر پڑا
ڈھونڈھنے آنکھون سے جو سارا زمانہ گر پڑا

ضعفِ دل نے اثر یہ دکھلایا
درد سے بھی اُٹھا نہین جاتا

آوارہ پھر رہا ہے محبت کی راہ مین — اک دل دیا تھا ہمکو خدا نے سو یون گیا

چکر لگا رہی ہے جو بجلی چمن کے گرد — مد نظر ہوا ہے مرا آشیانہ کیا

ہزارون اُس سے سوا بے نشان ہین لیکن — نکل گیا ہے زمانے مین نام عنقا کا

لاکھون اُس لیلیٰ کے دیوانے تھے انہین عشق نے — ایک مشت استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سے نے بولے — مصیبت کا مارا یہ دل تھا کسی کا

ہم مر گئے تو واہ ری بدنامیو نکا پاس — مٹوا دیا نشان ہمارے مزار کا

دیکھکر عکس آئینے مین کہا — یہ تو کچھ صورت آشنا نکلا

باڑھ رکھی ہے اُس نے خنجر پر — ہائے اس وقت مجھ مین دم نہ ہوا

دل مین تو ہین حضور وہان غم کا کام کیا — ہو جس جگہ سرور وہان غم کا کام کیا

جو ہے مقام جسکا زیبا وہی ہے اُسکو — سینے مین داغ بہتر پہلو مین درد اچھا

بولے وہ سنکے رات کو میری صدا امیر — پوچھو تو کوئی نام ہے کیا اس فقیر کا

یون ترے در پہ کیون پڑے رہتے — ہم غریبون کا گھر اگر ہوتا

تو ہی بتا ٹھکانا اے باغبان ہمارا — کس شاخ پر چمن مین تھا آشیان ہمارا

تپ غم ہوئی تو بھی معشوق ہمکو — تری گرمیون نے ہمین مار ڈالا

روز محشر سے ڈرایا ایکدن مین ذا انہین — ہنسکے بولے وہ بھی اک فتنہ ہے اپنی چال کا

پڑ گیا ہے کوئی ناسور جگر مین شاید — کہ مری آنکھ سے کل شب کو لہو پھر آیا

پہلے تو کوے یار مین تنہا امیر تھا — نکلا جو گھر سے یار تو جم غفیر تھا

بتکدے مین ہین اب صنم خوش باش — گھر تو ان کا خدا کی نذر ہوا

چھو گئی بو جہان محبت کی — رنگ پھر ڈر سے منہ نہین پڑھتا

قتل موذی کا تو شرعاً ہے درست — ناصح اب تک کیون سلامت رہگیا

زلف و رخ دونون نے عجب یہ ستم ایجاد کیا — اسنے حیران کیا اُس نے پریشان کیا

کھٹکتے ہین جو رہ رہ کر ترستے تلوون مین ای رہرو
عوض لیتے ہین کانٹے مجھسے اپنی پائمالی کا

جو میرے قتل کو تلوار لیکے یار آیا
لپٹ گیا جب مجھے بے اختیار پیار آیا

شوق سے مین نے جو خنجر کے تلے سر رکھدیا
چھیڑنے کو ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

داغ نے پھونکا ہمارے خانۂ دلکو امیر
ایک چنگاری نے سارا گھر جلا کر رکھدیا

یارب شبِ فرقت بھی ہوئی ہے کہین آخر
اس شام نے بھی منہ کبھی دیکھا ہے سحر کا

بازو پہ رکھ کے سر جو وہ کل ساتھ سوگیا
آرام یہ ملا کہ مرا ہاتھ سوگیا

گل خود تھے بے ثبات گلستان دہر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہوگیا

ضبط کرتے ہی اثر نالون کا ظاہر ہوگیا
دل اُٹھے گھبرا کے ہے ہے لو وہ آخر ہوگیا

تم جو پہلو سے اُٹھے دل سے نہ صدمہ اٹھا
درد پہلو مین یہ اُٹھا کہ مین چلا اُٹھا

وحشت کا سلسلہ نہ گیا ہاتھ سے کبھی
دامن سے ہاتھ اُٹھا تو گریبان مین جا پڑا

گلگشت کی نہ دے مجھے تکلیف ہمصفیر
کیا دل گرفتگی مین مزہ سیر باغ کا

تھمے اشکِ حسرت جہان ہجر مین
وہین خشک میرا لہو ہوگیا

نہین تو نے دیکھا ہے اُس بت کو زاہد
یہ ایمان ہرگز سلامت نہ رہتا

دلمین مضمون تھا جو اُس شوخ کے ظاہر نہ ہوا
رہگئی مجکو یہ حسرت کہ وہ شاعر نہ ہوا

کچھ اس ادا سے مارا مجھ کشتۂ ادا کو
مقتل مین ہر طرف تھا اک شور آفرین کا

عشق نے زور دکھایا تھا امیر
کوہکن کوہکنی کیا کرتا

چپکا بیٹھا ہوا ناصح کی مین باتین سنتا
پر ترا ذکر تھا اے یار مین کچھ کہہ نہ سکا

بڑہا مستِ شراب شوق ہو کر وصل مین جب مین
تو وہ بولے پیے ہو آج تم مجھسے الگ رہنا

مر کے اس شوخ سے وصال رہا
خواب مین بھی وہی خیال رہا

کرتے تو کیا قتل مجھے یار نے لیکن
رو رو کے مرے خون کو تلوار سے دھویا

ایسے کا کیا کرے کوئی دربار اے امیر
دو دن جہان سلام کیا وہ بگڑ گیا

سے چلے جو آگے بت تری گلی کی راہ
میں آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

زیر شمشیر بھی نظارۂ قاتل نہ ہوا
خواب اسے حسرت دیدار مرا ساتھ دیا

کھینچتا ہوں میں تصور میں اگر ہاتھ اُنکا
کھینچکے کہتے ہیں کہ ہے ہے مرا پہونچا ٹوٹا

امتحان گاہِ محبت میں تھے سب ثابت مگر
دو قدم جو بڑھ گیا میدان اُسکے ہاتھ تھا

فدا چشمِ تر کو اشارہ کیا
کہ دریا نے ہم سے کنارہ کیا

شکوہ زبان پہ آنہ سکا رنج ہجر کا
اک بوسہ دیکے اُسنے مرے مُنہ کو سی دیا

جنت کا نہ میں خواہان حور وکانہ میں طالب
بوٹا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا

پٹ کی اوجھل سے قیامت ہو اشارے کرنا
قہر ہے بیٹھ کے کھڑکی سے نظارے کرنا

سمجھے کہ عرض حال کرے گا ضرور امیر
دربار اُسکے آتے ہی برخاست کر دیا

ازل کے دن کوئی نادان تھا نہ دانا تھا
فقط امیر عنایت کا کارخانہ تھا

باغبان کہتا ہے سُن سُنکر فغانِ عندلیب
پھونکدے لے آتش گل آشیانِ عندلیب

باغبان بیداد گر گل بیوفا گلچین رقیب
یارب اپنا دردِ دل کسکو سنائے عندلیب

بندھ گئی اُس گل کی یہ نازک مزاجی کی ہوا
پھر گئی منقار تک آکر صدائے عندلیب

گلون سے لگی ساری گلشن میں آگ
الٰہی کہان جائے بلبل غریب

میرے حق میں ہر طرح ہے یار کی چتون غضب
قہر کی چتون ہے آفت پیار کی چتون غضب

دیکھ سکتا ہوں نہ میں انکو نہ وہ مجکو امیر
گھر کے اندر ہیں وہ بیتاب میں باہر بیتاب

شمع پر گزر رہی ہے جو شب تا سحر
مختصر سی ہے ہماری سرگزشت

دم بھر ٹھہر میں ہاتھوں سے دل کو سنبھال لون
بیدرد میرے سینے سے پیکان ابھی نہ کھینچ

ہنسکے رونے پہ مرے کیسا کیا مجکو خجل
بہہ گیا میں پانی پانی ہو کے آنسو کی طرح

اب یہ عالم ضعف کا ہے میں جو روتا ہوں امیر
ساتھ ہر آنسو کے گر کر پڑتا ہوں آنسو کی طرح

لیل ونہارِ وصل نہ دکھلاتا ہے تو دکھائے
کیسی یہ آسمان نے لگائی ہے شام صبح

ہماری راے مین بہتر ہے میکشی کو صلاح
دعوی ہے گو کہ بیگنہی کا امیر کو
نہین ہین پتلیان آنکھون مین اُسکی
بوسہ اُس لب کا ملا پائی مراد
کہتے ہین کشتۂ رفتار سے وہ ٹھکرا کر
تجھکو بھیجا تھا کس لیے قاصد
کرتے ہین ڈرتے ڈرتے ادھر اک نگاہِ شوق
کچھ ایسی بے خبری چھا گئی ہے الفت مین
ہین قریبِ صحنِ گلشن ہم اسیرونکے قفس
آئے بہت جو یاد پسِ مرگ میرے داغ
آیا جو یاد سونا اُس سے چمٹ چمٹ کر
آنکھین تو میری ملتے ہوا یجان پاؤن سے
اسطرف ہم اُسطرف دل بیچ مین ہے چشمِ تر
سمجھے جو اُسکو سایۂ دیوارِ یار ہم
ناتوانی نے زور کام کیا
مین وہ گل ہون اس چمن مین باغبان
مشکل سے ذبح ہونگا بڑا سخت جان ہون مین
عقل کہتی ہے کہ وہ وحشی ہے پہلے رام کر
قتل کر پر اک ذرا اے تیغِ یار
دھوم کرتا ہے جو اے وحشت تو خاطر خواہ کر
عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہے گریز

اب آگے قاضی و مفتی و محتسب کی صلاح
بیٹھا ہے تیرے آگے گنہگار کی طرح
یہ در پردہ ہین دو فتنے نظر بند
منہ کی مانگی آج ہاتھ آئی مراد
کھولدے آنکھ اگر ہے مرے رفتار پسند
بات کا تو جواب دے قاصد
جب خوب دیکھ لیتے ہین پہلے ادھر اُدھر
نہ دل کو میری خبر ہے نہ مجکو دل کی خبر
دیکھ لیتے ہین کبھی پھولون کا جوبن جھانک کر
دو پھول اُٹھا کے پھینکدیے میری گور پر
تکیون سے شب مین رویا کیا لپٹ لپٹ کر
نرگس کو احتیاط سے رکھتے ہو طاق پر
ہم سمندر کے ادھر ہین دل سمندر کے اُدھر
اُٹھا گیا نہ سایۂ طوبیٰ مین بیٹھ کر
چڑھ گئے یار کی نگاہون پر
پھینکدے گلچین بھی جسکو توڑ کر
کرتا ہے مجکو ذبح تو تلوار تیز کر
شوق کہتا ہے ابھی سے وصل کا پیغام کر
آشنا ناآشنا پہچان کر
شہر گردی کب تلک صحرا سے بھی کچھ راہ کر
جی مین ہے آج سے عاشق ہون شفقت پر

ذرا انغارۂ گل بلبل بے بال و پر کرے
گھر بیٹھے ہی رقیب کو مجھسا سمجھ لیا
نرغہ ہے حسرتون کا دلِ داغ داغ پر
گرتی نہین ہے اوس یہ آنسو ہین ای فلک
جانے دے اُس بت کو ضبطِ نالہ و فریاد کر
بھیڑ مین پڑجاے تا آنکھ اُس رخِ پرنور پر
تو آسمان توڑ چکا اب بہت نہ بڑھ
مسافر سے جھگڑتے ہین فرشتون سی خدا سمجھے
جان اگر دیتی نہین ہے ساقیِ گلفام پر
صیاد یہ ستم تو براے خدا نہ کر
کوئی جوبن پر ہے عاشق کوئی اُسکی گات پر
پسِ مردن یہ بخشا ہمکو رتبہ بیقراری نے
اے یار بات بات پہ ہوتا ہے اب بگاڑ
کیون نہ ہو دریا کے پانی مین یہ توڑ
فصلِ گل آگئی شاید کہ صبا گلشن سے
نکلے اب کوئی تو راہِ پرورش
اب نہین دو شعر بھی یاد اے امیر
دیکھکر گستاخیِ پروانہ شرماتی ہو شمع
مجلس مین بیان سوزِ دل کا
مدد اے وحشتِ دل دونون ہم یکرنگ ہوجائین
ایک قطرہ خون ہے دل پر وہ قطرہ ہے امیر

بٹھا دے ایکدم صیاد اسے دیوارِ گلشن پر
باہر تو گھر سے آ کبھی تلوار کھینچکر
گرتے ہین جسطرح سے پتنگے چراغ پر
روتی ہے رات بھی مرے بختِ سیاہ پر
اتنی بے صبری نکر اے دل خدا کو یاد کر
چڑھکے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہِ طور پر
اے نالہ آگے جا کہ ادب ہے خدا سی ڈر
گھڑی بھر چُپ پڑا ہے نہین دیتے ہین منزل پر
کیون لہو روتی ہے مُنہ رکھکر صراحی جام پر
بے بال و پر ہون مین ابھی مجکو رہا نکر
کچھ نہین کھُلتا کہ ہم دیوانے ہین کس بات پر
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اُوپر
غصہ ہے قہر غمزہ ہے آفت غضب بگاڑ
ہے مرے ہی آنسوؤن کا تو نچوڑ
برگِ گل لیکے چلے مرغِ گرفتار کے پاس
بندہ پرور اک نگاہِ پرورش
تھے کبھی دیوان کے دیوان حفظ
تھوڑی تھوڑی کیسی محفل مین ہوئی جاتی ہو شمع
جلجاے تری زبان اے شمع
پھٹے جسدم گریبان چاک پہنچے انکی دامن تک
غوطے کھاتے پھرتے ہین جسمین دو عالم آج تک

اے غم تری اب خوشی کہان تک
کمبخت لہو تو ہو گیا دل

دیکھ کر تیغ سبے مجھے غش نہین آیا قاتل
سجدۂ شکر کو سر مین نے جھکایا قاتل

سارا ہے چمن مکانِ بلبل
ہر شاخ ہے آشیانِ بلبل

قفس مین آج بہت بیحواس ہے بلبل
گلون کی خیر ہو یارب اُداس ہے بلبل

استخوان پہلو کے میرے سونگھ کر بولا ہما
کسطرح کھاؤن نہین آتی ہے انسے بوے دل

روتے ہین صیاد و گلچین ہے خزان سارا چمن
اکطرف ہے ہاے بلبل اکطرف ہے ہاے گل

بگڑا ہوا گلون کو جو پاتا ہے رنگِ دل
غنچے کی طرح باغ مین ہوتا ہے تنگ دل

محفوظ کوئی سختیِ ایام سے نہین
عشاق سخت جان ہین تو معشوق سنگدل

جلد کیسے گزر گئی شبِ وصل
ادھر آئی اُدھر گئی شبِ وصل

مستی مین بہک کے کعبے پہونچے
جانا تھا کدھر کدھر گئے ہم

یہان خمارِ محبت وہان ہے نشۂ حسن
نہ اختیار مین تم ہو نہ اختیار مین ہم

چھپ گئے پہلے تو مجھکو دیکھکر
پھر کہا لو کس سے شرماتے ہین ہم

ہے یہ کس چشمِ سیہ کا دور دور
سُرمے کی صورت پسے جاتے ہین ہم

پہنچے سب منزل پہ جتنے تھے ہمارے ہمنفس
المدد اے تیز رفتاری رہے جاتے ہین ہم

تردستیِ مژگانِ ستم کیش تو دیکھو
ہر ہاتھ مین سو وار ہین ہر وار مین سو زخم

راتدن رونا تڑپنا تلملانا پیٹنا
ہین تو ہم ناکام پر رہتا ہے کامو نکا ہجوم

بہار آئی جنون کیا مین جاؤن گلشن مین
نہ تار میرے گریبان مین ہے نہ دامن مین

تجھسا دیکھا نہین جوان کوئی
اچھے اچھے جوان دیکھے ہین

مر کے بھی یار کا دم بھرتے ہین
زندۂ عشق کہین مرتے ہین

جاتی ہین وہ دل کے لے لینے کی راہین اور ہین
جنکو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ نگاہین اور ہین

کیا ہے مین نے جب اظہار شوقِ گل اسیری مین
مرے صیاد نے میرے پرونکے پھول کترے ہین

دل ویران مرا آباد رہے
ایسے ویرانے کہان ہوتے ہین

اتنا متاعِ جان پہ تفاخر نہ چاہیے
ایدل یہ جنس کونسی بازار مین نہین

ہمین لے گئی بیخودی دور امیر
خدا ہی ملائے تو اب ہم ملین

سگ وہما نے کیا ہے کرم تو عذر ہے کیا
جلی بھنی ہوئی ہین ہڈیان سو حاضر ہین

خدا دراز کرے عمر برق اہے گلچین
چراغ آکے جلاتی ہے آشیانون مین

شیخ جی مر گئے ہین اُن کے مُرید
حبسِ دم کا گمان کرتے ہین

اے دلِ عشق مین بس رونے لگے تم تو امیر
نہ ابھی نالے کیے تم نے نہ آہین کھینچین

مفر نہین ہے لحد مین بھی وحشت دل سے
ہم اب یہان سے الٰہی کہان نکل جائین

تجھے کیا ہم جو وصفِ ساقیِ گلفام کرتے ہین
تو اپنا کام کر واعظ ہم اپنا کام کرتے ہین

وصل کو اُن سے جو کہیے تو کرین وعدۂ حشر
کیجیے قتل کی خواہش تو ابھی حاضر ہین

پاسِ اخفاے محبت ہے یہانتک کہ امیر
دل بھی میرا مری حالت سے خبردار نہین

ہزار طرح کے ہوتے ہین وہم ہمکو امیر
کسی کی آنکھ جہان ہم پُرآب دیکھتے ہین

یار کے اُٹھتے ہی برہم ہو گیا سامانِ عیش
مے کہین مینا کہین ساقی کہین ساغر کہین

امیر دیر و حرم سے الگ جو جاتے ہین
وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جُدا بناتے ہین

وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہے
جفا کا وعدہ تو اب تک وفا ہوا ہی نہین

بلبل آواز اسیرانِ قفس کو نہ سُنا
صحبتین اگلی چمن کی انہین یاد آتی ہین

عجب دریاے حیرت مین پڑا ہون
مین کس ناآشنا کا آشنا ہون

ہو کے خوش نالۂ بلبل پہ جو گل ہنستے ہین
وہ تری پیار کی باتین مجھے یاد آتی ہین

نہین پروا کسیکو کاروان مین
الٰہی کیا مین فریادِ درا ہون

اُس کوچے مین جب ٹھوکرین کھاتا مین گیا ہون
لغزش سے گرا ہون طپشِ دل سے اٹھا ہون

زاہد و غافل نہین اُس سے صنم
بنگئے ہین بُت خدا کی یاد مین

سُنتی نہین ہائے عمرِ رفتہ
راحت کو ڈھونڈھتا ہے عبث تو جہان مین
دینی نہ تھی کسیکو جو اُسے آفریدگار
مرا خط اُسنے پڑھا پڑھکے نامہ بر سے کہا
کبھی ہم تک نہین آتین جو دلکا حال دکھلائین
پھولون سے کہہ صبا یہ خوشی کی جگہ نہین
اُس خرابے مین ہم پڑے ہین امیر
اے صبا جاکے اسیرانِ قفس سے کہدے
اتنی فرصت ہمین دے اے کششِ دستِ جنون
نامہربان ہے یار تو اُس کا نہین قصور
ہجر مین اظہار تنہائی کا کرتا ہون جو مین
اوب عشق بتا مجکو جو مرضی ہو تری
تنہائی مین نہ رونے نہ گانے کا لطف ہے
صورت کو اُسکی دیکھکے سمجھے ہو تم غریب
ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
اپنے گھر بیٹھے وہ آرام سے کرتے ہین بسر
عمر نہ اُسکا جائے دل سے خوش ہون مین
کوٹھے سے وہ اُترکر پہنچے بھی اپنے گھر مین
نگاہین حیا سے کہان پھر چلین
گھر مین اللہ کے واعظ ہین تو کچھ ہی کلام
پڑگیا پھول کوئی آتشِ گل کا شاید

اِک عمر سے ہم پکارتے ہین
اس کا زمین مین ہے نہ پتا آسمان مین
پیدا ہی کیون کیا تھا خوشی کو جہان مین
یہی جواب ہے اسکا کہ کچھ جواب نہین
وہ نظرین سیر کرتی پھرتی ہین نرگا نکے سایہ مین
رونے کا ہے مقام ہنسی کی جگہ نہین
کہ جہان خاک بھی نہین کوسون
موسمِ گل ہے اب آکر چمن آباد کرین
تھم کے دو چار گھڑی خاطرِ صیاد کرین
یہ مہربانیان بھی کسی مہربان کی ہین
حسرتِ دیدار کہتی ہے کہ مین تو ساتھ ہون
خواب مین بھی مین اُسے پیار کرون یا نکرون
اک تان تم اُڑاؤ تو اک نالہ ہم کرین
تم سے کبھی امیر سے باتین نہین ہوئین
ہمارے آگے تمہاری دہان سنے گا کون
دیکھکر حال مرا ضبط کرین تو جانون
دل کے جانے کا مجھے کچھ غم نہین
آنکھین ہماری اب تک چھت سے لگی ہوئی ہین
اِدھر دیکھیے پتلیان پھر چلین
میکدے سے مین ابھی آئین تو ہماری سی کہین
آشیانے جو تھا دل کے پڑے پھنکتے ہین

گھات مین محتسب کو رہنے دو　　مست بھی ہوشیار رہتے ہین
نہ عارض نہ زلف دوتا دیکھتے ہین　　خدا جانے ہم تجھ مین کیا دیکھتے ہین
لیا پھر تونے اُسکا نام اے دل　　ارے ظالم ابھی سمجھا چکا ہون
کسیکا دل ہے مکدر ضرور مجھسے امیر　　کہ اک غبار سا رہتا ہے میری آنکھومین
اے صنم اب ترا خدا حافظ　　ہم تو کعبے کی راہ لیتے ہین
امیر مرنیکو آسان نہ ہجر یار مین جان　　اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین جان
تو ادب سے جسے کہتا ہے صدا ای زاہد　　اُسیکو پیار سے ہم لوگ صنم کہتے ہین
آتے ہین جانب زندان جو وہ مر لیتے ہین　　اچھی آپ اپنے اسیرون کی خبر لیتے ہین
لگا کر تجھ سے دل حاصل ہوا یہ ای وفا دشمن　　زمانے بھر کا مین دشمن زمانہ بھر مرا دشمن
اشک سے جب دیکھیے معمور ہین　　دونون آنکھین ہین کہ دو ناسور ہین
مانگتا ہون خدا سے روز شراب　　مین بھی کیا رند پاک طینت ہون
کنائے جانتے ہین آنکی گھاتین سمجھتے ہین　　زمانہ ہمنے دیکھا ہے یہ سب باتین سمجھتے ہین
لذت جو خامشی مین ہے کیونکر عیان کرون　　قابل بیان کے جو نہو کیا بیان کرون
برچھیان جب اُدھر سے چلتی ہین　　دل کی کیا حسرتین نکلتی ہین
یہ تیلیان نہین ہین لوہے کی ہمصفیر د　　چھریان لگی ہوئی ہین چاروطرف قفس مین
کرتے ہین بندگی پیر مغان　　مغبچے کیا جوان صالح ہین
وہ بُت آئیگا تو بت بنجائیگا واعظ ابھی　　حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین
ایک بھی مانتا نہین وہ بُت　　ہم خوشامد ہزار کرتے ہین
نہ تڑپون جو فرقت مین تو کیا کرون　　کہ بے شغل رہنے کی عادت نہین
کوئی مجکو لیے جاتا ہے کہین　　نہین معلوم کہان جاتا ہون
راہ صحرا کی جو ہم لیتے ہین　　جتنے کانٹے ہین قدم لیتے ہین

ڈوبنے لگتا جو مین دریا مین ہون وہ ناتوان
چھوٹی چھوٹی کشتیان لے لیکے موجین دوڑتین

جب مین کہتا ہون کہ ساحل تک مجھے پہنچائے کون
خضر کہتے ہین کہ اس دریا کا ساحل ہی نہین

ہم کو فرداے حشر کا کیا غم
کہ شبِ ہجر کی سحر ہی نہین

پکارون کسے کاروان مین امیر
جرس بھی تو آواز دیتا نہین

ہو کوئی گاہک تو سودے کا امیر
کون سے بازار مین سودا نہین

ہنس تو پڑتے ہین مرے رونے پر
شکر ہے گریہ بے اثر تو نہین

ایسی راحت ملی قناعت مین
سو گئے پاؤن کنجِ عزلت مین

مین کہتا نہین منہ سے کچھ مر رہا ہون
غمِ عشق تیری خوشی کر رہا ہون

مزہ ملا مجھے یہ دل کی بیقراری مین
کہ بھر رہا ہون نمک اپنے زخمِ کاری مین

کرتے ہین جو لوگ ذکر اُن کا
ایک ایک کا منہ مین دیکھتا ہون

دم لے نہ ابھی پوچھ مرے درد کو ہمدم
رونے سے جو دل ٹھہرے تو کچھ بات کرون مین

ان حسینون کی ہے عجب سرکار
پانون چھونے پہ ہاتھ کٹتے ہین

کرین نہ قتل وہ عشق و ہوس کو جان تو لین
کمر سے کھینچکے شمشیر امتحان تو لین

نفرت ہے روک ٹوک سے اپنی سرشت مین
رضوان کو دیکھکر نہ گئے ہم بہشت مین

پاؤن اُس کے نہین دباتے ہین
اُس پہ اپنا دباؤ ڈالتے ہین

اس سے رشک اُس سے ضرر دونون خدا کی نیک ہین
رہنما رہزن تمہاری راہ مین سب ایک ہین

مری گھر خواب مین آے تھے اک دن
ادھر منہ کر کے اب سوتے نہین ہین

لیا ہے غیر نے بوسہ اُسی کو گالی دو
خفا ہو مجھ سے نہ لینے مین ہین نہ دینے مین

نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کہدے کوئی کہ ہم بھی چمن مین ہین

مین خدا کے سامنے کہدونگا زاہد تو تو کیا
یار سا بت دوسرا ساری خدائی مین نہین

رات دن غم پہ غم گزرتے ہین
ہم تو اس زندگی پہ مرتے ہین

میکدے مین کہین پڑے ہونگے
شب جمعہ ہے آج امیر کہان

صیاد سے چھری کے تلے عندلیب نے
حسرت سے یہ کہا کہ غریب الوطن ہون مین

عاشق ڈرائین گے اُسسے کہکر یہ حشر مین
کیون اے صنم خدا سے ترا اب گلہ کرین

محتسب جام سے جو ٹوٹتے ہین
میکشون کے نصیب پھوٹتے ہین

ہمارے سامنے بڑہ بڑہ کی بولتا ہے بہت
ملے وہ ابکے تو ناصح کو سامنے کردین

دیکھنا لغزش نہ کھانا واعظو
پی کے ہم آئے ہین بزم وعظ مین

امیر وادیِ غربت مین تا کجا گردش
بہت سفر مین رہے اب چلو وطن کو چلین

لین بلائین جو وصل مین تو کہا
بس انہین باتون سے مین چڑہتا ہون

اے چرخ یہ اپنے حوصلے مین
اک دل ہے ہزار آبلے ہین

تڑپا مین بہت تو ضعف بولا
[illegible] اب تک یہ حوصلے ہین

کشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتو سے کہو
میرے تابوت سے دوچار قدم دُور رہین

عکس اپنا آئینے مین دیکھکر کہتا ہے یار
دیکھنے والون سے خلوت مین بھی چھٹکارا نہین

کسکے غم مین اجل آئی کہ مرے ماتم مین
بال کھولے ہوئے فردوس سے حورین آئین

بحث تنگی مین دہن کی کیون ہی کچھ حاصل نہین
کسکے منہ لگتے ہو تم غنچہ تو اس قابل نہین

دعائین مین نے انکو دین تو بولے
ابھی یہ گالیان کسپر پڑ رہی تھین

کیا تڑپ کروٹ کر اوقات کاٹی ہجر مین
کروٹین لے لیکے ہمنے رات کاٹی ہجر مین

آمد ہے فصل گل کی جلدی امیر اُدھیڑو
ٹانکے جو چاکِ دل مین دوچار رہگئے ہین

بے تکلف ہو تو ہم شعر و سخن پر غش ہین
کوئی معشوق ہو بیساختہ پن پر غش ہین

تڑپے کسطرح یادِ قاتل مین
جان بھی ہے کہین مرے دل مین

کیونکر تری گلی سے مین قاتل ابھی اُٹھون
مٹی مین مل تو لون مین لہو مین نہا تو لون

محشر مین بھی دیوانونکو پوچھا نہ کسی نے
آگے کی خدا جانے ابھی تک تو یہی ہین

سراپا آرزو ہون کیا نہ مانگون اور کیا مانگون
خدا سے گر دعا مانگون دلِ بے مدعا مانگون

فصلِ بہار آئی گلشن مہک رہے ہین
ہر شاخِ گل پہ کیا کیا بلبل چہک رہے ہین

دشمن ہین بات بات مین وہ بدگمان ہین
ظاہر مین دیکھیے تو بڑے مہربان ہین

با وفا و بیوفا سب زیرِ خنجر ہین وہان
آشنا نا آشنا دونون برابر ہین وہان

دو باتین ہین دن ہو رہین دونون کے مقرر
تم آؤ گے کس دن مجھے بلواؤ گے کس دن

دیکھا ہے کسے راہ مین ہمنے کہ نہین ہوش
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین گھر بھول گئی ہین

ساقی مین تری نرگسِ میگون کا مست ہون
توبہ کا نام لین مرے دشمن بہار مین

سخت جان مجکو سمجھ کر قتل وہ کرتا نہین
میرے مرنیکی جگہ ہے یہ کہ مین مرتا نہین

زہے نصیب خوشا بخت اگر قیامت مین
گناہگارون مین تیرے شمار ہم بھی ہون

جوشِ جنون کا اب کوئی سامان ہی نہین
وہ ہاتھ ہی نہین وہ گریبان ہی نہین

خم کے خم صاف جو کر جاتے تھے دو باتو مین
ذکرِ خیر آجتک اُن کا ہے خرابا تون مین

ہدفِ تیرِ مژہ کر کے وہ کہتا ہے امیر
تیر کسنے ترے سینے پہ لگائے دیکھون

تاب و طاقت تو مری رہگئی کوچے مین ترے
گھر تلک اپنے مین اب جاؤن تو کیونکر جاؤن

خطِ طویل یار کو مین نے لکھا مگر
مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین

معشوق ہو حسین کہ ساقی ہو نازنین
دلمین مزہ نہین تو کسی مین مزا نہین

باطن کو دیکھیے تو سراپا فریب و مکر
ظاہر کو دیکھیے تو وہ کچھ جانتے نہین

رکھتے نہ تھے چمن مین جو پاؤن فرشِ گل پر
تیری گلی مین اب وہ کانٹون پہ لوٹتے ہین

ڈھیر ہین سایۂ اشجار مین کچھ مٹی کے
اور کچھ ہمکو خبر گورِ غریبان کی نہین

نیند آنے کا نہین اب کوئی سامان امیر
نہ وہ زانو ہے نہ بازو تہِ سر کچھ بھی نہین

وہ مستِ شراب پھر رہے ہین
ہم مفت خراب پھر رہے ہین

خاک جو لپٹی ہوئی آتی ہے محمل سے تری
ہے یہی مجنون اب اے محمل نشین مجنون کہان

چاشنی عشق کی جس روز سے چکھی ہے امیر
تلخ باتین لبِ شیرین سے مزا دیتی ہین

اُٹھ گئے سب ہمنفس کس کس کا یارب غم کرون
قیس کو رؤون کہ مین فرہاد کا ماتم کرون

شام سے روز سر جو دُھنتا ہون
شمع کی سرگزشت سُنتا ہون

انسان حسین کیسے پریان یہان کہان ہین
مٹی کی مورتین ہین چینی کی پُتلیان ہین

تم تو مرے سوال کا دیتے نہین جواب
مجھسے جو کوئی پوچھے تو مین کیا جواب دون

طرزِ نالہ وہ بتادو جو ہو صیاد پسند
اے اسیرانِ قفس تازہ گرفتار ہون مین

عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین

باغبان تو ہی کسی شاخ پہ بٹھلا دے مجھے
بے پروبال ہون مین طاقتِ پرواز نہین

حضور یار مجھے عرض حال کرنا ہے
کرے قبول تو ناصح کو مین وکیل کرون

کھپ گئین دل مین اگر پلکین نکیلی زاہدا
سیکڑون پڑجائینگے رخنے ترے ایمان مین

ممکن ہے بے زری مین مین صبر الخدا کرون
فرمائشین جو یار کرے اُسکو کیا کرون

نہ عارض نہ زلفِ صنم دیکھتے ہین
خدا دیکھتا ہے جو ہم دیکھتے ہین

کون گلگشت کو بازار مین آیا ہے کہ آج
مشورے ہوتے ہین یوسف کے خریدارون مین

اے عمر رفتہ کہدے یارانِ رفتہ سے تو
بچھڑے ہوے تمہارے تمکو پکارتے ہین

دیکھا تھا دل نے جب سے تیری آن بان کو
ہم صبر کر چکے تھے اُسیدن سے جان کو

کھاتے ہو قسم نہین مین عاشق
صورت تو امیر اپنی دیکھو

روتے ہین ترے مریض پہرون
چھاتی سے لگاکے دردِ دل کو

کی خط مین نے دیا وصل کا تمکو جو پیام
تذکرہ کرکے زمانے سے پشیمان نکرو

نرگس کی آنکھ سوے زمین بے سبب نہین
ہے خفتگانِ خاک پہ حسرت بہار کو

کنگھی جو کر رہے ہین وہ بالون مین بار بار
رگ رگ سے کھینچتا ہے کوئی میری جان کو

بکنے دو ناصح جو بکتا ہے امیر
تم بھی چپ بیٹھے ہوئے باتین سنو

تم دہن کو نہ کبھی اپنی کمر کو دیکھو
دیکھتے ہین جو اہنین انکی نظر کو دیکھو

جان سے اپنی ہم تو درگذرے
قتل مین تم بھی درگذر نہ کرو

جگاتا ہون مین کب سے تم وزا کروٹ نہین لیتے
اُٹھو اے خفتگانِ خاک کیسی نیند سوتی ہو

کہے دیتے ہین غیر کے گھر نہ جاؤ
اگر جاؤ تو گھر کے اندر نہ جاؤ

فصلِ گل آنیسے پہلے پھنسگئے ہم دام مین
ہائے کیا کیا دل مین تھی سیر چمن کی آرزو

نہ نیستی مین نہ ہستی مین ہے یہ نفس وجود
مٹے امیر یہ جھگڑا کہین مٹا بھی مجکو

عارضی حُسن ہے اس سے بہت الفت نکرو
یہ مسافر ہے مسافر سے محبت نہ کرو

نماز یوں مجھے ناحق امام کرتے ہو
نہین مین ہوش مین تم سب الگ الگ پڑھ لو

لکھا ہے خط مین اُسنے یہ مجھ بدنصیب کو
انشا کا عہدہ ہم نے دیا ہے رقیب کو

کوئی برچھی کا وار ادھر بھی ہو
میری حسرت پہ بھی نگاہ کرو

جو بیقرار بہت دیکھتا ہے مجکو وہ بُت
تو ہنسکے کہتا ہے صاحب خدا کو یاد کرو

بیان کرتا ہون اس منہ لیسے مین ای پری تیری ادانکو
لپٹ کی کرتی ہے پیار پہرون زبان مین کو دہن زبانکو

پہلے تو آرسی مین منہ اُسنے اپنا دیکھا
پھر مجھ سے ہنسکے بولا کیا مانگتے ہو بولو

آہ کس حسرت سے لیلےٰ نے کہا ہنگام نزع
سونپے جاتی ہون تجھے ای بیکسی مین قیس کو

میری حیرت پہ عبث ہو اس قدر حیران تم
صاحب آئینے کو اپنے آگے رکھکر دیکھ لو

بھرنے پر آچلے ہین ہمارے جگر کے زخم
تم زلفِ مشکبو کے ذرا پیچ کھولدو

وصل مین پوچھتا ہے وہ مجھ سے
اِس قدر بے حواس تم کیون ہو

مین نے کہا جو یار سے مجکو بھی قتل کر
بولا جنون ہوا ہے تمھین جا کی فصد لو

کل کی منزل سے مگر آجکی منزل ہی کڑی
خار ٹھہرا کے جو کہتے ہین ذرا دم لے لو

لب جان بخش سے اپنے ذرا تم
کبھی ہم مرنے والون کو بھی پوچھو

کون سمجھائے جفا پیشہ دل آزارونکو
اِک نظر دیکھ تو لو آنکھون کے بیمارونکو

کرتے تو ہو سوال امیر اُس سے حشر مین
کچھ تسلی دلِ زار تو کرتے جاؤ
امیر دل نے کہا مجھ سے سُنکے ناصح کی
وہ عکس سے آئینے مین کہتے ہین بگڑ کر
حقیقت درد و بیدردی کی اُسدم آشکارا ہو
ہمارے تمہارے تکلم بھی ہو
نیند اُچٹ جائیگی تم میری کہانی نہ سنو
نہین ہے دل مرے پاس اب تم اور گھر دیکھو
بگڑ کے اُسنے کہا بعدِ ذبح کشتون سے
نمک بھی تو زخمون پہ چھڑکو ذرا
سوزِ دل چہرے سے عیان ہے امیر
تقویٰ کہان کا جام پہ چلے آج زاہدو
ہو لینے دو اسے جان ذرا روح کو رخصت
شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
جہان دیکھا پھرا تیری نظر کو
بتو اُبھار کو جوبن کے کیا چھپاتے ہو
تب مزا ہے بادہ خواری کا امیر
وصل کی شب اُنہین شرم آتی ہے ہمچشمون سے
اسی ادا سے جو تو آئے گا تو روزِ جزا
زخم سلوانے کی یارو ابھی جلدی کیا ہو
خون کچھ دینے لگی ہے میری قبر

اور اُسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو
تم نہ آؤ مگر اقرار تو کرتے جاؤ
تم اپنا کام کیے جاؤ اُسکو کہنے دو
کیون سدِ سکندر کے اُدھر جا کے چھپے ہو
ہمارا دل تمہارا ہو تمہارا دل ہمارا ہو
مزا ہے کہ روزِ جزا تم بھی ہو
اور جو سُنتے ہو تو پھر میری زبانی نہ سنو
ہو یقین تو پہلو کو چاک کر دیکھو
تڑپ تڑپ کے لہو مین ڈبو دیا مجھکو
دمِ ذبح لب پر تبسم بھی ہو
پیار کس شعر کو کرتے ہو
خرقے اُتار اُتار کے بھٹی مین جھونکدو
ٹھہرو مرے پہلو سے ابھی تیر نہ کھینچو
آگ مین رکھکے پھونکدے تمکو
جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو
خدا کی دی ہوئی دولت کو کیون چراتے ہو
سامنے ساقی بغل مین یار ہو
دستے نرگس کے جو ہین اُن کو کناری رکھدو
ملیگی اُلٹی سزا تیرے داد خواہون کو
پہلے کچھ میرے تڑپنے کی تو تدبیر کرو
کوئی چٹکی خاک اٹھا کر ڈال دو

بسملون پر رحم کھاکر اُسنے کہتی ہے قضا
ان گنہگارون کے حق مین جلد کچھ ارشاد ہو

نہ اس سے ڈر ہے نہ اُسکی ہوس کبھی مجھکو
نہ غم کا غم نہ خوشی کی ہے کچھ خوشی مجھکو

آئے اول تو وہ کب پاس مرے محفل مین
اور جو آئے بھی تو مجلس سے اٹھائے مجھکو

آئے جو زبان پہ شکوہ یار
ہم کاٹ کے پھینکدین زبان کو

کب مین کہتا ہون مجھے لے یار تو الفت سے دیکھ
مین تجھے حسرت سے دیکھون تو مجھے حیرت سے دیکھ

ساقی مین کب سے لوٹ رہا ہون خمار مین
اِک جام ادھر بھی ساقیِ کوثر کا واسطہ

طائر رنگِ حنا ہون چمنِ ہستی مین
زندگی موت ہے میری مری صیاد کے ہاتھ

مرے مزار پہ آیا جو وہ بُتِ گمراہ
تڑپ کے روح نے آواز دی کہ بسم اللہ

اب نہ اُسکا رخ نہ خط و خال دیکھ
اے دلِ بیتاب اپنا حال دیکھ

غریب عاشقون پر رحم کھاکے بولے وہ
غریب انکو نہ سمجھو بڑے شریر ہین یہ

حرم والون سے یہ قولِ صنم ہے
قدیمی گھر ہمارا بھی حرم ہے

اُس سے تنہائی مین تو لپٹا ہون
ڈر ہے چھاگل کہین پکار نہ دے

کھلتا نہین کہ اُسکے کوچے کا کیا پتا ہے
مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھسے پوچھتا ہے

چور نشے مین یارِ بد خو ہے
اب لپٹ جائیے تو قابو ہے

شبِ فرقت تو مرا کام ہی کرجائیگی
وصل کی رات نہین ہے جو گزر جائیگی

برباد کر دیا ہے وحشت نے دلکی مجکو
پہلو کا رہنے والا جنگل مین جا بسا ہے

صاف دل ہین ہم آئینے کی طرح
جس سے جو بات ہے وہ بررو ہے

کچھ رنج ہے دنیا مین تو کچھ ہمکو خوشی ہے
آنکھون مین جو آنسو ہین تو ہونٹون پہ ہنسی ہے

یہ وجہ ہے جو جمع رہا کرتی ہے خلقت
مرقد پہ مرے یار کی تصویر لگی ہے

تھا جو کل تک کسی کے زانو پر
آج وہ سر ہے اور زانو ہے

کبھی منھ کھولکر نہ دکھلایا
لن ترانی ہی لن ترانی ہے

دل مرا کہدو کہ وہ شوخِ ستمگر پھیر دے
اے شبِ فرقت عجب اندھیر کی یہ بات ہے

نزع مین یار سے رخصت بہ مجھے ہو لینے دے
دیکھتی ہین جب اُسے آنکھین تو کہتا ہے یہ دل

بسملون سے بھی ناز اُٹھوا ہے
اُٹھتا نہین دل سے مرے بارِ غمِ فرقت

سویا ہون شبِ کوچ جرس سے مین یہ کہکر
کعبے نہ جاے جو وہ نہ پہنچے خدا تلک

اِک مست کا خیال جو ہنگامِ خواب ہے
آسان نہین ہے دام سے دنیا کے چھوٹنا

جوبن اُبھار پر ہے چمن کو نہ جائیے
لیلیٰ کی طرف پھر نہ کرے مُنہ کبھی مجنون

ملتا نہین مزاج جو سوسن کا اے صبا
کون کہتا ہے کہ الفت مین ہمین راحت ہوئی

ہاتھ پھولون کو لگایا مین نے کب اے باغبان
مین خار ہون اے برق جلاتی ہے مجھے کیا

کیا رہیے اِس چمن مین افسردگی بڑی ہے
خانہ بردوش ہر شرابی ہے

نہ واعظ ہجو سے کر ایکدن دنیا سے جانا ہے
برستی ہے اُداسی چھا رہی ہے بیکسی غافل

جب کہے شبِ وصل چلو سو رہین اب جان
دل نہ پھیرے تو مری گردن پہ خنجر پھیر دے

ساری دنیا مین تو دن اک میرے گھر مین رات ہے
ضبط سے کہدو کہ دل کھو کے رو لینے دے

دیکھیے یہ دیکھنا کیا کیا دکھاتا ہے مجھے
ہاے انداز میرے قاتل کے

اے جانِ حزین تو بھی ذرا ہاتھ لگا لے
پیدا جو سحر ہو مجھے غُل کر کے جگا لے

زاہد خدا کے گھر کی یہی ایک راہ ہے
جھوکون مین نیند کے مجھے کیفِ شراب ہے

یہ اک بڑے حکیم کا باندھا طلسم ہے
بادِ صبا لگاے گی چوری انار کی

مجنون کو جو لیلیٰ تری تصویر دکھا دی
مستی ہے شاید آج عروسِ بہار کی

پیٹنے رونے تڑپنے سے کہان فرصت ہوئی
یان گریبان چاک کرنے سے کہان فرصت ہوئی

گلچین ہین ہزارون کسی گلچین کو جلا دے
ہر شاخِ گل کے نیچے بلبل مری پڑی ہے

کیا خرابات کی خرابی ہے
ارے مُنہ ساقیِ کوثر کو بھی آخر دکھانا ہے

بصیرت ہو تو عبرت کا محل قصرِ فریدون ہے
جھنجلا کے وہ کہتے ہین ابھی رات پڑی ہے

نخچیرون نے یخنتِ جگر اُس مین پروئے
ہنس ہنس کے رلایا ہے بہت زخمِ جگر نے
آ بنی ہے جان پر قیامت ہے
فرقت مین مجکو موت ٹھکانے لگا گئی
آج اُمید صبح ہونے کی
مژگان تر سے جان تسلی سی پا گئی
قاصد ہمارا نام تو لینا نہ یار سے
دامنِ گل نسیم چاک کرے
غیر کی بھیجی ہوئی مسّی اُلی تم نے ضرور
ہون وہ بلبل جب مرے دلکی کلی مرجھا گئی
جان نثارون کا اِس قدر ہے ہجوم
زور ہے اب یہ ناتوانی کا
ہے قصد کہ دل کعبہ نشینو نکے چُرائے
خط مرا پھینک کے مجھپہ یہ کہا قاصد نے
مرتے ہین بندگانِ خدا کچھ نہین خیال
چاہت نئی نئی ہے محبت نئی نئی
مین حرتِ ناشنوا سے کیونکر کہون امیر
کسی واماندہ و حسرت زدہ کو یاد کرتا ہے
مائلِ جور جو وہ زلفِ دوتا ہوتی ہے
کرون اک نالہ دل مین یہ ٹھنی ہے
یہ سمجھ سے ہے تو مری جان سنے کی کیونکر

جو تیر ہے سفاک کا پھولون کی چھڑی ہے
ادچھی کوئی قاتل کی جو تلوار پڑی ہے
آج پہلو سے دل کی رخصت ہے
کیسے نصیب جاگ اُٹھے نیند آگئی
حضرتِ دل یہ شامِ فرقت ہے
کانٹون کی اوس پیاس ہماری بجھا گئی
کہنا کسی کی جان ہے ہونٹون پر آگئی
بلبلو تم کو کچھ بھی غیرت ہے
ورنہ کیون غم کی گھٹا دلپر ہمارے چھا گئی
اک سرے سے سارے پھولون پر اداسی چھا گئی
تیغ مقتل مین چل نہین سکتی
دل سے حسرت نکل نہین سکتی
تاکا ہے بڑے گھر کو تری وزدِ حنا نے
وہ بھی ہو آپ پہ عاشق تو یہ گھر آ دیکھے
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے
دو چار دن تو ضبطِ فغان بھی ضرور ہے
سنتا ہے میرے حق مین وہ سارے جہاں کی
سنو اے قافلے والو جرس فریاد کرتا ہے
سو بلاؤن مین گرفتارِ بلا ہوتی ہے
اکہ اب تو جان ہی پر آ بنی ہے
مین نے حال اپنا کہا تم اُسے شکوا سمجھے

بلبل کی آنکھ گل پر قمری کی سرو پر ہے / نرگس سے کوئی پوچھے تو کسکو دیکھتی ہے
قاتل سمجھ کے تیر کو سینے سے کھینچنا / ناوک کے ساتھ ساتھ کسی کا جگر بھی ہے
عجب ادا سے تمہاری نگاہ پھرتی ہے / چھری گلے پہ مرے بیگناہ پھرتی ہے
کرونگا بت کی زیارت بھی اب تو حج کو چلون / حرم سے دیر کی جانب بھی راہ پھرتی ہے
وصال مین بھی یہان پیچ و تاب رہتا ہے / اُدھر حجاب ادھر اضطراب رہتا ہے
یہ ہے شوق جانیکا کوچے مین تیرے / کبھی ہم ہین آگے کبھی سایہ آگے
ہوے جو ذبح بڑے پیچ و تاب سے چھوٹے / تمھین ثواب ہوا ہم عذاب سے چھوٹے
ساقی ترے ہجر مین ہے یہ ضعف / توبہ نہین ہم سے ٹوٹتی ہے
پھر نہ کہنا امیر کو لاؤ / اب وہ تیری گلی سے جاتا ہے
جا سے آرام سمجھ کر مین یہان آیا تھا / دل کے ہاتھون سے لحد مین بھی تڑپتے گزری
محفلِ عیش ہو یا مجلسِ غم دونون مین / شمع کو روتے پتنگونکو تڑپتے گزری
دل جو بے اختیار روتا ہے / کسی حسرت کا خون ہوتا ہے
اللہ رے گرمیان مرے معشوق کی مہر / آیا خیال دل مین تو اک آگ لگ گئی
بے شبہ کنج قبر ہے جا سے سکون مگر / کیسا سکون جب دلِ بیتاب ساتھ ہے
مین تو روتا ہون اپنی قسمت کو / تو بتا ابر کس کو روتا ہے
جہان ہم ہونگے آفتین عشق کی اُس گھر مین آئینگی / یہان پریان جلاتی ہین وہان حورین جلائینگی
رہا جاتا نہین بے عشق دو دن / ہمین بیمار ہونے کا مرض ہے
ہجر کا دن نہین ہے داخلِ عمر / عمر تو وصل تک تمام ہوئی
یہ دن فراق کا کیون دیکھتے ہین جو کے / شبِ وصال کے ہمراہ ہو لیے ہوتے
ندیان بہ گئین کشتون کے لہو سے قاتل / تیری تلوار مگر خون کی پیاسی ہی رہی
اک ذرا پردۂ محمل کو اُٹھا دے لیلیٰ / پھر کوئی حالتِ بیتابیِ مجنون دیکھے

سبب پوچھو نہ کچھ رونے کا ہمسے
یہی جانو کہ رونے کا مرض ہے

اللہ رے طولِ نامہ کہ کہتا ہے نامہ بر
اس بوجھ اُٹھانے کو کوئی مزدور چاہیے

کبھی چھا نکا تو ہوتا آکے یہ کیا جی مین آئی تھی
عزیزون نے مری تربت مین جالی کیون لگائی تھی

فرقت مین یہانِ غم کیا کرون امیر
ٹکڑے ہین کچھ جگر کے سو وہ بھی جلے ہوئے

دل بیکلے ملاتا ہے ڈھٹائی سی جو آنکھین
ظالم نہ سہی رحم حیا بھی نہین آتی

نہین اُڑتے ہین پتے ایکبون اشجارِ گلشن کے
یہ کچھ پرزے گریبان کی ہین کچھ پرزے ہین دامن کے

کہا مجنون نے شاید ناقۂ لیلیٰ ادھر آئے
ہین اس امید پر چُنتا ہون کانٹے ان بیابان کے

پی کے مے بیٹھے وعظ سننے امیر
یہ بڑی تم نے ہوشیاری کی

گشتہ ہون مین فراق کا اکسیر کیا کرے
تقدیر مین شفا نہین تدبیر کیا کرے

اُٹھا کر نہ پھر آنکھ غیرونکو دیکھو
جو ہون چار آنکھین ہماری تمہاری

دہن تک آ نہین سکتا ہے دلکی تنگی سے
دھوان جگر کا بھی کچھ دل ہی مین گھٹتا ہے

کیون سوے کمر ہاتھ بڑھاتے ہو وہ کاکل
لیلیٰ کبھی مجنون کی بلائین نہین لیتی

ذکر اُس شوخ کا آتا ہے تو اللہ ری تڑپ
مُنہ کو آتا ہے جگر بات نہین کیجاتی

تمہاری سی صورت سہی حورونکی اچھا
یہ باتین کہان پیاری پیاری تمہاری

غنی ہین جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے
فقیر عشق مین ہم کیا ہوے امیر ہوئے

دیکھا جو تڑپتے ہوئے مجکو تو وہ بولے
اس درد سے اچھا ہے یہ بیمار جو مر جائے

جو ہوش مین بھے مجھے لانا ہے دوستو منظور
کہو کہ تجکو ترے یار نے بلایا ہے

کرتے ہو جو تم امیر کو قتل
اِتنا تو کہو گناہ کیا ہے

کہتا ہے سر بزم وہ بُت کھولکے گیسو
لینا ہو جسے دل کو وہ پہچانکے لیجائے

دکھلایا روزِ ہجر شبِ وصل نے امیر
وہ رات اگر نہ آتی تو یہ دن نہ دیکھتے

وہ سُنتا نہین حالِ دل اے امیر
کہانی ہی کب تک کہا کیجیے

سوکھے ہوئے دو چار کہین پیڑ کھڑے ہین
کیا وقت نکالا ہے رنجش کا بھی ظالم نے
ابھی امیر کو صاحب برا بھلا نہ کہو
جب کہا مین نے مری قتل مین اب دیر ہی کیون
تو پھرا ہے بہت اے پیرِ فلک سچ کہنا
داد دیتے کہ نہ دیتے دلِ فریادی کی
نہ پوچھو اضطراب و ضبط کا حال
سارا بدن پڑا ہے کچھ بھی کہین نہین ہے
اچھی نہین ملامت ہر وقت کی یہ ناصح
خیر تم پر نہین ہے زور اپنا
برباد نکر جو کچھ خبر ہے
یان زخم سے لذتِ جگر ہے
نہ جانے کے تھے اس گلی سے بہانے
ہو گیا کیا تجھے الفت مین امیر
دو گھڑی آپ کا ہنس ہنس کی لگاوٹ کرنا
دردِ دل کیون نہ سمجھے جان سے بڑھکر ہو عزیز
سینۂ مرغِ خستہ نے جلکر یہ کہا گلشن مین
حال سننے کو وہ آئے ہین مگر کون سے کہیے
جب دلِ پژمردہ پہلو سے مری نکلا امیر
جواب دینے مین آئے نہ کیون حیا ان کو
ہمنشین ان سے جو کہتے ہین کہ مرتا ہے امیر

اب جاؤن مین گلزار مین کیا آگ لگانے
جب خوب سنورتا ہے تب مجھ سے بگڑتا ہے
برے بھلے کا تو صحبت سے حال کھلتا ہے
بولے وہ اپنی خوشی آپ کو جلدی کیا ہے
مجھسا بیکس بھی زمانے مین کہین دیکھا ہے
کان رکھ کر کبھی سنتے تو کہ کیا کہتا ہے
جگر آ کے منہ تک بھر گیا ہے
رہتا ہے ہاتھ دل پر جو مال ہی یہین ہے
انسان کی طبیعت قابو مین ہی نہین ہے
مر مٹین گے یہ اختیار تو ہے
اے بت یہ دل خدا کا گھر ہے
احباب کو فکرِ بخیہ گر ہے
نہ اب ضعف ہمکو نہ بیطاقتی ہے
ابھی روتا تھا ابھی ہنستا ہے
رنج برسون کا مرے دل سے مٹا دیتا ہے
اٹھکے محفل مین تری مجکو بٹھا دیتا ہے
کہ انہین تازہ نہالون مین کبھی ہم بھی تھے
کہ تڑپ دل کی تو دم ہی نہین لینے دیتی
جستجو مین تمھین پیچھے پیچھے ساتھ دلی ملتی
سوال کرنے مین جب مجکو شرم آتی ہے
کہیے کب تک وہ غریب اب یہ مصیبت دیکھے

کہتے ہین وہ اجی عاشق کہین ہوتے ہین غریب
پاس جا بیٹھے پھر انکی کوئی غربت دیکھے

قبر پر جب وہ حور آتا ہے
چھن کے جالی سے نور آتا ہے

بُت بن گئے ہم امیر آخر
یہ یاد صنم کی انتہا ہے

کتنے آرام طلب ہین ہم بھی
سایۂ تیغ مین نیند آتی ہے

دل جسے لوگ سمجھے ہین وہ امیر
حسرت آباد نام اک گھر ہے

مدتون کھینچا ہے قشقہ ان بتون کے عشق مین
شرم آتی ہے خدا کے سامنے جاتے ہوئے

پڑا ہے تفرقہ ایسا فراق یار مین باہم
نہ دل ملتا ہے پہلو کو نہ پہلو دل کو ملتا ہے

کیا کہین عشق مین کیا ملتا ہے
بُت کے ملنے سے خدا ملتا ہے

چھوا جو انکو تو بولے وہ گالیان دیکر
کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلتی ہے

اپنی جان پر دغا پائی
دل لگانے کی یہ سزا پائی

شرم کی سب ہے یہ خورشید لقا لیتا ہے
آئینہ دیکھ کے چہرہ کو چھپا لیتا ہے

حلال کرکے مرے ہمصفیرون کو صیاد
لہو بھری ہوئی چھریان مجھے دکھاتا ہے

ہے وصل مین راحت نہ جدائی مین الم ہے
آنے کی نہ شادی نہ گئے کا مجھے غم ہے

دل بیتاب شب وصل تو دم لینے دے
ہجر کی رات تڑپنے کے لیے کیا کم ہے

ہم تڑپتے ہین پڑے سارا جہان سوتا ہے
اے شب ہجر یہ کسدن کا عوض ہوتا ہے

کیون جاؤن مین سوے کعبہ اے شیخ
بتخانہ مین کیا خدا نہین ہے

نشان پایا نہ اپنے یوسف گم گشتہ کا ہم نے
ہزارون قافلے چھانے ہزارون کاروان ڈھونڈھے

ہاے غم سے بھی جی نہین بھرتا
برکت اُٹھ گئی زمانے سے

کیا جانین ہم کہ ہنسنا کہتی ہے خلق کسکو
ہمنے جو آنکھ کھولی تو چشم تر ہی دیکھی

کیا یہ بہکاتا ہے ستو نکو تجھے ہوش بھی ہے
جو عطا پاس ہے واعظ وہ خطا پوش بھی ہے

مین نے بوسہ جو لیا زلف کا ساقی نے کہا
صرف مینوش نہین یہ تو بلا نوش بھی ہے

مرا زخمِ دل اس لیے دیکھتے ہین
کہ دیکھین تو تلوار کیسی پڑی ہے

کہتا ہے مجھے دیکھ کے وہ اپنی گلی مین
دیوانے ترا گھر بھی کہین ہے کہ نہین ہے

ہمکو چالین تو لگا لینے کی آتی ہین بہت
یار کے آگے مگر ایک نہین چلتی ہے

گالیون کا وصل مین کیا کام ہے
لطفِ بے ہنگام اسیکا نام ہے

تجکو مجھ غربت زدہ کے حق مین کیا منظور ہے
پاؤن اُٹھ سکتے نہین اور ضعف منزل دور ہے

مے کشو مے آج بے جام و سبو پی لیجیے
محتسب کا چڑھکے چھاتی پر لہو پی لیجیے

الفت مین یون تو اکثر ہم زار زار روے
کل دل پہ ہاتھ رکھ کر بے اختیار روے

مجکو زاہد نہین شراب حرام
تیسرے دن میسر آئی ہے

خاک مین کس کی مل گئی حسرت
خاک اُڑائی جو صرصر آئی ہے

بڑھ جاتی ہے چمن مین اور آرزو تمہاری
جس گل کو سونگھتا ہون آتی ہے بو تمہاری

جو کچھ ترے ہاتھون دلِ خونین پہ ہوا ہے
مہندی ترے ہاتھون کی بیان کرتی ہے تجھسے

دیکھ کر عکس کو آئینے سے کہتا ہے وہ شوخ
تو نے تیلا مری تصویر کہان سے پائی

اب کام اگر نہ آسے تو کب کام آئین گے
کیا بت امیر تجکو خدا سے ملائین گے

طرفہ اقبال بتون کا ہے کہ با اینہمہ ظلم
جسطرف ہو کے نکلتے ہین دعا ملتی ہے

یاد مین زلف و رخ کے میرا حال
صبح کو کچھ ہے شام کو کچھ ہے

اے طولِ زمانہ اسیری
بلبل کہین گل کو بھولتی ہے

اجل کا دور ہے بیدرد عہد مین تیرے
دکانین بند پڑی ہین دوا فروشونکی

داغ پر داغ عزیزون نے دیے ہین ایسے
کہ مرے دل مین نہین جا سے سویدا باقی

سوتا ہون کوے یار مین محشر کے دن مجھے
جھونکے نسیمِ خلد کے آکر جگائین گے

آرام کا اس گھر مین نہ اس گھر مین گزر ہے
دل درد کا گھر ہے تو جگر داغ کا گھر ہے

کافی ہے مجکو چین تمہاری جبین کی
کیون تیغ کھینچتی ہے شکن آستین کی

پارہ دوزی کی دکان سے ہے کہ مرا سینہ ہے
ہر طرف ڈھیر ہین دل اور جگر کے ٹکڑے

خبر انجام سے دیتا ہے پیری مین قدِ پرخم
اشارہ ہے کہ اب تن خاک مین ملنے کو آ پہنچے

ہونٹھون پہ دم ہے لیکن دل مین یہی ہے حسرت
دو حرف اُسکے مُنہ کے سُن لیتے ہم کسی سے

راز کیا عاشق و معشوق کے غیر دیتے کھلین
صلح آنکھون مین ہو آنکھون مین لڑائی ہو جائے

مین نے کہا کہ پھیر دو دل کیا کرو گے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائین گے

وہ غصے مین ہر وقت بھرے رہتے ہین مجھ سے
مین خوش ہون کہ صد شکر توجہ تو ادھر ہے

کہا یہ جھاڑ کے دامن کو اُسنے خلوت مین
یہان بھی خاک کسی خاکسار کی پہنچی

دل جلا کرتی ہین نظارہ بازی دُور سے
ہین تو دوزخ مین مگر آنکھین لڑی ہین حور سے

کانٹون مین وہ ہے پھول ستارون مین وہ ہے چاند
ذرون مین وہ خورشید ہے قطرون مین گہر ہے

نظارۂ قاتل سے مین ہون بے خبر ایسا
کچھ ہوش ہے خنجر کا نہ گردن کی خبر ہے

کیا جانیے وحشت مین کہا کیا انہین مین نے
ہمدم بھی مری آج تسلی نہین کرتے

بچھونا خاک کا ہے اب ترے بیمار کے نیچے
پڑا ہے دیر سے غش سایۂ دیوار کے نیچے

کھنچتے ہی تیغ خوف سے اغیار مر گئے
بگڑا جو یار کام ہمارے سنور گئے

کیا کیا ہوا ہے دل تہ و بالا مین کیا کہون
کوٹھے پہ چڑھ کے آپ جو نیچے اُتر گئے

تھک گئے ہم رہِ طلب مین امیر
کر چلے سعی جتنی قدرت تھی

درازی سُنتے تھے مدت سے ہم روزِ قیامت کی
سو اک چھوٹی گھڑی نکلی ہمارے روزِ فرقت کی

آئی بہار چلکے رفوگر کو چھیڑیے
ہنس ہنس کے چاکِ جیب کے ٹانکے اُدھیڑیے

تھی اپنی جانماز تو مدت سے رہنِ مے
تسبیح رہ گئی تھی سو وہ اب گرو ہوئی

ہون وہ حسرت زدہ کہ در پہ مرے
یاس امیدوار بیٹھی ہے

کہیے نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

امیر اُس بدگمان کے کان تک پہنچے تو پھر کیا ہو
بھری مجلس مین کہتے ہو کہ ہم خالی نہین رہتے

جھک کے ملنے لگا وہ بت ہم سے — اے تری شان کبریائی کی
طور پر جو کلیم نے دیکھا — وہ شرارہ نہ تھا شرارت تھی
جان جاے یار سے جو ہو سو ہو جھگڑا مٹ چکے — لٹے بھی ہو قصہ کہین مقتل مین قاتل آ چکے
تو نے اے یار بے تپاک سے کیسے — کیسے کیسے جوان ہلاک کیے
اک پری وش نے کیا تھا ناز سے مجکو جو قتل — لائین پریان تخت میری لاش اٹھانے کیلیے
تیشے سے کوہکن کے آواز آ رہی ہے — شیرین کے دل پہ الفت چوٹین لگا رہی ہے
مجنون سے کوئی کہدے لیلی غریب کب سے — زانو پہ سر کو رکھے آنسو بہا رہی ہے
پیاس سے پڑ گئے ہین حلق مین کانٹو لاکھون — پھول سے بھر کے کوئی جام پلا دی ساقی
کہان تلک نہ پہنچتی دعا اجابت کو — امیر ہاے ہماری زبان ہی نہ کھلی
کبھی اقرار ملنے کا کبھی انکار کرتے ہو — ٹھہرتے تم نہین اک بات پر دل کس طرح ٹھہرے
انتہاے نشہ مین آتا ہے ہوش — ہوشیاری انتہاے نشہ ہے
وہ جلوہ دیکھ کر جب طور پر موسی کو غش آیا — تو آئی غیب سے آواز دیکھا ہم نہ کہتے تھے
کشتے ہم اس ادا سے بت نازنین کے ہین — کھینچی گئی نہ تیغ تو تیور بدل گئے
کیا دھاک تیرے فتنۂ قامت کی بندھی ہے — آتے ہوے ڈرتی ہے قیامت نہین آتی
جان جاے تو جاے پر اس سے جان — دل کہان تمکو چھوڑ کر جاے
اس چشم مست کا ہے اشارہ ہر ایک سے — آئے تو سامنے کوئی ہشیار ہی سہی
زبان تیغ نہ چاٹے دہان زخم کو کیون — ٹپک رہا ہے مزہ خون سے شہیدون کے
ترحم ایک طرف وہ جفا نہین کرتے — جفا کا وعدہ کیا ہے وفا نہین کرتے
برسون تری تلاش مین ہم مثل گرد باد — آوارہ جنگلون مین پھرے خاک چھانتے
غیر کے ساتھ دغا کر کے وہ مجھ سے بولے — تو جفا دوست ہے اک طرح جفا یہ بھی ہے
منھ پہ غصہ ہاتھ مین تلوار ابرو پر شکن — جان نذر پھر ہو جسے وہ تم سے حال دل کہے

اثر تو دیکھیے قسمت کی نارسائی کا
کہ یار تک مرے مرنے کی بھی خبر نہ گئی

نہ سمجھے تھے خدا کو جب تلک سمجھی تھی ہم سمجھے
جو سمجھے اب تو یہ سمجھے نہ سمجھے تھے نہ سمجھیں گے

دو ہاتھ جب کنارہ ہو دیر اُس میں کیا لگے
ہم پیر کر شراب میں کوثر سے جا لگے

ہر نہالِ تاک میں واعظ وہی انداز ہے
کونسی وہ شاخ ہے طوبیٰ کو جس پر ناز ہے

میری کھیتی ہوئی ہے جب سے سرسبز
برق کیا کیا تڑپ کر آئی ہے

پنہاں جو سوزِ عشق کرے مرد ہے وہی
دل پھک گیا مگر نفسِ سرد ہے وہی

ابھی وہی ہے ہماری شبِ فراق کی شام
ہزار بار جلی شمع اور تمام ہوئی

گیا ہے دیر سے ناخوش امیر آج
خدا ہی ہے جواب کعبے سے آئے

یون جھلکتی نہین مینا مین شراب گلگون
دلِ پرخون کی گلابی یہ عجب عالم ہے

عجب طلسم ہے الفت کہ سامنے اُسکے
بجاے شکوہ زبان سے دعا نکلتی ہے

امیر اُس بت کو دل دیتے ہو کیا شامت تمہاری ہے
کسی پتھر پہ دے ٹیکو جو ایسا تمکو بھاری ہے

ہزار ہون حُسن آدمی مین ہزار ہون خوبیان پری مین
امیر اپنا تو ہے یہ مشرب ادا نہین ہے تو کچھ نہین ہے

دیکھنا قاتل کو ہے تو دیکھ لے
دیکھ بسمل وقتِ فرصت تنگ ہے

ہم ایک ایک سے یہ پوچھتے ہین دنیا مین
کہان سے آئے تھے اب ہم کہان کو جائینگے

آتا ہے خون اب مری آنکھون سے ہمدمو
آنسو کہان یہ آنسوؤن کا نچوڑ ہے

تکتی ہے دمِ ذبح جو بلبل طرفِ باغ
یاد آتی ہے حسرت دلِ آوارہ وطن کی

قاضی آئے کہ محتسب آئے
اب تو ہم میکدے مین آ بیٹھے

کسطرح بنتی ہے اسے مرغِ قفس صیاد سے
دل پھٹا جاتا ہے اپنا تو تری فریاد سے

اُلفت کسی کی نوکِ مژہ سے جو تھی امیر
مر کر بھی اک کھٹک سی رگِ جان مین رہ گئی

کہا جھنجھلا کے اُس نے وصل کی شب
کہ رونے سے کبھی فرصت بھی ہو گی

ہوش جب تک رہا شراب ہی پی
ایک مین ہم بھی اپنے مشرب کے

اب سر بازار کہتے ہین اٹھا کر وہ نقاب
آئینہ دیکھ کے وہ عکس سے فرماتے ہین
غیروں کے حال پر تو بہت لطف ہے تجھے
دو گھڑی سامنے رکھکر اُسے رولین بہراہ
آنکھوں مین تری نہین مروت
بات اپنی اپنے دل ہی مین رہے
لے صنم اللہ والے سیکڑون پیدا ہوے
تم دکھاتے تو ہوا اسیر کا دل
زندگی بھر ساتھ تھی مرنے پہ بھی پھر اٹھے
دیکھنا شوخی کیا پیغام وصل
یہ آئینے مین اپنے عکس سے وہ شوخ کہتا ہی
مرے اللہ مرے اللہ نہ کہہ صرف اللہ اللہ کہہ
پھر رو آنسوؤن کا قحط اگر ہے
نہ کرا سے چارہ گر چاک جگر کو بند بخیہ سے
اپنی کہو گزرتی ہے کسطرح لے امیر
چلے آتے ہین ہم بھی تیرے پیچھے
ساتھ اپنے کچھ نہ لائے تھے نہ کچھ ہم لے چلے
میری دوا شراب ہے مجکو نہین حرام
تو کھینچے گا اُس کی شکل مانی
اب تو آجاؤ دم ہے آنکھوں مین
چھیڑ دون اپنی اسیری کی کہانی نہ کہین

جسنے یوسف کو نہ دیکھا ہو وہ ہمکو دیکھ لے
تم بھی اب آنکھ لڑانے لگے دیکھا دیکھی
ہم پر بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہے
کھینچی ہے تو ہمین تصویر ہمارے دل کی
کب دکھاتے ہو آشنا ہو کوئی
منہ سے نکلی اور پرائی ہوگئی
جب سے اس دنیا مین تم نام خدا پیدا ہوئے
اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے
دیکھنا اے دل رفاقت حسرت دیدار کی
ہجر سے جب آشنائی ہوگئی
کیوں کیا امیر سے تو بیچ مین سد سکندر ہے
یہ ہٹ دھرمی ہے اے زاہد خدا سبکا برابر ہے
اسی دن کے لیے خون جگر ہے
ہوائے کوچہ جانان اسی کھڑکی سی آتی ہے
ہم ہین فقیر لوگ ہماری بھلی کہی
تجھے اے عمر رفتہ کچھ خبر ہے
خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ دنیا سے چلے
زاہد ہو یقین تو قاضی سے پوچھ لے
تو نے کہی اور ہمین سنے ما بنی
نا امید نہ اک نگاہ سہی
منہ لگاتا نہین اس خوف سے صیاد مجھے

اب میری ہڈیاں نہ گھلا گوشت گھل چکا
اے فکر رزق بس کہ یہ حصہ ہما کا ہے

افسوس فکر کچھ نہیں صیاد کو مری
گل کان رکھ کے سنتے ہین فریاد کو مری

وہ لب ساحل نہانے کو جو ہین آئے ہوے
موجین آتی ہین چلی آغوش پھیلائے ہوے

تیغ کھینچے وہ آرہا ہے امیر
دیکھیے آج کس کی آئی ہے

باقی نہ دل مین کوئی الٰہی ہوس رہے
چودہ برس کے سن مین وہ لاکھون برس کے ہے

پوچھو واعظ سے چلکے اے رندو
کیا سزا ہے خلاف گوئی کی

شور محشر امیر کو نہ جگا
سوگیا ہے غریب سونے دے

حل نہیں ہوتا معما بیقراری کا مری
دل تو پہلو مین نہیں یارب تڑپتا کون ہے

بیستون کی طرف آئی ہے تو شیرین سے کہو
اک ذرا تربت فرہاد پہ ہوتی جائے

دنیا سے نہیں زیست مین اُمید رہائی
پھرا ہے اجل کا در زندان پہ ہمارے

دیکھنے وہ جو نہ آے تو نہیں مجکو گلہ
میری حالت ہی وہ اب ہے کہ نہ دیکھی جائے

سودا زدونکو قتل جو زلف رسا کرے
تم اور خوش ہو رنج تمہاری بلا کرے

پا چکے چین تہ خاک بھی ہم کشتۂ عشق
دل بیتاب کو اللہ سلامت رکھے

ابتو آسان ہے کردے مری مٹی برباد
پھر کہان تو مجھے اے باد صبا پائیگی

یاد آگئی جو اُسکے در گوش کی امیر
بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے

نامہ بر یار کے آنے کی نہیں کہتا ہے
ایک بھی بات ٹھکانیکی نہیں کہتا ہے

مقتل ہین وہ ہر گام پہ سو بار گرے ہین
یہ ٹھوکرین کھائی ہین شہیدونکی سرونکی

ہے آج جو سرگزشت اپنی
کل اس کی کہانیان بنین گی

دل مین جو ارمان تھے افسوس یون ہی رہگئے
دل جگر دونون لہو ہو ہوکے آخر بہہ گئے

مجکو نہیں شکایت مقتل ہین اب کسی کی
پیکان نے دلدہی کی خنجر نے ہمدمی کی

تیغ قاتل نے تو ارمان نکالے کچھ کچھ
اب رہی خنجر قاتل سے شکایت باقی

اک عمر ہوئی ترک کیے عشق کا پیشہ — پر آج تلک چہرے کی زردی نہین جاتی

کرتے ہو ڈھونڈ ڈھونڈ کے تم عاشقوں کو ذبح — کتنا تمھین ثواب کمانے کا شوق ہے

قاتل مرے سوا نہ کرے تو کسی کو قتل — اللہ تیرے ہاتھ کو پائے ثبات دے

آزردگی کے خوف سے جی بچا نہ رو سکے — ایسی جگہ امیر سے کیا خاک ہو سکے

رات بھر تڑپا پس دیوار مین تو صبح تک — بولے او خانہ خراب اب اپنے گھر کی راہ لے

حجاب چشم تصور سے غیر ممکن ہے — چھپین وہ لاکھ مگر ہم تو دیکھ ہی لینگے

کل تک تو کچھ کھچی ہوئی رہتی تھی تیغ یار — ہے آج کیا کہ میرے گلے سے لپٹ گئی

شام فرقت مین یہ ہر روز خیال آتا ہے — اے خدا ہم بھی کبھی صبح وطن دیکھینگے

ہنسکے کہتا ہے مرے زخم جگر سے قاتل — کردیے تو نے نمکدان کے نمکدان خالی

ہم جو روتے پر اُتارے ہو گئے — ہٹ سکے سب دریا کنارے ہو گئے

اب تم چھپاؤ مُنہ نہ کرین ہم فغان کو ضبط — جو بات تھی وہ سارے زمانے پہ کھل گئی

حرم سے دیر کو آئے امیر مر مر کے — خدا کے گھر سے پھرے ہم خدا خدا کر کے

مؤذنون کا بُرا ہو جگا دیا مجھکو — ابھی تو آنکھ لگی تھی خدا خدا کر کے

نکلے جب پردیسے تم اللہ رے حفظ — غیب سے آنکھون پہ پردے پڑ گئے

دو دن کی محبت مین جو حالت ہوئی میری — برسون کے مریضون کی یہ صورت نہین ہوتی

تصور مین بھی تو آتا ہے تو سمٹا ہوا اے بُت — چرائی ہے بدن تیری طرح تصویر بھی تیری

مسجد مین بُلاتا ہے ہمین زاہد نا فہم — ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانے نجاتے

امیر اک ذرا دیکھے بھالے ہوے — محبت مین دل کو سنبھالے ہوے

کس شرم بھری آنکھ کی ہے فکر الٰہی — جو سر مجھے زانو سے اُٹھانے نہین دیتی

نہین گلہ وہ اگر میرے دل کا غم نہ سُنے — خدا تو ہے نہین سُنتا اگر صنم نہ سُنے

پتا نہ قیس کا پایا کہین ہزار پھری — تمام نجد مین محمل نشین سوار پھری

وہ رنگ مین نے دکھائے تڑپ کے قاتل کو
کہ موت گرد مرے ہو کے بیقرار پھری

میری نہین تقصیر تری حسرت دیدار
دروازے سے تیرے مجھے جانے نہین دیتی

کلیان نہین پھولون کی یہ دامن مین ہمارے
آلودہ خون کچھ ہین گریبان کے پرزے

جنازے پہ آؤ نہ تم گور پر
کس امید پہ جی سے جائے کوئی

پہونچا ہے نازکی کا یہ رتبہ کہ یار نے
پہنین جو چوڑیان تو کلائی اُتر گئی

ہم فقیرون کو کہان حوصلۂ وصل امیر
مہربان اُسکو جو پایا تو کبھی جا بیٹھے

ہم قتل یون ہوئے نہ کسیکو خبر ہوئی
قاتل کی آستین بھی لہو مین نہ تر ہوئی

ایسی وہ دھڑک کہین ہو سکتی ہے الفت مین امیر
دل بھی پہلو مین رہے یار بھی پہلو مین رہے

دلکی تڑپ یہی ہے تو ضبط امیر کب تک
بے اختیار اکدن فریاد کر اُٹھوگے

ہون مین بیمار محبت کوئی مجرم تو نہین
میرے گھر پر ہے طبیبون کی چڑہائی کیسی

چھپتا ہے دل کا رنگ کہین ضبط آہ سے
حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

کہا یہ اُس نے مجھکو ذبح کر کے
تڑپئے وہ یہ حسرت بھی نہ رہجائے

ہے احسان الٰہی کس دل جلے کا مدفن
اک شعلہ صبح ہوتے اُٹھتا ہے روزیان سے

ضبط دیکھو اُدھر نگاہ نہ کی
مر گئے مرتے مرتے آہ نہ کی

کہو قضا نہ چڑھے بار بار منہ اُسکے
زبان دراز ہے تلوار میرے قاتل کی

ہاتھ ڈالا مین نے دامن پر تو بولے ناز سے
میرا دامن چھوڑئے اپنا گریبان پھاڑ لیجے

بنایا ترے ناتوان کو تو لوگ
کفن رکھ کے تابوت مین لے چلے

آنکھ کس کس سے یار کی نہ ملی
نہ ملی مجھ سے پر کبھی نہ ملی

اور اک بات حسینون کی نرالی سنیے
دیجیے اُنکو دعائین بھی تو گالی سنیے

کیون گٹھڑیان بھری ہین تم نے پیرہن کی
جائینگی ساتھ اُسکے دو چادرین کفن کی

یہ کیا اُٹھائے ہجر مین صدمے ملال کے
جس ناتوان سے لطف نہ اُٹھین وصال کے

ساقی نے مست ہو کے جو کین آنکھیں بیان
جنبش نہین سینے مین ہمارے رگ جان کو
اپنے زخمون کے لیے مشک ہے مجکو درکار
زلفون کے کوڑے باندہ کے مشکین لگائیے
ہجر مین یار تری زلف بسا آئی ہے
پوچھتا مین جو مسیحا کہین مجکو ملتے
آگ سی دلمین پس مرگ بھری رہتی ہے
گرتے افشان سے تمہارے جو ستارے دیکھے
خندۂ گل سن کے کہتا ہے وہ گلرو ناز سے
بے سبب نالان نہین مین یار کے در پہ امیر
بجلی کی طرح پھرتی تھی محفل مین کوندتی
مارتے ہو نہ جلاتے ہو کبھی عاشق کو
خال شب کو رخ روشن پہ تمہارے دیکھے
صبا بھی ہو کے کبھی نامہ بر نہین جاتی
لاکھ بار اُٹھاتے ہے پر جاتا نہین
ہوتی ہے تو صبح جدائی اگر ایسی
اب آرزو زندگی مستعار جاتی ہے
یہ سمجھے ہم جو اُٹھا گردباد صحرا مین
روان ہے نکہت گل کی طرح یہ عہد شباب
جو بیقراری دل اب ہے گر یہی ہوتی
آج تک گور مین لیلی کو نہین صبر و قرار

شرما کے مستی آنکھ کی پردے مین چھپ رہی
قاتل یہ ترے تیر کے پیکان کی کھٹک ہے
بھبھو سے ٹوٹے ہوئے بال جو ہون گیسو کے
تحفا رہین حضور مرے بال بال کے
ہمکو دوزخ مین بھی جنت کی ہوا آتی ہے
درد دل کی بھی تمھین کوئی دوا آتی ہے
گھاس کب تربت عاشق کی ہری رہتی ہے
چاندنی رات مین جھڑتے ہوے تارے دیکھے
چوٹ لگتی ہے مرے دلپر تری آواز سے
آشنا کرتا ہون اُسکو درد کی آواز سے
کیا کہیے وہ نگاہ کدھر تھی کدھر نہ تھی
نہ جفا آتی ہے تمکو نہ وفا آتی ہے
ہم نے یوسف کی طرح خواب مین تارے دیکھے
ہوا بھی اب تو ادھر کی اُدھر نہین جاتی
درد شاید دل مین میرے قید ہے
اللہ نہ دشمن کو دکھائے سحر ایسی
کرو نہ عذر کہ فصل بہار جاتی ہے
کسی کی روح کہین بیقرار جاتی ہے
پلا شراب کہ ساقی بہار جاتی ہے
تو آج تک مری کاہیکو زندگی ہوتی
میرے مجنون مرے مجنون کی صدا آتی ہے

وائے قسمت ہمتو لنگر ہی اُٹھانے مین رہے
اُڑ گئیں موجونکی صورت کشتیان احباب کی

پیشکش کرنا بھی کچھ لازم ہے بسمل کیلیے
سر لگا رکھا ہے مین نے تیغ قاتل کے لیے

مجھی پر چھری تیز ہے ناصحا
کبھی اُسکو جا کر نصیحت نہ کی

بڑا کریم ہے زاہد وہ بخش ہی دیگا
بساط کیا ہے ہم ایسے گناہگارون کی

فصلِ گل آئی ہے یون ہم تم ملین ای گلبدن
جیسے کلیان کھلی ہین شاخون سی سر جوڑے ہوے

تیرے کوچے سے اب نہ گزرین گے
ہم بھی ایسے نہین گئے گزرے

بُت مین نہ وفا کی بات پائی
بے عیب خدا کی ذات پائی

آئی پیری قشقہ دھو زنار توڑ اب ای امیر
کیا اسی صورت سے جائیگا خدا کے سامنے

زاہد وہم سے پوچھو قدر ان کی
بُت ملے ہین خدا خدا کر کے

غش آگیا کبھی کبھی آنکھین بدل گئین
کیا کیا شبِ فراق مین نوبت گزر گئی

دردِ بلبل خدا نہ سنوائے
ہائے گل کی صدا نہ سنوائے

زاہد کہے جو گزرے وہ بت کبھی نظر سے
ساری خدائی صدقے ایک ایک بال پر سے

مجلسِ وعظ مین آنا تو نہ ممکن تھا امیر
ہمکو تھامے ہوے یان دستِ سبو لایا ہے

ہستی و نیستی کا کھلتا نہین ہے عقدہ
آتے ہین کچھ اُدھر سے جاتے ہین کچھ ادھر سے

صبر آتا ہے نہ مجکو نہ اُسے آتا ہے
دلکو سمجھاتا ہون مین دل مجھے سمجھاتا ہے

میرے بالین پہ آکے بولی اجل
اُٹھیے سرکار نے بُلایا ہے

کیا غمِ عشق جان سے کم ہے
غم ہے جان کا کسے غم ہے

اِک کنارے پڑا ہوا ہے امیر
کچھ تمہارا غریب لیتا ہے

دل نے کہا جو یار سے لپٹا مین وصل مین
اے شوقِ وصل ہان کوئی ارمان رہ نجائے

مین تو سب اپنے کام خدا ہی کو سونپ دون
لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے

شیخِ حرم کا مشرب مین خوب جانتا ہون
لب پر صمد صمد ہے دل مین صنم صنم ہے

جانا اگر حرم کو ہے منظور اے امیر
تو میکدے سے راہ ہے سیدھی لگی ہوئی

سو رہا پھیر کے مُنہ یار شبِ وصل امیر
واہ کیا طالعِ خوابیدہ نے کروٹ بدلی

مُسکرائے وہ اِس ادا سے امیر
مین تو سمجھا کہ اب گری بجلی

ہم جسکے غم مین مرتے ہین اُسکو ابھی تلک
یہ بھی خبر نہین ہے کہ بیمار کون ہے

خواب مین تھا وصل اب اُس سے جدائی ہوگئی
آنکھ میری کیا کھُلی تقدیر میری سوگئی

اُسکو بھی ہجر مین نہ ہماری خبر رہی
کمبخت موت آج کہان جا کے مر رہی

بیٹھے جو میرے سینہ پہ خنجر وہ کھینچکر
سمجھا مین آئے ہین مرے ارمان نکالنے

جا کر کہین گے حُسن کے بازار مین امیر
ہم دل کو بیچتے ہین خریدار کون ہے

آپ سے بلبل نکلتی ہے کہین گلزار سے
بیکسی ہمکو لیے جاتی ہے کوے یار سے

چمن مین مری خاک اگر جائے گی
تو بلبل ندامت سے مرجائے گی

ترے بس مین ہے بوے گل اے نسیم
جدھر جائے گی تو اُدھر جائے گی

ندیکھا تونے اے لیلیٰ کبھی چشمِ محبت سے
ہرن جا جا کے آنکھین ملتے ہین مجنون کی تربت سے

نقش تربت سے ہون آفت مین امیر
مٹ چُکے پہ بھی کہین جھگڑا مٹے

دشتِ فرقت مین پڑی ہے مجھپہ کیا مشکل کڑی
دن بہت کم رہگیا ہے اور ہے منزل کڑی

پاس یکتائی کا اُس شوخ کو ایسا ہے امیر
گھر مین ہو آئینہ تو گھر کی طرف مُنہ نہ کرے

سمجھائین مجکو ناصح لیکن ذرا سمجھ لین
وحشت کی مین بھی لونگا مجکو جنون بھی ہے

بیخودی یار کا پتا دے گی
بے نشانی نشان بتا دے گی

بیٹھے جاتے ہین وہ ہار یاسمین کی بوجھ سے
اُٹھ نہین سکتی کلائی آستین کے بوجھ سے

کیا مجھی کو دیکھکر حیرت ہوئی
دیکھو آئینے کی کیا صورت ہوئی

بولے وہ شبِ وصال مجھ سے
اِس شوق کی انتہا بھی کچھ ہے

ترے کوچے مین ہین سب سر بکف پر فرق اتنا ہے
کوئی ہے دو قدم پیچھے کوئی ہے دو قدم آگے

منہ سے جو آہ نکلی وقتِ وداعِ قاتل
بولا کہ تیر مارے تب آفرین نہ نکلی

دل نہ بازار مین مہنگا ہی نہ سستا چھوٹے
کھو ہی جائے کہین کمبخت کہ جھگڑا چھوٹے

وشت وحشت مین آدمی کیا
سیکڑون کوس جو گئے نہ ملے

ہم سے مجنون کو سرمے کی طرح
تیری چتون نے لگا رکھا ہے

دل جو تڑپا تو آنکھ کیون نہ روئی
بیٹھے بیٹھے اسے یہ کیا سوجھی

مکان سے سوے لامکان لیگئی
یہ وحشت کہان سے کہان لیگئی

کوئی امیر ترا دردِ دل سنے کیونکر
تو ایک بات کہے اور دو گھڑی روئے

وصلِ دل کھولکر ہوا نہ نصیب
تو ملا تو کمر تری نہ ملی

چڑھ کے منبر پہ ہجو سے واعظ
اور جو منہ سے کوئی حسرا باقی

آنسو تو بہاتا ہون مگر ڈر ہے یہ مجھکو
دھو جائے نہ تن سے کہین خاک اُسکی گلی کی

وصل کی گل سے کوئی راہ تو نکلے صیاد
بیچ ہی ڈال مجھے ہاتھ کسی گلچین کے

محنتین کس کس سے لین قاتل تر دنخچیر نے
چلّے کھینچے تیر نے سجدے کیے شمشیر نے

دردِ دل کہیے تو کہتا ہے وہ شوخ
ایک ہی تم کو کہانی یاد ہے

مشتاق بوے زلفِ رسا کا دماغ ہے
تیر ابھی اسے امیر بلا کا دماغ ہے

چاک چاک ایسا ہوا دستِ جنون کے پیرہن
کچھ نہین کھلتا گریبان کون دامن کون ہے

شریکِ درد نہین کوئی بڑھکے آنکھو نسے
کہ ایک روتی ہے جب دوسری بھی روتی ہے

آستین یار نے چڑھائی ہے
وقتِ تقدیر آزمائی ہے

کس نگہ سے تم نے دیکھا تھا امیر
روتے روتے انکو ہچکی لگ گئی

جنبش ہوئی جو نوکِ مژہ کو وہان امیر
اک پھانس سی یہان مری دلمین کھٹک گئی

تو وہ بت ہے کہ تجھے ساری خدائی چاہے
بندہ اللہ سے کس کس کی بُرائی چاہے

آنکھ ابھی یاد مین اک گل کی لگی ہے میری
دو گھڑی مجکو نسیم سحری سونے دے

کہا جب اے صنم جلوہ دکھا دے
تو وہ بولا کہ یہ دولت خدا دے

پوچھا نہ جنسِ دل کو بازار مین کسی نے
سو بار لیگئے ہم سو بار پھیر لائے

ضعف کی کچھ کہی نہین جاتی
سانس بھی اب تو لی نہین جاتی

راتون کو کہا کرتا ہے بلبل سے یہ صیاد
ظالم تری فریاد تو سونے نہین دیتی

چھڑک کر میرے زخمون پر نمک قاتل یہ کہتا ہے
نمک سے پاٹ دون مین آج میرا دل یہ کہتا ہے

لگاؤن دور سے تلوار وہ قاتل یہ کہتا ہے
لپٹ جاؤن مین جوہر بن کے میرا دل یہ کہتا ہے

زبانِ شمع کہتی ہے کہ مین تجکو جلا دون گی
مین کب ٹلتا ہون پروانہ سرِ محفل یہ کہتا ہے

کیا کہتے ہو تم زبان سنبھالو
یہ بھی کوئی گفتگو کا ڈھب ہے

تنہا مرے پاس شب کو آئین
اتنا مرا اعتبار کب ہے

آپ ہی جل رہے ہین پروانے
شمع کی سرگزشت کون سُنے

جب دن کو کہا اُنسے کہ وہ بات نہوگی
بولے کے ٹھہر جا ابھی کیا رات نہوگی

سمجھانے مین تو حضرت ناصح کی ایک بات
کچھ خود ہی وہ کہا کیے خود ہی سُنا کیے

چمن مین نالۂ بلبل سے بیدار ہین سب
نہ آپ سوے نہ ظالم کسیکو سونے دے

مطلب کی بات مُنہ تلک آتی نہین کبھی
اک بات ہے کہ میرے دہن مین زبان ہے

پوچھے جسے کوئی فلک سے کہان ہے وہ کہن
دو اک جو تجھے موند کے عاشق دکھا کیے

کہتا ہے کون گرد سواری کے گرد ہے
مجنون کی خاک محمل لیلےٰ کے گرد ہے

جب کہا مین نے تو کیون مجھے کرتے ہو شہید
ہنس کے کہنے لگے لٰلّہ بھی اک کام سہی

کرتے ہو سینہ چاک مرا تیر کے لیے
اللہ میرے دل سے بھی پیکان عزیز ہے

اسکی پروا کچھ نہین تکلیف یا آرام ہے
اے غمِ جانان مجھے تیری خوشی سے کام ہے

صبر آتا ہے مرے دل کو نہ تو آتا ہے
رات دن اب مری آنکھون سے لہو آتا ہے

عشق اب ہمکو خاک باقی ہے
اک ذرا جھانک تاک باقی ہے

بہت بقا نہ سمجھ اسے ہزار پھولون کی
گلی مین یار کی جب تک کہ مر نجائینگے
نجد مین گھبرا کے جا نکلے جو ہم
دستِ ساقی سے جو مین کچھ جام لینے مین رکا
مین رو دیا جو امیر اُنکے مسکرانے پر
گیا دل تو لیکن یہ منزل کڑی ہے
آپ ہی تم امیر کھوے گئے
کیا اُس بت نے قتل الحمد للہ
عشق مین انجام ہے میری سیہ بختی کا کیا
خنجر کا ذوق شوقِ شہادت کا جوش ہے
حیرت کی جا نہین ہے جو وہ خود فروش ہے
جب دیکھتا ہون یار کے بندِ قبا کھلے
یہ رنگِ تشنہ دہانی ہے بعد مردن بھی
گم ہو گیا ہون یار کو مین نامہ بھیجکر
میرے بالین پہ رو تی ہے حسرت
وہ تیر جلد کہین آئے کب سے بیٹھے ہین
ترے در تک تو لایا ہے ہمین شوق
اسواسطے مرتا نہین ایجان مین ابھی تک
ڈالی پھولون کی اگر میرے حضور آتی ہے
رہے ہین وصل مین برسون ہم اس کروٹ وہ اس کروٹ
وہ کیا جانے کسیکا حال کیا ہے

کہ چار دن ہے چمن مین بہار پھولون کی
ہزار ہم گئے گزرے ہین پر نہ جائینگے
قیس بولا پیر و مرشد خیر ہے
غیب سے آواز آئی یہ شبِ آدینہ ہے
تو بولے آپکی میری ہنسی نہین ہوتی
ابھی عشق مین جان کھونی پڑی ہے
یار کی جستجو کو نکلے تھے
یہی تو ہم خدا سے چاہتے تھے
یار زلفِ شانہ بین سے اپنی اتنا پوچھ لے
سر کی مجھے خبر ہے نہ گردش کا ہوش ہے
جوبن کا ہے اُبھار جوانی کا جوش ہے
کہتا ہون یون ہی دلکی گرہ یا خدا کھلے
اُگے ہین خاک سے کانٹے زبان نکالی ہوئے
قاصد پھرے اُدھر سے تو پائے کہان مجھے
عشق بھی مرگِ نوجوانی ہے
جگر کو تھامے ہوے دلکو ہم سنبھالی ہوئے
یہان سے گھر تلک اب کون لیجائے
بیداد کا تمکو کوئی ارمان نہ رہجائے
پتی پتی سے مجھے بوے غرور آتی ہے
جدا رہنے کی عادت مشکلون سے ہمنے ڈالی ہے
کہ دردِ عشق سے نا آشنا ہے

غم ہجر سے کوئی اتنا تو پوچھے — کلیجا مرا کیون سلے ڈالتا ہے
خو بہت اشک بہانے کی بری ہوتی ہے — دیکھ اے چشم تر اب کیسی ہنسی ہوتی ہے
پھر تو نے امیر اُس سے کی بات — سو باتین ابھی سُنا چکا ہے
ایسی کیا بات کہ اُٹھے تم امیر — کہ کسی طرح پھر تبا نہ سکے
دونون ہین اُدھر ہی سے گر فرق ہے تو اتنا — تقدیر بنادی ہے تدبیر بنادی ہے
انسان جو چاہے کہ ہو اُسکو کبھی رنج — زنہار کسی سے کوئی اُمید نہ رکھے
آزردہ غیر سے ہوے دین مجکو گالیان — کس سے بھرے ہوئے تھے وہ کسپر برس پڑے
پی کے آب دم شمشیر ہے اب تک وہی پیاس — مُنہ سے باہر ترے کشتے کی زبان نکلی ہے
عجب بیخودی سے خبر کچھ نہین — کہان سے ہم آئے کہان جائین گے
نہ رہنے نہ جانے کی ہمکو خبر ہے — یہ کیسی اقامت یہ کیسا سفر ہے
نامہ بر یار کے آنے کی نہین کہتا ہے — ایک بھی بات ٹھکانے کی نہین کہتا ہے
سارا جہان ہے گویا تصویرون کا مرقع — اس بزم مین کسیکو پروا نہین کسی کی
کٹکے سر میرا جو قدمون پر گرا — گر پڑے آنسو مرے جلاد کے
تا جوانی ہوش تھا پیری مین غافل ہو گئے — رات بھر جاگا کیے ہم صبح ہوتے سو گئے
ہے یہی قتل کی لذت تو سمجھے اے قاتل — حشر کو بھی تری فریاد نہ کرنے دیگی
یہ دل نے کنج قناعت سے آشنائی کی — کہ ہاتھ اُٹھا کے دعا کی شکستہ پائی کی
جان پائی ہے غم الفت مین کھونے کے لیے — دل تڑپنے کیلیے ہے آنکھ رونے کیلیے
دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھے — دل جو روٹھا تو منانے کیلیے جان گئی
جگر پنکھا ہلاتا ہے جو دل سینے مین جلتا ہے — جو ہما ہے آخر کام کچھ اُس سے نکلتا ہے
بالائے آسمان تھے ہم عرش آشیان سے تھے — کوئی نہ تھا دہان تھے اب کیا کہین کہان تھے
خاموش ہین لحد مین جو لوگ خوش بیان تھے — غنچون کی وہ دہن ہین بلبل کی جو زبان تھے

دیکھا خزان مین ہمنے بلبل کے آشیان کو — دو چار پر شکستہ دو چار استخوان تھے
کمزوریاں کے ہمکو کیا بل کی لے رہے ہو — ہم بھی تو نوجوان آخر کبھی جوان تھے
پہنچے جو ہم عدم کو اہل عدم یہ بولے — مدت کے بعد آئے اتنے دنون کہان تھے
مین نہ کہتا تھا فغان کی مجھسے فرمایش نہ کر — باغبان سب پھول مرجھا کر چمن مین رہگئے
کچھ تو میرے دردِ دل نے اسکے دلمین راہ کی — بیٹھے بیٹھے آج اُس بید رونے اک آہ کی
دی مجھکو محبت اک پری کی — اللہ نے بندہ پروری کی
ہر روز میرے منہ پہ ہنستے ہین دوست دشمن — رونے نے ہر گھڑی کے سب آبرو ڈبو دی
مجکو حیرت ہے کہ دنیا کی تو فانی ہے بہار — نخلِ حسرت کسطرح سے اس چمن مین رہگئے
جو وہان جاتا ہے پھر اُسکی خبر ملتی نہین — نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر درکار ہے
بہار اُس رخ رنگین کی لوٹتا ہے خط — ہم ایک عمر سے ہین جیسے زہر کھائے ہوئے
ترے چاہنے والے مرجائین گے — یہ نا کام بھی کام کرجائین گے
منہ دیکھون مین مقتل مین اجل کا تری ہوتے — اے خنجرِ قاتل تجھے غیرت نہین آتی
چھانتا ہون تری گلی کی خاک — دل مرا ہے یہین ملے نہ ملے
بجائے دخترِ رز میکدے مین حور آئے — جو توبہ توڑ دون تو آواز یا غفور آئے
جب آتا ہے غش ہمکو آتا ہے دھیان — امیر ایک دن یون ہی مرجائین گے
جب مین کہتا ہون غضب ہے تڑا لکھڑا کیا ہے — ہنسکے کہتا ہے ابھی آپنے دیکھا کیا ہے
کوئی دم بے تکلف ہوکے ستون مین اگر بیٹھی — تو جو کچھ عرش پر ہے دیکھ لے زاہد وہ گھر بیٹھے

امیر اتنا جو ہون مین پست قسمت وجہ ہی اسکی
بلندی بخت کے حصے کی بھی اشعار مین آئی

تمّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوہر انتخاب

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ جگر تھام لیا
تمنے اسوقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

آج تو ہے اسکی فرقت مین بلا کا سامنا
آگیا قاتل تو کل ہوگا خدا کا سامنا

اُڑا اے پرزے تو قاصد پہ ناگوار ہوا
مین خوش ہون ایک سے نامہ مرا ہزار ہوا

صد شکر ہم سے آج وہ رشک قمر کھُلا
انگڑائی لی تو سمجھے کہ مقصد کا در کھُلا

وحشت مین کہان اب کوئی ہمپایہ ہے میرا
سب چاہیے ہمزاد ہے یا سایہ ہے میرا

گڑ گڑ زمین مین ظلم سے بچنے کا دھیان تھا
دیکھا تو زیرِ خاک وہی آسمان تھا

راہ بتلادی عدم کی خضر منزل ملگیا
گھر سے اچھے وقت نکلا تھا کہ قاتل ملگیا

بعد مرنے کے لگی ہاتھ دوا بھی تو کیا
مردۂ تشنہ جو دریا مین بہا بھی تو کیا

کیف حاصل ہو گئے داغ نہ میخواری کا
مستیِ عشق بڑا کام ہے ہشیاری کا

بیداد تھی شوخی تھی جفا تھی کہ ستم تھا
ہوئی جو وفا آپ مین جو کچھ تھا وہ کم تھا

جان کر دوست وہ ہوئے دشمن کی
چاہیئے شکر اس شکایت کا

وصیان کیون فرقت مین باندھا اُس لب جانبخش کا
وائے قسمت دم نکلنے کا سہارا ہوگیا

تمنے ہم سے بیوفائی کی تو تم سے حسن نے — وہ بڑا عادل ہے دیکھا انتقام آخر ہوا

لے گئے مسجد سے مجھکو مغبچے — توبہ توبہ مین پکارا ہی کیا

کب گیا دل سے حسینون کا خیال — شیشے مین پری ن اُتارا ہی کیا

برسون کعبے مین رہے جا کے کلیسا کیسا — نکلا ڈھونڈ چکے ہم اُسے کیسا کیسا

مانگ بالون مین نکلواتے ہین اب غیر سے وہ — ہے جو منظور مرا چاک گریبان ہونا

بستر خواب کو دیکھو کہ ہے ٹکڑے ٹکڑے — حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابی کا

ہار اُس گل کا مرے ہاتھ سے ٹوٹا ہیہات — ساتھ ہی کیون نہ مرا تار نفس ٹوٹ گیا

احسان یہ وقت گریہ ہے تیرے خیال کا — دریا مین ڈوبتا تھا نکالا کرم کیا

خم توڑ کر بناسے بہت ساغر شراب — ستون پہ محتسب نے نرالا کرم کیا

قبر کھودی تو مگر یہ مری وحشت سے ڈرا — اپنی چادر بھی یہین دزد کفن چھوڑ گیا

یون شب ہجر مین کرتے ہین غلط غم اپنا — مردہ خود بنتے ہین خود کرتے ہین ماتم اپنا

شہر بیگانہ مین ہوتا ہے مسافر کا جو حال — ہے حسینون کے محلے مین وہ عالم اپنا

ہین انجمن مین حسینون کی تازہ آیا ہون — خبر نہین ابھی کس کا مزاج ہے کیسا

فریب اور کسی کو یہ جاکے دے قاصد — وہ اور صلح کا پیغام ہو نہین سکتا

خط وطن کو لیے جاتا ہے تو لیجا قاصد — پر مرا حال نہ یاران وطن سے کہنا

ہچکیان لیتے ہین مقتل مین ترے بسمل ناز — یا کسی بزم مین مجمع ہے خوش آوازون کا

قاصد کو ہوا دیکھ کے شاید اُسے سودا — آیا در جانان سے مگر کچھ نہین کہتا

پوچھو نہ مجھ سے جاکے حسینون مین اُنکا حال — آپس کی چھین چھان مین صد چاک ہو گیا

ساتھ طاؤس کے صحرا مین کیا قیس نے رقص — ابر تیرہ کو سیہ خیمۂ لیلےٰ سمجھا

ہے دور روے یار مین غائب سراغ شب — باقی ہے اب تو ماہ کے سینے مین داغ شب

گستاخ کسقدر ہے کہ محفل مین یار کی — خاموش صبح تک نہین ہوتا چراغ شب

ممکن نہین کہ بوسے ملے مجکو یا جواب
مشکل کی بات ہے دہن اُسکا ہی لاجواب

مجھ سے مسکین کے پاس رہتا ہے
کتنا مسکین نواز ہے غمِ دوست

شب وصل کی نہین ہے یہ گویا ہی روزِ حشر
جنت ہے روئے دوست جہنم ہے خوے دوست

اشک دامن سے یار نے پونچھے
کچھ تو آنسو پنچھے ہمارے آج

کسے ہے وصل کی خواہش ترے خیال کے بعد
کہ حشر تک نہین پھر ہجر اس وصال کی بعد

خوشی کا رنج ہے مجکو ملال کی ہے خوشی
کہ رنج ہے پسِ راحت خوشی ملال کے بعد

خبرِ آمدِ گل کیسی سنائی صیاد
یونہی ہم جلتے تھے اور آگ لگائی صیاد

ہوکو سننے سے اُنکے جو صدمہ ہو جان پر
خوش ہون کہ میرا نام تو آیا زبان پر

روسیاہِ جرمِ الفت بے قصور آیا نظر
سطرِ قرآن کی طرح ظلمت مین نور آیا نظر

اے دشمنِ جان خوف تری تیغ سے کھاکر
آئی ہے اجل چشمۂ حیوان مین نہاکر

کرے قبول اگر کسی مجرم کا بار عذر
ناکردہ جرم جاکے کرون مین ہزار عذر

آیا غش اُسکے سامنے پروردگار شکر
پائی تو منہ پہ یار نے چھڑکا ہزار شکر

مقامِ شکر ہے ممتاز غیرون سے کیا اُسنے
گناہون پر سزا دی اُن کو مجکو بیگناہی پر

نیرنگیِ عالم مین کبھی فرق نہ پایا
دیکھا تو وہی صبح وہی شام ہے ہر روز

کہین مٹتے ہین ہمارے دلِ مایوس کے داغ
ہونگے مرہم سے نہ اچھے کبھی طاؤس کی داغ

حقا کہ دو جہان مین ہے ذاتِ الٰہ ایک
دو آنکھین جسطرح کہ ہے ان مین نگاہ ایک

وہی دلبر ہے ہو جو دلربا ایک
ہزارون بت ہین عالم مین خدا ایک

اُس در پہ سجدہ کرکے یہ دربان سے کہہ لیا
مسجد یہان سے دور ہے وقتِ نماز تنگ

کہا مین نے کہ تم پر جان دون مین
کہا یہ بھی ہے کیا دینے کے قابل

ہمکو پروا نہین پھولے ہین جو گلزار مین گل
نوکِ مژگان پہ ہے یان لختِ جگر خار مین گل

لٹ گئے ایسی جفا کار ترے جور سے ہم
چار ہی روز مین کچھ اور ہوے اور سے ہم

ہے قصدِ شبِ غم مین کرین دل ہی سی باتین
پھر کہتے ہین دیوانے سی کیا بات کرین ہم

دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا
نہوئی پر نہ ہوئی گردشِ ایام تمام

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
رہگئی ایک نہین ہان کا کہین نام نہین

یادِ موے مژۂ یار دلا دیتی ہین
چبھ کے پھانسین جو مرے دلکو مزا دیتی ہین

دیکھنے کو تمھین لے اہل عدم آتے ہین
خیر اگر تم نہین آتے ہو تو ہم آتے ہین

کیجیے شوخی وہ جس مین شرم کے انداز ہون
پھاڑیے کپڑے مگر سب چاک بے آواز ہون

مرگِ مجنون سے ہے ماتم اب بھی برپا دشت مین
خاک اڑاتے ہین بگولے سر پہ کیا کیا دشت مین

آیا ہے یار سامنے لازم ہے غش کرون
ہوش و خرد جو کچھ ہے وہ سب پیشکش کرون

رحم کرنا تو جفا کارون کا دستور نہین
ہان اگر درد ہو میرا سا تو کچھ دور نہین

ملال کس سے کہون کوئی آس پاس نہین
شریکِ غم فقط اک دل اُسے حواس نہین

ہر چند نہین وصال ممکن
وہ چاہے تو ہے محال ممکن

امید جواب کی ہو کیا خاک
جب اُس سے نہو سوال ممکن

پیکے مے ان واعظون سے عذرخواہی کیا کرون
بوسے مے آئی ہی ہونٹون سے الٰہی کیا کرون

کھاکے تلوار جو قاتل کی فغان کرتا ہون
لذتِ زخم رقیبون سے نہان کرتا ہون

بزمِ جانان سے مین کب جاتا ہون
روز کہتا ہون کہ اب جاتا ہون

کبھی وہ دن تھے کہ خورشید تھا مین
اب تو سایے سے بھی دب جاتا ہون

ہجومِ رنج ہے اس کا خیال کچھ بھی نہین
ملال یہ ہے کہ اُن کو ملال کچھ بھی نہین

مین بھی اب امتحانِ یار کرون
چاہیے ضبط اختیار کرون

بعدِ مرگ آئے ہین وہ تربت پر
اب کہان جان جو نثار کرون

دل بھی ہے انتظارِ یار مین گم
اب کہو کس کا انتظار کرون

حالت سے دلکی ہین اُسے آگاہ کیا کرون
طاقت جب آہ کی بھی نہ ہو آہ کیا کرون

عادت ہے مجکو آہ کی نازک مزاجِ یار
ہے وصل مین یہ سوچ کہ اللہ کیا کرون

آتا ہے یہ دل مین اُسے ناصح کو دکھادون
پر رشک جو مانع ہے جواب اُسکو مین کیا دون

بے دیکھے برہمن کو ہے انکار مین حیران
اللہ کوئی بُت تو نہین ہے کہ دکھا دون

پیری مین ہین یون عشق کے داغ اپنے بدنمین
گل پھولتے ہین صبح کو جسطرح چمن مین

رشتہ بر پا مجھے صیاد نے آزاد کیا
تا اُلجھکر کسی کانٹے سے بیابان مین رہون

رہنے دیتا نہین صیاد بھی اپنے گھر مین
ایسی تقدیر کہان ہے کہ گلستان مین ہون

دل سے کہتا ہے تصور یار کا
تو مصور ہے تو مین تصویر ہون

جا ہے میخانہ بنی ہے مسجد
کبھی گھورے کے بھی دن پھرتے ہین

مانگے کیونکر دعاے طولِ عمر
مُنہ کی مانگی موت بھی ملتی نہین

جانکر غیر بلایا جو مجھے مین آیا
اپنے دھوکے پہ خفا ہو مین گنہگار نہین

سب بلاؤن سے چھڑایا ہی جنون نے مجکو
لاکھ اب مجھ سے خفا ہو مین گنہگار نہین

حیاتِ جاودان ہے اُنپہ مرنا
مرے دشمن نصیبِ دشمنان کیون

کیون کہون اُن سے کہ چھوڑ دشیوۂ جور و ستم
ترکِ عادت ہے عداوت مین کوئی دشمن نہین

کام آیا ضعف ہی کوے بُتِ دلخواہ مین
سایۂ کے ہمراہ گر کر بچھگیا مین راہ مین

سنی ایک بھی بات تم نے نہ میری
سُنین مین نے سارے زمانے کی باتین

کبھی ذکرِ دشمن کبھی ذکرِ فرقت
یہ سب ہین مری آزمانے کی باتین

لیا نام واعظ نے جب اُسکے در کا
کہا مین نے اب ہین ٹھکانے کی باتین

نکالا اُسنے اس حیلے سے ہمکو اپنے کوچے سے
چلو جلدی کرو سامان دعوت کا ہم آتے ہین

اِس کوچے مین کچھ رہروون کے نقشِ قدم مین
کچھ طالبِ دیدار بچھا آئے ہین آنکھین

آہ اللہ رے جنت کے بناے گلزار
ہے تو ان داغون سے گلزار مری سینے مین

مردِ مفلس ہون مرے اشک مسلسل ہون قبول
اور مین موتیون کے ہار کہان سے لاؤن

قاضی کے سامنے مین اگر مست ہون تو ہون
خدمت مین میفروش کے ہشیار تو نہین

کہان کوئی محرم کہون کس سے غم
کہ غم کے سوا کوئی محرم نہین

دعا سے مرگ فرقت مین جو مانگی
محلے والے چلاّے کہ آمین

اس رشک کا برا ہو کہ گلیون مین خلق سے
کہتا ہون تجکو مین یہ مرا دلربا نہین

دل مکدر ہے بہت بیٹھا ہے آکین تیر یار
ہے یہ دھڑکا زنگ لگجاے نہ پیکانین کہین

ٹھہر ٹھہر کے ذرا لیچلو مرا تابوت
کہان امید کہ پھر آؤن کوے قاتل مین

بعد مرگ آسودگی کیسی کہ سو سو بار ہم
مر چکے ان خوب رویون پر مگر راحت نہین

تیرے وعدے پہ شاد ہون کیونکر
اپنی قسمت کو جانتا ہون مین

ہوسے زاہد مرید پیر مغان
واہ مرشد کو مانتا ہون مین

فقط دو ہاتھ سو ہو ایک مین جام ایک مین شیشہ
کہان وہ ہاتھ ہے اب جو پڑے ساقی کی گردن مین

کریگا قتل آخر رشک مجکو قتل ہونے دین
شفاعت کے لیے کیون لوگ اسکے پاؤن پڑتے ہین

جان دی تب ملی مجھے راحت
موت سے کچھ مین شرمسار نہین

اس جرم پر بجا ہے سزا دے جو مجکو ہجر
جیتا رہا مین لذت روز وصال مین

فقط غرض کی ہے دنیا کہ جب نکلتی ہے جان
عزیز مردے کو گھر سے نکال دیتے ہین

غافل مری طرف سے ایسے جو ہو رہے ہو
آنکھین تو کھولو صاحب کس نیند سو رہے ہو

قاتل کا جب تمام زمانہ شریک ہو
اللہ رے کہ فیصلہ بسمل کا ٹھیک ہو

آہ کرنے پہ کیون بگڑتے ہو
تم تو صاحب ہوا سے لڑتے ہو

دربے دشمنی عاشق ناکام نہ ہو
خوبصورت ہو خدا کے لیے بدنام نہو

خوشی ہو نزع مین بھی پاس آس پڑمن نہو
کہ دیکھنے جو وہ آے کہین اداس نہو

مہر و وفا سے غیر کا پیچھے گمان کرو
ترچھی نظر سے پہلے ذرا امتحان کرو

نہین گھبرا ہے پلکون نے یہ چشم مست دلبر کو
لیا ہے دونون ہاتھون نے کسی میکش نے ساغر کو

جان بخش لب سے فیض جو ملجاے آپکو
جھکنے مین سر کے دیر تری تیغ کین نہو

منکر گوشہ نشینان خرابات نہو
ہمنشینون سے یہ ایما ہے نہ پاس آنے دو

پہلے زلفون کو سنگھا کر مجھے بیہوش کرو
بھرے آتے ہین آنسو میرا حال زار دیکھو تو

عیادت کیسی اتنا بھی کبھی منہ سے نہین کہتی
سناؤن کیا اُنہین نالے مین اپنے راتونکو

آپ تو دیکھتے چلنے مین وہ جوبن اپنا
شبہہ کرتے ہین وہ جب دیکھتی ہین دربان نوکر

ضعف سے پاؤن کا وہ حال کہ جنبش ہی محال
ناز ہے تمکو بہت حسن کی یکتائی پہ بر

داد بیداد ہین کرتا ہے مجھی سے وہ طلب
یون بھی آتا ہے کہین کوئی کہ میرے گھر مین

لاغری کا ہے یہ احسان کہ مین اُس محفل مین
یار کے ذکر سے ناصح نے لگائی اور آگ

دیکھے کہان تھے ایسے حسینونکے جمگھٹے
دل منعم و فقیر کے بدلا کرے سپہر

ملتا ہے مشقت سے ترا دامن دولت
خدا کرے کہین تو اے صنم سفر سے پھرے

ضعف سے کچھ بھی چل نہین سکتی

طوفان مین عمر نوح ملے ہر حباب کو
وہ شوخ زود رنج ہے چین ہر جبین نہو

کہ یہی گوشہ کہین قبلۂ حاجات نہو
حکم دربانون کو باہر نہ اسے جانے دو

پھر مرے سینے سے تم تیر کا پیکان کھینچو
اُٹھا ہے آج کیسا ابر دریا بار دیکھو تو

جہان سے اُٹھ گیا عاشق کہ ہے بیمار دیکھو تو
وہ دل مین خوب سمجھتے ہین ایسی باتونکو

دیکھتا ہون مین تو کہتے ہین کہ کیا دیکھتے ہو
بھیس بدلے ہوے اُن مین کوئی چالاک نہو

ہاتھ وحشت سے گریبان بھی کبھی چاک نہو
اک ذرا آئینہ خانے مین تو چلکر دیکھو

قدردان زخم کا سمجھا ہے جو قاتل مجکو
پاؤن رکھا نہین کہتے ہو کہ گھر جانے دو

روز جاتا ہون خبر تک نہین دربانونکو
یارب آیا تھا تسلی کو کہ تڑپانے کو

محشر کا روز اور الٰہی دراز ہو
اسکو کبھی خوشی کبھی اُسکو ملال ہو

نبے توڑے ہوے پاؤن یہ آتا ہی کہان ہاتھ
کہ جان بلب ترا عاشق خدا کے گھر سے پھرے

آہ منہ سے نکل نہین سکتی

یہ غش ناتوانی سے آنے لگے
کہ پانچون حواس اب ٹھکانے لگے

ایسا ہے کون اُسکو جو میری خبر کرے
ایک آہ ہے سو وہ بھی جو پیدا اثر کرے

ہین بڑے بید ردیہ بت کہ کے آگے روئیے
خاک بھی ہونا نہین ہے آبرو کیون کھوئیے

ٹالتے ہین روز وہ پر دل مرا مسرور ہے
آج کل کب تک کرینگے کیا قیامت دُور ہے

کیا مزہ انجمن یار مین دل پاتا ہے
ذلتین رونہ اُٹھاتا ہے وہین جاتا ہے

خوشی نظر کہین اندوہ و یاس مین آئے
اجل ہی کاش پری کے لباس مین آئے

گلا کٹا نہ ذرا اُف بھی دادخواہ نے کی
چھُری وہ تیز تری سرگین نگاہ نے کی

ہجر مین نیند کا جھونکا اگر آجاتا ہے
پھر کوئی خواب مین ٹھوکر سے جگا جاتا ہے

فوج بہار باغ سے گرم شتاب ہے
تھالے سے جو شجر ہے وہ پا در رکاب ہے

اب یہ حالت ہے کہ واقف ہو کی حالِ زار سے
میرے دشمن کرتے ہین میری سفارش یار سے

عشق سے پیری مین بھی کچھ لاگ باقی رہگئی
کاروانِ عمر گزرا آگ باقی رہگئی

ہے دخترِ رز حلال تجھے کیا تمیز ہے
واعظ یہ زر خرید ہماری کنیز ہے

جانِ سمندر و دلِ پروانہ دے مجھے
اے سوزِ عشق ہمتِ مردانہ دے مجھے

دل چرایا ہے مرا پر وہ مخجل کتنا ہے
فق ہوا جاتا ہے منہ چور کا دل کتنا ہے

ناتوانی کی ہمپہ تہمت ہے
ناز اُٹھانے کی اب بھی طاقت ہے

وہ دوپہر کو گھر سے ہمارے نکل گئے
ہم دن ڈھلا تو گور کے سانچے مین ڈھلگئے

یہ نکلا نتیجہ جو آئے گئے
کہ اُس در پہ بیٹھے اُٹھائے گئے

یہ بھی اک بات ہے عداوت کی
روزہ رکھا جو ہم نے دعوت کی

کچھ کام نہین ہے اُنہین فریادرسی سے
رونیکا سبب کرتے ہین دریافت ہنسی سے

دل نہ ہے پروانہ مرا پر وصل سے مایوس ہے
شمع تو ہے چار دیواری تری فانوس ہے

یار نے آئینہ دیکھا دشمنِ دل دو ہوے
مشکل کیا اب جان بچنے کی کہ قاتل دو ہوے

شمشیرِ آبدار کہ اُس کا نظارہ ہے
دل ٹکڑے ٹکڑے ہے تو جگر پارہ پارہ ہے

جاری ہے لین دین یہ رسمِ زمانہ ہے
دریا کا ابر ابر کا دریا خزانہ ہے

میرا جگر تو کانپ گیا اُس نگاہ سے
اُس سنگدل کا دل نہ ہلا میری آہ سے

مرض میرے افزون یہ ہوتے گئے
کہ عیسیٰ بھی بالین سے روتے گئے

دیوانگانِ زلف کا کب کام بند ہے
آوازِ شب کی سرمۂ شب سے بلند ہے

دیکھے جو میری آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے
اُٹھا دینی ہے کہ وہ اُٹھ کھڑے مجھے

کھلین پلکین نگہ اُس چشمِ افسون ساز سے نکلی
کہ لیلیٰ پردۂ محمل اُٹھا کر ناز سے نکلی

پردہ اُلٹ کے جب وہ دیدارِ عام کرتے
الوٹ صبر کرتے تو بسم سلام کرتے

تیز یون دل ترے کوچے کی طرف جاتا ہے
جسطرح تیر کوئی سوے ہدف جاتا ہے

شمع کو کسکی تجلی یہ نظر آتی ہے
تھوڑی تھوڑی جو یہ مشعل بینا ہوئی جاتی ہے

دل اُس کا نرم کیا یہ دلِ نوحہ گر کرے
ڈر ہے کہین نہ غیر پہ نالہ اثر کرے

لٹک کر زلف نے کیا حسن سا تو مین چھپایا ہے
تعجب کی جگہ یہ ہے کہ شمع مین سایا ہے

کیا تغافل ہے کہ سمجھا یار بیگانہ مجھے
سب نے جانا آج تک اُسنے نہ پہچانا مجھے

وہ ہم نازک دلونکو آنکھ دکھلائے تو کیا گزرے
دوکانِ شیشہ گر مین مست آجائے تو کیا گزرے

اُس سنگِ آستان سے جو اپنی جبین ملی
سمجھے کہ بادشاہیِ روے زمین ملی

میرے گھر سے قصدا آنیکا تو آؤ ناز سے
پر ذرا چھپ کر سپہرِ تفرقہ پرواز سے

وہ درد ہے کہ اسکا مزا کچھ نہ پوچھیے
کہتا ہے دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے

درازی کا اگر دونون کی دیکھو ایک مطلب ہے
شبِ بے روز فرقت ہے قیامت روزِ بے شب ہے

بتون کی روش کوئی کیا جانتا ہے
برطرح بے وفا ہین خدا جانتا ہے

دنیا سے کتنے اُٹھ گئے ہے انجمن وہی
آئے بھی گل گئے بھی مگر ہے چمن وہی

کچھ شرم نہین خلق جو اُنکو گراں ہے
سمجھے ہوئے ہین تابِ نظر انکو کہان ہے

مجکو کیا کام ہے دنیا مین جو عید آئی ہے
کیا ملون اس سے کہ معشوق یہ ہرجائی ہے

جو آنسوون زمین پر دیدۂ نمناک ڈالینگے
کہان سے سر پہ پھر اہلِ مصیبت خاک ڈالینگے

ہزار نالہ مرا آسمان تک پہنچے
نہین اُمید کبھی اُسکے کان تک پہنچے

قدم زمین پہ رکھو جو تم تو ہو یہ خوشی
اُچھل اُچھل کے زمین آسمان تک پہنچے

جو ضعفِ دل کا یہی حال ہے تو عرش کجا
نہین امید کہ نالہ زبان تک پہنچے

اُن ابروون کو دیکھ کے حالت سقیم ہے
تلوارین دُھری مجھپہ پڑین دل دو نیم ہے

فرقت مین زندگی یہ عنایت خدا کی ہے
آگے جو کچھ کہون تو شکایت خدا کی ہے

جینا بھی دل جلون کو تمہارے ممات ہے
اخگر کو موت قطرۂ آبِ حیات ہے

عاشقون مین کہیے ایسا کون ہے
ہم برے ٹھہرے تو اچھا کون ہے

اسلیے در پر صدا دیتا ہون مین
بول اُٹھے شاید وہ اِتنا کون ہے

ہونگے روزِ حشر اعضا تک عدو
جو ہین بیگانے ہین اپنا کون ہے

چھوٹی ہے قیامت شبِ فرقت ہی بڑی ہے
اس چار پہر رات کی وہ ایک گھڑی ہے

ہے مدنظر خون یہ کس کا کہ حنا نے
چومے ہین ترے ہاتھ ترے پاؤن پڑی ہے

اُس بزم مین اسے شوق نہ باہر ہو ادب سے
اللہ بچائے نگہِ چشمِ غضب سے

سُرمے کی سلائی نے کیا آکے جو مجرا
اُس آنکھ کی شوخی نے صدا دی کہ ادب سے

آزردہ نہ ہو لیکے جو بوسہ نہ کیا شکر
لب بند مرے ہو گئے شیرینیِ لب سے

میرے مرنے کی خبر جھوٹی اُڑاتی ہین وہ روز
کیا مسیحائی ہے غیرونکے جلانے کے لیے

آپ ملتے نہین ہین گھر مین کبھی
کہتے ہین خانمان خراب سب مجھے

نشہ مے نے کر دیا اندھا
خاک سوجھے رہِ صواب سب مجھے

ممنونِ مار کی ہون کہ وہ پاس سے مرے
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ جاتے ہین دامن کی بوجھ سے

وصالِ یار سے ہے بے تکلفی سے یہان
کہو ادب سے کہ رکھے معاف آج سب مجھے

سبب سے خدا ہی اگر پڑ جا جائے
کسی قائل سے پوچھیے تعبیر
دیکھکر چشم مست جی ڈوبا
برسون جب دوڑے شوق دید مین ہم
ہین تو کیا دل مین مصور کے کھنچی جاتی ہے
پسند آئی نہ دست جنون کی بیکاری
ہوئے کسی کے نہ ممنون صورت اخگر
ہے عید کہ زندان ہی مین آیا ہون سوی دخشت
نیرنگی عالم ہی کا شاکی ہے تو اے دل
جو سیر شب ہجر دکھاتا ہے تصور
گریبان چاک دیکھے گا تو کیا کیا بدگمان ہوگا
جب سے پیدا ہوے صیاد کی بس مین آئے
مضمون کمر کہ اُس کے دہن کا نکالیے
مجکو یہ شوق ہے کہ کہین جلد ہو وصال
دخشت جنون کی ہمکو اذیت پسند ہے
بوسہ عطا ہو مجکو جو ہے قصد قتل کا
ہم بتون سے امیدوار کرم
ہوا نہ وصل نصیب اب بھی التجاؤن سے
خالی نہ جام مے سے ہے میخانے مین نہ خم
دیتا نہین جواب بھی مجکو وہ ننگ سے
یہ دماغ انکو کہان تھا جو تکلم کرتے

خط لکھا اضطراب مین ہم نے
گُشتے دیکھے ہین خواب مین ہم نے
غوطے کھائے شراب مین ہم نے
چھُپ گئے تب ایک نگاہ کی ٹھہری
کیا کہون نوک پلک کیا تری تصویر مین ہے
جنون مین اس لیے پہنا ہے پیرہن ہمنے
بدنسے مرکے بھی پیدا کیا کفن ہمنے
کانٹون سے گلے کیون مرے چھالے نہین ملتے
ناداں ابھی نیرنگ محبت نہین دیکھے
ایسے تو تماشے شب وصلت نہین دیکھے
خداوندا کہین آسے رفوگر یار سے پہلے
پر نکلنے بھی نہ پائے کہ قفس مین آئے
ملک عدم کا کوئی تو رستا نکالیے
انکو بہانہ کرنے کو کوئی جھگڑا نکالیے
پھر کیا سمجھ کے پاؤن سے کانٹا نکالیے
مرتے ہوئے کے دل سے تمنا نکالیے
کارخانے ہین اُسکی قدرت کے
زمین ہے سجدون سے تنگ آسمان دعاؤن سے
خرد و بزرگ جو ہے یہان آفتاب ہے
مجکو گمان کہ بات مری لاجواب ہے
کاش سنکر مرے شکوون کو تبسم کرتے

بیٹھکر کون ترے کوچے مین یار اُٹھتا ہے
خاک ہوتے ہین کوئی دم مین غبار اُٹھتا ہے

روکتا ہون مین زبان پر کبھی ہو کر بیتاب
دلِ نالان اُسے سینے مین پکار اُٹھتا ہے

ترے کوچے مین جو بیٹھا ہے جسم کر
وہ مین ہون اور میرا نقشِ پا ہے

بنی ہے چین تری زلفِ عنبرین کیلیے
یہ میری جان مناسب نہین جبین کیلیے

بڑا ہے داغِ سجود اور داغِ عشق مین فرق
کہ ہے یہ دل کے لیے اور وہ جبین کیلیے

اتنو روئے مردمِ دُنیا نہ دیکھین گے کبھی
بلکہ آئینے مین منہ اپنا نہ دیکھین گے کبھی

دیکھکر میری تڑپ بولے فرشتے قبر مین
یہ تماشا آج تک دیکھا نہ دیکھین گے کبھی

ہے بجا زنگ جو یہ تیرے سیہ خال کا ہے
یہ بھی ایک نقطہ مرے نامۂ اعمال کا ہے

شورِ محشر کا سُنا ذکر تو اُسنے یہ کہا
وہ تو آوازہ مرے پاؤن کی خلخال کا ہے

عجب دلچسپ نقشہ عالمِ ایجاد رکھتا ہے
جو آنکھین دیکھ لیتی ہین اُسکو دل یاد رکھتا ہے

نہ یہ ساعد نہ یہ بازو نہ یہ آنکھین نہ یہ ابرو
فقط تیرا سا قد ہے اور کیا شمشاد رکھتا ہے

دلِ بے آرزو بھی دے تو ہے لطف
یون تو سب کچھ دیا خدا نے مجھے

ایمان لاسے کعبے مین اُس بت کو دیکھکر
کچھ بتکدہ مین جاکے برہمن نہین ہوے

دے کہین حکم نہ وہ گھر سے نکلوانے کا
بیخودی جلد مجھے آپ سے باہر کردے

اسواسطے ناصح کی مین سنتا ہون کہ شاید
بات اُسکی زبان سے کوئی مطلب کی نکل آے

جان لینے مین دمِ ذبح یہ جلدی ای موت
اک ذرا اور توقف کہ مزا ملتا ہے

دینے تو دل چلے ہین اُسے شوقِ ذوق مین
پر دیکھیے وہ لے کہ نہ لے بے نیاز ہے

فارسی کیسی وہ ہندی بھی نہین پڑھ سکتے
نیر دیکھو مری عرضی عربی مین گزری

نام عزت سے جو لیتے ہین وہ اب
غیر بھی شاید مرا ہمنام ہے

ناصحون نے اُسے دیکھا تو نصیحت کیسی
اُلٹی کرنے لگے اب اُس سے سفارش میری

کرون مین بندہ نوازی کا عشق کی کیا شکر
ہزار زخم دیے ہین ہزار داغ مجھے

ٹالنے کو مجھے جب پاؤن سے لپٹا تو کہا
سمجھی نہ وہ بھی دیکھ سکی میری نزع کی
کیا جانے کہان لیگئی اُس بت کی تمنا
دیت کیواسطے محشر مین کب ہون دامنگیر
کون جاتا ہے کہین بے مطلب
چھیڑا جو بہت مین نے کہا خیر ہے صاحب
بتخانے کے دروازے پہ مدت سے پڑی ہین
سنتا ہون دعا سے سحری کرتی ہے تاثیر
چراغِ رخ نے کیا صاف انکا پردہ فاش
رات کو آئی ہین پریان خواب مین مجکو نظر
وصل مین وہ کیا کرینگے چاک اے دستِ جنون
گناہون سے مجھے اب ناتوانی باز رکھتی ہے
قطرہ زن پھرتی ہے ہر سو جو ہوا پر بدلی
کیا کسی خوش چشم کا دیوانہ آیا باغ مین
اک دن مرے گھر ماہِ محرم مین تو آؤ
کس کو مین اپنی تنگدلی پر کرون گواہ
بیساختہ دل دُکھا تو بولے
مجھے جب دُور سے دیکھا وہ بولے
قدر مرنے کی ہم سمجھتے ہین
اک جا رہے ہمیشہ مگر مثلِ رنگ و بو
افسانۂ سنگ و تیشہ ہے اور

جا کسی روز ترے سر کی قسم آئین گے
گھبرا کے روح خانۂ تن سے نکل گئی
اب آپ مین آنا مجھے دشوار ہوا ہے
مجھے منظور ہے منظور اپنے قاتل کی
جان لینے کو اجل آتی ہے
پردے سے کہ نہ باھر کہین آواز نکلجائے
شاید کبھی کچھ کام خدا ساز نکلجائے
امید کہان پر شب فرقت مین سحر کی
سیاہ خانۂ گیسو مین دل چھپا نہ سکے
تیر وہ مجھپر لگائین گے یہی تعبیر ہے
پرزے دامن کے اڑا میرا گریبان چھوڑدے
مے وخم دیکھ کر جاہون تو نیت پھر نہین سکتی
ڈھونڈتی ہے کہ کہان خاک ہے برباد مری
دیکھتی ہے ہر طرف نرگس جو آنکھین پھاڑ کے
اب مہندی لگانیکا بہانہ تو نہین ہے
محشر مین وہ دہان و کمر دونون چھپ رہے
کیا جانئے آہ تھی یہ کس کی
کوئی ناوک فگن ہے یا نہین ہے
صدمے جھیلے ہین زندگانی کے
ہم سے نہ وہ ملے نہ کبھی اُن سے ہم ملے
یان صحبتِ ناخن و جگر ہے

پرزے خط کے ہین دستِ قاصد مین
ایک کیا سو جواب لایا ہے

عاشق و معشوق دونون تیرے دیوانے ہین یار
دامنِ یوسف گریبانِ زلیخا چاک ہے

شبِ فرقت تو ابد تک نہین ہونے کی تمام
تیرے عشاق کو اندیشۂ فردا کیا ہے

مین ہر اک سے جو خطا اپنی بیان کرتا ہون
ہے یہ مطلب کہ اُسے کوئی ستمگر نہ کہے

دشمنون کا شکوہ کرتے ہین حضورِ دوستان
دوست جب دشمن ہو پھر کس سے شکایت کیجیے

تمام عمر اُسے دیکھتا رہا ہون مگر
ہنوز حسرتِ دیدارِ یار باقی ہے

آئینے کی آنکھ سے لڑتی ہے جب عاشق کی آنکھ
چاہتی ہے چھین لے لذت ترے دیدار کی

وعدۂ وصل نے کیا بیخود
دیکھیے کیا وصال مین گزرے

پوچھو نہ اس زمانے مین الفت کا حال کچھ
اک رسم تھی قدیم سو موقوف ہوگئی

خوشا تقدیر بلبل پیشِ گل کہتی ہے حال اپنا
نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ حاجت ہے کبوتر کی

مجھے دشمن سمجھتے ہو تو پھر مجھ سے ہو کیون غافل
کوئی غافل نہین رہتا جہان مین اپنے دشمن سے

برہمن یا صنم کہتا ہے زاہد یا صمد یا رب
زبان جسکی ہے جو اُس مین وہ تجھکو یاد کرتا ہے

دو پیاس مین آبِ دمِ شمشیر تو ہم کو
اتنی بھی مروت تجھین اللہ نہین ہے

مشتاق ستم ہوگا نہ جیسا کوئی بسمل
ہر زخم کی قاتل کی طرف آنکھ لڑی ہے

سینے پہ مرے ہاتھ ہے اُسکا پئے تسکین
تھم اے دلِ بیتاب کہین وہ نہ اُچھل جائے

چمن اشکِ مجنون سے سینچا ہے شاید
کہ سنبل مین گیسوے لیلے کی بو ہے

آئینہ ہون مین شاید جو دیکھتا ہے مجھکو
ہندو ہو یا مسلمان اپنا سا جانتا ہے

خواب مین آئے تھے وہ غیر کے ساتھ
کھل گئی میری آنکھ خیر ہوئی

تکلیف ہے پرسش گدا کو ہے مناسب
شاہون کی طرح کچھ غمِ عالم تو نہین ہے

بے ادب کچھ ہم نہین خواہش ہم آغوشی کی کیا
دو نگاہین جب ملین گی ہم بغل ہو جائینگے

تمت

قطعات تاریخ

منشی محمد ممتاز احمد صاحب آرزو خلف حضرت مصنف

ورق تصویر کا ہے ہر ورق ہر صفحہ آئینہ	مضامین جمع ہین یا مہ جبینون کا یہ مجمع ہے
کھچے جاتے ہین کیون دل آرزو کیون ہوش اڑتے ہین	پریزادون کی محفل یا حسینون کا مرقع ہے ۱۳۱۳ھ

حکیم محمد عبد الکریم خان صاحب برہم فتحپوری

این نغز کلام کیست دانی	کاندر ہمہ دہر ہمچو جان است
برہم دل و دیدہ کن نثارش	دیوان اسیر نکتہ دان است ۱۳۱۳ھ

مولوی محی الدین حسین خان صاحب تسنیم پروفیسر محبوب کالج سکندرآباد

زہے جوش طبع روان امیر	مضامین کا دریا ہے اک بہ رہا
کہی مین نے تسنیم تاریخ طبع	صنمخانۂ عشق ہے بے بہا ۱۳۱۳ھ

حافظ جلیل حسن صاحب جلیل

سارے مصرع قد دلبا جواب	ساری سطرین رخ انور کا جواب
خوب دیکھا جو صنمخانۂ عشق	پایا بتخانہ آزر کا جواب ۱۳۱۳ھ

حضرت علی عبد القادر شمس القادری المدعو بہ مرشد علی الحنفی القادری البغدادی المتخلص بالہام والعاصی

کرد عشق آباد دیوان را تمام — حسنِ طبعِ عشق بنیانِ امیر
گفت تاریخش جمالِ عشقباز — اے ہمہ عشقیت دیوانِ امیر
١٣١٣ھ

ولہ

چھپا جو آپ کا دیوان تو شاعروں نے کہا — کہ آپ سعدیِ شیوا بیانِ عہد ہوئے
جمال یہ درِ شہوار سال کر دو نثار — امیر خسروِ ہندوستانِ عہد ہوئے
١٣١٣ھ

محمد حسام الدین صاحب حسام خلف مولوی حافظ محمد نوراللہ

کیسے کیسے ہین شعر معنی خیز — سمجھین وہ انکو ہون جو ذو معنی
مصرعِ سال بھی ہے باغ و بہار — ہین یہ الفاظ پھول بو معنی
١٣١٣ھ

حافظ محمد علی صاحب حفیظ جونپوری

کیا ہے عطر گلہائے مضامین — معطر بزمِ اربابِ سخن ہے
حفیظ اچھا کھلا تاریخ کا پھول — نہین دیوان تر و تازہ چمن ہے
١٣١٣ھ

مقرب الخاقان اُستاذ السلطان بلبلِ ہندجہان اُستاد ناظم یار جنگ

دبیر الدولہ فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی

واہ کیا دیوان کہا ہے لاجواب — ابتدا سے انتہا تک بے نظیر
شوخیِ الفاظ ہے یا برقِ شوخ — بارشِ مضمون ہے یا ابرِ مطیر
لفظ مصرع بیت سب جادو بھرے — دلفریب و دلستان و دلپذیر
ہر نکیلا شعر دل مین چبھ گیا — اس سے بڑھ کر کوئی کیا مارے گا تیر

یہ سخن ہے لائقِ بزمِ سخن — یہ سخن ہے قابلِ شاہ و وزیر
یہ کلام ایسا کلام استا کلام — ہے نشانِ مصحفی شانِ اسیر
محو ہو جاتے جو اسکو دیکھتے — ناسخ و آتش تو کیا مرزا و میر
فیض لین اس سے نغانی و فغان — داد دین اسکی ظہیر او ظہیر
مستند کیونکر نہو ایسا کلام — جو کہا گویا ہے پتھر کی لکیر
بھاگنے کی راہ ڈھونڈین عیب جو — اپنا اپنا کان پکڑین حرف گیر
آج ہے یہ طوطیِ معجز بیان — بلبلِ ہندوستان کا ہمصفیر
ایسا استادِ زمانہ پھر کہان — زندہ رکھ تو اسکو یا ربِ قدیر
ہے یہی اسے داغ اسکا سالِ طبع — کہدے تو زیبا خیالاتِ امیر ۱۳۱۳ھ

ولہ

اس گنج سخن سے تا قیامت — محروم نہونگے طالبِ فیض
یہ داغ نے سالِ طبع لکھا — دیوانِ امیر صاحب فیض ۱۳۱۳ھ

محمد ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری

میرے استاد کا پہلا دیوان — تھا بلاغت کے چمن کا گلِ تر
اسکی تاریخ یہ کہدے اے دل — اب فصاحت کا چھپا ہے دفتر ۱۳۱۳ھ

منشی امتیاز احمد خان صاحب راز

قالبِ طبع مین آیا جو صنمخانۂ عشق — جتنے مشتاق تھے پھرنے لگے دیوانے سے
راز تاریخ کہی مین نے جو کہلا دیوان — نکل آئی ہے پری سجکے پریخانے سے ۱۳۱۳ھ

سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری

اشعار ہین یا گوہر شہوار کی لڑیان
ترتیب کی تاریخ کہی ہین نے یہ زاہد
یہ لطف لطافت کسی دیوان مین کہان ہے
دھوئی ہوئی کیا چشمۂ کوثر سے زبان ہے

سید ولایت احمد صاحب شمیم خیرآبادی سب انسپکٹر سعدآباد ضلع متھرا

عشاق کی جان یہ صنمخانہ ہے
کہتا ہے شمیم دیکھکر حسن کلام
معشوقون کی آن یہ صنمخانہ ہے
اللہ کی شان یہ صنمخانہ ہے

مولوی محمد مظفر حسین صاحب صبا خلف اکبر مولوی یوسف علی مرحوم

اک پھول ہے گلشن مین صنمخانۂ عشق
کیا حسن دکھاتا ہے صبا آنکھون کو
اک لعل ہے معدن مین صنمخانۂ عشق
اعجاز کے دامن مین صنمخانۂ عشق ١٣١٣ھ

مولوی محمد عبدالواسع صاحب صفا خلف مولوی یوسف علی مرحوم

صفا نزاکت مضمون دکھا رہی ہے بہار
برنگ لالہ ہے ہر شعر رنگ مین ڈوبا
سخن کے باغ مین ہے تازہ گل صنمخانہ
ڈھلا ہے حسن کے سانچے مین گل صنمخانہ ١٣١٣ھ

سید مومن حسین صاحب صفی امروہوی

مداح امیر لکھنوی کے
دیوان دوم چھپا جو ان کا
لفظون سے عیان رخ معانی
ہین سارے سخن شناس انسان
ہر ایک کے تن مین پڑگئی جان
آئینہ ہے اس صفا سے حیران

ہر نقطے مین بے شمار نکتے — ہر نکتے پہ نکتہ فہم قربان
خوش ہو کے کہی صفی نے تاریخ — چھاپا بجید ایہ خوب دیوان
١٣١٣ھ

منشی محمد مسعود احمد صاحب ضمیر خلف کوچک حضرت مصنف

گوہر و جوہر صنمخانے کے ساتھ — دیکھکر بولا یہ چرخ چنبری
نور کی تاریخ ہے یہ اے ضمیر — ایک جا ہین ماہ زہرہ مشتری
١٣١٣ھ

منشی سید قمر الدین احمد صاحب قمر تحصیلدار ملازم دار الاقبال بھوپال

حسن صورت حسن معنی دونون مین یکتا ہی یہ — ہے نئی بندش نئے مضمون نیا ہر شعر ہے
فکر رنگین نے کہی تاریخ ترتیب اے قمر — دیکھنا کیا رنگ مین ڈوبا ہوا ہر شعر ہے
١٣٠٦ھ

محمد قادر علی خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

نواب رامپور کے استاد کا جواب — دیکھا نہ آج تک تہ چرخ کہن سنا
غل ہے یہ انکے دوسرے دیوان کی طبع کا — چھوڑا گلون نے زمزمہ بلبل کا اُن سنا
قادر ہوا جو گوش بر آواز بہر سال — دل سے امیر سحر بیان کا سخن سنا
١٣١٣ھ

منشی امرناتھ صاحب نصیب ہیڈ کلرک پوسٹماسٹر جنرل لاہور

بت ہے بہزاد ہے حسن صنمخانۂ عشق — نام ہی نام ہے مانی کا نہین کچھ بھی نہین
یہ صنمخانہ ہے یارب کہ پریخانہ ہے — سامنے جسکے صنمخانۂ چین کچھ بھی نہین
١٣١٣ھ

منشی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر بنارسی

نیر دیوان اک چمن ہے — اشعار یہ پھولون کی ہین چھڑیان
کیسی ہے چمک دمک کی تاریخ — مصرع ہین یہ موتیون کی لڑیان
۱۳۱۳ھ

منشی محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت مہتمم تصویر سخن

ہو سکے کیا وصف دیوان امیر — ہے سراپا دلپسند و دلپذیر
لکہ وجاہت مصرع تاریخ طبع — بے بہا ہے یہ کلام بے نظیر
۱۳۱۳ھ

محمد حبیب حسن وحشی دیوبندی مقیم حال روڑکی

ہوا شاہد مدعا جلوہ گر — چھپا ہے کلام جناب امیر
پئے غنچۂ خاطر شا یقین — صبا ہے کلام جناب امیر
دل خلق مین صورت بوے گل — بسا ہے کلام جناب امیر
عروس سخن کے لیے لا کلام — ادا ہے کلام جناب امیر
کرے ناز لے جسقدر دون کی — بجا ہے کلام جناب امیر
نہ کیون ختم ہو جاے شوق سخن — سُنا ہے کلام جناب امیر
نہ وحشی کو کیون فکر تاریخ ہو — بھلا ہے کلام جناب امیر
یہ آنے لگی چار سو سے صدا — نیا ہے کلام جناب امیر
۱۸۹۶ع

تمت بالخیر

تصنیفاتِ حضرت امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

خیابانِ آفرینش مع محامدِ خاتم النبیین - اس مین حضرت امیر مینائیؒ کا نعتیہ کلام جو غیر مطبوعہ تہا وہ بھی شریک کیا گیا ہے قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

صبحِ ازل (مسدس) حضرت سرورِ کائنات صلعم کی ولادتِ باسعادت کے بیان قیمت ار

لیلتہ القدر - (مسدس) معراج شریف کے بیان مین قیمت (۲ر)-

نورِ تجلی (مثنوی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قیمت (۲ر)

شام ابد (مسدس) وفات شریف کے بیان مین قیمت (ار)

ابر کرم - (نظم) صالحین کرام کے حکایات قیمت (۴ر)

نماز کے اسرار - (نثر) نماز کی حقیقت اور فائدے قیمت (۴ر)

زاد الامیر - (نثر) مجموعۂ ادعیہ صحیحہ ماثورہ قیمت (۵ر)

صنمخانۂ عشق - دوسرا عاشقانہ دیوان تیسری بار بنہایت اہتمام سے تیار ہوا ہے قیمت (عہ/۲)

مخزن القوافی - اس مین ردیف الف سے یا تک تمام قافیے جمع کئے گئے ہین قیمت (۸ر)

مثنوی راسخ - فارسی از راسخ سرہندیؒ قیمت (۴ر)-

نوٹ - محصول ڈاک وغیرہ ذمہ خریدار - پتہ صاف لکھئے ورنہ تعمیل نہ ہوسکیگی -

ملنے کا پتہ

منیجر دفتر امیر المطابع حیدرآباد دکن